



f i c n New Era Magazine

تو یار میرا

از قلم جیا بلوچ



نویار ۱۱ سپٹمبر

www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(ویب اسپیشل ناول)

تویار میرا

از جیابلوچ

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جیابلوچ نے یہ ناول (تویار میرا) صرف اور صرف نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھا ہے۔ اس ناول (تویار میرا) کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام صرف اور صرف نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کے نام محفوظ کیے جاتے ہیں۔ لہذا کسی بھی ادارے، ڈائجسٹ، سوشل میڈیا، ویب سائٹ یا کوئی بھی فرد بمعہ مصنف کو اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں شائع کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں قانونی کارروائی کی جائے گی۔

شکریہ

ادارہ: نیو ایر میگزین

Copyright by New Era Magazine

یہ کہانی دوستی پر مبنی ہے، دوستوں کے درمیان نوک جھونک، مزاح پڑھ کر آپ اپنی نجی زندگی کی ٹینشن بھول جائیں گے اور اپنے دوستوں کے ساتھ گزارا وقت یاد کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ یہ کہانی میں نے 2016 میں جب میں آٹھویں جماعت میں تھی تب لکھی اپنے فرینڈز گروپ پر ہم آٹھ لڑکیاں تھیں۔ اس کے بعد ہمارا گروپ تو ٹوٹ گیا ظاہر ہے پڑھائی کے لیے ادھر ادھر جانا پڑتا مگر چار اب تک رابطے میں ہیں اور ایف ایس سی تک ساتھ رہیں۔ پھر نئے دوست بھی بنے مگر کہانی ان آٹھ کے گرد ہی گھومتی نظر آئے گی سوچا کہ ان کی جگہ نئی دوستوں کے نام ایڈ کروں مگر پھر دل نہیں مانا۔ میرا ناول "کملی تے ملنگ" پڑھنے کے بعد مجھ سے فرمائش کی گئی کہ فنی ناول لکھوں بہت رلا لیا کملی تے ملنگ کی وجہ سے تو سوچا کہ "زندگی گل و گلزار ہے" کو پینڈنگ میں رکھوں اور فنی ناول کا مائنڈ بن ہی گیا ہے تو لکھ ڈالوں۔ یہ ناول میرے پاس پہلے سے لکھا ہوا موجود ہے تو نام میں ذرا تبدیلی کی اور "کھٹی میٹھی یاریاں" سے "تویار میرا" رکھا اور مزید ایڈیشن کر کے اپلوڈ کر رہی ہوں کچھ حقائق کے ساتھ افسانوی کردار اور فرضی باتیں بھی ہوں گی۔ سو، اس مکس اپ کو انجوائے کریں۔

تمہیں پتہ ہے سنبل اور سپنکا UET لاہور میں میرٹ بن گیا ہے اور ان کا ایڈمیشن بھی وہاں ہو گیا ہے۔ میں نے بھی پنجاب یونیورسٹی میں داخلہ لینا ہے مگر ابھی وہاں داخلے کھلے نہیں ہیں۔ لیکن ایک ڈیڑھ ماہ میں کھل جائیں گے تو ہمارا تو ہو گیا ہے کنفرم کہ ہم لاہور جا رہے ہیں۔ جیانے واٹس ایپ پہ اپنی دوستوں کے گروپ "گوسپ گرلز" میں واٹس میسج بھیجا۔

مجھے تو پہلے ہی پتہ تھا کہ لاہور سے آگے تم لوگوں کی دوڑ نہیں ہے۔ نہانے سارا دن اپنی امی سے کی گی بھڑاس واٹس میسج پر نکالی۔ جب سے اسے معلوم ہوا تھا کہ ان کے گھر والے لاہور جانے پر مان گئے ہیں اس نے اپنی امی کو راضی کرنا شروع کیا مگر مجال ہے کہ اس کی امی بیگم کی نہ ہاں میں بدلی ہو۔

ہیں؟ یار سچ میں مجھے بھی جانا ہے، مجھے لے چلو۔ عاشی نے خوشی کا اظہار کرتے اپنا دکھڑا بھی سنایا۔

یار نہیہا تم دعا کرو میرٹ لسٹ میں نام آجائے جب نام آئے گا تو دیکھنا کیسے گھر والے کان سے پکڑ کر لاہور چھوڑ آئیں گے۔ سنبل نے مشورہ دیا۔

نیہا جل کٹر ہم لاہور تک تو پہنچ گئے ہیں تم یہاں تک پہنچ کر دکھا دو بڑی بات ہے۔ سپنا کاوائس میسیج سن کر نیہا تلملا اٹھی اور فون رکھ کر ماں کو دیکھا۔ سارا دن ماں سے مغز ماری کی تھی مجال ہے جو اکلوتی بیٹی ہونے کا کوئی فائدہ ہونے دیا ہو۔

اب تو میں انھیں لاہور پہنچ کر پوچھوں گی۔ نیہا سے رہانہ گیا تو پھر سے فون اٹھایا اور ڈیٹا آن کر کے چپکے سے میسیج پڑھنے لگی۔

ہاں یار میں پھر بات کرتی ہوں مماسے۔ عاشی نے ارادہ بنایا۔
یار عیشو کہاں ہے؟ میں نے اس کا نام دیکھا ہے میرٹ لسٹ میں۔ سنبل نے میسیج ٹائپ کیا۔

کونسی لسٹ؟ ابھی کوئی رہتی تھی۔ مونانے بلا آخر میسیج پڑھتے پڑھتے ٹائپ کیا۔
ہاں یار آج UET کی چوتھی لسٹ لگنی تھی وہی میں نے چیک کی کہ عیشو کا نام ہے یا نہیں شکر کہ اس کا آگیا نام اب اس کے گھر والے بھیج دیں گے۔ سنبل نے خوشی سے وائس ریکارڈ کر کے سینڈ کی اس بات سے بے پرواہ ہو کر کہ سننے والے سن کر استغفار پڑھیں یا قصد کریں کہ کبھی پھر اس کی وائس نہیں سنیں گے۔

ہااااے! سچ میں سنبل میرا نام آگیا ہے۔ عیشو کی خوشی میسج سے واضح ہو رہی تھی۔

یار ہمیں نہیں پتہ اب تم لوگ رہ گئے ہو اپنے گھر والوں کو مناؤ ہمیں یہ چار سال بھی ساتھ گزارنے ہیں بس۔ جیانے دھمکی آمیز پیغام بھیجا اور سب نے نئے ارادے سے گھر والوں کو منانے کا قصد کیا۔

جیا، سنبل، سپنا، مونا، نیہا، عاشی، عیشو اور کشف آٹھوں بہت اچھی دوستیں ہیں۔ جیا اور سنبل دونوں نہ صرف بہنیں ہیں بلکہ ایف، ایس، سی تک کلاس فیلورہ چکی ہیں۔ یونیورسٹی میں آکر دونوں نے اپنی پسند کی فیلڈ چنیں۔ سپنا ان کی خالہ زاد ہے۔ جبکہ نیہا اور عیشو آپس میں کزنز ہیں۔ سنبل، سپنا، عیشو اور نیہا نے ایف ایس سی پری انجینئرنگ کی تھی سو، Ecat دینے کے بعد UET میں چاروں کا آگے پیچھے نام آگیا۔ جیا، مونا اور کشف نے ایف ایس سی میں بائیور کھی تھی۔ جیا کے مارکس اچھے تھے گھر والے چاہتے تھے ڈاکٹر بنے مگر اس کی دلچسپی اردو لٹریچر میں تھی اور اتنی تھی کہ چھٹی جماعت سے اس نے کہانیاں لکھنی شروع کر دیں۔ سو، MDcat تو کلئیر نہ ہو سکا اور قسمت نے بھی جیا کا ساتھ دیا یوں مستقبل کے کئی مریضوں کی شامت جو اس کے ہاتھوں آتی اپنی خوش قسمتی کے باعث بچ گئے۔ جیانے پنجاب یونیورسٹی میں بی ایس اردو کے لیے اپلائے کر دیا۔ رہ گئی عاشی تو اس نے ایف ایس سی میں کمپیوٹر سبجیکٹ رکھا تھا۔ سو، اس

نے کشف کے ساتھ پنجاب یونیورسٹی میں بی ایس انگلش کے لیے اپلائے کر دیا۔ مونا نے بی ایس سائیکالوجی میں ایڈمیشن لیا۔ ان کی دوستی اس حد تک تھی کہ فیملی فرینڈز کہا جاسکتا ہے۔ سو، بڑوں نے بچوں کی فرمائش کو مد نظر رکھتے ہوئے ہاسٹل کی بجائے ایک مکان رینٹ پر لے دیا۔ یوں، کچھ عرصے بعد وہ آٹھوں ایک بار پھر جمع ہونے جارہی تھیں۔

جیا، نہیا، عیشو، سنبل، سپنا سب نئے ٹھکانے پر آچکی تھیں ایک ہفتے بعد ان کی باقاعدہ کلاسز شروع ہونی تھیں۔ مگر ابھی تک کشف، عاشی اور مونا کا کوئی اتاپتہ نہیں تھا۔

یار، ویسے تم لوگوں کو نہیں لگتا یہ گھر تھوڑا بڑا ہوتا۔ جیا، سنبل، سپنا، عیشو اور نہیا پورے گھر کا جائزہ لینے کے بعد ستانے کے لیے بیٹھیں تو جیا نے کہا۔

اچھا ہے نہ گھر کی صفائی کرنے میں کم وقت لگے گا۔ نہیا نے خوش ہو کر کہا۔ اس کی بات سن کر جیا کے دماغ میں چھوٹے سے گھر کا نقشہ گھوم گیا۔ چھوٹا سا صحن، اوپن کچن، لیونگ روم اور دو کمرے، تین واش روم جبکہ چھت پر کوئی کمرہ نہیں تھا۔ ایک کمرے میں انھوں نے اپنا اپنا سامان رکھا تھا جبکہ دوسرے کمرے میں کارپٹ بچھا کر اپنے بستر لگا دیے۔ اب لیونگ روم میں ڈیرہ جمائے بیٹھی تھیں۔

لگے گا تو سہی اگر کی بھی جائے صفائی تو۔ سنبل نے ڈھکے چھپے انداز میں اپنی کام چوری کا ثبوت دیا کہ اس سے کسی قسم کے کام کی توقع نہ رکھی جائے۔

ہاں یار صفائی کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ عیشو نے بھی سنبل کا ساتھ دینے کی کوشش کی۔

جیہ لوگ ابھی سے اپنی نااہلی کا ثبوت دے رہی ہیں میں بتا رہی ہوں کوڑے کے ڈھیر پر نہیں رہوں گی۔ سپنا نے جیہ سے کہا جواب اٹھ کر کاغذ پین لیے کچن کالانے والا سامان لکھ رہی تھی۔

میں پہلے بتا رہی ہوں خبردار جو کسی نے اپنے حصے کا کام چھوڑا سب اپنی اپنی باری کے مطابق اپنے حصے میں آنے والا کام کریں گے اس سلسلے میں کوئی کوتاہی برداشت نہیں کروں گی ورنہ تم لوگوں کے کارنامے حرف بہ حرف تم لوگوں کے گھر والوں کو سناؤں گی۔ جیا ان سب کی طرح چنچل، اور انتہا کی شرارتی نہیں تھی بلکہ قدرے موڈی تھی سو وہ سب اس کی بات کو ٹالتی نہیں تھیں۔

یہ ہوئی نہ بات۔ سپنا نے جیا کی تائید کی۔

ہنہ، یہ تو سدا جیا کی چمچی ہی رہے گی۔ نیہا نے سپنا کو گھوری ڈالی جس پر سپنا نے بھی اسے کرارے جواب سے نوازا۔

میں چمچی ہوں تو تم پلیٹ بن جاؤ جیہ کی۔ سپنا کم بولتی تھی مگر ان سب کو اس سے ایسے جواب کی توقع نہیں تھی۔ سنبل، عیشو اور جیا کا قہقہہ بلند ہوا تو نیہا کے سر پہ لگی اور تلوؤں پہ بچھی۔

تم سب بھی ہنسنے کی بجائے ڈنر سیٹ بن جاؤ۔ نیہا پاؤں پٹختی ہوئی صحن کو نکل گئی۔ اتنے میں باہر دروازے پر بیل بجی۔

کون ہو سکتا ہے؟ سب نے دروازے کی طرف دیکھا جہاں سے نیہا کے ساتھ عذرا آنٹی (مالک مکان) اندر داخل ہوئیں۔ وہ سب ان کا سر سری ساڑ کر اپنے گھر والوں سے سن چکی تھیں مگر دو بد ملاقات اب ہونے والی تھی۔ وہ ساتھ والے گھر میں ہی رہتی تھیں اور یہ گھر رینٹ پر دے رکھا تھا۔

لڑکیو! سلام کارواج نہیں ہے کیا؟ وہ اپنے موٹے جسم کو سنبھالتی ہانپتی ہوئیں آگے بڑھیں اور ایک کرسی پر بیٹھ گئیں۔

آنٹی سلام تو بعد میں کریں گے پہلے آپ کا جائزہ تولے لیں مگر آپ کا تو سراپا شر قاً غرباً اتنا پھیلا ہوا ہے کہ سوچ رہی ہوں آپ کا جائزہ ملتوی کر کے پہلے سلام کر ڈالوں۔ عیشو کی بڑبڑاہٹ اتنی تھی کہ وہ سب باآسانی سن چکی تھیں جیانے اسے گھوری ڈالی وہ اپنے انہی کارناموں سے انھیں اس گھر سے نکلوانے والی تھی۔

ہیں؟ کیا کہا؟؟ عذرا آئی نے بہروں کی طرح کان کے پیچھے ہاتھ رکھ کر پوچھا سپنانے
شکر ادا کیا کہ سنا نہیں ورنہ عیشو تو عذرا آئی کے مقابلے میں اتنی دہلی پتلی تھی کہ وہ اس
کو گلے لگا کر موت کی وادی کی سیر کروا سکتی تھیں۔ سپنانے اپنے ہی خیال پر جھرجھری
سی لی۔

کچھ نہیں آئی کچھ بھی تو نہیں کہا بس سلام کیا ہے۔ پھر سے کریں کیا؟ جیانے بات
سنجھانے کی کوشش کی۔

اچھا اچھا وعلیکم السلام بات یہ ہے بیٹا کہ مجھے کم سنائی دیتا ہے۔ ایک بات بتاؤ آٹھ
لڑکیوں نے آنا تھا تم تو پانچ نظر آرہی ہو باقی تین کہاں ہیں؟ عذرا آئی نے فوراً شکی
نگاہیں ان پر گاڑتے پوچھا۔

وہ ابھی آئی نہیں ہیں اور جو آئی ہیں مجھے لگتا ہے آپ کو دیکھنے کے بعد وہ بھی بھاگ جائیں
گی ہی ہی ہی۔ نیہانے بھی چٹکلہ چھوڑا۔

ہا ہا ہا۔۔۔ عذرا آئی نے منہ پھاڑ کر قہقہہ لگایا۔۔۔ ان سب نے حیرت سے ایک
دوسرے کو دیکھا بھلا کوئی اپنی بے عزتی پر بھی ہنستا ہے۔

ہا ہا کم سنائی دیتا ہے۔۔۔ ہنس لو، ہنس لو۔۔۔۔۔ ہا ہا عیشو نے انھیں یاد دلایا۔

دیکھو لڑکیو! تم جوان جہان لڑکیوں کو کرائے پر مکان دے کر میں غافل نہیں رہ سکتی کل کو کوئی اونچ نیچ ہو گی تو دنیا والے مجھ سے باز پرس کریں گے۔ اس لیے میں تم لوگوں پر کڑی نظر رکھوں گی اور میرا آج آنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا مگر تم لوگوں کے قہقہے سنے تو اٹھ کر آنا پڑا۔ تم لوگوں کی آوازیں صاف صاف میرے صحن میں بیٹھ کر سنی جاسکتی ہیں۔ اس لیے خبردار جو میں نے اونچی آواز سنی۔ ان کی کرخت آواز پر وہ سب سر جھکا کر کن اکھیوں سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں انھیں بھی عجیب بہرا پن تھا پاس بیٹھ کر آوازیں سنائی نہیں دیتی تھیں اور اپنے صحن سے قہقہے سن کر ان کی واٹ لگانے آگئیں۔

جی آنٹی اب آپ کو کوئی آواز نہیں سننے کو ملے گی، بے فکر رہیں۔ جیانیے مسکرا کر یقین دہانی کروائی۔

سامنے والے گھر میں چھڑے چھانٹ لڑکے رہتے ہیں، خبردار جو کسی نے منہ ماری کی ہو تو اور آج رات کا کھانا میرے ہاں کھانا کیونکہ راشن تو تم لوگوں نے لیا نہیں ہو گا نہ۔ وہ گٹھنے پر زور ڈالتی اٹھی تھیں۔

آنٹی اب ہم مروت میں بھی نہ نہیں کہہ سکتے ہاں اگر راشن پانی ہوتا تو ضرور منع کرتے مگر اب تو ہم شام ہوتے ہی آجائیں گے۔ سنبل نے مروت بالائے طاق رکھتے کہا۔

اب میں چلتی ہوں۔ وہ اپنا بھاری بھر کم وجود سنبھالتیں گھر سے باہر نکل گئیں۔
جاؤ دروازہ بند کر دو۔ جیا نے نیہا کو اشارہ کیا جو دروازے میں ہی کھڑی تھی۔ اس کے
اشارہ کرنے پر وہ منہ بناتی باہر نکلی۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی
ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ
کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے
ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات
کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین

دروازہ بند کرتے وہ واپس مڑی تو اپنے سامنے جینز شرٹ میں نقاب پوش کو دیکھ کر
چونکی۔ جس نے اس کے سامنے چھری لہرائی تھی۔

Copyright by New Era Magazine

کک۔۔ کون ہو تم؟ یہاں سے دیکھا جو نجانے اچانک کہاں سے نمودار ہوا تھا۔

اندر چلو خاموشی سے۔ اس کے ہاتھ میں چاقو دیکھ کر وہ سہمی ہوئی اندر کی طرف بڑھی۔

یہاں تمہیں بازار سے کچھ منگوانا ہے تو بتا دو میں لسٹ میں لکھ ڈالوں۔ جیانے مصروف سے انداز میں پوچھا مگر اس کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر دیکھا تو وہیں سن رہ گئی۔

نقاب پوش کے ہاتھ میں چھری دیکھ کر وہ سب خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھیں۔ انہیں آئے ابھی ایک دن ہی گزرا تھا اور چور پہلے سے چھری لہراتا آن پہنچا۔

ہمارے گھر میں تو برتن بھی نہیں کہ اس کے سر میں دے ماریں۔ وہ سب قطار میں کھڑی تھیں تب سنبل عیشو کے کان میں گھسی۔

ہاں مگر جھاڑو تو ہے۔ عیشو نے سپنا کے قریب پڑے جھاڑو کی طرف اشارہ کیا۔

خبردار، کسی نے سرگوشی کرنے کی کوشش کی۔ نقاب پوش نے کہا۔

تو کیا اونچی آواز میں بات کر لیں؟ سپنا نے ہونقوں کی طرح سوال کیا۔

تم ہمیشہ بونگی ہی رہنا۔ یہاں سے اس کا مذاق اڑایا۔

دیکھو چور صاحب ہم تو یہاں نئے نئے شفٹ ہوئے ہیں تمہیں یہاں چوری کے لیے برتن بھی نہیں ملیں گے اس لیے میری مانو تو کچھ دنوں بعد آجانا۔ عیشو نے مسکراتے ہوئے چاقو کو دیکھا۔ وہ سب اس چاقو سے خوفزدہ تھیں۔

تم لوگوں سے مشورہ نہیں مانگا چپ کر کے اس کمرے کی طرف چلو۔ مجھے جو چرانا ہوگا میں چرالونگا۔ وہ انھیں بیڈروم کی طرف اشارہ کرتے بولا۔

عیشو نے سپنا کو اشاروں میں جھاڑو سے حملے کو کہا مگر وہ سدا کی بونگی سمجھ نہیں پائی۔ چلو دیر نہ کرو مجھے صرف یہیں چوری نہیں کرنی۔ نقاب پوش نے کہا تو مجبوراً وہ قطار بنا کر چلنے لگیں تب ہی عیشو نے لپک کر جھاڑو اٹھایا اور نقاب پوش کے سر میں پوری طاقت سے لکڑی والا جھاڑو مارا۔ موقع سے فائدہ اٹھاتے تمام لڑکیاں اس پردھاوا بول چکی تھیں۔ ایک نے اس کے ہاتھ پکڑے، دوسری نے ٹانگیں، ہے تیسری نے چاقو لہرایا، چوتھی نے نقاب کھینچا۔

ہا، ہائے۔ وہ ایک بار پھر کشف عرف کاشف بھیا سے دھوکہ کھا گئیں۔ وہ لڑکی پیدا ہوئی تھی مگر کام سارے لڑکوں والے کرتی تھی۔ ڈریسنگ اور ہمیرکٹ بھی لڑکوں والا تھا۔ پھر چہرے پر نقاب ڈال کر وہ مکمل لڑکا لگ رہی تھی۔

کاااااا شف بھیا! تم نے ٹھیک نہیں کیا۔ میں تو سچ میں ہی ڈر گئی تھی یار۔ یہاں نے سینے پر ہاتھ رکھتے اک گہری سانس لے کر خود کو ڈھیلا چھوڑا۔ تمام لڑکیاں اطمینان سے بیٹھی تھیں۔

اب یہ بتاؤ تم اندر کب اور کیسے آئیں؟ جیانی حیرت سے پوچھا۔

ارے اسی وقت جب وہ موٹی انٹی تم لوگوں کو لیکچر دے رہی تھی۔ دروازہ کھلا ہوا تھا تو میں نے سوچا موقع سے فائدہ اٹھاؤں۔ کشف نے کھلکھلا کر کہا تب ہی سر میں درد کی ٹیسیں اٹھیں۔

یار کیا جھاڑو مارا ہے سر میں درد ہو رہا لیکن تنکے کب سے ڈنڈے کی طرح بجنے لگے سر میں۔ کشف نے سر پکڑ کر جھاڑو کی طرف دیکھا تنکوں کے درمیان اسے جھاڑو میں ڈنڈا نظر آیا۔

درد ہو رہا ہے؟ سپنانے پوچھا۔

قسمے بہت ہو رہا۔ کشف عرف کاشف بھیا نے معصوم سامنے بنایا۔

ہاں تو کس نے کہا تھا چھری دیکھا کر کبھی ناہونے والی مردانگی دکھاؤ اب بھگتنا تو پڑے گا۔ سنبل نے بھی کندھے اچکائے۔

میں تو یہ شکر کر رہی ہوں کہ کشف تھی اگر دروازہ کھلا دیکھ کر سچ میں کوئی چور داخل ہو جاتا تو۔ خبردار جو دروازہ بند کرنے میں لا پرواہی برتی تو۔ جیانے سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے انھیں خبردار کیا۔

شام تک مونا اور عاشی بھی آگئیں تو وہ آٹھوں عذرا انٹی کے گھر کھانے کے لیے نکل گئیں۔

بھائی! بھائی وہ آگئیں۔ تیرہ سالہ پنکو نیکر بنیان پہنے، کندھے پر رومال رکھے دوڑتا ہوا آیا

کون آگئیں؟ اور تم تو تندور سے روٹیاں لینے گئے تھے کہاں کی خاک چھان کر آرہے ہو؟ روشیل نے پنکو کو خالی ہاتھ دیکھ کر ناگواری سے پوچھا۔

وہیں کی خاک جس کی آج سے آپ سب چھاننے والے ہیں۔ اس نے مزے لے کر بات کہی۔

ہیں؟ ہم کیوں خاک چھانیں گے آج تک آٹا تو چھانا نہیں ورنہ روٹیاں ہی بنا لیتے۔ ایان عرف موٹو مین نے اپنے سمیت سب کی کام چوری کار ونا رویا۔

انھیں چھوڑو صاف بتاؤ کون آگئیں اور کہاں سے آرہے ہو؟ روشیل نے پنکو سے استفسار کرنا چاہا۔

وہاں سے جہاں مرنے کے بعد جاتے ہیں۔ اس کی عادت تھی مومو والا ڈرامہ دیکھ دیکھ کر ادھوری باتیں کرتا تھا۔

مرنے کے بعد تو قبر میں جاتے ہیں۔ یاسر نے اپنے تئیں سمجھداری کی بات کی۔
ارے نہیں بھائی قبر میں وہ تھوڑی ہوتی ہیں۔ پنکو جھنجھلایا۔

کون وہ؟ مدنی نے چیونگم کا غبارہ پھوڑتے پوچھا۔

وہ جو مرنے کے بعد ہر آدمی کو ستر ملیں گی۔ پنکو کی بات سن کر وہ سب اچھلے اور یک زبان ہو کر بولے :

حوریں، لیکن زمین پر کہاں دیکھ لیں؟ معاذ اس کے قریب آ کر بے یقینی سے دیکھنے لگا۔ ہمارے محلے میں بھائی اور وہ بھی سامنے والے گھر سے پوری آٹھ ایک ساتھ۔ پنکو نے دل پر ہاتھ رکھ کر کہا جیسے ایک ساتھ اتنی لڑکیاں پہلی دفعہ دیکھ کر وہ یقین نہ کر پارہا ہو۔ کیاااااا؟ روشیل نے بے یقینی سے پوچھا۔

ہاں بھائی۔ وہ سب روشیل کے بگڑتے زاویے دیکھ کر الرٹ ہوئے۔ تم لوگ میرے گھر میں نہیں رہ سکتے میں لڑکیوں سے خار کھاتا ہوں تم لوگ نہیں اس لیے میں یہاں تم لوگوں کا وجود برداشت نہیں کر سکتا۔ روشیل کی بات پر ان سب کے منہ اتر گئے۔

تمہیں کیا لگتا ہے ہم لڑکیوں کو چھیڑیں گے؟ سنی آگے بڑھا۔ تم ایسے کہ رہے ہو جیسے میں تم لوگوں کو جانتا نہیں ہوں۔ روشیل نے ایک نظر سب پر ڈالی۔ ان میں ابرار ہمیشہ کی طرح الگ تھلگ بیٹھا میٹھس کر رہا تھا۔ وہ میٹھس کا اس

قدر شوقین تھا کہ جب جب فارغ ہوتا کوئی نہ کوئی حساب کتاب کرتا ہی رہتا۔ وہ اپنے حلقے میں "فیثا غورث کی اولاد" کے نام سے جانا جاتا تھا۔

یار تو خود سوچ ہم کہاں رینٹ پر گھر ڈھونڈتے پھریں گے اب تو بڑی مشکل سے ملتے ہیں کرائے کے مکان اور پھریونی کے قریب ملے یہ الگ مسئلہ۔ یاسر نے ان سب کی تائید چاہی۔

میں کچھ نہیں جانتا یہاں سے وہ لڑکیاں جانہیں سکتیں مگر تم لوگ تو جاسکتے ہو سو، خود دیکھ لو۔ روشیل نے پنکو کو روٹیاں لانے کا حکم جاری کیا اور خود کمرے میں گھس گیا۔ اب تو کیا سوچ رہا ہے؟ سنی کو سر جھکائے محویت سے سوچتے دیکھ کر ایان قریب آیا۔ اگر لڑکیاں چلی جائیں تو روشیل کو ہمارے یہاں رہنے پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ سنی نے کہا۔

ظاہر ہے وہ انہی سے خار کھاتا ہے۔ ایان نے کہا۔
 خار کھانے کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی یار۔ معاز نے چڑ کر کہا۔
 بیچارے کا پیٹ کھانے سے نہیں بھرتا ہوگا اس لیے لگے ہاتھوں خار بھی کھا لیتا ہے۔
 یاسر نے اس کا مذاق اڑایا۔

ہی ہی ہی۔ اس کی بات پر وہ ہنسی نہ روک پائے۔

یار لڑکیاں کیسے جائیں گی؟ ہمیں اپنا بوریا بستر گول کرنا پڑے گا۔ مدنی نے ایسے کہا جیسے ابھی اٹھ کر اپنے ساتھ ان سب کے بستر گول کرے گا۔

سنی کے ہوتے ہوئے نو فکر۔۔۔ تم لوگ بس دیکھتے جاؤ اور میرے پلان پر عمل کرنا۔۔۔ لڑکیاں پاؤں سر پر رکھ کر بھاگیں گی۔۔۔ سنی نے شیطانی مسکراہٹ اچھالی۔

وہ پانچوں سر جوڑے آئیڈیڈ سکس کر رہے تھے جب روشیل نے انہیں شکی نگاہوں سے ٹولنا چاہا۔

شیطان کے چیلے، اگر عذرا آنٹی کوئی شکایت لے کر میرے پاس آئیں نہ تو تم لوگوں کو ذلیل کر کے نکالوں گا۔ اس لیے سوچ لو عزت سے رخصت ہونا ہے یا ذلیل ہو کے وہ بھی لڑکیوں کے سامنے۔ روشیل نے وارننگ دی۔

اب رخصت ہم نہیں وہ ہو نگلیں جن کے سامنے ہمیں ذلیل کرنا چاہتے ہو۔ مدنی نے گلے میں ڈالی چین ہلاتے ہوئے اپنے مخصوص غنڈوں والے اسٹائل میں کہا۔ اتنے میں پنکروٹیاں لے کر آگیا تو انھوں نے کھانے کی طرف دھیان دیا۔

اسلام علیکم! عذرا آنٹی کیسی ہیں آپ؟ وہ آٹھوں اندر داخل ہوتے کورس میں بولیں۔

و علیکم السلام! آگیا تمہارا قافلہ۔ عذرا آنٹی نے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔
یار میں سوچ رہا ہوں یہ موٹی آنٹی خود کھائے گی یا ہمیں کھائے گی۔ کشف عرف کاشف
بھیانے سنبل کے کان میں سرگوشی کی۔

تمہاری موٹی آنٹی ایک وقت بھوکی رہ بھی گی تو کونسا چکرا کے گرجائیں گی لہذا اپنی فکر
کرو ہم لوگوں نے تو صبح سے ایک ایک برگر کھایا ہوا۔ سنبل نے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا

جیا! آنٹی کھانا کب کھلائیں گی میرے پیٹ میں تو چوہے ناچنے لگے ہیں اب۔ عیشو نے
آنکھ بچا کر جیا کو کہنی ماری۔
کون سے گانے پر پر فارم کر رہے ہیں آج؟ جیا نے دبی دبی مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا
تو بھوک سے مرتی عیشو کا دل چاہا اسے ہی نگل جائے۔

تم لوگ اپنا اپنا تعارف کرواؤ جب تک چٹکی دسترخوان لگاتی ہے۔ عذرا آنٹی نے کہا تو
کشف نے اچھنبے سے پوچھا :

یہ چٹکی کون ہے آپ کی بیٹی؟

ارے نہیں ملازمہ ہے میری۔ ویسے تم کون ہو؟ صبح تمہیں نہیں دیکھا۔ عذرا آنٹی نے
ناگواری سے اس کا حلیہ دیکھا اور سمجھ نہ سکیں لڑکا ہے یا لڑکی۔

میرا نام کشف ہے۔ اس نے اچھا تاثر دینے کے لیے دانت نکالے۔
 نام تو لڑکیوں والا ہے مگر حلیہ لڑکوں والا سنو تم کہیں وہ تو نہیں ہو۔ عذرا آنٹی کی بات پر
 جو سہمیٹی نہا کو اچھو لگا جو کچھ دیر پہلے آنٹی نے انہیں سرو کیا تھا۔ کشف نا سمجھی سے
 انہیں دیکھ رہی تھی جبکہ باقی سب کے چہروں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔
 وہ۔۔۔ کیا؟ اس نے سب سے اشارتاً پوچھا۔

ارے۔۔۔ وہی جو ہوتے ہیں۔۔۔ ہی ہی ہی۔۔۔ اب میں کیسے بتاؤں مجھے خود شرم
 آتی ہے۔ عذرا آنٹی نے وہی پہ دونوں ہاتھوں کی تالی خالصتاً خواجہ سراؤں کے انداز میں
 بجا کر وضاحت کی تو کشف عرف کشف بھیا کا دل چاہا موٹی آنٹی کو پھولے ہوئے
 غبارے کی طرح سوئی چبھا کر ساری ہوا نکال دے۔

ہا۔۔۔۔ ہائے آنٹی ایسے تو نہ کہیں یہ لڑکی ہے بس ذرا شوق لڑکوں والے ہیں۔ مونا
 نے بمشکل ہنسی روک کر اسے دیکھا جس کا چہرہ مارے توہین کے سرخ ہو گیا تھا۔
 اچھا اچھا میں تو ڈر ہی گئی تھی کہ پتہ نہیں وہ ہی نہ ہو۔ وہ ایک بار پھر دوپٹہ منہ پہ رکھے
 زور سے ہنسنے لگیں تب چٹکی نے آکر کھانا لگ جانے کی خوش خبری سنائی۔
 وہ لوگ تو سر و قد لڑکی کو چٹکی کہلائے جانے پر حیرت میں پڑ گئی تھیں۔

اوئے پنکو ادھر آؤ۔ کھانا کھانے کے بعد ایان اور سنی معمول کی طرح چھت پر آئے تھے۔ ان کی چھتیں ایسی تھیں کہ دوسرے کے صحن میں باآسانی جھانک سکتے تھے۔ عذرا آئی کے گھر صحن میں معمول سے زیادہ لوگ دیکھ کر انھیں کھٹکاسا ہوا۔ غور سے دیکھنے پر سب لڑکیاں ہی معلوم ہوئیں تو پنکو کو شبہ دور کرنے کے لیے بلایا۔

جی بھائی یہ برتن دھولوں پھر آتا ہوں۔ وہ کچن کی کھڑکی سے منہ نکال کر بولا۔ اوئے برتن کے بچے پہلے ہماری بات سن یہ بعد میں دھولیں جوؤ۔ ایان کی پکار پر پنکو نے سنک کانل بند کیا اور سیڑھیوں کا رخ کیا۔

جی بھائی بولیں۔ کندھے پر رکھے رومال سے ہاتھ پونچھتے لا پرواہی سے گویا ہوا۔ تم نے ان حوروں کو کہاں جاتے دیکھا تھا؟ سنی نے اس کے قریب آکر رازدارانہ انداز میں پوچھا۔

ایں۔۔ کیا مطلب؟ کونسی حوریں؟ میری اماں کہتی ہیں حوریں صرف جنت میں ہوتی ہیں اور پھر ہر ایرے غیرے نتھو خیرے کو بھی نہیں ملتیں۔ اس نے ناک سے مکھی اڑاتے ہوئے ان کی میٹھی میٹھی بے عزتی کر دی تھی۔

اوئے کہنا کیا چاہ رہے ہو تم؟ ایان عرف موٹو مین نے آستین الٹتے ہوئے ابرو اچکایا۔

مطلب آپ لوگ وقت ضائع کر رہے ہی ہی ہی۔۔۔ میرا مطلب تھا۔۔۔۔۔
 آستینیں الٹتے دیکھ کر سہم کر بولا۔۔۔ میں نے تو بس گھر سے نکلتے دیکھا تھا مجھے کیا پتہ
 کہاں گئیں انھیں ایک ساتھ پہلی بار دیکھ کر اٹھے پاؤں گھر لوٹا۔ اس کی بات سن کر ایان
 نے فوراً تیور بدلے۔

اچھا یہ بتانا انھیں دیکھے گا تو پہچان لے گا۔ سنی نے بڑے پیار سے پوچھا۔
 نج۔۔۔ جی پہچان لوں گا۔ اس نے ڈرتے ہوئے مثبت انداز میں سر ہلایا۔
 واااا۔۔۔ کمال کا آدمی ہے تو چھوٹو۔۔۔ ایان نے اس کے کندھے پر ہاتھ مارا۔ اسے
 سمجھ نہ آیا وہ اپنے چھوٹو آدمی ہونے پر خوش ہو یا ایان کی عقل پر ماتم کرے۔
 ادھر آ میرے ویر۔۔۔۔۔ وہ دونوں اس کے دائیں بائیں ہوئے اور دو قدم چل کر
 عذرا آئی کے صحن میں اشارہ کر کے پوچھنے لگے۔۔۔۔۔ یہاں جاؤ کسی کام کے بہانے
 سے اور جا کر پتہ کرو کام کی آڑ میں یہ وہی حوریں ہیں یا کوئی اور۔
 نن۔۔۔ نہ بھائی میں نہیں جاتا اگر روشیل بھائی کو پتہ چلا تو وہ میرے کان مروڑیں گے
 اور سچ میں بڑی زور کا مروڑتے ہیں۔ اس نے فوراً انکار کیا۔
 ارے اوڈر پوک اسے بتائے گا کون چھپ کے جاؤ۔ ایان نے اس کی عقل پر ماتم کیا۔

آپ لوگ ہی بتاؤ گے پھر بھی۔۔۔ یاد ہے مجھے ایسے کام کروا کے پھر مجھے بلیک میل کرتے ہو۔ اس کی شکایت پر دونوں کھسیانی ہنسی ہنستے تھے۔

اچھا یا اس بار نہیں کریں گے بلیک میل۔ ایان نے صلح جو انداز میں کہا۔
نہیں بھائی صرف ایک بار بخش دینے سے کیا ہوتا ہے؟ اس نے بھی عقلمند ہونے کا ثبوت دیا۔

اچھا کبھی نہیں کریں گے اب ٹھیک ہے۔ سنی نے یقین دلایا تو وہ کام کرنے پر راضی ہو گیا۔

اب جاؤں کس کام سے میں؟ فی مشکل آن پڑی تھی۔
اچھا ہم سوچتے ہیں۔ دونوں چہل قدمی کرتے ہوئے سوچنے لگے۔

میرے پاس ایک پلان ہے۔ ایان بولا۔

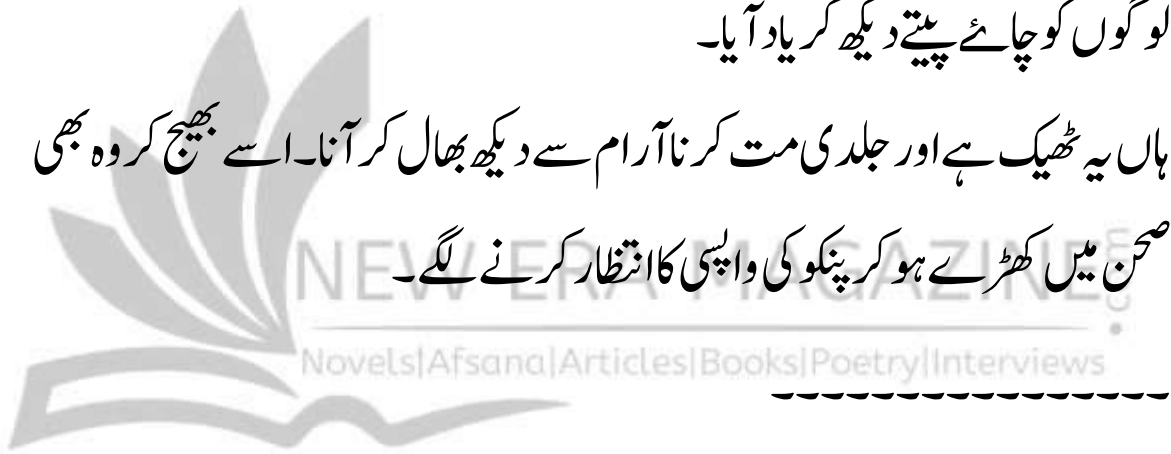
کیا بولو؟ دونوں آگے بڑھ کر پوچھنے لگے۔

آج شام نہ آنٹی کے گھر سے بریانی کی اچھی اچھی خوشبو آرہی تھی تم وہ مانگ کے لے آؤ
سچی بڑا دل چاہا کھانے کو۔ ایان کو وہ ایسے ہی تو "موٹو مین" نہیں کہتے تھے۔

ایک دم بھکاری لگ رہے ہو منگتے کہیں کے۔ سنی نے اس کے پلان پر لعنت بھیجی۔
اور کیا بھائی ہر جگہ اپنی اوقات نہیں دکھانی چاہیے۔

پنکونے پھر "آبیل مجھے مار" والا کام کیا تھا۔
 مطلب کیا ہے ابے تیرا؟ ایان نے اس کی گردن پکڑی۔
 ارے۔۔۔ ارے بھائی اگر وہی لڑکیاں ہوں تو ہمارا میچ خراب ہو گا نہ۔ دونوں نے
 تائید کی۔ یوں اس کی جان بخشی ہوئی تھی۔
 میں کیا کہتا ہوں یار تم جاؤ اور چینی مانگ کے لے آؤ۔ سنی کو عذرا آئی کے گھر میں بیٹھے
 لوگوں کو چائے پیتے دیکھ کر یاد آیا۔

ہاں یہ ٹھیک ہے اور جلدی مت کرنا آرام سے دیکھ بھال کر آنا۔ اسے بھیج کر وہ بھی
 صحن میں کھڑے ہو کر پنکوں کی واپسی کا انتظار کرنے لگے۔



کھانے کی رسیاد کھنے والی آئی عذرا نے اچھا خاصا اہتمام کر ڈالا تھا۔ ان کا شوہر دبئی ہوتا
 تھا۔ وہ یہاں اکیلی رہتی تھیں۔ خدا نے اولاد سے نہیں نوازا تھا مگر دونوں میاں بیوی
 کے درمیان مثالی محبت تھی۔ شوہر نے اولاد کے لیے دوسری شادی کرنا گوارا نہ کی۔ یہ
 باتیں کھانے کے بعد عذرا آئی نے بتائی تھیں۔ کھانے کے بعد وہ لوگ صحن میں آ بیٹھے
 اور باتوں کے دوران چٹکی چائے لے آئی۔

یہ سارا کھانا کیا چٹکی نے بنایا تھا؟ بڑا ذائقہ ہے ہاتھ میں۔ نہانے تعریف کی تو چٹکی ہنس دی۔

ارے بچی نے پورا گھر سنبھال رکھا ہے میرا تو موٹا پاہی جان نہیں چھوڑتا۔ عذرا آنٹی نے ایسے کہا تھا جیسے وہ ڈائٹنگ کرتی آرہی ہوں۔

آپ کھانا چھوڑیں گی تو موٹا پا چھوڑے گا نہ۔ کشف عرف کاشف بھیا کا جلا دل ابھی تک ٹھنڈا نہیں ہوا تھا۔ کھانے کے دوران بھی وہ اسے جانچتی نظروں سے دیکھتی رہی تھیں جیسے واقعی وہ تیسری کٹیگری سے تعلق رکھتی ہو۔

کچھ کہا ہے کیا؟ عذرا آنٹی کو پھر سے بہرے پن نے آگھیرا تھا۔
ہاں آنٹی کاشف بھیا کہنا چاہتا ہے آپ بہت اچھی ہیں اور بھی اچھی لگیں گی اگر روز روز ہمیں گھر پر کھانے کے لیے بلائیں۔ عیشو نے اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا۔

ارے ہاں کیوں نہیں یہ چاہے آجایا کرے کھانے۔ صرف اسی کو دعوت دینے پر عیشو کا منہ لٹکا تھا باقی سب نے اس کی ہنسی اڑائی۔ اتنے میں باہر دروازے پر بیل بجی تھی۔
جب تک انھیں میرے جینڈر کی تصدیق نہیں ہو جاتی میں نے تو نہیں آنا یہ نہ ہو پھر پکڑ کر خواجہ سراؤں کے حوالے کر دیں کہ جی اپنا بندہ لے جاؤ۔ کشف نے پاس بیٹھی لڑکیوں سے سرگوشی کی۔

ارے یہ سامنے والے گھر میں رہتے ہیں چھڑے چھانٹ لڑکے ان کے گھر کام کرتا ہے
تم لوگ بھی سنبھل کر رہنا کوئی ضرورت نہیں ہے ان کے منہ لگنے کی اگر جو میں نے یا
محله کے کسی بندے نے دیکھ لیا تو تم لوگوں کی خیر نہیں ہے۔ عذرا آنٹی نے آخر میں
دھمکی بھی دے ڈالی۔

ایک وقت کا کھانا کیا کھلا لیا ہمیں تو اپنی ملکیت سمجھ رہی ہیں۔ مونانے منہ بنایا۔
اچھا آنٹی اب ہم چلتے ہیں بہت دیر ہو گئی ہے۔ صبح بازار بھی جانا ہے لیکن راستہ نہیں
معلوم۔ جیانے ڈھکے چھپے الفاظ میں مدد مانگی۔

ارے تو چٹکی کو لے جانا۔ آنٹی نے مدد کرنے میں دیر نہ لگائی۔
ٹھیک ہے اب چلیں۔ کاشف بھیانے کہا۔
ویسے ایک بات ہے لڑکیو۔ عذرا آنٹی انھیں دروازے پر رخصت کرنے آئیں تو سب
ان کی بات پر الرٹ ہوئیں۔

ارسطو کہتا ہے :

"ہر نئی چیز اچھی معلوم ہوتی ہے لیکن دوستی
جتنی پرانی ہوگی اتنی ہی عمدہ اور مضبوط
ہوتی ہے۔"

بھائی! وہ مل گئی مجھے۔ پنکو نے گھر میں داخل ہوتے کہا۔

ابے کون؟ لڑکوں کو پنکو کی اس عادت سے چڑسی ہوتی وہ مومو کی طرح پہلیوں میں باتیں کرتا تھا۔

جسے میں لینے گیا تھا۔ اس نے دانت نکالتے ہوئے چینی والا کٹورا ان کے سامنے کیا۔ اچھالے آئے ہو تو دو مجھے۔ ایان نے چینی کا کٹورا ہاتھ میں لیا اور دانہ دانہ اٹھا کر کھانے لگا۔

یہ تو کھانے کے لیے جیتا ہے۔۔۔۔۔ سنی نے اسے غصے سے دیکھا اور پنکو کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔ جو ایان سے کہ رہا تھا۔۔۔ بھائی مجھے بھی دیں ناں۔۔۔

اوئے ندیدوں کے ٹبر بعد میں کھالینادونوں میری بلا سے کھا کھا کے پھٹ جاؤ لیکن جو کام کرنا تھا وہ کر لیں۔ اس کی بات پر دونوں نے بے شرمی سے دیکھا اور ایان نے سر ہلایا۔

وہی حوریں تھیں یا کوئی اور؟ سنی نے ابرو اچکا کر پوچھا۔ وہ تینوں صحن میں کھڑے کھسر پھسر کر رہے تھے جب یا سر اندر سے باہر نکلا۔

رات کے دس بج گئے ہیں اور تم یہاں کھڑے کیا کر رہے ہو؟ یا سر کی آواز پر وہ تینوں
بوکھلا گئے اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگے کیا جواب دیں۔

نہیں بھائی ہم نہیں جاگ رہے تم خواب دیکھ رہے ہو۔۔۔۔۔ سنی کو عین موقع پر یاد آیا
تھا وہ کثرت سے خواب دیکھنے کا عادی ہے سو، اسے خواب کا لارا لگا کر مطمئن کر کے
اندر بھیج دیا۔ ویسے بھی اس پر نیند کا غلبہ طاری تھا سو، وہ اندر لوٹ گیا۔
پانی پینے آیا ہو گا کچن میں اور ہمیں دیکھ کے یہاں آ گیا۔ خیر تو بتا؟ وہ تینوں پھر سے سر
جوڑ کر کھڑے ہو گئے۔

بھائی سات تو حواریں ہیں لیکن آٹھویں کا نہیں معلوم؟ وہ کشف عرف کشف بھیا کو
دیکھ کر اچھنبے کا شکار تھا اس لیے حیرت کا ذکر لگے ہاتھوں کر ڈالا۔
کیا مطلب؟ سنی اور ایان نے ایک ساتھ پوچھا۔

بھائی وہ نہ تو حور ہے نہ لنگور درمیان کی کوئی مخلوق ہے جس کا نام مجھے نہیں آتا۔ دونوں
کو پنکو کی ذہنی حالت پر شک ہوا تھا۔
دیکھ پنکو مانا کہ تجھے نیند آرہی سو جا لیکن ہماری نیندیں کیوں اڑا رہا ہے۔ ایان نے اسے
گھورتے ہوئے وہاں سے بھگایا۔

لیکن بھائی کٹورہ تو دیں دھوکے رکھ دوں گا۔ اس کے کہنے پر سنی نے ایان نے ہاتھ سے چینی والی کٹورہ چھین کر پنکو کو دیا۔

تمہارا نام "موٹو مین" نہیں "بکھڑ مین" ہونا چاہیے۔ اپنے نئے نام پر اس نے بے شرمی سے دانت نکالے اور سنی کے پیچھے سونے کے لیے چل پڑا۔

میں اب بازار جانے لگی ہوں تم لوگوں کی کوئی چیز رہ تو نہیں گی منگوانی ہے تو بتا دو لسٹ میں درج کر لوں۔ جیانے دوپٹے کا حجاب بنایا اور شانوں پر سفید رنگین دھاگوں سے مزین پھولوں والی چادر پھیلائی۔

میں نے تو لکھوا دیا تھا جو چاہیے تھا۔ نہانے کہا۔

تقریباً، سب ہی لکھوا چکی ہیں۔ مونا کی بات پر سب نے سر ہلا کر تائید کی۔

میرے ساتھ کون چلے گا تم میں سے؟ جیانے پیسوں کا حساب کرتے ہوئے لسٹ اپنے پرس میں ڈالی۔

اتنے ہلکے پھلکے ناشتے کے بعد میرے اندر تو سکت نہیں کہ بازار جایا جائے معلوم نہیں کتنی دور ہے۔ سپنانے سچ ہی تو کہا تھا۔ چائے بسکٹ اور بوائٹل انڈوں کے ساتھ ناشتہ کیے وہ لیونگ روم میں ادھر ادھر پڑی تھیں۔

بس ایک کام کرنا جلدی آجانا۔ گھر میں آٹا ہے مگر سبزی نہیں نہ مصالحہ جات وہ لاؤ گی تو کچھ پکا کے کھائیں جان آئے۔ کشف نے کہا تو عاشی جو جیا کے ساتھ جانے کے لیے اٹھی تھی فوراً بولی :

تمہارا کیا ہے؟ تم تو عذرا آئی کی طرف انوائٹڈ ہو کسی بھی ٹائم کھانے پینے کے لیے جا سکتی ہو۔

بس بہنارہنے دیں انھوں نے (خواجہ سراؤں کے اسٹائل میں تالی بجا کر) ان کو بلا لینا ہے اور اسے رخصت کر دینا ہے پھر ہمارا کشف بھیا کون ہوگا۔ نیہانے نیم دراز کشف کے کندھے پر سر رکھا۔

بس مجھے بھی یہی خوف لاحق ہے۔ کشف نے معصوم صورت بنا کر کہا۔
ہی ہی ہی۔ عاشی سمیت سب کی ہنسی چھوٹی۔

اب دروازہ بند کر لو ہم جلدی آنے کی کوشش کریں گے اور خبردار کوئی الٹی حرکت نہیں کرنی۔ جیانے جاتے جاتے انھیں تنبیہ کی۔

ہاں ہاں نکلو نکلو عذرا آئی کا اسمارٹ پیک۔ چھوٹے پیک کے ساتھ اسمارٹ لگا کر جیا کی فٹنس پر سنبل نے چوٹ کرنا چاہی۔

ہو نہہ، جیس عورت۔ جیا کو نسا پیچھے رہنے والی تھی۔

اے سپنا اس سے پہلے کہ یہ مرغیوں کی طرح لڑنا شروع کر دیں تو درواجا (عذر آنتی کی نقل) بند کر انھیں باہر نکال کے۔ مونا کے کہنے پر سپنا منہ بناتے ہوئے اٹھی۔

لسٹ کے مطابق ہر چیز انھوں نے خرید لی تھی۔ تینوں گروسری کرنے کے بعد ایک ماہ کاراشن لیے کیب کے پاس آئیں جو کچھ دیر قبل بلائی تھی۔

بہت تھک گئے ہیں میرا خیال ہے جو س خرید لیتے ہیں تاکہ کچھ سکون محسوس ہو۔ جیا کے مشورے پر عاشی چارڈبے جو س کے لے آئی۔ ایک ڈرائیور کو دیا اور تین آپس میں بانٹ لیے۔

کچھ دیر بعد وہ گھر پہنچ گئی تھیں۔ چٹکی کو عاشی نے روک لیا۔ اس کے دماغ میں کل سے چھڑے چھانٹ کھد کر رہے تھے۔ راستے میں بھی وہ نہیں پوچھ سکی تھی ان کے متعلق۔ جیا آتے ہی تھری سیٹر صوفے پر ڈھے گی۔ سپنا نے اپنی جگہ سے اٹھ کر چٹکی کو جگہ دی۔

اب تم لوگ خود دیکھ لو کچن میں سامان کن تین نے سیٹ کرنا ہے باقی تین کھانا بنائیں گی۔ جیا نے ان چھ لڑکیوں سے کہا جو بازار نہیں گی تھیں۔

میں، عیشو اور کاشف بھیا کچن سیٹ کر دیتے ہیں جو رہ گئی ہیں وہ کھانا بنادیں گی۔ سنبل جھٹ پٹ کھڑی ہوئی ناچار عیشو اور کشف کو بھی اٹھنا پڑا۔ کھانا بنانا ان کے بس کا کام نہیں تھا۔ ازل سے سستی اور کاہلی انھیں کہاں اجازت دیتی۔

اچھا چٹکی یہ بتاؤ چھڑے چھانٹ ہیں کون اور عذر آئی ان سے خار کیوں کھاتی ہیں؟ عاشی کے سوال پر سب چو نکلیں۔ جاننا تو وہ سب بھی چاہتی تھیں۔

یہ چھڑے چھانٹ ہی ہی ہی۔۔۔ یہ سب روشیل صاحب کے دوست ہیں۔ کافی عرصے سے ساتھ رہ رہے ہیں ان کے گھر میں آں۔۔۔ مجھے لگتا ہے قریباً سال ہونے والا ہوگا۔ چٹکی کے جواب دینے پر انھیں کرید کرید کر پوچھنے کا موقع مل ہی گیا۔ اچھا تو عذر آئی کیوں خار کھاتی ہیں؟ نیہانے سوال کیا۔

ایک تو یہ سارے ہیں کنوارے، دوسرا مدنی کا غنڈوں جیسا حلیہ پھر کچھ شرارتیں ایسی ہیں کہ عذر آئی خار کھاتی ہیں۔ مگر ایک بات ہے روشیل صاحب سے سارے دب کے رہتے ہیں کیونکہ وہ ذرا سنجیدہ مزاج کے ہیں۔ مجھے تو لگتا ہے محلے کے لوگ روشیل صاحب کی وجہ سے خاموش ہیں ورنہ چھڑے چھانٹ لڑکوں کے قافلے کو کونسے لوگ اپنے محلے میں رہنے دیں۔ اتنے برے بھی نہیں ہیں ویسے۔ چٹکی کی باتیں سن کر ان کی دلچسپی بڑھی تھی۔

مدنی کے حلیے کو کیا ہے؟ سپنا کی سوئی اس کے حلیے میں اٹک گئی۔

ارے ان چھڑے چھانٹوں کے ٹولے میں ایک سے بڑھ کر ایک نمونہ دکھنے کو ملے گا، مدنی تو دکھنے میں غنڈہ نظر آتا ہے ہاں شکل و صورت اچھی ہے مگر اس سے کیا ہوتا ہے، حلیہ بھی تو شریفوں والا ہونہ، کلائی کم بینڈز کی دکان زیادہ ہے، بال تو دوسرے لڑکوں سے اتنے بڑے ہیں جیسے سائنس دانوں کے تجربات کرتے کرتے بڑے ہو جاتے تھے لیکن نئی بات یہ ہے کہ جب اسے گرمی لگے ہاتھ سے ر بڑھتاری اور بالوں میں پونی لگالی۔ کھلے گریبان میں چین تو ایسے لٹکتی ہے جیسے کتے کے گلے میں زنجیر ڈالی ہو، ایک نمبر کا او باش لڑکا ہے۔ چیونگم تو ایسے چباتا ہے جیسے بھینسوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے جگالی کی عادت پڑ گئی ہو۔ وہ جس ایرے میں بھی رہتا ہے بڑا مشہور ہوتا ہے، وہ ایسے اگر رات کو بچے ماؤں کو تنگ کریں تو ماں کہتی ہے بیٹا سو جاو نہ لبے بالوں والے بد معاش کے پاس چھوڑ آؤں گی۔ اس وجہ سے بیچارہ کی محلے بدل چکا ہے مگر اب لگتا ہے عادی ہو گیا ہے ان باتوں کا۔ چٹکی نے تو اس کا پورا نقشہ ہی بیان کر دیا تھا۔ وہ سب ہونق بنی اس کی صورت دیکھ رہی تھیں۔

اچھا اااا۔۔۔ اگر یہ ایسا ہے تو دوسرے کیسے ہوں گے پھر؟ مونانے حیرت سے پوچھا۔

معاذ بھیا کی تو نہ پوچھیں۔۔۔۔ سننے میں آیا کہ سنگر بننے کا بہت شوق ہے مگر کبھی کبھی ایسا دورہ پڑتا ہے کہ کانوں میں ہیڈ فون لگاتے ہیں ہاتھ میں موبائل پکڑا، جو گانا سن رہیں ہوں گے نہ اونچی آواز میں ایسے گاتے ہیں کہ بیچارے گانے کی ہڈی پسلی توڑ کے رکھ دیتے ہیں۔۔۔۔ شروع شروع میں تو لوگ بڑا ہنستے تھے سن کے مگر اب عادی ہو گئے ہیں۔۔۔۔ کشف کو لگا اگر معاذ کے گانے اس نے سن لیے تو یقیناً اپنے بھول جائے گی۔ پھر تو ہمیں اپنے محلے میں اسپیشل کنسرٹ شو کروانا چاہیے جس میں سنگر معاذ کو مدعو کیا جائے اور دکھ کے مارے لوگ آکر سنیں تاکہ ہنس ہنس کر اپنے دکھ بھول جائیں ہی ہی۔ عاشی نے پیٹ کر ہاتھ رکھ کر ہنستے ہوئے کہا۔ جیا کے تو ہنس ہنس کر آنکھوں سے پانی نکل آیا تھا۔ باقی سب بھی لوٹ پوٹ ہو رہی تھیں۔

اور سب کے ناک میں دم توایاں نے کر رکھا ہے۔۔۔۔ وہ تیسرا نمونہ نامہ شروع کرتی جیا نے بمشکل ہنسی روک کر اسے ٹوکا۔۔۔۔۔

بس کرو چٹکی ہی ہی ہی۔۔۔۔ ابھی دو نمونوں کا تعارف ہم سے برداشت نہیں ہو پارہا تم تیسرا سنانے لگی ہو۔۔۔۔۔ یہ پھر کبھی سنیں گے۔

ہا ہا جی ٹھیک ہے پھر ابھی میں جاؤں عذرا آئی انتظار کر رہی ہوں گی میرا۔ نہ اس کے پیچھے اٹھ کر بیرونی دروازہ بند کر آئی۔

روشیل جاب سے لوٹا تو تمام لڑکے لیونگ روم میں معمول کے مطابق گھر میں موجود تھے۔ دوپہر کے وقت وہ گھر میں ہی ٹک کر بیٹھتے تھے۔ اس کے فریش ہونے تک وہ سب خاموشی سے اس کی نقل و حرکت دیکھتے رہے۔ فریش ہونے کے بعد وہ ان کی طرف متوجہ ہوا وہ سب اسے ہی دیکھنے میں مگن تھے۔

کیا ہے مجھے کیوں گھور رہے ہو؟ اس نے ایک نظر سب پر ڈالی۔
یار روشیل بڑی بھوک لگ رہی ہے۔ بلاخر ایان نے بلی تھیلے سے نکالی۔

تو میں کیا کروں؟ اینگری ینگ مین نے لاپروائی دکھائی۔
اینگری ینگ مین! تم کیا اچھا بنا لیتے ہو؟ ایان نے بھوک کے ہاتھوں لبوں پر زبان

پھیرتے پوچھا۔

"درگت"، بنوانی ہے؟ سب نے کھی کھی کرتے روشیل کو دیکھا جو بظاہر سیریس تھا۔
اینگری کے اینگری ہی رہو گے۔ ایان نے جلے دل سے کہا۔

میں تو آفس میں ہی لنچ کر چکا ہوں تم لوگ رہ گئے ہو مگر اب تک بھوکے کیوں بیٹھے ہو؟
روشیل کو ان کی بھوکی صورتوں پر ترس آیا۔ سب سے زیادہ قابل رحم تو ابرار نظر آیا جو
بھوک سے اس قدر نڈھال تھا کہ میتھس کو بھی سائیڈ پر رکھ چکا تھا۔

پنکو گیا تھا مگر ہوٹل والوں نے بھی آج ہڑتال کی ہوئی ہے۔ اس لیے ہم ندیدے
 بھوکے بیٹھے ہیں۔ ابرار نے اپنے سمیت سب کا مذاق اڑایا۔
 ابے او فیتا غورث کی اولاد کتنی بار کہا ہے پتنگ اڑالیا کر لیکن ہمارا مذاق نہیں۔ یاسر نے
 کمرے کے دوسرے کونے سے آواز لگائی۔
 ویسے یار و میرے پاس آئیڈیا ہے اگر عمل کیا جائے تو ہم کبھی بھوکے نہیں سوئیں گے
 اور بازار کے کھانے سے بھی چھٹکارا ملے گا۔ سنی نے چپ کا قفل توڑا۔
 ہاں جانی بول۔ معاذ فوراً اٹھ بیٹھا سب اسے بڑی آس سے دیکھنے لگے سوائے روشیل
 کے جو آنکھیں موندے صوفے پہ لیٹا تھا۔
 ویرا اعتراض کرے گا۔ سنی نے سرگوشی میں روشیل کی طرف اشارہ کیا۔
 ارے یار اسے تو رہنے ہی دے خود تو کھا کر آ جاتا ہے اور ہم بھوکے بیٹھے رہتے ہیں۔
 ایان نے جل کر کہا۔
 کیوں نہ اپنا پنکو ان حوروں کو باجیاں بنالے اس بہانے روز ہمیں روٹیاں تو گھر کی پکی
 پکائی مل جائیں گی اور سالن کا کیا ہے وہ تو ہم پھر بھی کچھ نہ کچھ بنا ہی لیتے ہیں۔ سنی نے
 شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ ان سب کو داد وصول کرنے کے لیے دیکھا۔

اوبھائی تو کیوں مجھے پورے پاکستان میں مشہور کرنا چاہتا ہے پہلے ہی بہت ٹھکانے بدل چکا ہوں ماؤں کے جملے سن سن کے "پیٹا سو جاو نہ تجھے لمبے بالوں والے بد معاش کے پاس چھوڑ آؤں گی"۔ تیرے پلان کی خبر اس کو ہوئی نہ کل کی بجائے آج چلتا کرے گا۔ مدنی نے ماؤں کی بھرپور نقل اتارتے ہوئے اپنے دکھ کا اظہار کیا۔۔۔۔۔ میں تو کہتا ہوں یاران حوروں کو چھوڑو عذرا آئی کو پیٹاؤروٹیوں کے ساتھ سالن بھی ملا کرے گا۔ مدنی نے اپنے تئیں معقول مشورہ دیا تھا۔

او میرے بھائیو! ابھی کیا چوک پر جا کر بیٹھیں اور کھانا نگیں یا محلے میں کشتول اٹھا کے پھریں "اس کے نام پہ روٹی دے دو، چھوٹے چھوٹے بچے دعائیں کریں گے"۔ ابرار نے لگے ہاتھوں فقیروں والی سدا بھی لگا دی تھی۔

ہی ہی ہی بس کرو یار بھوک سے تو ہنسا بھی نہیں جا رہا۔ معاذ نے دہائی دی۔
اتنے میں پنکواندر داخل ہوا تو روشیل نے اسے مخاطب کیا :

میں عذرا آئی سے کہتا ہوں چٹکی سے روٹیاں بنوادیں تم فریج میں پڑا اٹالے جاؤ (جو خوش قسمتی سے ایان گوندھ لیتا تھا) اور روٹیاں آتے ہی کچن میں پڑے اچار کے ساتھ تناول کرو۔ اس کے مشورے پر سب نے ممنون نگاہوں سے دیکھا۔ چٹکو کچن کا رخ کر چکا تو روشیل دوبارہ گویا ہوا :

بیٹھ کر فضول پلانز بنانے سے بہتر ہے ہل جل کر کھانا بنانا سیکھ لو۔ سب نے زور زور سے نفی میں سر ہلایا۔

کبھی نہیں سدھر و گے شیطان کے چیلو! وہ بڑبڑا کر لیٹ گیا۔
اگر ہم سدھر گئے تو تمہاری زندگی کتنی بورنگ ہو جائے گی سوچو۔ یا سر کی بات پر اس نے دل میں ہی تائید کی۔ کھلے عام کرتا تو انھوں نے پھیل جانا تھا۔

نیہا، سپنا اور مونانے مل کر کھانا بنایا تھا۔ کھانے کے بعد ان کا ارادہ تھا شام کو چھت پر بیٹھ کر کشف سے گانا سنیں گی۔ اس لیے عاشی اور جیانے اٹھ کے برتن دھوئے۔ جب اندازہ ہو گیا کہ اب چھت پر چھاؤں آگئی ہو گی تو باہر نکلنے کو بیتاب ہوئیں۔ اس سے پہلے کہ اندر سے نکل کر صحن میں بنی سیرھیوں کے زریعے چھت پر جاتیں۔ انھیں اپنے قدم اندر ہی روکنے پڑے۔

پنکو برتن دھونے کے بعد بیٹھا پڑھ رہا تھا۔ روشیل صوفے پر اونگھ رہا تھا۔ ابرار پنکو کو ریاضی پڑھاتا تھا سو وہ اس کے ساتھ مصروف نظر آیا تو سنی ایان کو باہر آنے کا اشارہ کر کے اٹھا۔ معاذ اور یا سر کیسے پیچھے رہتے۔

مدنی پہلے سے غائب تھا پیٹ بھرنے کے بعد آوارہ گردی کو نکل گیا۔ وہ چاروں آگے پیچھے دبے پاؤں چلتے چھت پر آئے اور چھوٹی چھوٹی دیواروں کے پیچھے چھپ کر بس آنکھیں نکال کر محلے میں جھانکنے لگے۔ کوئی نظر نہ آیا تو لڑکیوں کے مکان کو فوکس میں نظر رکھ کر جائزہ لینے لگے۔

یار کتنی دیر سے دیکھ رہے ہیں مجال ہے کہ کوئی ایک ہی نکل آئے اندر سے۔ معاذ نے کان کھجاتے ہوئے سرگوشی کی۔

ویسے سنی تم تو لڑکیوں کو بھگانے کا کوئی پلان بتانے والے تھے۔ یاسر کو اچانک یاد آیا۔ ہاں مگر پلان پر عمل تب ہو گا جب ان لڑکیوں کی روٹین کا پتہ چلے گا۔ سنی نے جواب دیا۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

ابے یہ تو کمرے سے نہیں نکلتیں گھر سے کیا خاک نکلیں گی اور تم چلے روٹین پتہ کرنے۔ ایان اپنا وزن برداشت نہ کر سکا تو جھانکنا چھوڑ کر وہیں پر آلتی پالتی مار کے بیٹھ گیا۔ لیکن نکلتا تو پڑے گا انھیں۔ سنی نے اپنے شیطانی دماغ میں جھانکا۔

"تو ہی وجہ، تیرے بنا بے وجہ، بیکار ہوں میں"

تب ہی معاز نے گنگنا شروع کیا۔

آئیڈیا۔ سنی نے جوش سے چٹکی بجائی۔

سننے کو تیار ہوں میں،

میری زندگی سنواری، مجھ کو گلے لگا کے

بیٹھا دیا فلک یہ مجھے خاک سے اٹھا کے،"

اپنے کانوں پہ ہیڈ فون لگائے چھت پر ٹہلتا ہوا اونچی آواز میں کچھ یوں گارہا تھا۔

۱۱ میٹھی سیسی وہ گاااااا لپی تیر رری

سننے کو ووووتیاااا ہوں میں ل ل ل ل ل ل

لڑکیوں کو کمرے سے باہر نکالنے کے لیے سنی نے معاذ کو گانے کا کہا تھا اور وہ شوقین

گانوں کا یہ کہ کر شروع ہو گیا کرنے دنوں سے مشق نہیں کی وہ ہو جائے گی۔ وہ سب

کمرے کے اندر لگی کھڑکی سے باہر جھانکنے لگیں اچانک آنے والی بے ہنگم سی آواز سن

کر چھت پر جانے کی بجائے وہیں سننے لگیں کہ اگر باہر گئیں تو کہیں وہ گانا بند ہی نہ کر

دے اور وہ ایسی تفریح سے محروم ہو جائیں۔

چٹکی کے تعارف کے مطابق معاذ سنگر شروع ہو چکے ہیں گانے پر۔ نیہانے بریکنگ نیوز سنائی۔

عاشی تیرا کنسرٹ شو تو ابھی سے لائیو چل پڑا ہے یار۔ مونانے کھی کھی کرتے کہا۔
اوئے چپ کرو سننے تو دو۔ سپنا ان کی باتوں سے چڑ کر بولی۔

ہاں ہاں راحت فتح گارہا ہے جیسے۔ جیانے اپنے فیورٹ گلوکار کا نام لیا۔

سب کچھ چھوڑو یہ اچانک بکری کی "ہیںیںیںیںیںیںیںیں" کہاں سے گانے میں آگئی ہے۔ کشف نے گانے کی مت ماری جانے پر اچھنبے کا شکار ہو کر کہا۔
جانی! بکرا خود "ہیںیںیںیںیںیںیںیں" کر رہا ہے وہ دیکھ سامنے۔ سنبل نے کشف کے گلے میں بانہیں ڈالتے معاذ کا سر عام مذاق اڑایا۔

بیٹھا ادا دیا ادا فلک پہ، مجھے خاک سے اٹھا ادا کے

اویار بس کر مجھے تو لگتا ہے تیری آواز سن کے اب شاید ہی وہ باہر نکلیں۔ یاسر نے اس کے قریب جا کر ہیڈ فون اتارے کیونکہ وہ عذرا آنٹی کو کڑے تیوروں کے ساتھ صحن میں کھڑے ہو کر انہیں گھورتے دیکھ چکا تھا۔

او میں کہتی ہوں نہ خدا نہ توبہ اور تم لوگوں کا مرثیہ پن پھر سے شروع ہو گیا ہے۔
 خبردار، جواب آواز سنی میں نے۔ اس سے پہلے کہ لڑکیاں ان کی بے عزتی لائی ہوئی
 دیکھنے باہر نکلتیں وہ تتر بتر ہو گئے۔
 ہا ہا ہا عذر آئی نے مزہ کر کر کر دیا۔ عاشری پیٹ پر ہاتھ رکھ کر ہنسی تھی۔

اگلے دن روشیل معمول کے مطابق آفس کے لیے نکل گیا۔ پنکو اسکول روانہ ہو گیا۔
 مدنی ابھی تک گھوڑے نیچے سو رہا تھا۔ ابراہان اپنے کپڑے استری کرنے لگا۔ معاذ صحن
 میں بنے حوض میں گنگنا تے ہوئے اپنے کپڑے دھو رہا تھا۔ یاسر، سنی اور ایان کمرے
 میں بیٹے کھسر پھسر کر رہے تھے۔

آپس کی بات ہے کل معاذ نے بڑا ہی گھٹیا گانا گایا وہ بہری عذر آئی نکل کے جھاڑ
 پلانے آگئی مگر لڑکیوں کے کانوں پر توجہوں تک نہیں رہیں۔ ایان کو اس بات کا ابھی
 تک قلق تھا۔

حوروں کو جوئیں کب سے ہونے لگیں؟ یاسر نے ابراہان کا پوچھا۔
 ہو سکتا ہے چڑیل ہیں اب ہم نے تو انہیں نہیں دیکھا صرف پنکو کی بات پر یقین کر
 کے بیٹھے ہیں۔ سنی نے جلے دل کے پھپھو لے نکالے۔

میرے پاس ایک پلان ہے۔

رہنے دے یا تیرے پلان فلاپ ہو رہے ہیں۔ میں بتاتا ہوں کرنا کیا ہے؟ یا سرنے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

تو بھی بول لے۔ سنی نے اسے موقع دینا چاہا۔

پلان یہ ہے ہم کچھ آسان سی تین چار چیزیں پکالتے ہیں اور لڑکیوں کے گھر جائیں گے۔ انھیں کہیں گے کہ آپ ہمارے نئے پڑوسی ہیں تو ہمارا رواج ہے ایک وقت کھانا دینے کا اور لگے ہاتھوں آفر بھی کر دیں گے کہ کبھی مدد کی ضرورت پڑے تو ہم دل و جان سے حاضر ہوں گے۔ اس کا پلان انھیں کافی حد تک پسند آیا۔

اس طرح تو وہ ہم سے فرینک بھی ہونے لگیں گی۔ ایان آنکھیں گول گول گھماتے ہوئے بولا۔

ہونہ، شہزادوں کو کوکنگ آتی نہیں اور چلے ہیں ایک وقت کا کھانا، مسائیوں کو کھلانے
- سنی نے ان کا مذاق اڑایا۔

میرے بھائی ہم بھی آسان سی ڈشز یوٹیوب سے دیکھ کے بنائیں گے جیسے آملیٹ، حلوا اور تندور سے روٹیاں لے آئیں گے۔۔۔۔۔۔ لیکن لڑکیوں کے گھر دینے میں

جاؤں گا۔۔۔ مدنی ان کی بے خبری کا فائدہ اٹھا کر سب سن چکا تھا وہ تینوں یہ بات راز رکھنے والے تھے۔

کیوں ساری محنت ہم کریں، اور تم ان کے گھر جاؤ گے
- یاسر اور ایان اس پر برہم ہوئے۔

تو ٹھیک ہے پھر میں ویرے کو فون ملاتا ہوں اور اس نے آتے ہی ہمیں بے دخل کرنا ہے۔ مدنی کے بلیک میل کرنے پر وہ تلملا اٹھے۔

اچھا یاد ٹھیک ہے دو لوگ کھانا دینے جائیں گے اور دو چھت سے جھانکیں گے۔ بلا آخر سنی نے بیچ کی راہ نکالی۔

چلو پھر کچن کی راہ دیکھیں۔ ایان کے کہنے پر وہ چاروں اٹھے۔ ابرار اور معاذ ان کی پلاننگ سے بے خبر اپنے کاموں میں مصروف تھے۔

جیابار روٹیاں پکالو سر میں درد ہونے لگا ہے اب میرے بھوک سے۔ سنبل نے دیوتا ناول سے باہر منہ نکال کر اسے آواز لگائی۔ صبح ناشتے میں بریڈ، آملیٹ اور چائے کے بعد کچھ نہیں کھایا پیتا تھا اور اب بارہ بجتے ہی بھوک لگ گئی تھی۔

پہلے سالن توپک جائے ویسے کون بنا رہا ہے؟ جیانیا ناول لکھنے میں مصروف تھی اس لیے روٹیاں بنانے میں حیل و حجت سے کام لے رہی تھی۔

میڈم کچھ کہانی سے باہر نکل کر دیکھیں مونا آلو سالن بنا چکی ہے کب سے۔ نہانے اس پر طنز کا موقع خالی نہ جانے دیا۔

اچھا نہ بچی تھوڑی مصروف ہے ابھی بنا دیتی ہے روٹیاں۔ مونا نے جیا کی سائیڈ لینا چاہی

مونا تم نے کب سے سپنا کی جگہ لے لی ہے؟ کل تک تو وہ اس کی چچی تھی۔ عاشی کو ہضم نہیں ہوا تو مونا سے استفسار کیا۔

بس میرے گن ہی ایسے ہیں کہ لوگوں کو چچے بنا لیتی ہوں ایک دن تم بھی میری چچیوں میں شامل ہو جاؤ گی سوڈونٹ وری۔ جیا نے اپنی کہانی کو ذرا بریک ڈالی اور عاشی کو چڑایا۔۔۔۔۔ اتنے میں باہر بیل بجی۔۔۔۔۔

دیکھو کہیں جیا کا کوئی چچہ تو نہیں آیا۔ عیشو نے بھی گفتگو میں حصہ لیا۔

یہ کاشف میاں کو کیا ہوا ہے؟ چپ چپ، خیریت؟ جیا کو حیرت ہوئی اس کی خاموشی دیکھ کے۔

یہ تو معاذ کی گائیگی سننے کے بعد بولنا ہی بھول گئی ہے۔ نیہا کی بات پر وہ سب ایک بار پھر معاذ پر ہنسیں۔

اچھا باہر تو دیکھو ذرا۔ سنبل بھوک سے چڑی ہوئی تھی سو غصہ ضبط کرتے ہوئے بولی۔

یار یہ آملیٹ میں ٹماٹر تو زیادہ چلے گئے ہیں اب کیا کریں۔ ایان نے فرائی پین سے آملیٹ پلیٹ میں سجاتے ہوئے ان سے مشورہ لینا چاہا۔

شکر کرو جلا یا نہیں ہے تھوڑا اچھا میچ پڑے گا ہمارا۔ مدنی نے چیونگم کا غبارہ پھوڑا۔
کہ دینا کہ ٹماٹر کا آملیٹ بنایا ہے ماڈرن آملیٹ ہے یہ۔ سنی کا مشورہ کچھ حد تک قابل عمل تھا۔

اچھا یار یہ حلوہ دیکھو ٹھیک ہے، میٹھا چیک کر روز را۔ یاسر نے ان سب کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔

ہاں ہاں ٹھیک ہے اب جلدی سے پلیٹ میں ڈالو، روٹیاں بھی گرم گرم میں نے لا کر ہاٹ پاٹ میں رکھ دی تھیں۔ بجائے چکھنے کے سنی کے کہنے پر وہ جلدی جلدی عمل کرنے لگے۔ کیونکہ مدنی نے بمشکل ابرار اور معاذ کا دھیان ان سے ہٹا رکھا تھا۔
سارا ہی ڈال دیا ہے ہم نے کھا کر کیا کرنا ہے۔ یاسر نے انھیں اطلاع دی۔

یاسر، سنی اور ایان پلیٹیں اٹھا کر آگے پیچھے باہر نکلے تو معاز اور ابرار کے ساتھ لڈو کھیتا مدنی بھی بہانے سے اٹھ گیا۔ یاسر اور سنی نے اس ڈر سے کہیں لڑکیاں بے عزتی نہ کر دیں ایان اور مدنی کو کھانا لے جانے کا فریضہ سونپا اور خود سیڑھیاں چڑھ گئے۔

ان دونوں نے ایک دوسرے کو اسمائل پاس کی اور ایک دوسرے کو ہمت بندھاتے ہوئے بیل بجائی۔ ایک بیل کا کوئی فائدہ نہ ہوا تو مدنی نے بیل کا غبارہ پھوڑتے ہوئے بیل پر ہاتھ رکھا تو اٹھانا ہی بھول گیا۔ مونا غصے میں دندناتی ہوئی باہر نکلی۔

ابے یاد آج ان کی خیر نہیں۔ یاسر اور سنی پہلے کی طرح دیوار سے اس طرح جھانک رہے تھے کہ دیوار سے صرف آنکھیں نظر اوپر تھیں وگرنہ عذرا آئی ان کی بوسو نگھتی ہوئیں صحن میں نکل آتیں تو ان کی خیر نہیں تھی۔

سن لی ہے آرہی ہوں بہرے نہیں رہتے یہاں۔۔۔۔۔ مونا نے غصے سے دروازہ کھولا مگر ان جملوں کے ساتھ۔۔۔۔۔ اگر اتنی ہی جلدی تھی تو آئے کیوں؟

سامنے دونوں دانت نکالے کھڑے تھے ہی ہی ہی۔۔۔۔۔ وہ ہم یہ دینے آئے تھے۔

ایان نے ہاتھ میں پکڑی پلیٹ اس کو دکھاتے ہوئے کہا۔

پہلے تعارف تو کروانے دے اب۔۔۔۔۔ مدنی اس کے کان میں گھسا۔۔۔۔۔ ہم آپ کے پڑوسی ہیں پہچان تو گی ہوں گی اب۔ ایان نے اس کا بھرپور جائزہ لینے کی کوشش کی

ارے جن کو آپ ساتھ ساتھ لیے پھر رہے ہیں انھیں دیکھ کر تو آپ کو کوئی بھی پہچان جائے۔ مونانے تیکھے چتون لیے مدنی کے غنڈوں جیسے حلیے پر چوٹ لگائی مدنی تو آپ سے باہر ہو جاتا مگر سامنے لڑکی تھی وہ بھی ان کے محلے کی سو برداشت کرنا پڑا۔
اوہ بجا فرمایا آپ نے۔ ایان نے دانت نکالے۔

ہم یہ دینے آئے تھے دراصل اس محلے میں رواج ہے کہ نئے پڑوسیوں کو سب ہی کھانا دیتے ہیں ایک وقت کا۔ مدنی نے فوراً بات بنائی۔
اچھا کب سے یہ روایت چل رہی ہے؟ مونانے عینک کے اوپر سے انھیں باری باری دیکھا۔

یہ تو کہیں لگانے ٹھہر گئے ہیں یا ار۔ سنی نہ جا کر پچھتایا۔
ابھی ابھی ہم نے ڈالی ہے۔ ایان فوراً بولا تو مونانے اسے زبردست گھوری ڈالی۔
ایسے تو مت دیکھو مجھے۔ ایان نے شرماتے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

ہاں بنایا تو یہی تھا مگر بدل کیسے گیا؟ ایان نے کھسیا کر پلیٹوں میں جھانکا۔
 بنا نہیں آپ نے بنا دیا ہے۔ مونانے اس کے ہاتھ سے پلیٹیں لیں اور مڑ کر قریب آتی
 سپنا کو پکڑائیں۔

اوہ، تیکھی مرچی ہے ویسے لیڈی سٹرل۔ مونانے شکریہ اس کے منہ پر مارتے ہوئے
 دروازہ بند کیا تو ایان نے سوچا۔

لوجی جیا کو اب روٹیاں کم بنانی پڑیں گی۔ مونانے اندر داخل ہوتے کہا۔
 وہ کیسے؟ انھوں نے حیرت کا اظہار کیا۔

بقول تم لوگوں کے میرا چچہ آنا تھا مگر وہ تو روٹیوں سمیت آگیا۔ جیا بھی جی بھر کر خوش
 ہوئی۔
 Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

ہمارے ہمسائے لائے ہیں رسم و راہ بڑھانے کے واسطے۔ سپنا نے اعلان کرتے ہوئے
 کہا۔

چھڑے چھانٹ۔ سنبل نے ناول ایک طرف پھینکا اور آگے بڑھی۔ بھوک سے اس کا
 برا حال تھا۔

ہاں جی وہی۔ مونانے کہنے پر کاشف بھی حیرت سے بولے :
 نہ کر۔

کاشف میاں اب تم بھی کچھ سیکھوان مردوں سے ویسے بڑے مرد بنتے ہو۔ عیشو نے اس کی ٹانگ کھینچی۔

کیا فائدہ مرد بن کر بھی وہی ہانڈی چولہا کرنا پڑے۔ کاشف میاں کے اظہار پر سب نے قہقہہ بلند کیا۔

جبکہ دوسری طرف وہ دونوں ان کے نرغے میں پھنسے تھے اور ساری صورت حال جان رہے تھے۔

واہ جی! تو آج روٹیاں بنانے سے بچ گئی ویسے لڑکوں کا شکریہ کرنا تو بنتا ہے۔ کیا خیال ہے پھر؟ عیشو نے برتن دھوتے ہوئے پوچھا۔

کس بات کا شکریہ آملیٹ دیکھا تھا ٹماٹر کی بھرمار اور نمک آملیٹ میں ڈالنے کی بجائے حلوے میں ڈال دیا ایسا نمکین حلوہ ہم نے آج تک نہیں کھایا۔ سپنا غلطی سے سب سے پہلے چکھ بیٹھی تھی اور ابھی تک پچھتا رہی تھی۔

رہنے دو بس زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے لڑکوں کے ساتھ۔ کشف نے کہا۔ ارے ارے کاشف میاں کی غیرت جاگ رہی ہے۔ نیہانے اسے چھیڑا۔

بس اب لڑنے کی ضرورت نہیں ہے چلو گانا سنتے ہیں چھت پہ۔ جیا کے کہنے پر وہ جوش و خروش سے اٹھی تھیں۔

رو شیل چھت پہ آکر پانی والی ٹینکی بھر وار ہاتھا۔ کیونکہ موٹر کا سوئچ بورڈ چھت پر لگا ہوا تھا۔ اس نے یہ ذمہ داری اپنے سر لی ہوئی تھی۔ لڑکے بھی سوائے ابرار کے چھت پر آئے۔ ابرار پنکو کو میتھ پڑھا رہا تھا۔

اتنے میں لڑکیاں چھت پر آئیں۔ رو شیل کی موجودگی میں لڑکے مڑ کر دیکھنے سے قاصر تھے۔

کاشف میاں! درمیان میں بیٹھو ہم تمہارے گرد سرکل میں بیٹھیں گے۔ عاشی کے کہنے پر لڑکے ایک دوسرے کے کان میں گھسے :

یار یہ کاشف میاں کون ہے؟

اتنے میں اس کی آواز بلند ہوئی :

اے میرے ہمسفر، اک ذرا انتظار ہے

سن صدا ئیں دے رہی ہیں منزل پیار کی

ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو

اے میرے ہمسفر اک ذرا انتظار ہے
سن صدائیں دے رہی ہیں منزل پیار کی
آواز تو یار اچھی ہے کاشف میاں کی۔ یاسر نے اس کی آواز کی تعریف کی۔
کچھ سیکھو مرا ٹی صاحب۔ مدنی نے گلے میں لٹکتی چین گھماتے ہوئے معاذ کو چھیڑا۔
نہ ہم بے وفا ہیں، نہ پیار ہے کمتر تیرا
پر اپنی تقدیریں ہیں بالکل ہی جدا
پھر کیسے ملے گی منزل پیار کی
اے میرے ہمسفر، اک ذرا انتظار ہے
سن صدائیں دے رہی ہیں منزل پیار کی
وہ خاموش ہوئی تو دوسری جانب لڑکے شروع ہوئے تھے اس قدر اونچی آواز میں :
چٹا جوڑا سی چادر زری
پاوے نہ پاوے ڈھولے دی مرضی
ان کا گانہ سن کر لڑکیوں کا فلک شگاف قہقہہ بلند ہوا تھا۔ اتنے میں عذرا آنٹی نے صحن
میں آکر اپنی کرخت آواز بلند کی :
کیا ہو رہا ہے یہاں؟

وہ سب تتر بتر ہوئیں جبکہ روشیل نے لڑکوں کو زبردست گھوری ڈال کر کڑے تیوروں کے ساتھ نیچے چلنے کا اشارہ کیا آج ان سب کی خیر نہیں تھی۔

وہ سب صحن میں قطار بنائے کھڑے تھے کیونکہ روشیل ان کی واٹ لگا رہا تھا جبکہ پنکو اور ابراہار انجوائے کر رہے تھے۔ وہ سب سر جھکائے کچھ کچھ شرمندہ نظر آنے کی ایکٹنگ کر رہے تھے مگر سنی اور ایاں تو اپنی ہنسی کنٹرول کرنے کے لیے منہ چھپائے کھڑے تھے۔ روشیل کی آواز بلند ہوئی :

نہیں مجھے بتاؤ تم لوگ کیا ضرورت تھی اوپر گانا گانے کی لڑکیوں نے فرمائش کی تھی کہ آؤ ہمیں گانا سناؤ یا پھر ویاہ تھا میرا۔

ویرے! معاذ نے سراٹھایا۔

کیا ہے؟ اس نے اپنے لہجے میں حتی الامکان سخت رکھتے ہوئے پوچھا۔

تمہارا ویاہ کب ہوگا؟ اس سچویشن میں عجیب سا سوال مگر سب نے اسے حیرت سے دیکھا جو اینگری ینگ مین کے عتاب کا نشانہ بنے ہونے کے بعد بھی بات کرنے کی ہمت کر پایا تھا۔

کیوں؟ اس نے حیرت سے پوچھا۔

کیونکہ ہمیں ناچنا ہے ایسے۔۔۔۔۔ وہ سب اس کے گرد گول دائرہ بنا کر ناچنے لگے
 میرے یار کی شادی ہے، او میرے یار کی شادی ہے۔۔۔۔۔ ابرار اور پنکو بھی
 ان کے دائرے میں شامل ہو گئے۔ جبکہ روشیل کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی وہ اسے
 بہلانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں :

دوستی اور محبت ان سے کرو، جو نبھانا جانتے ہوں، نفرت ان سے کرو جو بھلانا جانتے
 ہوں اور غصہ ان پر کرو جو منانا جانتے ہوں۔

NEW ERA MAGAZINE

یار یہ لڑکے تو گانوں کا جنازہ نکال دیتے ہیں۔ عاشی کب سے ان پر ہنس رہی تھی۔
 تم ابھی تک اسی بات کو پکڑے ہنس رہی ہو۔ سنبل نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے
 پوچھا۔

تے ہو رکی۔ یہاں اس کی تائید کی۔

ارے اس کو چھوڑو یہ دیکھو جیا کے پیچ انباکس میں کیا آیا ہے؟ عیشو کے چلانے پر وہ
 سب دوڑ کے اس کے قریب آئی تھیں۔ جبکہ جیا کو تو اپنا فون اس کے ہاتھ میں دیکھ کر
 سکتہ طاری ہو گیا۔

کیا آیا ہے۔۔۔ دکھا بھی دے یار۔۔۔ کسی مسٹنڈے کا پیار بھرا میسج ہے۔۔۔
 سسپنس نہ کری ایٹ کر۔۔۔۔۔ جیسے جملے سب نے ادا کیے تھے۔
 سب آرام سے بیٹھ جائیں، لنگر سب کو ملے گا مگر باری باری۔۔۔۔۔ عیشوان کو اپنے
 اوپر گرتے دیکھ کر صوفے پر کھڑی ہو گی۔
 ہیں لنگر لینے والے لگتے ہیں تجھے۔۔۔۔۔ سنبل نے اس کی ٹانگ کھینچی، سپنا نے موبائل
 اچکا اور جیانے دل میں دعائیں کہ اس کے فون کی صحت و تندرستی والی لمبی زندگی ہو۔
 کھودا پہاڑ، نکلا چوہا ہا ہا ہا۔ سب کا قہقہہ بلند ہوا۔۔۔۔۔ مگر جب جیا پر نظر پڑی تو سب
 ایک لمحے کو خاموش ہوئیں۔۔۔۔۔ سب سے پہلے عیشوان نے اٹھایا تھا تمہارا فون ہم
 نے نہیں اٹھایا۔۔۔۔۔ اس کا پارا ہائی دیکھ کر مونانے کہا۔
 تم بھی تو دیکھو تمہارے فالوورز نے کیا بھیجا ہے موٹو پتلو ہا ہا ہا اب تمہاری یہ عمر ہے
 دیکھنے کی۔ جیانے بے یقینی سے موبائل چھین کر میسج دیکھے۔ بے ساختہ لبوں پر پھیل
 جانے والی مسکراہٹ کو چھپانے کے لیے کمرے سے باہر نکل گی۔

میں نے سوچ لیا ہے اب لڑکیوں کو یہاں سے بھگا کر ہی دم لینا ہے۔ معاذ نے ان سب
 کو دیکھتے ہی کہا۔


~~~~~

*Copyright by New Era Magazine*

بس دیکھ لینا تم نئے طلباء آتے ہیں کیسے گھبرائے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کی ریگنگ تو میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ عیشو نے جوش سے چٹکی بجائی۔  
اتنے میں دروازے پر بیل ہوئی تھی۔۔۔۔۔ کاشف میاں! دیکھو باہر۔۔۔۔۔ وہ جو صحن میں بیٹھی نئے گانے کی پریکٹس کر رہی تھی مجبوراً اٹھی۔

یہ دیکھو جن چیزوں کی ضرورت تھی میں خرید کر لے آیا ہوں۔ معاذ نے باقاعدہ ایک ایک چیز نکال کر دکھائی تھی ایک خستہ حال وگ، دو شوخ رنگ لنڈے بازار سے خستہ حال جوڑے، سرخ رنگ کی لپ اسٹک، فیس پاؤڈر، دو قینچی چپلیں اور دیگر چیزیں۔  
پرفیکٹ ہو گیا اب بس پلان کے مطابق عمل کرنا ہے تم لوگوں نے۔ ان کی بات سن کر قربانی کے بکروں نے رحم طلب نگاہوں سے دیکھا۔

ایان اور سنی نے پلان پر عمل کے لیے جو وقت مقرر کیا تھا قریب آ رہا تھا۔۔۔۔۔ سو انھوں نے ان کی لپا پوتی کرنا شروع کی۔ کچھ ہی دیر میں ان دونوں کا حلیہ بدل چکا تھا۔ اپنا حلیہ باری باری آئینے میں دیکھ کر ابرار نے بے ساختہ مظلومیت بھری آواز لگائی:  
یا تو ہمیں مکمل چالاکیاں سکھائی جائیں، نہیں تو پھر معصوموں کی الگ بستی بسائی جائے۔

اس کی ان کے انداز میں بجائی جانے والی تالی کے ساتھ مکمل اداکاری پر وہ سب ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو گئے۔ وہ دونوں بھی اب اس سچویشن کو انجوائے کر رہے تھے۔

شام کا وقت تھا محلے کے مرد حضرات اس پہرہ فرتوں سے لوٹ آتے تھے۔ سو، تمام لوگ گھروں میں دبکے ہوتے اور گلی خالی ہوتی تھی۔ پلان پر عمل کے لیے یہ درست وقت تھا۔ ان دونوں کو گھر سے نکال کر وہ سب چھت پر چڑھ گئے تاکہ ہونے والی سرگرمی کو انجوائے کر سکیں۔

دروازے پہ بیل ہوئی تو ناچار کاشف میاں کو اٹھ کر دروازہ کھولنا پڑا مگر سامنے دو خواجہ سرا کو دیکھ کر اس کا خون خشک ہوا۔

ہااااا بچاؤ مجھے۔۔۔۔۔ بچاؤ۔۔۔۔۔ بچاؤ میں نے نہیں جانا ان کے ساتھ۔ وہ انھیں دیکھ کر بری طرح سہمی ہوئی دروازہ کھلا چھوڑ کر اندر بھاگی۔

اوئے فیتا غورث کی اولاد میں تو کہتا ہوں اندر چل اندر یہی موقع ہے۔ مدنی کی سرگوشی پر وہ دونوں تالیاں پیٹتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ اتنے میں لڑکیاں بھی باہر نکل آئیں۔

یاہو! یار پلان نے سب کو باہر نکل آنے پر مجبور کر دیا ہے۔ چھت پر سے جھانکتے لڑکوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارے۔

یار یہ تو سب تقریباً چشمے والی ہیں۔ یاسر نے کہا۔  
 لگتا ہے پڑھا کو ہیں۔۔۔۔۔ معاذ نے تجزیہ کیا۔  
 تیکھی مرچ بھی نکل آئی ہے۔ مونا کو کمرے سے نکلتا دیکھ کر ایان نے کہا۔  
 کتنی تیکھی ہے اب؟ سنی نے اسے کہنی ماری۔  
 ہری مرچ بھی اس سے پناہ مانگے گی۔ ایان نے جل کر جواب دیا۔  
 ارے اوباجی ہمیں دے دو۔۔۔ ہم لیے بغیر نہیں جانے والے۔ مدنی نے تالی پیٹ کر  
 خالصتاً خواجہ سراؤں والی ایکٹنگ کی۔  
 نہیں میں کہ رہا ہوں میں نے ان کے ساتھ نہیں جانا۔ کاشف میاں نے مونا نے پیچھے  
 چھپتے ہوئے کہا جو کمرے کے دروازے میں رک گئی تھی۔  
 دے دے بالاجی۔۔۔۔۔ اللہ! تیرا بھلا کرے۔۔۔۔۔ تیرے بچے زندگی آ لے ہوں  
 ۔۔۔ ابرار کونسا پیچھے رہنے والا تھا اس نے سنبل کو جیا کے کان میں سرگوشی کرتے  
 دیکھ کر اس کے کان کے قریب تالی پیٹی۔  
 اوہیلو! بچے کس کے ہاں یہاں سب کنواریاں رہتی ہیں ابھی تو کسی کا رشتہ بھی نہیں ہوا  
 اور آپ بچوں پہ پہنچ گئے۔ نہانے آؤ دیکھانہ تاؤ اور کمر کس کر میدان میں آئی۔ ان کا  
 شور و غل سن کر عذر آئی بھی اپنے گھر سے نکل آئیں۔

بس ان کی کسر رہتی تھی۔ چھت پر سے جھانکتے لڑکے عذرا آنٹی کو دیکھ کر بولے۔  
 میں کہ رہی ہوں انھیں ضرور عذرا آنٹی موٹی، گندی ہائے زبان گندی کروادی نے ہی  
 بھیجا ہوگا۔ ان کی نیت مجھے دیکھ کر ٹھیک نہیں تھی۔ کشف رونے والی ہوگی۔  
 تم تو چپ کر جاؤ بلاں بلاں بولے جارہی ہو اندر جا کر بیٹھ جاؤ۔۔۔۔۔ ورنہ میں نے پکڑ  
 کر دے دینا ہے تمہیں۔۔۔۔۔ مونانے غصہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ اچھا میں جارہا ہوں  
 اوسواری جارہی ہوں۔

ارے لڑکیو! اتنا بھی نہیں پتہ کہ ان کو گھر کے باہر سے ہی رخصت کر دیتے ہیں کچھ  
 دے دلا کے۔ عذرا آنٹی کھلے دروازے سے اندر داخل ہوئیں۔  
 ہیں! ان لوگوں نے رشوت کب سے لینا شروع کر دی ہے؟ سپنا حیرانگی سی بولی۔  
 ارے اوموٹی ڈائن! چپ کر زیادہ پٹیاں پڑھانے کی لوڑ (ضرورت) نہیں ہے۔  
 ۔۔۔۔۔ تجھے تو پتہ ہے ہماری بددعا فوراً قبول ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔ مدنی نے موقع سے  
 فائدہ اٹھا کر عذرا آنٹی سے بھی بدلے لینے چاہے۔۔۔۔۔ ہاں نہیں تو۔۔۔۔۔ ابرار  
 نے قریب جا کر تالی پیٹی تو وہ ڈر کر پیچھے ہٹیں۔

ارے ہاں آنٹی ان کی بددعائیں بھی لگتی ہیں۔ چٹکی نے پیچھے سے تائید کی۔

میرے منہ سے ڈائن نکلا ہے تیرے لیے۔۔۔۔ خیال کریں ڈائن نہ بن جائیں۔

۔۔۔ مدنی نے تالی پیٹ کر عذرا آئی کو مزید ڈرایا۔

ن۔۔۔ نہیں مجھے ڈائن نہیں بننا۔۔۔ عذرا آئی سینے پر ہاتھ رکھے سہمی کھڑی تھیں۔

اور تم لوگ کیا تک رہی ہو ہمیں کبھی خوب صورت لوگ نہیں دیکھے کیا؟؟ ہو نہ،

ابرار نے لڑکیوں کو تاڑتے ہوئے سر جھٹکا۔

تو جیسا کہ رہے ہیں ویسا ہی کرو، ٹھیک ہے نہ۔ مدنی نے اسٹائل سے اپنے بالوں میں ہاتھ

پھیرا۔

جی جی مجھے ڈائن نہیں بننا۔۔۔۔ آپ جیسا کہیں گے ہم ویسا کریں گے۔ عذرا آئی

بھگی بلی بنے ان کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑی تھیں۔

اوائے، ڈرامہ کچھ زیادہ لمبا نہیں ہو گیا انھوں نے چسکے لینے شروع کر دیے ہیں۔ چھت

پر بیٹھے ایان نے تلملا کر کہا۔

انھیں چھوڑو وہ دیکھو ویرا آیا۔ یاسر کے کہنے پر انھوں نے گلی میں بانیک پر بیٹھے روشیل

کو آتے دیکھا۔

بھاگو نیچے جلدی۔ سنی کے کہنے کروہ سب گرتے پڑتے نیچے بھاگے۔ ایان سب سے آخر میں تھا۔ دروازہ کھلا پا کر روشیل نے بانیک اندر داخل کی۔ تب ہی ایان آخری سیڑھی سے وزن نہ سنبھال سکا اور فرش پر گرا۔

معاذ، سنی اور یاسر صحن میں ایسے بیٹھے تھے جیسے صبح سے سزا میں بیٹھے ہوں۔

خیر ہے بھائی کیوں گر رہے ہو؟ وہ جو کہنی چھیل جانے پر کراہ رہا تھا روشیل کے پوچھنے پر فوراً بہانا بنا گیا۔

کچھ نہیں بھائی بس صبح سے چکر آرہے ہیں۔ وہ اٹھتے ہوئے بولا۔

بھائی کہیں متلی وغیرہ تو نہیں آرہی۔۔۔ سنی کو شرارت سو جھی۔۔۔ وہ سدا کا بھولا

بات سمجھ نہ سکا اور ہاں میں ہاں ملائی۔۔۔ ہاں بھائی کچھ ایسا ہی ہو رہا ہے۔۔۔۔

بس ویرے ثبوت بتاتے ہیں کہ اس نے کہیں منہ کالا کیا ہے۔ سنی کے کہنے پر وہ سب ہنستے تھے جبکہ بات سمجھ آنے پر ایان نے پاؤں سے نکل جانے والا جوتا سے دے مارا۔

وہ دونوں بھی روشیل کو اتادیکھ چکے تھے اب خوفزدہ نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔



ہمارے گرو نے بھیجا ہے یہاں۔۔۔۔۔ تم لوگوں کے سروں پر خطرہ منڈلا رہا ہے  
۔۔۔۔۔ دونوں نے تالیاں پیٹیں۔

خط۔۔۔ خطرہ۔۔۔ کیسا؟۔۔۔ عذرا آنٹی پھر سے وہی ہوئیں۔۔۔۔۔ مجھے تو نظر  
نہیں آرہا۔۔۔۔۔ عیشو نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

خطرہ خطرناک ہوتا ہے۔۔۔۔۔ جگاڑ جاننا چاہتے ہو ٹالنے کا تو سن لو ہمارے گرو جی ہمیں  
بلا رہے ہیں۔۔۔۔۔ پھر نہ کہنا خبردار نہ کیا تھا۔۔۔۔۔ مدنی کے کہنے پر ابرا حیران ہوا  
کیونکہ وہ پلان کے مطابق بات نہیں کر رہا تھا۔

بتائیں بتائیں۔۔۔۔۔ ہم ضرور عمل کریں گے۔۔۔ عذرا آنٹی فوراً بولیں۔۔۔۔۔ جب  
تک یہ لڑکیاں ہامی نہیں بھر لیتیں تب تک ہمیں بتانے کی اجازت نہیں ہے۔۔۔۔۔  
مدنی نے کہا تو ابرا نے بھی تالی پیٹی۔۔۔۔۔ ہاں نہیں تو۔

ارے ابولو۔۔۔۔۔ آپ فکر نہ کریں میں اپنی نگرانی میں ان سے کرواؤں گی۔۔۔۔۔  
عذرا آنٹی نے لڑکیوں کو جھاڑتے ہوئے کہا۔

اپنے قریب رہنے والے کنوارے لڑکوں کو سات دن کھانا کھانا، تمہاری سر آنے والی  
ساری بلائیں ٹل جائیں گی۔۔۔۔۔ ٹل جائیں گی۔۔۔۔۔ ٹل جائیں گی۔۔۔۔۔ مگر یاد رہے

~~~~~

بس بھائی آئندہ نہیں لگائیں گے۔ مدنی نے منمناتے ہوئے کہا۔

یار سب کچھ چھوڑو ہماری تو یونی بھی اسٹارٹ ہو رہی ہیں کیسے مینیج کریں گے؟ سپنار نے
کی بات پر وہ سب کورس میں بولیں۔۔۔۔۔ ہاں یار یہ تو سوچا نہیں۔۔۔۔۔

کچھ بھی کر لو کام تو کرنا پڑے گا جب کرنا ہے تو خوشی سے کر لو ایویں دھماچو کڑی مچائی
ہوئی ہے۔

جیا ان کی ہائے ہائے سے تنگ آ کر بولی۔

بالکل یار جیا ٹھیک کہ رہی ہے۔ عیشو نے اس کی سائیڈ لی تو کب سے خاموش بیٹھی عاشی چلائی :

عیشو تم بھی۔

ویکم ٹو دا چچہ پارٹی آف جیا۔ سہنا سے چھیڑتے ہوئے گلے لگانے آگے بڑھی۔ سب کا قہقہہ بلند ہوا۔

بس دیکھ لو لوگوں کو پتہ ہی نہیں چلتا اور وہ ہمارے تچے بن جاتے ہیں۔ جیا نے فرضی کالر جھاڑے۔

زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں پوری بات سن لو۔۔۔۔۔ اس نے سب کو اشارے سے خاموش کروایا۔۔۔۔۔ اور جیا میں تمہاری کبھی چچہ گیری کروں گی یہ خواب اپنا اپنے ساتھ سسرال میں لے جانا عیشو چچہ گیری نہیں کرتی۔

ہونہسہ، لوگوں کو بیماریاں لاحق ہوتی ہیں اور ہماری عیشو کو خوش فہمیاں لاحق ہیں۔ جیا نے ناک سے مکھی اڑائی۔

اوئے مرغیوں کی طرح لڑنا بند کرو۔۔۔۔۔ مونا چلائی۔۔۔۔۔ اور عیشو پلان بتا پلان۔ ہم لوگوں نے انھیں کھانا بھیجنا ہے روز تو یار کوئی بھی بھیجو، اب چاہے وہ باسی بچا ہوا ہو یا پھر کچا، گلا، سڑا ہوا ہو۔۔۔۔۔ ہم نے تو بس کھانا بھیجنا ہے۔

عیشو کے آئیڈیا پر سب نے اسے داد دیتی نظروں سے دیکھا تھا۔

لالے! میرے پیٹ میں مروڑاٹھ رہے ہیں۔ وہ سب کھانا کھا چکے تو رو شیل ہاتھ دھونے کے لیے اٹھا۔ اس کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایان نے کہا۔
تو بھائی وہ کیا کریں نہ۔ پنکو نے عادت کے مطابق برتن سمیٹتے ہوئے پہیلیوں میں بات کی۔

وہ کیا؟ ایان نے حیرت سے پوچھا باقی سب ان کی گفتگو سن رہے تھے۔
وہی جو آپ زیادہ کرتے ہیں۔ اس کی بات پر ان لوگوں کو تجسس نے گھیرا۔
ابے سیدھی طرح بول یا لگاؤں ایک گدی کے نیچے۔ ایان تنگ آکر بولا۔
وہی جو سب کم کرتے ہیں۔۔۔۔۔ اس سے پہلے کہ ایان کا ہاتھ اس کی کمر پر پڑتا
۔۔۔۔۔ ہاں ہاں کھانا تو کھانا کم کھایا کریں نہ۔ وہ برتن اٹھا کر بھاگا۔
بات تو پنکو نے سو آنے درست کہی ہے۔ ابرار نے کلین شیو چہرے پر دکھ سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

یار مروڑ کھانے کی وجہ سے نہیں ان کے کارنامے کی تفصیل جاننے کے لیے پیٹ میں اٹھ رہے ہیں۔ اس نے پنکو کے جاتے ہی سرگوشی کی۔

ہاں یار اٹھ تو میرے پیٹ میں بھی اٹھ رہے ہیں لیکن ویرے کو بھنک بھی پڑ گی نہ تو اپنی خیر نہیں۔ یا سرنے کہا تو سنی اور معاذ نے بھی سر ہلایا۔

تو پھر انتظار کرو صبح تک کا۔ مدنی اور ابرار نے کندھے اچکائے۔ اب ان کی باری تھی نخرے دکھانے کی۔

چل لالے واک کرنے چلتے ہیں۔ مدنی نے ابرار کو کہا اور دونوں کندھے کے ساتھ کندھا جوڑ کر ایسے چلے کہ لنگوٹی یار ہوں۔

ابے بیٹھے کیا دیکھ رہے پکڑو سالوں کو۔ سنی نے بھی چالاکی کا مظاہرہ کیا۔ چاروں ان کے پیچھے کمرے سے نکلے تو وہ صحن میں کھڑے روشیل سے کہ رہے تھے :

ویرے! ہم واک کرنے جا رہے ہیں۔ ابرار نے کہا۔

ہاں ہم بھی تمہارے ساتھ چل رہے ہیں۔ معاذ نے خوشدلی سے کہا۔

ہاں ہاں سب چلتے ہیں۔۔۔۔۔ مدنی نے کہا تو وہ چاروں خوش ہوئے مگر اگلی بات پر ان کے منہ لٹک گئے۔۔۔۔۔ ویرے تو بھی چل۔ مدنی نے اسے بازو کے گھیرے میں لیتے ہوئے کہا۔

تم لوگ جاؤ مجھے ٹنکی بھروانی ہے۔ روشیل نے اس کا ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹایا۔

تم لوگ گھر بیٹھ بیٹھ کر سناٹ بنتے جا رہے ہو میں روز آفس جاتا ہوں اب جان چھوڑو
میری۔ روشیل نے انھیں زبردستی گھر سے باہر نکالنا چاہا۔
لیکن ویرے تیرے بغیر ہم جا کر کیا کریں گے۔ ابرار اور مدنی واپس مڑے۔۔۔۔۔
اب کی بار روشیل نے دھڑام سے دروازہ بند کیا تھا۔ جبکہ معاذ اور یاسر نے ابرار کو بازو
اور ٹانگوں سے اٹھالیا۔ ان کی دیکھا دیکھی سنی اور ایان مدنی کو اٹھا چکے تھے۔

سچ کہوں تو چٹکی میری تو بھوک پیاس ہی اڑ گئی ہے۔ عذرا آنٹی نے کھانا دھکیلتے ہوئے کہا

ایں بھوک پیاس اور آپ کی اڑ گئی ہے کوئی اور مذاق کریں۔ وہ اپنا پراندہ ہلاتے ہوئے ایسے بولی جیسے عذرا آنٹی نے جوک آف سینچری کیا ہو۔

اری اونگوڑ ماری، ناس ماری میر اور تیرا کوئی مذاق بنتا بھی ہے۔ عذرا آنٹی تپ کر بولیں

-

تو مطلب کی ہو یا تسی سچ کہ رے او۔ اس نے اپنا پراندہ ہلانا بند کیا اور تشویش سے قریب آ کر بیٹھی۔

اے چٹکی بتا مجھے کیا میں سچ مچ ڈائن بن جاؤں گی۔ عذرا آنٹی نے رونی صورت لے کر پوچھا۔۔۔۔۔ تجھے پتہ ہے ابھی تو ہی ہی ہی (دوپٹہ منہ پر رکھ کر شرماتے ہوئے) رشید صاحب نے بھی آنا ہے مجھے ڈائن بنا دیکھ کر وہ پیر سر پر رکھ کر واپس نہ بھاگ جائیں۔ ایسے کیسے بھاگ جائیں گے ویسے تو آپ کہتی ہیں بہت محبت کرتے ہیں آپ سے گاؤں میں درخت پر آپ کی خاطر جھولا باندھ کر جھولا جھلاتے تھے کیونکہ آپ کا موٹاپہ درخت پر جھولا جھلانے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ چٹکی نے ان کی بتائی گی بات یاد دلاتے ہوئے کہا۔

ارے وہ تو ہمارے محبت بھرے دن تھے۔ عذرا آنٹی نئی نویلی دلہنوں کی طرح شرماتے لجاتے ہوئے کہا۔

تو اب آپ دونوں کے بیچ محبت ختم ہو گئی ہے۔ اس نے بے فکری سے پراندہ گول گول گھماتے ہوئے پوچھا۔

اری او کرم جلی، اولے پڑیں تیری زبان پر جلتی ہے ہم سے۔ ہماری محبت کیوں ختم ہونے لگی؟ عذرا آنٹی نے ایک دو ہاتھ اسے جڑ دیے۔

ہاں تو پھر اگر محبت ہے تو وہ کیوں آپ کو ڈائن کے روپ میں دیکھ کر جوتی سر پہ رکھ کر بھاگنے لگیں۔۔۔۔۔ چٹکی نے کندھا سہلاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ میری تو جوتی بھی نہ جلے ان بڈھوں کی محبت سے ہونہسہ، وہ بڑ بڑائی۔

کہتی تو تو بھی سچ ہے۔ عذرا آنٹی نے دانت نکالے۔
بس پھر روٹی کھائیں، ٹھنڈی ہو رہی ہے میں نے برتن بھی دھونے ہیں کہ فی۔ اس نے شانے سے گرتا دوپٹہ واپس ٹکاتے ہوئے کہا۔

اری او میں ڈائن بن گی تو ہیچروں کی بددعا لگ جاتی ہے ہلکانہ لو ان کو۔ عذرا آنٹی کی سوئی پھر سے اسی بات پر جاٹکی۔

اجی کل سے میں دوپہر کا کھانا بنا کر ان چھڑے چھانٹوں کو دے آؤں گی اور جیاجی نے بھی کہ دیا ہے روز رات کا کھانا ان کی طرف سے چھڑے چھانٹوں کو دے آؤں تو

کاہے کی فکر۔ اس کی بات سن کر عذرا آئی کو تسلی ہوئی کچھ دیر پہلے جو کھانے کی ٹرے دھکیلی تھی قریب کی اور بسم اللہ پڑھ کر کھانے لگیں۔

اب یہ وقت بھی ان ہیچڑوں نے دکھانا تھا کہ چھڑے چھانٹوں کے نخرے اٹھائیں۔ وہ پھر سے پراندہ ہلاتے ہوئے کچن میں گھس گئی۔

اے نیچے اتارو۔۔۔ کیا کر رہے ہو؟۔۔۔ وہ دونوں چلا رہے تھے مگر وہ چاروں انہیں اٹھائے ہوئے گلی سے باہر نکلے اور سڑک پر اتارا اور پھر ان کے بھاگ جانے کے ڈر سے سنی اور ایان نے مدنی دونوں طرف سے بازو دبوچے، معاذ اور یاسر نے بھی ابرار نے ساتھ یہی سلوک کیا۔

اب بتاؤ تفصیل کے ساتھ ہوا کیا تھا؟ ان کے پوچھنے پر وہ دونوں بدک گئے۔
ایسے کیسے لالہ جی؟ ہم نے اپنی آن، بان، شان منڈھوا دیں ایسے مفت میں جانے دیں۔
اے سالے تم دونوں کو ہیچڑا بننے پر توپوں کی سلامی دیں۔ سنی نے کہا۔
تو پھر ہم ایسے تو نہیں بتائیں گے۔ ابرار کے رنگ ڈھنگ بھی بدلے ہوئے تھے۔
اوئے سالہ اسے دیکھو کیسے رنگ دکھا رہا ہے۔ یاسر نے ابرار کی بات سن کر کہا۔
قربانی دی ہے ہم نے بدلے میں تم لوگ بھی قربانی دو۔ مدنی نے کندھے اچکائے۔

کیسی قربانی؟ معاذ نے حیرت سے پوچھا باقیوں کو بھی کھد بد ہوئی۔
 لارج سائز پیزا کھلاؤ ہم دونوں کو۔ دونوں نے یک زبان ہو کر کہا کیونکہ پہلے سے طے
 کر چکے تھے۔۔۔ اور ساتھ میں ڈیڑھ لٹر کوک بھی ہونی چاہیے پھر بتائیں گے ساری
 بات۔ ان دونوں کی چالاکی پر وہ چاروں دیکھتے رہ گئے۔

یار اتنا بور ہو رہے ہیں گانے گاتے ہیں۔ عاشی نے کہا۔
 ہاں ہاں جیسے مراشیوں کا گھر ہے نہ گانے گاتے ہیں۔ کوئی ضرورت نہیں ہے میں کہانی
 لکھ رہی ہوں۔ جیانے انھیں باز رکھنے کی کوشش کی مگر وہ لوگ دائرہ بنا چکی تھیں کیسے
 باز آتیں۔

تم لکھ رہی ہو ہم تو نہیں۔ نیہانے کندھے اچکائے۔
 ہاں تو احساس کر لو تھوڑا میرے خیالات منتشر ہوں گے۔ جیانے دہائی دی۔
 تم ایک کام کرو اوپر چلی جاؤ سکون سے واک کرتے ہوئے لکھ لینا۔ سنبل کا مشورہ جیاجو
 بھاگیا۔ وہ اوپر جانے کے لیے پر تو لنے لگی۔ مگر وہ سر کے ساتھ سر ملائے ابھی سے
 شروع ہو چکی تھیں۔
 توجور وٹھا تو کون ہنسے گا

جیا چھت پرواک کرتے ہوئے فون پر کہانی ٹائپ کرنے میں مگن تھی جب اسے اپنا نام سنائی دیا۔

جیا! اس نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھا۔ لڑکوں کی چھت پر کوئی لڑکا مخالف سمت منہ کیے کھڑا تھا۔ دوسری طرف دیکھا تو کوئی دکھائی نہ دیا۔ اس نے وہم سمجھ کر سر جھٹکا۔ مگر کچھ دیر بعد پھر وہی آواز سنائی دی۔

بچے تو دروازہ بجا کر بھاگ جاتے دیکھے ہیں یہ پہلی دفعہ دیکھا ہے کوئی لڑکی کو بلا کر دوسری طرف منہ پھیر کے کھڑا ہو جائے۔ اس نے دونوں ہاتھ کمر پر ٹکائے اس کی پشت کو گھورتے ہو سوچا۔
ایکسیوز می مسٹر! وہ اسے آواز دے چکی تھی۔

جی فرمائیں۔ روشیل جو گنگنار ہا تھا آواز کی سمت مڑا۔

آپ نے بلایا ہے مجھے؟ جیا نے سوال کیا۔

نہیں محترمہ میں آپ کو کیوں بلانے لگا؟ اس نے الٹا سوال جڑ دیا۔

اچھا پھر کس نے میرا نام لیا؟ روشیل نے کندھے اچکائے اور جیا واپس کہانی ٹائپ کرنے میں مشغول ہو گئی۔ تب ہی وہ گنگنایا :

جیا جائے نہ جائے نہ اورے پیارے

جیا۔۔۔۔

یہ ابھی پھر سے آپ نے کہا نہ جیا۔ وہ فوراً پلٹی اور روشیل کی زبان کو بریک لگی۔

ہاں تو اب کیا گنگنا منع ہے؟ جیا نے اس کا سخت لہجہ نظر انداز کیا۔

جناب گنگنا منع نہیں ہے ہاں مگر میرا نام بھی جیا ہے تو مجھے لگا آپ نے نام لیا ہے میرا۔

اس نے وضاحت پیش کی۔

مگر مجھے الہام نہیں ہوتے کہ اپنے پڑوسیوں کے نام بھی معلوم ہوں۔ اتنا کہ کروہ مڑا

کیونکہ ٹنکی بھر چکی تھی۔ اس نے سوئچ بورڈ آف کیا اور گنگنا تے ہوئے سیڑھیاں

اترنے لگا۔

چلی رے، چلی رے جنون کو لیے

قطرہ قطرہ راہوں کو پیے

پنجرے سے اڑا دل کا شکرا

خود ہی سے میں نے عشق کیا رے

جیا جیا رے جیا، جیا جیا رے جیا

تو بہ ایسے لگا بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ مارا ہے۔۔۔۔۔ ہو نہ،۔۔۔۔۔ وہ بھی سیڑھیاں اتر آئی۔

وہ لوگ ایک چھوٹے سے ریسٹورنٹ میں بیٹھے تھے۔ ابرار اور مدنی مزے لے لے کر لارج سائز پیزا اور کوک انجوائے کر رہے تھے۔ جبکہ وہ چاروں انھیں کھاتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

اوائے ادھر منہ کر کے بیٹھو۔ تبھی مدنی نے انھیں ندیدوں کی طرح تکتے دیکھا تو کہا۔
کیوں؟ اب ہم نے کیا کر دیا ہے؟ معاذ نے حیرت کا اظہار کیا۔
تھوڑے سے پیسے خرچ کر ہی دیے ہیں تو ہمیں ہضم بھی کرنے دو۔ نظر لگاؤ گے کیا؟
ابرار نے کہا۔

اوبھائی اب تو آدھا پیزا ڈکار چکے ہو پوری بات ہمارے منہ پہ مارو پھر چاہے یہیں بیٹھ کر کھاتے رہنا ساری رات۔ یا سرنے کہا تو باقی تینوں نے بھی سر ہلائے۔
اچھا ٹھیک ہے پہلے ہم ڈیسائڈ کر لیں بات بتائے گا کون؟ ابرار نے انھیں زچ کرنا چاہا۔
ابے یار بتا بھی دو پرسوں یونی جانا ہے اور کل تیاری کرنی ہے۔ سنی نے انھیں یاد دلایا۔

ارے ہاں یار، تو پھر سنو۔۔۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔۔۔ وہ سب ہمہ تن گوش ہوئے اور مدنی گویا ہوا۔۔۔ ایک کو ایسا تھا، جگ میں پانی تھوڑا تھا، کوئے نے ڈالے کنکر، پانی آیا اوپر، کوئے نے پی پانی، ختم ہوئی کہانی۔۔۔ ابرار سن کر ہنسا تھا جبکہ وہ ان کے گھورنے کے باوجود کہانی سناتا رہا۔

اب اگر تو نے نہ بتائی بات تو ہم نے چھوڑنا نہیں ہے۔ ایان نے اسے وارننگ دی۔ اچھا ٹھیک ہے میں بتاتا ہوں اس نے نہیں بتانا تم لوگوں کو۔ ابرار نے کہا۔ نہیں نہیں میں سناؤں گا۔ مدنی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

بول مگر شرافت سے۔ سنی نے کہا۔
 ورنہ ہم نے پبلک پوائنٹ پہ تجھے لمبا پادینا ہے۔ یاسر نے دھمکی دی۔
 اچھا سنو سیریس ہو کر۔۔۔ وہ سب پھر سے مدنی کی باتوں میں آگئے۔۔۔ ہم گئے لڑکیوں کا دروازہ بجایا ایک لڑکی نے دروازہ کھولا۔۔۔ وہ دیکھو وہ کیا ہے؟ مدنی کے بے ساختہ چلانے پر وہ چاروں مڑے۔۔۔ ابرار بھاگ۔۔۔ ابرار اور مدنی دوڑ لگا چکے تھے۔ ان کی شرارت سمجھ آنے پر سنی چلایا:

آج انھیں چھوڑنا مت جب تک بتانے کی ہامی نہ بھر دیں۔ وہ چاروں اس کی بات سن کر دوڑ لگا چکے تھے۔

خیر ہے بھائی سڑک پر کیوں لیٹے ہو؟۔۔۔۔۔۔ گر گئے ہو تو ہم اٹھا دیں

حضرات ! ایک ضروری اعلان سماعت فرمائیں میرے چھ کمینے یا رات کو واک کا کہ
کر گھر سے نکلے تھے مگر خوش قسمتی سے ابھی تک گھر نہیں پہنچے۔ اگر وہ کسی کو غلطی
سے راہ میں پڑے ہوئے مل جائیں تو انھیں اٹھا کر گھر لانے کی ضرورت نہیں ہے
کیونکہ میں کافی دنوں سے ان سے جان چھڑانے کے چکر میں تھا سو آپ سب کو اطلاع

دی جاتی ہے ان کو واپس لا کر ہمارا محلہ پھر سے آلودہ نہ کریں " لڑکے غائب، محلہ پاک
 "- یاسر نے سڑک سے اٹھ کر ہاتھ کا مائیک بنایا اور پھر روشیل کی نقل اتاری۔

ابراہر اور مدنی نے ایک دوسرے کو آنکھ سے اشارہ کیا اور پھر ان پر اٹیک کیا۔ وہ ایک
 دوسرے کو گدگدی کرنے کے لیے اس قدر گتھم گتھا ہوئے کہ جب جدا ہوئے تو ایک
 دوسرے کا حلیہ دیکھ کر ایک بار پھر ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہوئے۔ مدنی کے لمبے بال
 چہرے پر پڑے تھے۔ سنی نے بٹنوں والی شرٹ پہن رکھی تھی جس کے سارے بٹن
 ٹوٹ کر بکھر گئے تھے۔ ایان کا بیلٹ کھل چکا تھا۔ یاسر کی شرٹ کا بازو شانے سے پھٹ
 کر جھول رہا تھا۔ ابراہر کے پاؤں میں ایک جوتا تھا، دوسرا وہ ڈھونڈ رہا تھا۔ معاذ کے جیل
 لگے بال کھڑے ہو گئے تھے۔

اوائے چل بہ کونسی تیری محبوبہ کھو گئی ہے جسے سڑک پر رات کے بارہ بجے ڈھونڈ رہا ہے
 ؟ مدنی نے ابراہر کو تاریکی میں سڑک پر جوتا ڈھونڈتے دیکھ کر کہا۔

کوئی نی ٹارچ آن کر کے دیکھ کے یہیں کہیں پڑی ہوگی۔۔۔۔۔ سنی نے معاذ کے ہاتھ
 پہ ہاتھ مار کر کہا۔۔۔۔۔ ہی ہی ہی سب کی ہنسی نکلی تھی۔

کمیونو! یہ توفیق نہیں ہوتی کہ ساتھ ملکر میرا جوتا ڈھونڈھو دو۔ ابراہر نے کمر پر ہاتھ رکھ
 کر کہا۔

اوئے! کونسا جوتا تھا تیرا؟ یا سر نے پوچھا۔

یہ دیکھو ایسا۔ ابرار نے پیر سے بوٹ اتار کر ہاتھ میں پکڑ کر دکھایا۔۔۔۔۔ جو نہیں جاتا اس نے ہاتھ میں اٹھایا ایان نے اچک لیا۔۔۔۔۔ اب حالت یہ تھی وہ سب سے آگے بھاگ رہا تھا اور ابرار اس کے پیچھے پیروں پر جرابیں پہنے دوڑ رہا تھا۔ باقی لڑکوں کا ہتھہ بلند ہوا تھا۔

ایان نے بھی گھر پہنچ کر دم لیا۔۔۔۔۔ جو نہیں ابرار قریب پہنچا۔۔۔۔۔ اس نے جوتا مخالف سمت میں پھینکا تھا۔

آہ! بچاؤ مجھے۔ سنبل جو صحن میں بیٹھی یوٹیوب پر خلیل الرحمن کا ڈرامہ "صدقہ تمہارے" کانوں میں ہینڈ فری ڈالے سکون سے دیکھ رہی تھی۔ اچانک رات کے اس پہر سر میں زور سے کچھ لگنے کے باعث چلائی۔ مگر چیخ کی آواز اتنی تھی کہ کمرے کے اندر بیٹھی لڑکیوں نے سنی اور اٹھ کر باہر آئیں۔

کیا ہو گیا خیر تو ہے؟ جیادوڑ کر صحن میں آئی اور بلب جلایا۔ دیکھو کچھ آکر مجھے لگا ہے سر میں بڑی زور سے۔ سنبل سر کو سہلاتے ہوئے بولی۔ یہ جوتا کہاں سے آیا؟ سپنہ نے پوچھا۔

ارے ہاں یہی لگا ہے مجھے سر میں۔ سنبل نے جوتے کو دیکھ کر دانت بھینچے۔
 جوتا نہیں عذاب کہو عذاب رات کے اس پہر صحن میں بیٹھی ڈرامے دیکھے گی تو خدا کو
 طیش آئے گا نہ۔ عیشو نے اسے ڈرانا چاہا۔
 ہیں سچی۔۔۔۔ ایسا ہو سکتا ہے۔۔۔ سنبل نے پوچھا۔
 ہو بھی سکتا ہے۔ جیا نے کندھے اچکائے۔
 تو پھر اندر چلو اندر ہی بیٹھ کر دیکھ لیتی ہوں۔ عاشی نے عیشو کو انگوٹھا دکھا کر چڑایا۔
 او نہیں باہر تھی تو جوتا لگا ہے اندر بیٹھ کر دیکھے گی تو کمرے کی چھت گر جانی ہے۔ عیشو
 نے عاشی کے لکارنے پر سنبل کے سامنے نیا خطرہ پیش کیا۔
 کوئی نی صحن میں، میں اکیلی تھی کمرے میں تم سب ہو گے۔ وہ بھی شیطان کی خالہ تھی

اوئے یہ کیا کیا تونے؟ ابرار چلانے لگا مگر محلے والوں کے ڈر سے سرگوشی میں بولا۔
 پھینک دیا۔۔۔ اس نے کندھے اچکائے۔

کیوں تیری نہ ہونے والی ووہٹی جہیز میں لائی تھی کیا؟ اس نے تپ کر پوچھا۔
 ویسے بھی ایک ہی تھا تونے کیا کرنا تھا؟ ایان نے بے فکری سے کہا۔

یہ صبح سویرے اٹھ کر روزانہ وہاں جاتا دوسرا جوتا ڈھونڈنے جب تک وہ مل نہ جاتا۔
 لڑکے قریب پہنچ گئے تو یاسر نے کہا۔۔۔۔۔ ابرار نے ایک ہاتھ اس کی کمر میں جڑ دیا۔
 ان کی آوازیں سن کر ان کے انتظار میں جاگتا پنکود وڑ کر آیا دروازہ کھولنے۔

کل سے ان سب کی کلاسز شروع تھیں۔ سو، آج سب اپنے کاموں میں لگے ہوئے تھے
 ۔ کوئی کپڑے دھو رہا تھا تو کوئی جوتے صاف، کوئی کپڑے سکھا رہا تھا۔ نیز سب اپنے
 اپنے کاموں میں لگے تھے۔ مگر ایان ابھی تک پڑا سو رہا تھا۔ اس کی آنکھ کھلی تو منہ ہاتھ
 دھو کر باہر نکلا۔ صحن تھا کہ دھوبی گھاٹ بنا ہوا تھا رنگ برنگے کپڑے تاروں پر لٹکے
 ہوئے تھے۔ اس کے بعد مدنی پر نظر پڑی جو گھٹنوں تک آتی نیکر کے اوپر سفید بنیان
 پہنے، بالوں میں ہونی باندھے، حوض پر کپڑے پٹخ پٹخ کر دھونے میں مگن تھا۔ معاذ صحن
 میں ایک طرف اپنے سامنے جوتے رکھے ایسے صاف کر رہا تھا جیسے ریڑھی والے پھل
 فروش پھلوں پر پانی کے چھینٹے ذرا دیر بعد پھینکتے ہیں۔ یاسر استری اسٹینڈ کے
 قریب غیر استری شدہ کپڑے لیے استری کر رہا تھا۔ غیر استری شدہ کپڑے ایان کو
 گھڑے سے نکالے ہوئے محسوس ہوئے۔ ابرار اپنی میتھ کی کتابوں کے پھیلاوے کو
 سمیٹ رہا تھا (خدا کرے آج ان کو آگ لگا دے) ایان نے دل سے دعا کی۔ سنی ہاتھ

روم سے نہا کر باہر نکلتا دکھائی دیا۔ روشیل آفس جا چکا تھا نہیں تو لڑکوں کو کام کرتے دیکھ کر بے ہوش ضرور ہو جاتا۔ پنکو اس وقت اسکول ہوتا تھا۔

ابے اوئے یہ صبح سویرے کیا کر رہے ہو؟ ایان نے پتی دوپہر کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

لالے! مل کے ڈرامے کر رہے ہیں۔ سنی نے جل کر جواب دیا۔

جب سب نے ڈرامے ختم ہوں تو بتا دینا۔ اس نے مزے سے صحن میں پڑی چارپائی پر لیٹتے ہوئے کہا۔

کیوں؟ یا سرنے بھی گردن موڑ کر چھوٹے سے برآمدے میں کھڑے پوچھا۔

کیونکہ میں نے فلمیں کرنی ہیں۔ دانت نکالتے ہوئے بے فکری سے کہا۔۔۔۔۔

سب نے قہقہہ لگایا۔

سنی یار تو نے سائیکالوجی میں ایڈمیشن کیوں نہیں لیا؟ ایان نے پنجاب یونیورسٹی میں سائیکالوجی میں داخلہ لیا تھا سو، یاد آنے پر اس سے پوچھا۔

میں نے لینا تھا مگر جب پہلی بار نفسیات کا مطالعہ کیا تو یار ڈر سے کتاب بند کر دی کیونکہ۔۔۔۔۔

سب نے اپنے اپنے کام چھوڑ کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔ کیونکہ آگے بھونک۔۔۔۔۔

مدنی نے اسے چپ دیکھ کر پینٹ حوض میں پٹنی جیسے کہنا چاہتا جو جلدی بول۔۔۔۔۔

ورنہ تجھے بھی ایسے پٹنوں گا۔۔۔۔۔ کیونکہ پاگل ہونے کی ساری علامات میرے اندر تھی۔ اس نے چہرے پر معصومیت سجا کر کہا۔

ہی ہی ہی۔۔۔ شکر ہے تو نے اعتراف تو کیا۔ معاذ نے کہا۔

وہ سب کے سب لاہور کے گرد و نواح کے رہنے والے تھے سوائے روشیل کے، وہ لاہور کا ہی باسی تھا۔ انٹر میڈیٹ سب نے لاہور کے کالجز سے کی تھی۔ ابرار، سنی، معاذ اور مدنی UET میں انجینئرنگ میں میں میرٹ لسٹ کی بنیاد پر داخلہ لے چکے تھے۔ ایان اور یاسر، پنجاب یونیورسٹی میں سائیکالوجی میں تھے۔

ابرار، سنی، مدنی اور معاذ یونیورسٹی کے احاطے میں داخل ہوئے تو ہر جگہ لڑکیوں کی بھرمار دکھائی دے رہی تھی۔ رنگین آنچل اڑ رہے تھے، تتلیاں ادھر سے ادھر اڑی پھرتی تھیں۔

یاد دیکھ کر کہا۔ اس نے بالوں میں پونی، بلیک گول گلے والی شرٹ اور آنکھوں پہ بلیک گالز چڑھا رکھے تھے۔ ہاں ہاں بول دے کونسا تیرے بولنے پہ ٹیکس لگتا ہے۔ معاذ نے کہا تو وہ گویا ہوا :
عرض کیا ہے،

ارشاد باباجی ارشاد۔ تینوں نے یک زبان ہو کر کہا۔

"جہاں دیکھو حسینوں کا ہے مجمع عاقبت میں بھی

نہ جنت ان سے خالی ہے، نہ دوزخ ان سے خالی ہے"

ہا ہا ہا۔۔۔۔۔ یار وہ تو شاعر نے کہا ہے ہم تو یوں کہیں گے۔۔۔۔۔ سنی نے کہا :

عرض کیا ہے.... ان کے ارشاد کہنے پر اس نے شعر سنایا :

"جہاں دیکھو حسینوں کا ہے مجمع عاقبت میں بھی

نہ محلہ ان سے خالی ہے، نہ یونی ان سے خالی ہے"

ہی ہی ہی۔۔۔۔۔ باتیں تو دونوں سچی ہیں۔۔۔۔۔ معاذ اور ابرار نے ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔

اچھا یار ہماری ریگنگ ہوئی تو کیا کریں گے؟ ابرار نے پوچھا۔

تجھے ہمارے چہرے دیکھ کر کیا لگتا ہے ریگنگ ہونے دیں گے ہم تو ریگنگ کرنے آئے

ہیں۔ سنی نے قہقہہ لگایا۔

میں نے تم لوگوں سے کہا تھا ناں کہ میں ریگنگ کر کے رہوں گی۔ سنبل، سپنا، اور نیہا اس وقت عیشو کے ڈیپارٹمنٹ میں تھیں جب عیشو نے ایک طرف دیکھتے ہوئے چہرے پر کانفیڈینٹ طاری کرتے ہوئے کہا۔

ہاں کہا تو تھا مگر ہماری ہوگی تو۔۔۔ سپنا نے سہم کر کہا۔

اویار بس کانفیڈینٹ رہو پتہ نہ چلنے دو سینئرز ہو یا فریشر۔ سنبل نے اسے سمجھایا۔

بس پھر مجھے شکار مل گیا ہے۔ وہ شیطانی مسکراہٹ ہونٹوں پر لیے بولی۔۔۔۔۔ اور انھیں اپنے ساتھ چلنے کا کہہ کر ایک طرف کو قدم اٹھانے لگی۔

اچھا یار تم لوگ جاؤ میں کلاس میں جاتی ہوں۔ نیہا جان بچا کر جانے لگی تو عیشو نے اسے پکڑ لیا :
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

تجھے تو بھاڑ میں بھی ساتھ لے کر جاؤں گی،

تو میری جان! کس گمان میں ہے

وہ چاروں ایک ساتھ قدم ملا کر چلنے لگیں۔

اوئے جیو! ہم ریگنگ کریں گے یا کروائیں گے؟ مونانے جیا کو پیار سے جیو کہا وہ اکثر موڈ میں آکر اسے جیو کہتی تھیں۔

ہم صرف ریگنگ انجوائے کریں گے۔ جیانے خوش ہو کر کہا۔ اسے بہت شوق تھا یونی جانے کا تاکہ لٹریچر پڑھے، بڑی سی اردو لائبریری میں کتابوں کا نظارہ کرے اور اپنے شوق کی تسکین کر سکے۔

تبھی سرائٹھائے یونی کی بلند و بالا عمارت کو دیکھتے ہوئے فرش پر پاؤں پھسلا اور دو رجا گری۔ منہ سے بے ساختہ "اوئی" نکلا۔ وہ راستے میں پڑے کیلے کے چھلکے کی وجہ سے گری تھی۔ تبھی کچھ سینئر زہنتے ہوئے سامنے آئے۔ اس کا تماشہ دیکھ کر وہ اب کسی اور کی ریگنگ کرنے چلے گئے۔

تو یہ ان کی حرکت تھی۔۔۔۔۔ جیامونا کے ہاتھ دینے پر سہارا لے کر اٹھی۔۔۔۔۔ تو تلملا کر بولی۔

غصہ کیوں ہوتی ہے انجوائے کر اب ریگنگ۔ عاشی نے قریب آ کر اسے چڑایا۔
ہاں تو میں نے ریگنگ انجوائے کرنے کا کہا تھا کیلے کے چھلکے سے پھسلنا انجوائے کرنے کا نہیں کہا۔ اس نے بھی منہ بنایا۔

اوئے! سلام کرو ہمیں دکھائی نہیں دے رہا سینئر ز آئے ہیں۔ عیشو نے معاذ کو اکیلے بیچ پر بیٹھے دیکھا تو قریب جا کر کہا۔

جج۔۔۔۔۔ جی السلام علیکم! اس نے بیٹھے بیٹھے انھیں سلام کیا۔ وہ اسے دیکھی دیکھی سی محسوس ہوئیں۔

اونہوں، ایسے نہیں کھڑے ہو کر ہمارے احترام میں ہمیں سلام کرو۔ عیشو نے کمر پر ہاتھ ٹکاتے ہوئے رعب سے کہا۔

السلام علیکم! وہ باقاعدہ کھڑا ہوا اور پھر سلام کیا۔

ہاں بس اب ٹھیک ہے۔ وہ آگے بڑھی تو سنبل، سپنا اور نیہا بھی ساتھ چلیں۔۔۔۔۔
 بلائیں ٹلتی دیکھ کر معاذ دل میں شکر بجالایا اور بیٹھنے لگا۔۔۔۔۔ تب عیشو واپس مڑی اور وہ بیٹھتے بیٹھتے پھر کھڑا ہو گیا۔
 تمہیں پتہ ہے ہم تمہاری ریگنگ کرنے آئے ہیں۔ معاذ کا حلق خشک ہوا ریگنگ وہ بھی لڑکیوں سے۔

نن۔۔۔۔۔ نہیں اب پتہ چلا ہے۔ معاذ نے چہرے پہ معصومیت سجائے کہا۔

اچھی بات ہے تو چلو اسٹارٹ ہو جاؤ۔ نیہا نے کہا۔

ایں۔۔۔۔۔ یہ کیا رکشہ ہے یا گاڑی کے اسٹارٹ ہو جائے۔ سپنا نے حیرت سے کہا تو سنبل بولی :

پگلیٹ! کوئی ٹاسک دو۔

ہاں بھی اسٹارٹ ہو جاؤ۔ سنبل نے ہاتھ باندھتے ہوئے کہا۔

پھٹ پھٹ پھٹیں، پھٹ پھٹ پھٹیں۔۔۔۔۔ مرتا کیانہ کرتا جان چھڑانے کے لیے
ادھر ادھر دیکھا کوئی دیکھ تو نہیں رہا اور پھر نقل اتارنے کی کوشش کی۔۔۔۔۔ ہی ہی
ہی لڑکیوں کا قہقہہ بلند ہوا۔

اچھا اب جلدی سے سبزی بیچ کر دکھاؤ اونچی آواز میں یہ ارد گرد موجود سب لوگ سنیں
- عیشو نے آنکھوں سے اسٹارٹ کا اشارہ کیا۔
معاذ نے لڑکیوں کو دیکھا یہ تو نہاد ہو کے اس کے پیچھے پڑ گئی تھیں۔

جلدی کروا بھی کتنوں کو ہی نمٹانا ہے۔ سپنا نے اپنا کانفیڈینس لیول بڑھاتے ہوئے کہا۔

ناچار، وہ گویا ہوا :

"سوروپے کلوانڈے لے لو، آلو لے لو بیس روپے

درجن، آم لے لو پانچ سو روپے آدھا پاؤ۔۔۔۔۔" قریب کھڑے لوگوں نے حیرت سے اسے دیکھا اور پھر معاذ کی گنہگار آنکھوں نے دیکھا تھا سب اس پر بری طرح ہنس رہے تھے۔۔۔۔۔

اوئے پاگل! انڈے کب سے کلو، آلو کب سے درجن اور آم کب سے پاؤ میں بکنے لگے
 - کسی نے پیچھے سے آواز دی تو اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔
 اس کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ وہ سب ہنس کے آگے چل پڑیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی
 ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ
 کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے
 ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات
 کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین

کشف اور عاشی رینگ ہونے سے بچنے کے لیے بمشکل چھپ چھپا کر اپنی کلاس میں داخل ہوئیں مگر قسمت ان کی یہاں دوچار سینئر نے ان کی کلاس کو پہلے سے گھیر رکھا تھا۔ وہ اب باہر نہیں جاسکتی تھیں سو، دو خالی نشستیں سنبھال لیں۔

ایک سوال کرونگا آپ لوگوں کی حاضری جوابی چیک کرنی ہے؟۔۔۔۔۔ آں۔۔۔۔۔ کس سے کروں؟ اچھا پہلے سوال سن لیں جس کی طرف اشارہ کروں اس کے پاس سوچنے کی مہلت نہیں ہوگی۔ عاشی اور کشف ہمہ تن گوش ہوئیں آخر پہلا دن تھا اور پہلا ہی امپریشن ڈالنا تھا۔

If husband is head of the family then , what is wife ?

ایک سینئر نے سوال کرتے ہی کشف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ "ٹوان ون" ہمیں جواب دیں۔

سب جواب سوچنے میں مصروف تھے مگر جیسے ہی اشارہ اس کی طرف ہوا سب نے سوچوں کی طنابیں ڈھیلی کیں۔۔۔۔۔ جبکہ عاشی سوچ رہی تھی شوہر بیوی کے اشاروں پہ ناچتا ہے تو بیوی کیا ہوگی۔۔۔۔۔ آں ہاتھ ہاں ہاتھ سے ہی اشارہ کرتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ مطمئن ہوگی مگر کشف کا جواب اس کا اطمینان غارت کر گیا۔

بڑی حاضر جواب ہیں۔ سینئر نے تالیاں بجائیں تو کلاس کے لوگ بھی بجانے لگے۔

کاشف میاں! ہمارے سینئر تو کچھ زیادہ ہی پڑھا کو لگتے ہیں۔

ہاں تو۔ کشف نے اطمینان سے پوچھا۔

تو یہ کہ ہمارا گزارا کیسے ہو گا۔۔۔۔۔ پڑھائی میں کاہلی، در فٹے منہ۔۔۔۔۔ کشف

نے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE کہانیاں
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عیشو، سنبل، نیہا، سپنا اور سنی، معاذ، ابرار، مدنی دونوں ٹیمیں اس سے پہلے کہ ایک

دوسرے کی ریگنگ کرتے۔ معاذ نے اپنی ٹیم سے سرگوشی کی :

ان سے نہ الجھنا سینئر ہیں یہ۔

کیوں تیری ریگنگ ہوئی ہے ان کے ہاتھوں؟ ابرار نے پوچھا۔

ریلنگ نہیں بلکہ درگت بنی ہے ان کے ہاتھوں۔ معاذ نے دانت بھیج کر کہا۔

اتنے میں سینئر وہاں پہنچ گئے۔۔۔۔۔ آتے ہی تشویش سے بولے :

ہاں بھی فریشرز کون ہیں وہ جو سینئر بنے ریٹنگ کر رہے ہیں؟ دونوں ٹیموں کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔ دونوں ٹیموں نے ایک دوسرے کی طرف اشارہ کیا۔ دیکھ دیکھ کو کہتا ہے تیرا منہ کالا۔۔۔۔۔ اب تم دونوں گروپس تیار ہو جاؤ ریٹنگ کے لیے اور وہ سب تمہیں دیکھیں گے جن جن کی ریٹنگ کی ہے۔ ان سب نے رنگ فق ہوئے۔

اپنے اپنے دکھڑے سناؤ۔ ایک سینئر نے کہا۔
جس کے دکھڑے نہ ہوں۔ ابرار نے منمناتے ہوئے کہا۔
کیوں بے تو دکھڑا پروف ہے؟ سب کا قہقہہ بلند ہوا۔
تم۔۔۔۔۔ سنبل کی طرف اشارہ۔۔۔۔۔ پہلے تم سناؤ۔۔۔۔۔ اس نے تھوک نکلتے ہوئے کہا :

"ہر بہن کے اندر ایک ماں ہوتی ہے پر میری بہن
کے اندر سوتیلی ماں ہے۔"
ہی ہی ہی۔۔۔۔۔ اس کا نرالا دکھڑا سن کر سب کو ہنسی آئی۔
اب تم سناؤ۔۔۔۔۔ ابرار کی طرف اشارہ کیا۔

"کبھی کبھی ہمارا محلہ ایسا ویران، خاموش پڑا رہتا ہے، جیسے یہاں پہلی جنگ عظیم ہوئی ہو۔"

ہونہسہ، ملا کی دوڑ مسجد تک۔۔۔۔۔ اس سے بڑے بڑے دکھ ہیں دنیا میں جاگو، ہوش کرو۔ سینئر نے ان کا مذاق اڑایا۔

تم کتنا زیادہ ڈرپوک ہو؟ جواب مزاحیہ ہونا چاہیے۔۔۔۔۔ ایک سینئر نے انہیں کنفیوز کرنے کے لیے فوراً سے پیشتر سوال کیا اور جواب کے لیے نہیہا کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ اس نے جواب دینے کے کھولنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ ہاتھ کا اشارہ سپنا کی طرف ہوا۔۔۔۔۔

یہ شکل سے بونگی نظر آتی جواب دے گی۔۔۔۔۔ ہی ہی ہی۔۔۔۔۔ سپنا کا دل چاہا

زمین پر بچے کی طرح لیٹ کر اس بے عزتی پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر کہے :

میں نہیں بتاؤں گی۔۔۔۔۔ مجھے نہیں بتانا۔۔۔۔۔ میری بے عزتی کیوں کی۔۔۔۔۔ مگر وہ خیالوں سے باہر نکل کر بولی :

"میں اتنی زیادہ ڈرپوک ہوں کہ رات کو اپنی آنکھیں بند کر کے سوتی ہوں۔"

ہی ہی ہی۔۔۔۔۔ واقعی یہ تو بڑی ڈرپوک واقع ہوئی ہے۔۔۔۔۔ ہی ہی ہی۔۔۔۔۔ سب کا ہنس ہنس کر برا حال تھا۔

اچھا تم تم۔۔۔۔ مدنی کی طرف اشارہ۔۔۔۔ ہم سب کو مزاحیہ سی نصیحت کرو۔ ایک سینئر لڑکی نے کہا۔

یار میری شکل پر مزاح لکھا ہوا ہے۔۔۔۔ اس نے بڑبڑاتے ہوئے نصیحت سوچی:
"مسکراتے رہا کریں کیا پتہ کل کو دانت ہی نہ رہیں۔"۔۔۔۔ ہی ہی ہی سب دل کھول کر ہنسے۔

قوت برداشت میں یقینی اضافے کے لیے کوئی ترکیب بتاؤ؟ نہیہا کی طرف کب سے چپ کھڑے سینئر نے اشارہ کیا۔

"قوت برداشت میں یقینی اضافے کے لیے دن میں پانچ دفعہ الجھی ہوئی ہینڈ فری کھولیں۔" نہیہا نے جواب دیا۔۔۔۔

پتہ ہے تو اس پر عمل بھی کریں۔ سینئر نے جواب میں کہا۔
کیوں؟ وہ فوراً بولی۔

کیونکہ آپکی شکل بتا رہی ہے قوت برداشت کے وٹامنز کی کمی پائی جاتی ہے۔۔۔۔۔ ہی ہی ہی سب نے زوردار قہقہہ لگایا۔ نہیہا کا دل چاہا منہ نوچ لے سب کا۔
اب باری تھی سنی اور عیشو کی۔۔۔۔ سب انھیں دیکھ رہے تھے۔ جب ایک سینئر قریب آیا۔۔۔۔

تم اس پیڑ پر چڑھ کر نعرے لگاؤ۔ سینئر نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ اب وہ سب اسے درخت پر چڑھتا دیکھ رہے تھے۔

تھوڑا اور اوپر جاؤ اور وہاں سے سر نکال کر پوری یونی کا نظارہ کرتے ہوئے کہو۔ نیچے سے ہدایات ملیں۔

سنی آج تیری عزت کا فالودہ نکل ہی گیا۔۔ وہ بڑبڑاتا ہوا مزید اوپر چڑھا۔

جب چڑھ چکا تو ساری ہمت جمع کر کے اونچی آواز میں بولا :

یہ یونیورسٹی میرے باپ کی ہے۔

یہ یونیورسٹی میرے باپ کی ہے۔

یہ یونیورسٹی میرے باپ کی ہے۔

نیچے کھڑے لوگ چہرے اوپر کیے اس کی آواز سن رہے تھے :

تم سب پاگل ہو اور میں پاگلوں کا سردار ہوں۔

یہ تو اس نے آدھی حقیقت کہ دی۔ کسی نے اس پر جملہ داغا۔ اگلی بات کہنے کی بجائے اس کا دل چاہا درخت سے چھلانگ لگالے مگر مرتے کیانہ کرتے کے مصداق اس نے منہ کھولا :

آج میں آپ سب کے سامنے کھلے عام اعتراف کرتا ہوں کہ میں شیطان کا چیلہ ہوں
 --- آج کے بعد مجھے اسی نام سے پکارا جائے۔ (ریڈرز کمنٹ میں سنی کے لیے نام
 کمٹ کریں)

ہی ہی ہی۔۔۔۔ وہ درخت سے اترتا تو چہرہ چلانے کے باعث سرخ ہو رہا تھا۔۔۔۔
 ویلکم جناب ہم زمین پر آپ کا سواگت کرتے ہیں محترم چیلے آف شیطان صاحب۔۔۔
 سینئرز ایک ساتھ کورنش بجالائے۔

آج تیرے ساتھ تو بڑی بری ہوئی ہے یار۔ ابرار نے جیب سے رومال نکال کر اس کا
 پسینہ خشک کیا۔
 ان سب کا رخ اب عیشو کی طرف تھا اور عیشو سنی کی ریگنگ کے بعد اپنی ہونے والی
 حالت کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

بس آج سے میں عہد کرتا ہوں اس یونی میں کسی کو چین نہیں لینے دوں گا۔ شیطان کے
 چیلے نے دل ہی دل میں عہد کیا۔

ادھر بیچارے ایان کی اچھی خاصی شامت آئی ہوئی تھی۔ یونی گراؤنڈ میں سینئر ز جمع تھے۔ ان کے درمیان میں ایان کھڑا تھا جسے کیا گیا دلبر دلبر گانے پہ بلی ڈانس کر کے دکھاؤ۔ آج اس کا تھوڑا سا موٹا پاس کے لیے مصیبت بن گیا تھا۔
سب خاموش ہو گئے اور گانا چلا دیا گیا :

دلبر، دلبر

چڑھایہ جو مجھ پہ سرور ہے

اثر تیرا یہ ضرور ہے

تیری نظر کا قصور ہے

بازو پھیلائے، پیٹ تھوڑا آگے کونکا لے وہ بلی ہلا ہلا کے ڈانس کر رہا تھا۔۔۔۔۔ اس کا ڈانس دیکھ کر سب ہنس ہنس کے پاگل ہو گئے۔

تھوڑا اور کر جب تک میوزک بند نہیں ہوتا کرتا جا۔ کسی نے اسے رکتے دیکھ کر کہا ۔

دلبر، دلبر

آپاس آ کیوں تو دور ہے

یہ عشق کا جو فتور ہے

نشے میں دل تیرے چور ہے

دلبر، دلبر

اتنی سی دیر میں اس کے پسینے چھوٹ گئے تھے۔ اس کا بیلی ڈانس انڈیا کی بیسٹ ڈانسر نورا دیکھ لیتی تو ضرور ڈانس سے توبہ کر لیتی۔

ہی ہی ہی۔۔۔۔۔ سب اس کا مٹک مٹک کر بیلی ڈانس کے نام پر بیلی ہلانا دیکھ کر ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو گئے۔

ہاں جی اب باری ہے آپ کی۔۔۔۔۔ سینئر اس کی طرف مڑے۔۔۔۔۔ تو جہاں کہیں آپ کو کپل دکھائی دے ان کی جا کر لڑائی کروانی ہے وہ ایسے کہ گرل فرینڈ اپنے بوائے فرینڈ سے بریک اپ کر لے۔۔۔۔۔ یہ ٹاسک سن کر عیشو کی آنکھیں پھٹ گئیں۔۔۔۔۔ اسے لگایہ خدا نے اس سے انتقام لیا ہے دوسروں کو تنگ کرنے کا۔

وہ مرے مرے قدموں سے چلتی ہوئی یونی گراؤنڈ میں کپل ڈھونڈنے لگی۔ سینئر ز اور دوسرے لوگ منتشر ہو کر تھوڑے فاصلے سے اس کو فالو کر رہے تھے۔ بلا آخر چلتے چلتے اسے گراؤنڈ میں ایک بیچ پر ایک کپل بیٹھامل گیا۔ اتفاق سے لڑکا تھوڑا سا ہیڈ سم تھا۔ اپنے شکار کو دیکھ کر اس کے لبوں پر شیر مسکراہٹ پھیل گئی۔

Oh ,My dear !

تم یہاں بیٹھے ہو اور میں ہوں کہ تمہیں کب سے ڈھونڈ رہی تھی۔ وہ اس کے قریب جا کر ایسے خوشی سے بولی کہ سچ مچ وہ اسے تلاش کرتی رہی ہے۔ دونوں نے چونک کر اسے دیکھا۔ لڑکی نے لڑکے کو بھی کون ہے یہ؟

Excuse me ! Who the hell are you ?

لڑکی نے پوچھا کڑے تیوروں کے ساتھ۔

تم چپ رہو بیچ میں مت بولو۔۔۔۔۔ لڑکی کو ڈپٹ کر کہا اور پھر لڑکے کے قدموں میں گھاس پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

"ہے مائے شونا، مائے بابو، مائے لائف، مائے پرنس

آخر تم کب تک مجھ سے ناراض رہو گے اور ناراضگی

میں ایسی چھچھوری لڑکیوں کے ساتھ ٹائم پاس مت کیا کرو (لڑکی کے تیور آسمان کو چھو رہے تھے وہ کبھی لڑکے کو دیکھتی تو کبھی عیشو کو، چھچھوری سن کر تو کھڑی ہی ہو گئی)

تو تم میرے ساتھ ٹائم پاس کر رہے تھے، شرم نہیں آتی تمہیں۔ لڑکی نے تپ کر لڑکے سے کہا۔

نن۔۔۔۔۔ نہیں ڈار لنگ۔۔۔۔۔ لڑکا گھبرا گیا کونسی لڑکی کو چنے سرخ گھنگریالے بالوں والی پری پیکر کو یا اس ٹائم بمب کو جو کسی بھی وقت پھٹنے والا تھا۔ ٹائم بمب کی بجائے پٹاخہ اسے زیادہ بھایا کم از کم پٹاخہ نقصان کم کرتا ہے۔

اوہ، شونا! تم بے رخی مت بر تو اس لڑکی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے میں اسے بھگاتی ہوں۔ اس سے بیٹھے شہد لہجے میں بات کہ کر ٹائم بمب کی طرف بڑھی۔

تم کباب میں ہڈی کیوں بن رہی ہو، اس کی تو عادت ہے مجھ سے ناراض ہو کر کسی بھی لڑکی کے ساتھ جا بیٹھنا اور ٹائم سپینڈ کرنا میں ایڈ جسٹ کر لیتی ہوں تم نہیں کر سکتی۔

اگر یقین نہیں تو کل دیکھ لینا کسی اور لڑکی کے ساتھ بیٹھا ہو گا مجھ سے روٹھ کر۔ اسے آہستہ آواز میں سمجھاتی مسکرا کر لڑکے کی طرف بڑھی۔

مائے! بوائے یہ پلو پکڑو میرا اور ہم یہاں سے کہیں دور چلتے ہیں جہاں تم روٹھ کر کسی لڑکی کے پہلو میں نہ جا بیٹھو۔ اسے اپنے دوپٹے کا پلو پکڑا کر خود آگے چلنے لگی جبکہ لڑکا پیچھے۔۔۔۔۔ جب دونوں میں مفاہمت ہو گئی تھی اور ٹائم بمب پیرٹچ کر جا چکی تھی تو پٹاخے کو وہ کیسے چھوڑ دیتا۔

ہو سنہسہ، الو کا پٹھا۔۔۔۔۔ سینئیرز کے قریب آ کر اس نے مڑ کر کہا۔۔۔۔۔ لڑکا تھوڑا حیران ہوا اپنے گرد لوگ جمع ہوتے دیکھ کر کہ اب شاید اس کی دھلائی ہونے والی ہے

---- قسم سے حور کے پہلو میں لنگور لگتے ہو، اب چھوڑ بھی دو میرا پلو کیا بچوں کی طرح تھام رکھا ہے؟ اس نے پلو چھڑانا چاہا۔

ہے جان! تم نے آنکھیں ماتھے پر کیوں رکھ لی ہیں؟ اور یہ پلو تو اب میں کبھی نہیں چھوڑوں گا اس کے ساتھ ہی بندھا رہوں گا۔۔۔۔۔ اتنا کہ کر اس نے دوپٹے کا پلو کلائی میں باندھ لیا عیشو اس کو بیل گم کی طرح چپکتے دیکھ کر ورطہ حیرت میں ڈوبی۔ سینئر زکواب خوب مزہ آیا تھا جبکہ سنی بھی ہنس رہا تھا کم از کم اس کے ساتھ ایسا پرانک نہیں کیا گیا ورنہ کوئی سنکی لڑکی اس کے گلے پڑ جاتی۔

خبردار، جو مجھے جان کہا میں نے جان نکال دینی ہے تیری۔ عیشو نے مڑ کر کڑے تیوروں کے ساتھ وارنگ دی۔

اوہ بے بی یہ تمہاری لینگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ لڑکے نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔
لقوہ ہو گیا ہے میری لینگوں کو اور اگر تم میرے ساتھ رہے تو تمہاری لینگوں کو فاج ہو جانا ہے۔ سو پیچھا چھوڑو میرا۔ اپنا پلو اس کی کلائی سے نکالنے کی کوشش کرنے لگی۔
نہیں ڈارلنگ! تم مجھے چھوڑ کر نہیں جاسکتی چلو ہم چائے پینے چلتے ہیں۔ لڑکا اسے بندھے پلو سے کھینچ کر جانے لگا۔ تبھی لوگوں نے دیکھا تھا عیشو اپنے بیگ میں ہاتھ مار رہی تھی۔
دیکھتے ہی دیکھتے اس نے قینچی نکالی اور دوپٹہ اس طرح سے کاٹا کہ گرہ کی صورت

تھوڑا سادو پٹہ لڑکے کے ہاتھ میں بندھا تھا اور عیشو آزاد کھڑی مسکرا رہی تھی۔

----- سب لوگ اس چالاک لڑکی کو دیکھ رہے تھے۔

یار کیا لڑکی ہے، کمال کی عورت ہے یار، کانفیڈینس چیک کر بھائی۔۔۔۔۔ جیسے جملے لوگوں کے منہ سے نکل رہے تھے جبکہ سنی کچھ اور سوچ رہا تھا۔ اس کے ٹکڑی لڑکی آ گئی تھی اور ایسا پہلی دفعہ ہوا تھا۔

آج یونی میں پہلا دن گزار کر وہ آئیں تو ہنس ہنس کر ایک دوسرے کی یونی کے قصے سنے

یار سب کچھ چھوڑ دیا جو رینگ انجوائے کرنے والی تھی پھسلنا انجوائے کیا پھر ہی ہی۔۔۔۔۔ سب ایک دفعہ پھر ہنسیں۔

یار بس کرو سن کر میری کمر میں درد ہونے لگتا ہے ہائے! کس قدر بری طرح پھسلی میں۔۔۔۔۔ جیانے دکھڑا سنایا۔

بڑی خوش ہو رہی ہونچ جو گی ہورینگ سے۔ کاشف میاں نے کہا۔
آج کا دن خوب یادگار تھا۔ کوئی لیکچر نہیں ہوا۔ کل سے لیکچر بھی شروع ہونے لگے۔
وہ اپنا اپنا ڈیپارٹمنٹ اور کلاس دیکھ آئیں تھیں۔

یار بہت بھوک لگی ہے سالن کیا بنایا ہے؟ سنبل بھوک بھوک کرتے اندر داخل ہوئی۔
 آلو بنادیے ہیں میں نے۔ روٹیاں سپنا بنا چکی ہے لڑکوں کے لیے اب ہماری بنائے گی۔
 نیہانے کہا۔

وہ ڈونگے میں پڑا سالن دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ کافی سارے آلو ہیں تھوڑے سے میں کھا لیتی
 ہوں۔۔۔۔۔ اس نے کانٹا اٹھایا اور لڑکوں کے سالن میں سے چن چن کر آلو کھانے لگی۔

وہ سب لہجے میں عذر آئی کے گھر سے آیا کھانا مزے لے کر کھا چکے تھے۔ اب شام ہو
 گی تھی اور لڑکیوں کے گھر سے کھانا آنا تھا۔
 یارا یان! تو نے ٹھیک نہیں کیا۔ سنی کہیں سے نمودار ہوا۔
 کیا کر دیا میں نے؟ اس نے حیرت سے پوچھا پھر یا سر کو دیکھا تو وہ اس کا بھانڈا پھوڑ چکا
 ہے۔

یار ویرے اس نے آج فل میوزک پہ دلبر سانگ بجا کے یونی گراؤنڈ میں بلی ڈانس کیا
 ہے۔ سنی نے اونچی آواز میں روشیل کے پاس بیٹھ کر کہا۔
 اس نے۔ ویرے نے بے یقینی سے ایان کو دیکھا۔

کک۔۔۔ کیا ہے ویرے؟ ایسے کیوں دیکھ رہے ہو اور تم سب بھی۔۔۔۔ دیکھو کسی کی عزت پہ بری نظر نہیں ڈالتے۔۔۔۔ اس نے لڑکیوں کی طرح سینے پر کراس بنایا۔ میں تو دیکھ رہا ہوں تم نے بیلی ڈانس کیا کیسے ہوگا؟ ویرے نے کہا تو سب ہنس دیے۔ کوئی نی ویرے ہم دیکھ لیتے ہیں ابھی۔ معاذ نے اٹھ کر گانا بجایا۔ چل بے لڑکیوں کی طرح شرما کیوں رہا ہے؟ مدنی نے کہا۔ تم سب بھی میرے ساتھ کرو۔ ایان منمنایا۔ بیلی تیرا ہے تو بیلی ڈانس بھی کرے گا ہمارا تو بیلی ہی نہیں ہے ہم کیسے کریں؟ سنی نے اس کے موٹاپے کو نشانہ بنایا۔ اتنے میں دروازے پر بیل ہوئی۔ پنکو ابرار کے پاس میتھ پڑھ رہا تھا اٹھ کر باہر گیا۔ آج کھانے کا کیا سین ہے؟ روشیل نے پوچھا۔ عذرا آئی کہ رہی تھیں ایک ہفتے تک کھانا ہمیں ان کی طرف سے ملے گا۔ ابرار نے فوراً بات بنائی۔ اچھا اور کس خوشی میں؟ روشیل کو حیرت ہوئی۔

معلوم نہیں ہم نے تو کہا مفت میں مل رہا ہے وصول کرنے میں کیا حرج ہے؟ ایان نے کہا تو ابرار اور مدنی نے دیکھا۔۔۔۔۔ مفت نہیں تھا بے اپنی آن، شان، بان سے کی قربانی دے کر قیمت ادا کی ہے۔ دونوں ہی بڑبڑائے۔

کھانا آگیا جمع ہو جائیں سب۔ پنکو کھانے کی ٹرے اٹھائے اندر آیا۔ جلدی سے ڈونگے میں دیکھو کیا آیا ہے۔۔۔۔۔ ایان سے صبر نہ ہوا تو خود ڈونگے میں جھانکا۔

اوئے! یہ کونسا سالن ہوتا ہے؟ اس نے پکے ہوئے شوربے میں کچی درمیان سے چیرا لگا ہری مرچیں تیرتی دیکھ کر پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

اوئے! بھوکے سدا کی، ندیدی سارے آلو ہڑپ کر کے وہاں جا بیٹھی ہو۔ عاشی نے ڈونگے میں خالی شورباتیرتے دیکھ کر کہا۔

ہاں تو وہ شوربے میں روٹی ڈبو ڈبو کے کھالیں گے۔ سنبل نے کندھے اچکائے۔

شرم حیا کرو تم بلکہ وہ تو ناپید ہے تم میں۔۔۔۔۔ جیانے سنبل کو گھورا۔

دیکھا ٹھیک کہا تھا میں نے میری بہن کے اندر سوتیلی ماں ہے۔ سنبل نے رونی صورت بنائی۔

اب مسکے مت لگاؤ اور جا کر شور بے میں کچھ ڈالو۔
 کچھ بھی ڈال دوں۔۔۔۔۔ اس نے شرارت من میں چھپائے پوچھا۔
 ہاں اور جلدی کروا بھی چٹکی آتی ہوگی کھانا لینے۔ جیانے کہا۔
 عیشو اور کاشف میاں کھانا دسترخوان پر لگانے لگے۔ جبکہ سنبل نے فریج میں سے
 لمبھی موٹی تازی ہری مرچیں نکالیں اور سب کو درمیان میں چیرا ڈال کر شور بے میں
 ڈال دیا۔

یہ کیا بنا دیا چنگے بھلے سالن کو؟ مونانے مرچیں تیرتی دیکھ کر پوچھا۔
 اسے کہتے ہیں "مرچی سالن"۔ اس نے بڑے فخر سے بتایا۔
 اتنے میں دروازے پر بیل ہوئی چٹکی کھانے کی ٹرے لینے آئی تھی۔

یار مجھے چائے بنا کے دے دو کوئی؟ جیانے کمر در دکی وجہ سے بستر سنبھالا ہوا تھا۔
 تو بہ کتنی چائے پیتی ہو؟ مونانے برتن دھوتے ہوئے کہا۔
 میں چاہتی ہوں ہر دو منٹ بعد چائے خود آ کر مجھے کہے :
 "مینوں پی لے"

جیا کی بات پر سب نے حیرت سے دیکھا۔

تجھے تو بندہ چائے میں ڈبو ڈبو کے مارے۔ عاشی نے جل کر کہا۔

میں چاہتی ہوں میرا شوہر ایسا ہو جو کہے:

"لولو تو تم پنگے لو میں سنبھال لوں گا۔"

عیشو نے مسکین سی صورت بنا کر کہا۔

"اور میں چاہتی ہوں میری ساس ہی نہ ہو نہ ساس ہو گی نہ سسرال ہو گا۔" مونانے

دل کی بات کہی تو ان سب کی ہنسی نکلی۔

اور میں۔۔۔۔۔ کاشف میاں بولے تو نیہانے ٹوکا۔۔۔۔۔ تم پہلے سوچ لو چاہتی ہو یا

چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ "ٹوان ون" کا پھر سے مذاق اڑایا گیا۔

خبردار جو میرا مذاق اڑایا میں نے پھر دکھی غزلیں گانی شروع کر دینے ہیں۔ کشف نے

وارنگ دی۔

ہاں کب سے سنی نہیں ہیں سنا دو۔ سپنا نے فرمائش کی۔

اے بس بہن رہنے دو تمہارا کونسا محبوب پچھڑ گیا ہے؟ سنبل نے سپنا کی فرمائش پر کہا۔

مجھے چائے نہ ملی تو میں کہہ رہی ہوں نصرت فتح کی کوئی غزل لگا دینی ہے اور پورے محلے

کو سناؤں گی اپنے غم میں اور جب تک ہر گھر سے چائے نہ ملی بند نہیں کروں گی۔ جیانے

اعلان کرتے ہوئے کہا۔

اے پگلا گئی ہے کیا؟ مونانے بے یقینی سے پوچھا۔

تم تو ہوٹل والے سے شادی کرنا جو سارا دن تجھے چائے بنا بنا کے پلاتا رہے۔ ہم سے نہیں بنتی۔ عاشی نے لگے ہاتھوں مشورہ دیا۔

اوئے سنو سنو نصرت فتح کی لائسنز گاتی ہوں میں آج اور فل اس کی نقل اتاروں گی۔

کاشف میاں فوراً اٹھے۔ لڑکیاں اس کی کارروائی دیکھنے لگیں۔

جالے صاف کرنے والا ڈنڈا اٹھایا اس کے دوسری طرف گلاس لٹکا کر مائیک بنایا۔

سنگل صوفے پر براجمان ہوئی دستی مائیک کو سامنے سیٹ کیا اور پھر شروع ہوئی :

تھارے بنامو ہے چین نہ آوئے

دھک دھک دھک ماراجی گھبراوے

بولے بانسریا سن لے سانوریا

تھارے بنامو ہے کچھ نہیں بھائے

پیارے پیارے

تھارے بنالا گے نہیں ماراجیارے

او او او تھارے بنالا گے نہیں ماراجیارے

نینوں نے تھاری کیسا جادو کیارے

تھارے بنالا گے نہی ماراجیارے
او او تھارے بنالا گے نہی ماراجیارے

مجھے لگتا ہے اسے کہتے ہیں لال شور بے میں ہری مرچ سالن۔ یاسر نے ہی ہی کرتے کہا

نہیں اپنی طرف سے نام مت رکھو اس کا اپنا ایک نام ہے۔ معاذ نے اس کی مخالفت کی۔
سب لوگ کھانے کے گرد جمع تھے مگر سالن انھیں کنفیوز کر رہا تھا۔

اچھا تو کیا نام ہے اس کا؟ ابرار نے ابرو اچکا کر پوچھا۔
"مرچی سوپ" معاذ نے اپنی طرف سے نام رکھا۔

اوئے! کبھی نہ ہونے والے شیف نام تو ایسے رکھ رہے ہو تمہاری اپنی ایجاد ہے یہ سالن
-چپ کر کے کھاؤ۔ مدنی کو بھوک لگی تھی۔

ویرے کھاؤ کیا سوچ رہے ہو؟ سب نے لقمہ توڑتے ہوئے اسے دیکھا جو بڑے غور
سے سالن کو تک رہا تھا۔

یار شملہ مرچ کا سالن بھی کھایا ہوا ثابت ہری مرچوں کا سالن پہلی دفع کھاؤں گا۔ مجھے کیوں لگتا ہے پکانے والی اس میں آلو، کدو، شلجم وغیرہ جیسی سبزی ڈالنا بھول گئی ہے۔
 ---- ہی ہی ہی ---- اس کی بات پر سب ہنستے تھے۔

لقمہ تو ڈبو ڈبو کے کھالیا ہے یہ بتاؤ ان مرچوں کا کیا کرنا ہے۔ ایان نے پوچھا تو سنی کو شرارت سو جھی :

اسے ایسے اٹھا کے منہ میں ڈال کے چوسنا ہے ہو سکے تو چبا بھی لو۔
 ایان نے اس کی بات ہر عمل کیا اور پھر ---- سی سی سی ---- ہائے مرچی بڑی تیز ہے، پانی دو پانی۔۔۔۔۔ اب سنی پانی کا جگ لیے آگے دوڑ رہا تھا اور وہ پیچھے، جبکہ معاذ نے اس کے کچن میں پانی پینے کے ڈر سے اندر گھس کر دروازہ بند کر دیا۔
 لالے! کس نے کہا تھا مرچیں چوسنے اور پھر مزے لے لے کر چبانے کو۔ پنکونے اسے دوڑتے دیکھا تو کہا باقی سب ان کی بھاگ دوڑ سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔
 ابے دے بھی دے۔ ایان ہانپ گیا تو رک کر بولا۔

ایک شرط پہ دونگا۔ سنی نے کہا۔
 مجھے سہلنے بغیر منظور ہے۔ ایان نے فوراً مان لی۔

بیلی ڈانس کے لیے ہامی بھر، پانی لے۔۔۔۔۔ پانی تو ملتا ہے یہی سوچ کر اس نے ہامی بھر لی۔

رو شیل کا دل چاہا شیطان کے چیلے کی چالاکی پر عیش عیش کرے مگر اس نے شوخا ہو جانا تھا۔

وہ سب تیار ہو کر اپنی اپنی یونی پہنچ گئی تھیں۔ آج ان کے لیکچرز ہونے تھے۔ اتفاق سے عیشو، سپنا، مدنی اور سنی کمپیوٹر انجینئرنگ کر رہے تھے اور کلاس فیلو نکلے تھے۔ جبکہ سنبل، نیہا، معاذ اور ابراہار سٹی اینڈ ریجنل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ سے تھے۔ پہلے پہلے لیکچر لے کر وہ لوگ گراؤنڈ میں آئے تو عیشو بیل گم کو دیکھ کر ٹھٹھکی۔

میسر کر دے جو صدیوں کی قربتیں۔۔۔۔۔

سنگ تیرے وہ اک لمحہ جینا چاہوں۔۔۔۔۔

وہ اس کے قریب آ کر مسکراتے ہوئے شعر سنانے لگا۔

آج شعر و شاعری کے زریعے میں اپنے جذبات کا اظہار کروں گا تم سے۔ اک اور شعر عرض ہے :

میں نے دن رات خدا سے یہ دعا مانگی تھی

کوئی آہٹ نہ ہو در پر مرے جب تو آئے۔۔۔۔۔

اک اور شعر میں کہتی ہوں اپنے جذبات کے اظہار کے لیے :

کوئی ایسا جادو دس سجنا

میں چپیر لکھاں تینوں وج جاوے

اسے غصے سے گھورتی آگے نکل گئی۔ وہ سب کینٹین میں جمع ہونے کا ارادہ رکھتی تھیں۔

مونا، ایان اور یاسر ایک ڈیپارٹمنٹ سے تھے۔ پروفیسر نے لیکچر لینے سے پہلے مونا سے

سوال پوچھا۔

Please share your time table of study ?

آں۔۔۔۔۔ سر۔۔۔ میرا کوئی خاص ٹائم ٹیبل نہیں تھا بٹ :

I don't always study but when I do , I make

sure my parents could see .

کلاس میں سب اس کا جواب سن کر ہنس دیے۔ جبکہ ایان اسے اپنی کلاس میں دیکھ کر

شاکڈ تھا۔

اومے سچ کہ رہا ہے یا ابھی تک کل رات والی مرچی کا اثر ہے تجھ پہ۔ یاسر نے بے یقینی سے پوچھا۔

ہو سنسہ، چھچھورا کہیں کا۔ مونا نے رخ پھیر لیا۔

Copyright by New Era Magazine

پھر پتہ ہے کون سا سین ہونا تھا۔۔۔۔۔ وہ جو گاؤں میں ہوتے ہیں درمیان میں
سڑک ارد گرد لہراتے کھیت۔۔۔۔۔ ہی ہی ہی نہانے منظر کشی کی۔

جب تک کھانے کو کچھ آئے میں گالیتا ہوں۔ معاذ نے کہا اور اس سے پہلے کہ گنگناتا
 ---- ابرار نے ٹوکا۔----

کیا کرو گے گا کے لیے کہلانا تو نے پھر بھی مرا ثی ہے۔
 بس اتنا سا مشہور ہونا ہے، بس اتنا سا مشہور ہونا ہے۔۔۔۔۔ وہ سب غور سے سننے
 لگے کہ سنی نے ٹوک دیا

کہ اس کے نام کے پا پڑ آجائیں۔۔۔۔۔ ہی ہی ہی۔۔۔ معاذ نے گلاس اٹھا کر اسے مارا تھا
 -

جیا، عاشی، مونا اور کشف بارہ بجے ہی گھر آگئی تھیں۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد تھوڑا
 آرام کیا۔

پھر عاشی کے اندر کا کیڑا کلبلا یا۔
 اوئے لڑکیو! بور ہو رہی ہوں کچھ کھیلیں۔

انتاشری کھیلتے ہیں۔ کاشف میاں گانے کے رسیا فوراً بولے۔
 نہیں آج کچھ نیا کرتے ہیں جیسے کوئی گانا گاؤ اور لفظ دل کی جگہ انڈا بولو۔ سپنا نے مشورہ
 دیا۔

ہا ہا اچھا ہے ٹرائے کرتے ہیں۔ نیہانے کہا۔
 انڈے والی گل تینوں دس کے کی ہوؤ گا
 تینو کیہڑا پیار ہے جو انڈہ تیرا روؤ گا
 (وہ سب سر کے ساتھ سر ملائے گا رہی
 تھیں جبکہ جیا کا ہنس ہنس کر برا حال تھا)

انڈہ نہ دیا

انڈہ نہ لیا



او بولونہ بولو کیا کیا

انڈانہ دیا، انڈانہ کیا

(بس کرو یار بہت ہنسار ہے ہو محلے والے آجائیں گے کہ سنگیت کس کا ہو رہا ہے)

انڈہ ڈوبا، انڈہ ڈوبا

نیلی آنکھوں میں یہ انڈہ ڈوبا

محبوبہ محبوبہ بس یہ جان لے محبوبہ

اوئے یار اس تیکھی مرچی کو آج میں نے ہماری کلاس میں دیکھا۔ اس کا مطلب وہ میری کلاس فیلو ہے۔ ایان خوشی سے سب کو بتا رہا تھا۔

میری نہیں ہماری۔۔۔۔۔ یاسر نے احساس دلایا۔۔۔۔۔

مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔۔۔۔۔ بہن ہے وہ تیری۔ ایان نے اسے باور کرانا چاہا۔

کیوں کوئی زبردستی ہے۔۔۔۔۔ بہن ہوگی تیری میری نہیں ہے۔ یاسر نے منہ بنایا۔
سب کچھ چھوڑو یار پارک میں چلتے ہیں۔ ابرار نے ان کی بحث سن کر کہا۔
دعا کرو آج کھانا اچھا ملے اور یار شکر ہے ویرے کو پتہ نہیں چلا۔ وہ سب گھر سے باہر نکلے۔

اوئے بس کرو گانے اب ختم کرو کہیں باہر چلتے ہیں جب سے آئے ہیں گھر میں ہی قید ہیں۔ نیہانے اکتا کر کہا۔

تو تیرا سسرال ہے یہاں اور ہمیں ڈنر پر مدعو کیا ہے۔ مونانے جل کر کہا۔
ہاں تو کوئی پارک، کوئی جھیل، کوئی گندرا نا لہ کچھ تو ہو گا پاس میں جہاں گھومنے جائیں۔
سنبل نے بھی گفتگو میں حصہ لیا۔

ہاں یار نہیں تو سڑکوں پر ہی گھوم کر آ جاتے ہیں۔ جیانے کہا۔
ایک کام کرتے ہیں سالن بنا کر پھر جائیں گے تب تک سورج بھی غروب ہو جائے گا۔
کام کی ٹینشن بھی نہیں ہوگی۔ سپنانے مشورہ دیا تو انھوں نے ہامی بھر لی۔

اسلام علیکم! آنٹی کیسی ہیں آپ؟ جیانے اپنے صحن میں دیوار کے قریب کرسی رکھ کر
ان کے صحن میں جھانکتے ہوئے کہا۔

وعلیکم السلام! اس نے قدرے اونچا کہا تھا عذرا آنٹی نے آواز سن لی تو جواب دیا
۔۔۔۔۔ ٹھیک ہوں میں تم سب ٹھیک ہو کوئی مسئلہ مسائل تو نہیں ہے؟ عذرا آنٹی
نے لگے ہاتھوں پوچھ لیا۔

نہیں آنٹی بس ذرا چٹکی سے کام تھا تھوڑی دیر کے لیے گھر بھیج دیں ہمارے۔ وہ پراندہ
ہلاتے ہوئے کچن سے باہر نکلی تو دیوار سے جھانکتی جیا نظر آئی۔
ہالائے! جیا باجی تسی ٹھیک ہو۔ وہ خوشی سے چہکی۔

ہاں میں ٹھیک ہوں تم سے کام ہے ذرا ہمارے گھر آؤ۔ جیانے اسے دیکھ کر کہا۔
ہالائے! باجی میں تے جتی سردے رکھ کے آؤنی آں۔۔۔۔۔

وہ خوشی سے چلائی تو عذرا آنٹی نے عینک کے اوپر سے جھانکتے ہوئے دیکھا۔

نہ تو مجھے یہ بتاتا خوش کیوں ہو رہی ہے اس نے کام کے لیے بلایا ہے دعوت پہ نہیں بلایا۔ ان کی بات پر اس نے جھلاتے ہوئے کہا :

آپ کو کیا پتہ رائٹر کام کے لیے بھی بلائیں تو بڑے اعزاز کی بات ہوتی ہے۔۔۔۔۔ ہیں جی میں بھی کس کو کہہ رہی ہوں جو کبھی رائٹر سے ملی ہوں تو پتہ ہو، ہو نہ ہو۔۔۔۔۔ وہ پراندہ گھماتے ہوئے گھر سے نکلی۔

عذر آئی نے اسے گھورا۔۔۔۔۔ ہو نہ ہو رائٹر سے ملی ہوں تو۔۔۔۔۔ ویسے یہ رائٹر بلا کیا ہوتی ہے؟ عذر آئی نے خود سے سوال کیا۔

ہائے! جیاباجی میں آگئی ہوں۔ اس نے صحن میں گھومتی جیا کو دیکھ کر کہا۔

اس نے عینک پہن رکھی ہے۔ نیہانے جل کر کہا جیسے جیا اندھی ہوں۔

ہیں جی وہ تو مجھے بھی نظر آ رہا ہے۔۔۔۔۔ اس نے نیہا کو عجیب نظروں سے دیکھتے

ہوئے جیا سے پوچھا۔۔۔۔۔ جیاباجی انھوں نے کیا ہری مرچیں چبالی ہیں۔

ہا ہا نہیں، تم سے ایک راز کی بات کرنی ہے۔۔۔۔۔ چٹکی نے فوراً آنکھیں پھیلاتے

ہوئے اس کی بات پوری ہونے سے پہلے سرگوشی کی۔۔۔۔۔ کہیں آپ کو ڈرامے،

شرامے کی آفر تو نہیں ملے گی، ارے میں تو کہتی ہوں ہاں کہ دیجیے کوئی دیکھے نہ دیکھے

میں تو ضرور دیکھوں گی ہی ہی ہی۔۔۔۔۔ اس کی اتنی لمبی پلاننگ سن کر جیا پہلے تو حیران ہوئی اور پھر اس کی اتنی محبت دیکھ کر خوشی سے ہاتھ تھام کر بولی :

ارے اوپگی! ابھی آفر کوئی نہیں ملی مجھے، ہم تو پارک جانا چاہ رہے ہیں اور راستہ نہیں پتہ تو گائیڈ کر دو اور ہاں عذر آئی کو مت بتانا۔

اوہ یہ بات تھی میں بھی پگی ہوں۔ اس نے اپنے سر میں ہاتھ مارا اور پھر اسے قریبی پارک کا راستہ سمجھانے لگی۔

چلیں پارک۔۔۔۔۔ وہ سب اپنے حلیے درست کر کے باہر نکلیں جیا بھی تیار تھی۔

پہلے بتا رہی ہوں وہاں جا کر کوئی الٹی حرکت مت کرنا اور تنگ کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ جیانے جانے سے پہلے نصیحت کرنا چاہی۔

Don't worry Jiya ,

یہ دوستی ہم نہیں توڑیں گے

کریں گے تمہیں ذلیل مگر

تمہارا ساتھ نہ چھوڑیں گے

سب گول دائرے میں اس کے قریب آ کر کورس میں چلائیں اور باہر کو بھاگیں۔ اس سے پہلے کہ وہ انھیں جانے سے منع کر دے۔

کبھی نہیں سدھریں گی۔ جیادروازے کوتالا لگاتے ہوئے بڑبڑائی۔ جبکہ وہ سب گلی کے کنڑ تک پہنچ گئی تھیں اب آگے سڑک پر نجانے کس جانب جانا تھا۔

یار جسے راستہ پتہ ہے اسے تو پیچھے چھوڑ آئے ہیں۔ عاشی نے کہا۔

ہائے یار ہم گم نہ ہو جائیں۔ سپنا نے سہم کر کہا۔

بونگی تم گم تو نہیں ہوگی ہاں بوری والا بابا تمہیں لے جائے گا۔ عیشو نے اسے ڈرایا جیسے چھوٹے بچوں کو ڈراتے ہیں۔

ارے نہیں لمبے بالوں والا اسے لے جائے گا۔ مونانے کھی کھی کرتے ہوئے کہا۔

آں۔۔۔ میں نہیں۔۔۔ جیا بچاؤ مجھے۔۔۔ سپنا نے جیا کے قریب آتے ہی اس کا بازو تھام لیا۔

آلے آلے چھوتا بے بی ڈر گیا ہے (ارے ارے چھوتا بے بی ڈر گیا ہے)۔۔۔۔ کاشف

میاں نے اسے چھوٹے بچوں کی طرح پچکارے ہوئے کہا۔

اوپگلیٹ! کچھ نہیں ہوتا تجھے ادھر مر۔ سنبل اس کے لوکانفیڈینس پر چڑتی تھی۔

اب ڈرامے ختم ہو گئے ہوں تو چلو میرے ساتھ۔ جیا نے انھیں ٹوکا اور اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا۔ پندرہ منٹ کی مسافت پر فیملی پارک تھا۔ وہ اکٹھی گیٹ سے اندر داخل ہوئیں۔

اویئے وہ دیکھ یار۔۔۔۔۔ یاسر نے آٹھ لڑکیاں، آنکھوں پر چشمہ لگائے، حجاب بنائے
 اندر داخل ہوتی دیکھیں تو پاس بیٹھے لڑکوں کو ہلایا۔ کشف جیا کے کہنے پر لڑکیوں والے
 حلیے میں آئی تھی۔ جینز، کرتا، حجاب اور گلاسز لگائے وہ اچھی لگ رہی تھی۔
 لالے ان میں ایک وہی ہے تیکھی مرچی۔۔۔۔۔ ایان کے کہنے پر یاسر فوراً بولا :
 ہاں ہاں تیری بہن۔۔۔۔۔ بہن ہوگی تیری سالے۔ ایان نے اسے گھونسا رسید
 کرتے ہوئے بھڑاس نکالی۔

ارے بھائی یہ تو وہیں ہیں۔ پنکو جو ان کے لیے کینیٹین سے کو لڈ ڈرنکس لایا تھا، ان کی
 نظروں کے تعاقب میں دیکھتے ہوئے لڑکیوں کو پہچان گیا۔
 وہی کاپتہ نہیں لیکن اس پٹاخہ کو تو میں نے اپنی یونی میں دیکھا ہے۔ سنی نے عیشو کو
 پہچان لیا تھا اور دماغ میں دوپٹہ کاٹ دینے والا منظر تازہ ہو گیا۔
 ارے بھائی میں تو چاروں کو پہچان گیا ہوں مجھ غریب کی جنھوں نے رینگ کی تھی آج
 نظر آ ہی گئیں۔۔۔۔۔۔۔ معاذ نے غم و غصے میں تمللاتے ہوئے کہا۔
 اور میں آٹھوں کو۔۔۔۔۔ ان سب کا دھیان پنکو کی طرف دیا۔
 کیا آٹھوں کو؟ ابرار نے پوچھا۔

ارے بھائی یہ وہی ہیں۔ پنکو نے انھیں یاد دلانا چاہا۔

وہی کون؟ مدنی نے اچھنبے سے پوچھا۔

وہی جن کے پہلو میں لنگور ہوتا ہے۔ پنکو نے مومو کی طرح بتانا چاہا۔

ابے کن کے پہلو میں لنگور ہوتا ہے؟ ایان نے حیرت سے پوچھا۔

وہ تو حور کے پہلو میں ہوتا ہے۔ مدنی نے یاد آنے پر کہا۔

ہاں دیکھا بھائی کو پتہ ہے۔ پنکو نے خوش ہو کر کہا۔

ہاں بھائی تیرا اپنی شناخت کیسے بھول سکتا ہے۔ سنی کے لنگور کہنے پر مدنی نے اسے گھورا

NEW ERA MAGAZINE

تو تمہارا کہنے کا مطلب ہے یہ حوریں ہیں۔۔۔۔۔ یا سرنے بے ساختہ پوچھا۔۔۔۔۔ ہاں

۔۔۔۔۔ پنکو نے کندھے اچکائے۔۔۔۔۔ وہی حوریں ہمارے محلے والی۔۔۔۔۔ وہ

سب ایک ساتھ بولے۔

ہاں بھائی ہاں میں پہچان چکا ہوں یہ وہی باجیاں ہیں۔ نہیں یقین تو اسٹامپ پیپر پہ لکھوا

لو۔ پنکو نے کہا۔

ابے یار تو نے پہلے کیوں نہیں بتایا؟ معاذ نے ڈپٹا۔

وہ سب کن اکھیوں سے لڑکیوں کو دیکھ رہے تھے جو ٹولے کی صورت پاس سے گزرنے والی تھیں۔

پارک میں بچوں کے لیے چند جھولے تھے جیسے سلائیڈز، سی سا اور رسی میں پھٹی والا جھولا۔ مونا جھولوں سے ڈرتی تھی مگر سی سا پر شوق سے بیٹھتی تھی۔ ایک سی سا پر بچوں کو دیکھ کر ان کی طرف دوڑی۔

میں تو سی سا انجوائے کروں گی۔ مونانے ان کو اطلاع دی۔
اوائے ان بچوں سے سائیکل مانگ، ریس لگاتے ہیں۔ کشف، سپنا، عیشوا اور سنبل نے پارک میں ایک طرف بنے روڈ پر بچوں کو سائیکل چلاتے دیکھا تو مانگنے پہنچ گئیں۔
ہونہہ، سدا کی منگتیاں۔۔۔۔۔ عاشی نے ناک منہ چڑھایا۔

اب ہم دو بچے گئے ہیں پھٹی والا جھولا شولا لیتے ہیں۔ نیہانے کہا تو عاشی نے منع کر دیا۔
میں تو کسی کیوٹ سے بچے کو گود میں اٹھا کر سلائیڈ لوں گی۔ عاشی نے چھوٹے بچے کی تلاش میں نظریں گھمائیں۔

سائیکل مانگنے والی منگتی ہے تو بچہ مانگنے والی کون ہوتی ہے؟ جیانے پیچھے سے ہانک لگائی۔ وہ بیٹیچ پر بیٹھی کہانی کے لیے سین سوچ رہی تھی۔ جھولے تو وہ بھی بڑے شوق سے

لیتی تھی مگر بچوں والے نہیں۔ وہ ان جھولوں پر شوق سے بیٹھتی تھی جن پر دوسرے
 ڈرتے جیسے فیرس وہیل، ڈسکوری وغیرہ۔
 آف کورس عاشی۔۔۔ وہ چاروں سائیکل چلاتے ہوئے قریب سے گزریں تو اس کی
 ہانک کے جواب میں چلائیں۔

اوائے، کیسے میسنوں کی طرح دیکھ رہے ہو جیسے کبھی لڑکیاں نہ دیکھی ہوں۔ تم لوگوں
 کا تو یہ حال ہے :

یارب تیری دنیا کے یہ ترسے ہوئے عابد
 جنت میں کہیں حوروں کی فراوانی سے نہ مر جائیں
 ابرار نے شعر پڑھا۔

اوائے میں ان نظروں سے نہیں دیکھ رہا میں تو انتقام بھری نظروں سے دیکھ رہا ہوں۔
 سنی نے فوراً کہا۔

انتقام کیوں بے ناگ انھوں نے کونسی تیری ناگن ماردی ہے؟ یا سرنے خائف ہو کر کہا

-

ایسا ہے بھی تو ناگ بے وفا ہوتا ہے ناگن کے ناگ کو مارو تو ناگن آتی ہے بدلہ لینے۔ معاذ نے چڑ کر کہا۔

اوئے سنی تو کہیں ناگن تو نہیں بن گیا۔ وہ سب اسے ٹٹول ٹٹول کر دیکھنے لگے۔
 اوئے کمینو! مرچی سالن کا بدلہ نہیں لو گے کیا؟ سنی نے ان کے ہاتھ جھٹکے۔
 ہاں ہاں میں لو نگا وہ بھی تیکھی مرچی سے مرچی سالن کا بدلہ۔ ایان کہ کراٹھا اور سی سا کا رخ کیا۔

جہاں مونا ایک طرف دو بچوں کو بٹھائے اور دوسری طرف خود بیٹھی آنکھیں بند کیے
 انجوائے کر رہی تھی۔
 بچوں والی سائیڈ نیچے آئی تو اس نے جلدی جلدی بچوں کو اٹھایا اور خود بیٹھ گیا۔ مونا نے
 آنکھیں کھولنا چاہیں کہ جھولارک کیوں گیا ہے تو جھولا اوپر نیچے ہونے پر اطمینان سے
 آنکھیں کھولے بغیر بیٹھی رہی۔

نیچے کرو بچوں۔۔۔۔۔ اس نے خود کو ہوا میں معلق پا کر کہا۔۔۔۔۔ مگر جب کتنی
 ہی دیر ان کی پوزیشن تبدیل نہیں ہوئی تو اس نے ایک آنکھ ہلکی سی کھول کر دیکھی۔
 سامنے بچوں کی جگہ ایان مزے سے چھاتی پر ہاتھ باندھے بیٹھا نظر آیا۔ اس کا وزن مونا
 کے مقابلے میں زیادہ تھا یوں مونا کا پلڑا ہوا میں تھا۔

ہائے! میں بھی کہوں اچانک بچوں کا وزن کیوں زیادہ ہو گیا ہے یہاں تو ہاتھی آ کے بیٹھ گیا۔ مونا بڑبڑائی۔

ہائے کوئی مجھے نیچے اتارو؟ بچاؤ۔۔۔۔۔ جیابچا۔۔۔۔۔ وہ صرف منمنا کر رہ گئی اگر اونچی آواز میں بولتی تو اس پر لوگ ہنستے۔

عاشی نے سلائیڈ کے قریب بنے بیچ پر ایک آنٹی کی گود میں بچہ دیکھا تو ان کے قریب پہنچ گئی۔

اسلام علیکم! آنٹی کیسی ہیں آپ؟ عاشی نے قریب جا کر سلام جھاڑا۔
وعلیکم السلام! میں ٹھیک ہوں۔ وہ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولیں۔
ماشاء اللہ! کتنا کیوٹ بے بی ہے۔۔۔۔۔ وہ بچے کے گال کھینچتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔
میں اسے اٹھالوں۔ آنٹی نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا اور پھر بچہ تھما دیا۔

آنٹی میں اس کے ساتھ سلائیڈ لے لوں۔ وہ انھیں اطلاع دے کر قریب بنی سلائیڈ کی طرف آئی۔ ابھی وہ ایک بار سلائیڈ لے کر دوسری بار سیڑھیوں پر چڑھ ہی رہی تھی کہ وہی آنٹی آئیں اور بچے کو چیل کی طرح جھپٹ کر لے گئیں۔

خبردار جواب کسی کے بچے کو ہاتھ لگایا تو پولیس کو بلا لوں گی۔ آنٹی نے جانے سے پہلے کہا۔

پولیس کو کیوں؟ وہ حیرت سے بولی۔

کیونکہ تم بچے اغوا کرنے والی خوب صورت ڈائن ہو۔ پیچھے سے مردانہ آواز سن کر وہ مڑی تو معاذ کھلکھلا رہا تھا۔

یہ کس نے کہہ دیا اب؟ اس نے حیرانگی سے پوچھا۔

میں نے۔ اس نے لاپرواہی کا مظاہرہ کیا۔

او مسٹر تم نے مجھے کتنے بچے اغوا کرتے ہوئے دیکھ لیا ہے؟ عاشی نے کمر پر ہاتھ رکھ کر دریافت کیا۔

دو چار تو تم نے میرے اغوا کیے ہیں۔۔۔۔۔ معاذ کی بات پر عاشی نے آنکھیں پھاڑیں

ہیں؟ یہ سانحہ کب ہوا؟ وہ پریشان سے زیادہ حیران نظر آئی۔

ابھی ابھی آنٹی کے سامنے ترتیب دیا جب تک میں یہ نہ کہتا کہ یہ میرے بھی دو چار بچے

اغوا کر چکی ہے اس نے میری بات پر یقین نہیں کرنا تھا۔ معاذ نے فخر سے اپنا کارنامہ

بتایا۔

ہونہ، پہلے دو چار بچے پیدا تو کر لو۔ وہ نخوت سے کہتی پلٹی۔
 اچھا سنو۔۔۔۔۔ وہ قدرے فاصلے پر جا کر رکی۔۔۔۔۔ سنو تو۔۔۔۔۔ معاذ اونچی آواز
 میں بولا۔۔۔۔۔

بکو۔۔۔۔۔ عاشی نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔
 اگر میں دو چار بچے پیدا کر لوں تم اغواتو کرو گی نہ پھر انھیں۔۔۔۔۔ معاذ اس کے
 جواب کا منتظر تھا۔

ہاں اور پھر تاوان میں تمھیں مانگ لوں گی۔۔۔۔۔ وہ مٹھیاں بھیج کر اس کے قریب
 آئی۔
 ہائے! میرا کیا کرو گی؟ معاذ چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر شرماتے ہوئے بولا۔
 پھر تمھیں ازبتیں دے دے کر ماروں گی۔۔۔۔۔ وہ اسے کچا چبا جانے والی نظروں
 سے دیکھتے ہوئے بولی۔

ہائے اور با! کتنی خطرناک ہو تم؟ میں تو تمھیں اپنے بچوں کے سائے سے بھی دور
 رکھوں گا۔

خدا نہ کرے میرا تمہارے گندے، نزلہ بہاتے، میلے کھیلے بچوں پر سایہ بھی پڑے
 ۔۔۔۔۔ وہ پیر پٹختی ہوئی چلی گی۔

~~~~~

یہ اچانک بن بادل بارش کہاں سے ہونے لگی ہے؟ مدنی اور سنی ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے درختوں کے پیچھے چھپے ہوئے تھے۔ درمیان میں سڑک تھی جہاں سے لڑکیوں نے سائیکل چلاتے ہوئے گزرنا تھا۔ جو نہیں، وہ چاروں گزریں۔ درختوں کے پیچھے چھپے دونوں لڑکوں نے ان پر پانی فائر کیا۔ انھوں نے تیز تیز پیڈل مارے مگر لڑکے ان کی پشت پانی سے قریب آگیلی کر گئے۔ صد شکر کے پشت پر پڑا حجاب کا پلو گھٹا ہوا تھا۔۔۔

بن بادل برسات نہیں مجھے تو کسی کی شرارت لگ رہی ہے۔ کشف نے کہا۔  
ہم سے شرارت کون کرے گا؟ عیشو نے عقابی نظریں چہار طرف گھمائیں۔  
مگر لڑکے دوسری طرف اٹیک کے لیے جا چکے تھے۔

نیہا کے ساتھ والا جھولا خالی پا کر یا سروہاں بیٹھ گیا۔ اس کی طرح نزاکت سے زمین پاؤں کو چھو کر جھولا جھولنے لگا۔ مگر اس زور سے نیہا کو دیکھتے ہوئے زمین پر پاؤں مارے کے ٹانگیں الٹ گئیں اور وہ پشت کی طرف قلابازی کھا کر جھولے سے گر گیا۔

دھماکے جیسی آواز پر نیہا نے مڑ کر دیکھا۔ جیانے بھی سراٹھایا۔ وہ بچا کر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بمشکل اٹھا "ہائے" جیسی آواز منہ سے نکلی مگر نیہا کو دیکھتا پا کر ہی ہی مسکرانے

لگا۔ سب ہی اسے دیکھ رہے تھے۔ اب وہ کمر پر ہاتھ رکھے ابرار اور پنکو کی طرف جا رہا تھا۔

جب لوگ دیکھتے تو "ہی ہی ہی" کرتا ورنہ منہ سے "ہائے" نکلتا۔

-----

وہ دونوں کافی دیر سے اسی پوزیشن میں تھے جب اچانک مونا کو اپنے سر پر کچھ گرتا ہوا محسوس ہوا۔ اس نے فوراً اوپر منہ اٹھا کر دیکھا تو کوئے کو سر کے اوپر سے گزرتا پا کر چلائی :

ہائے ہائے کوئی نیچے اتار مجھے کوئے میاں! تمیز سیکھو میرا سر تمہارا واش روم نہیں ہے  
----- مگر یہ کیا اس کے سر سے پانی بہتا ہوا چہرے پر پیشانی سے ہوتا ہوا آیا۔  
ہیں یہ تو پانی ہے۔۔۔۔ وہ بڑائی اور پھر قریبی درخت کی شاخ پر بیٹھے کوئے کو دیکھ کر  
بولی :

اس کے لیے بھی واش روم جاتے ہوتے ہیں کوئے میاں !  
----- مدنی اور سنی مونا کی باتیں سن کر پیٹ پر ہاتھ رکھ کر ہنسنے لگی تھی ایان بھی  
حیرت سے معاملے کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔  
تب وہ اسے دیکھ کر پتی۔۔۔۔۔ اور تم مجھے نیچے اتارتے ہو یا میں یہاں سے کود جاؤں۔

نہیں نہیں ایسا مت کرنا میں ابھی اٹھتا ہوں۔۔۔۔۔ وہ فوراً ہٹا تھا اپنی جگہ سے۔۔۔۔۔  
اور مونا دھڑام سے نیچے آئی تھی۔

ہائے میں مر گئی ظالم انسان، موٹے کہیں کے۔ اسے پتہ نہیں کہاں کہاں لگی تھی۔

-----

وہ سب جیا کے گرد جمع ہو گئیں۔ جیا اب گھر چلنے کا کہہ رہی تھی مگر عیشو بضد تھی کہ

جس نے ہم سب کو تنگ کیا ہے اسے ڈھونڈ کر ہی جائے گی۔

جیا! بس تھوڑی سی دیر مجھے تلاش کرنے دو۔ عیشو نے کہا۔

کیا کرو گی ڈھونڈ کے مجھے پتہ ہے کون ہے وہ؟ جیا نے کہا۔

کون ہے؟ جلدی بتاؤ۔ وہ سب کورس میں بولیں۔

تمہارے استاد کا چیلہ ہو گا اور کون؟ جیا نے اس کا مذاق اڑایا۔۔۔۔۔ ہی ہی ہی۔۔۔۔۔

تم تو گھر ہی چلو بہن۔ عیشو نے جل کر کہا۔

ان کا رخ اب گیٹ کی طرف تھا۔

-----

اوائے آج جو کھانا لڑکیوں کی طرف سے آئے گا اسے کھانا تو کیا دیکھنا بھی مت۔۔۔۔۔

سنی نے جلدی سے گھر کے اندر داخل ہو کر لڑکوں کو کہا۔

دیکھیں بھی مت، ایسا بھی کیا ہے۔ ابرار نے پوچھا۔  
 ویرا آجکل لیٹ گھر آ رہا تھا سو، وہ اطمینان سے بات کر رہے تھے۔  
 وہ جو کچھ بھجوار ہی ہیں میں سن کے آیا ہوں اپنے گنہگار کانوں سے۔ سنی نے کہا  
 ----- پنکو کھانا فوراً کچن میں ڈسٹ بن میں پھینک دینا۔  
 بتاؤ تو سہی ایسا بھی کیا آرہا ہے؟ مدنی قریب آ کر اصرار کرتے بولا۔  
 سنی کے منہ سے نکلنے والے الفاظ سن کر ان سب کے دیدے پھیل گئے۔

عیشو! دیکھو دروازے پر چٹکی آئی ہوگی اسے یہ کھانا دے دو۔ جیانے کہا تو عیشو نے بغیر  
 کسی حیل و حجت کے ٹرے اٹھایا اور دروازے پر آئی۔  
 ہائے! آج تو بڑی خوشبوئیں آرہی ہیں کیا بنایا ہے آپ نے؟ چٹکی نے کھانے کی ٹرے  
 تھامتے ہوئے پوچھا۔ تبھی عیشو کی نظر پڑی۔ لڑکوں کے گھر سے سنی نکلا تھا۔ اسے بھی  
 شرارت سو جھی۔

ہم نے آج بڑے ہی مزے مزے کی چیزیں بنائی ہیں۔ عیشو کے کہنے پر سنی بھی  
 ٹھٹھک گیا اور کال کے بہانے فون کان سے لگا کر ان کے بیچ ہونے والی گفتگو سننے لگا۔  
 اچھا تو کیا پکا یا ہے پھر؟ چٹکی نے شوق سے پوچھا۔

"گدھے کاسر"، "جوؤں کی یجنی"، "مینڈک کا چکن پیس" اور "کا کروچ کا قیمہ"  
 ---- چٹکی کی آنکھیں پھیلیں جبکہ سنی کو تو قے آنے لگی۔ وہ فوراً گھر میں داخل ہوا  
 ---- تمہیں پتہ ہے جوؤں کی یجنی تو میری فیورٹ ڈش ہے۔۔۔۔ عیشو نے اپنی  
 مسکراہٹ دبائی۔

ہائے اور با! آپ بھی بڑی مذاقیہ ہیں۔۔۔۔ وہ ہنستے ہوئے لڑکوں کے دروازے تک  
 گئی جبکہ عیشو اپنا کارنامہ لڑکیوں کو سنانے لگی۔  
 تنخ۔۔۔۔ تم کھاتی ہو گی یہ سب ہم تو نہیں کھاتے۔۔۔۔ مونا کی عادت تھی آخ تھو کو  
 تنخ کہتی۔

ہاں تو میں نے کہا ہے نہ جوؤں کی یجنی میری فیورٹ ہے۔ عیشو نے مزے لے کر کہا۔  
 پھر کسی دن ٹرائے کیوں نہیں کر لیتی اتنی فیورٹ ہے تو۔ نیہانے کہا۔  
 تم لوگ بناؤ تو سہی ہمارے گھر میں تو یہ مخلوق ناپید ہے۔۔۔۔ پھر کہاں سے لاؤ گے،  
 اس لیے رہنے دو۔ عیشو نے بات ٹالی۔

نہ نہ تیری خاطر ہم ایک شیشی لے کے پھریں گے پورے محلے اور یونی میں بھی چاہے  
 لیکن جوئیں تو پکڑ کے لائیں گے۔ کشف نے کاشف میاں نے حلیے میں آتے ہوئے کہا۔

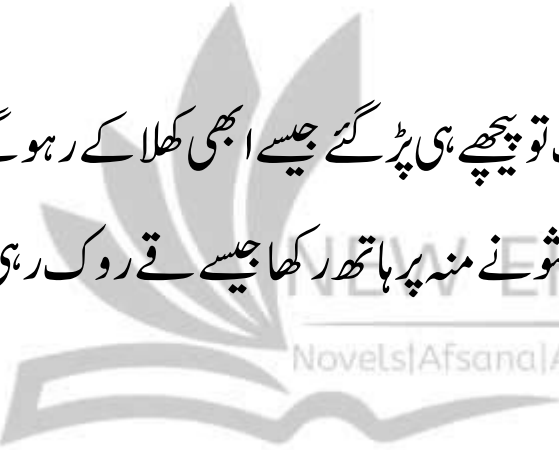
ہاں چاہے اسی وقت لے آنا جب پکڑو میں کچا چبا جاؤں گی۔۔۔ عیشو نے کندھے اچکائے۔

میں بھی کہوں ہمارے سر میں جوئیں کیوں نہیں ہیں اس کے ڈر سے نہیں آتیں۔ جیا نے قہقہہ لگایا۔

اگر کوئی بھولے بھٹکے سے آ بھی جاتی ہو گی تو یہ ہمارے سونے کا فائدہ اٹھا کر ہڑپ کر لیتی ہو گی۔ سنبل نے اس کا خوب مذاق اڑایا۔

اوئے کمینو! اگر میں نے کر دیا مذاق تم لوگ تو پیچھے ہی پڑ گئے جیسے ابھی کھلا کے رہو گے۔۔۔۔۔ ہائے سوچ کے قے آرہی ہے۔ عیشو نے منہ پر ہاتھ رکھا جیسے قے روک رہی ہو۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews



جیسے ہی وہ کھانا لے کر آیا سب کچن سے باہر نکل گئے۔

اوئے پنکو! دوسری طرف منہ کر کے یہ دونوں ڈونگے ڈسٹ بن میں الٹ دو۔ معاذ نے اسے ہدایت دی۔

ہاں گراتے ہوئے دیکھنا مت۔ اس نے ایسا ہی کیا۔

یاد دو ڈونگے ہیں پتہ نہیں کیا بھیجا ہو گا ہمیں "گدھے کاسر"، جوؤں کی یجنی"، "کا کروچ کا قیمہ" یا، "مینڈک کا چکن پیس" یا سر نے سوچا۔

یار یہ لڑکیاں کونسی مخلوق ہیں اتنی عجیب و غریب چیزیں بھی کھا جاتی ہیں۔ شکر ہے ایان نہیں کھا جاتا ورنہ اس نے تو چھپکیاں، مکوڑے کھاتے نظر آنا تھا۔ ابرار نے ایان کو نشانہ بنایا تو وہ اسے گھورنے لگا۔

بھائی یہ تو اچھے بھلے سالن تھے آپ نے ڈسٹ بن میں پھینکو ادیے۔۔۔۔۔ اچانک پنکو کی آواز آئی۔۔۔۔۔ وہ سب کچن میں تیزی سے داخل ہوئے۔

ڈسٹ بن میں بینگن اور چٹنی منہ چڑا رہے تھے جبکہ پنکو کے ہاتھ میں دو نگہ بھی تصدیق کے لیے موجود تھا۔ سب نے دکھ بھری نگاہوں سے سنی کو دیکھا جو خود اپنے پاگل بنائے جانے ہر ہکا بکا نظر آیا۔

ٹرے میں پڑی روٹیاں بھوک کو ہوا دے رہی تھیں مگر سالن تو وہ سنی کی باتوں میں گرا چکے تھے۔ اب بازار سے منگوا نہیں سکتے تھے۔

ابے گدھے کاسر تو تم ہو ذرا عقل نہیں آئی کہ نازک پریاں بھی بھلا ایسی چیزیں کھاتی ہیں۔ مدنی نے اسے ڈپٹا۔



ہاں تو تم چیک کر لیتے ایک تو بھلا سوچو ان لوگوں کا اور احسان بھی نہیں مانتے۔ سنی نے منہ بنایا اسے اپنے پاگل بنائے جانے پر دکھ تھا۔

اب یہ بتاؤ روٹیاں کیسے کھائیں؟ یا سرتنگ آکر بولا۔

سبزی تو ہے نہیں گھر میں کہ سات دن مفت کا کھانا آئے گا کیوں پیسے خرچ کریں۔

ایان نے معصومیت سے کہا۔

لالے ہمارے گاؤں میں جب سالن نہ ہو تو اس کے ساتھ روٹی کھاتے ہیں آپ لوگ بھی کھا لو نہیں تو میں کھانے لگا ہوں۔ وہ سب بے یقینی سے پنکو کے ہاتھ میں پیاز دیکھ کر بولے:

نہ اس کی تو بو ہی نہیں جانی منہ سے۔ سنی نے انکار کیا۔

ویرے کو فون کر دو کھانا کھاتا آئے باہر سے گھر میں ختم ہو گیا ہے۔ ابرار کی عقل نے کام کیا تھا۔

ہاں تو برش کر لیں گے بھی مجھ سے تو بھوکا نہیں رہا جاسکتا میرے پیٹ میں ناچتے چوہے مرجائیں گے۔ ایان ناچار اٹھا اور پیاز اٹھا کر کاٹنے لگا۔ آہستہ آہستہ وہ سب بھی اٹھے اور کچے پیاز کے ساتھ روٹی کھائی۔ اس کے بعد رگڑ رگڑ کر برش کیا تاکہ بو بھاگ جائے۔

اب سو بھی جاؤ تم لوگ، ورنہ تمہارے چکر میں میں بھی دیر سے سوتی ہوں صبح آنکھ نہیں کھلتی اور تم لوگوں کو بھی کہاں توفیق ہوتی ہے مجھے جگا دو۔ جیانے بیڈ روم میں گھستے ہی لائٹ آف کی وہ سب اپنا اپنا میٹرس سنبھال چکی تھیں۔

تم بھی تو عربی گدھوں کا پورا اصطبل بیچ کر سوتی ہو، ہماری پکار سے کونسا اٹھ جاتی ہو۔ سنبیل نے کہا۔

ہیں..... عربی گھوڑے تو سنے تھے یہ عربی گدھے بھی ہوتے ہیں؟ سپنانے حیرت سے پوچھا۔

ہاں یار یہ کونسی نئی نسل کے گدھے تم نے دریافت کیے ہیں؟ کاشف میاں نے پوچھا۔  
عرب میں رہنے والے لوگ عربی کہلاتے ہیں ویسے عرب میں رہنے والے گدھے عربی گدھے سمپل۔ سنبیل نے مزے سے کہا تو عاشی نے ساتھ پڑا کشن اسے دے مارا

پاکستانی گدھی اب تو بھی سو جا نہیں تو تمہیں افریقن گدھا بنادوں گی۔ عاشی کے کہنے پر نیہا گویا ہوئی :

واہ عاشی کونسی ٹیکنیک تیرے ہاتھ لگی ہے کہ تو اسے ڈائریکٹ گدھی سے گدھا بنادے گی وہ بھی افریقن۔۔۔۔۔۔ ہی ہی ہی۔۔۔

اونے گدھوں کا ٹبر سو بھی جاؤ۔ عیشو نیند میں منمنائی۔

میں الارم تو لگا لوں۔۔۔۔۔ جیانی جلدی جلدی میں الارم سیٹ کیا۔۔۔۔۔ آج وہ  
باقاعدہ فون اسپیکر کے ساتھ تار کے ذریعے کنیکٹ کر کے سوئی تھی تاکہ صبح فل والیوم  
پہ آنکھ کھل جائے۔

سب لڑکے سو گئے تو اس نے آنکھ کھولی۔ ویرے کی جگہ خالی تھی۔ وہ اٹھ کر باہر نکلا  
صحن میں کہیں روشیل نہیں تھا اس نے چھت کا رخ کیا۔ وہ دیوار سے ٹیک لگائے رف  
سے حلیے میں ہاتھ میں سگریٹ تھامے بیٹھا تھا۔  
ویرے! تو نے سگریٹ اپنی شروع کر دی؟ اس نے حیرت سے پوچھا۔  
ابھی تک تو اپنی شروع نہیں کی مگر سوچ رہا ہوں پی لوں۔ وہ انگلیوں کے درمیان  
سگریٹ گھماتا ہوا بولا۔

اونہ ویرے کوئی لوڑ نہیں ہے۔ اس نے سگریٹ لے کر چھت کے پار اچھال دی۔  
کیا بات ہے آجکل کچھ زیادہ ہی پریشان رہنے لگا ہے ویرے؟ روشیل نے اسے دیکھا۔  
کچھ نہیں بس ایسے ہی۔۔۔۔۔ اس نے بات ٹالنی چاہی۔

تم سب بہت اچھے ہو۔۔۔۔۔ وہ کہ کر چپ ہو گیا۔۔۔۔۔ اوبھائی میں نے یہ نہیں کہا ہماری تعریف کر رہا بتا، اندر کی بات۔۔۔۔۔

اویار دل چھوٹا نہیں کرتے ہم کس لیے ہیں تیرے ساتھ سب کچھ بھول جاویرے  
سب کچھ بس اتنا یاد رکھ یہ جو تیرے یار ہیں نہ انھیں نہیں ہے پسند تیرا سڑا ہوا منہ  
ہمیں تو سویٹ سی اسمائل چاہیے ہر وقت تیرے ہونٹوں پر۔۔۔۔۔ اس نے پیار سے  
اپنا بازو روشیل کی گردن میں ڈالتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

ہا ہا ہا بڑے کمینے ہو یا ر۔۔۔۔۔ روشیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
تیرے یار جو ہیں۔۔۔۔۔ چل اب سونے چلیں۔ روشیل اس کے ساتھ اٹھا۔ دونوں  
مطمئن ہو کر اپنے بستروں پر لیٹ گئے۔

روزے داروں، اللہ نبی کے پیار واٹھور وزہ رکھو، سحری کا وقت ہو گیا ہے انتظام کر لو

اتنی بلند آواز سن کر آس پڑوس والے بھی گھروں سے باہر نکل آئے، لڑکیاں بھی ایک دوسرے کو جگانے لگیں۔

یار! ہم اتنے دن سوتے رہے ہیں کیا اور رمضان بھی آگیا۔۔۔۔۔ ہائے! آج پہلا روزہ ہے۔۔۔۔۔ کسی نے بتایا کیوں نہیں۔۔۔۔۔

ہائے اوچٹکی! رمضان آگیا۔۔۔۔۔ عذرا آئی بھی بلند آواز سن کر اٹھ بیٹھیں اور ساتھ سوئی چٹکی کو پکارنے لگیں۔

اب یہ رمضان کون ہے؟ جہاں تک مجھے پتہ ہے جوانی میں کوئی عاشق بھی نہیں تھا آپ کا۔ وہ نیند میں بڑبڑائی۔

او مرن جوگی رمضان کا چاند چڑھ بھی آیا آج پہلا روزہ ہے سن نہیں رہی مؤذن اٹھا رہا ہے۔ عذرا آئی نے تیور دکھائے۔

~~~~~

صورت بنائی۔

اتنے گنہگار ہیں ہم کہ رمضان کا چاند دیکھنا بھی نصیب نہیں ہوا۔۔۔ معاذ کی بات پر سب سہم گئے۔

NEW ERA MAGAZINE

ویسے یار باہر نکل کر پتہ تو کریں رمضان اتنی جلدی کیسے آگیا ہے؟

~~~~~



اب باہر والوں کو جا کر تم بتاؤ گی یا ہم نمک، مرچ مصالحہ لگا کہ بتائیں محترمہ۔ یہاں کہا۔

کیا ہے یار صبح سویرے نیند خراب کر دی۔ مونا پھر سے بستر میں ڈھے گی۔  
اے بہن نماز پڑھ لے۔ سپنانے کہا۔

پانچ منٹ بعد جگا دینا مجھے۔ مونا کی پکار پر سنبل اکتائی۔۔۔۔۔ یہ کونسی پانچ منٹ کی نیند ہوتی ہے تم لوگوں کی۔

محلے کے مرد گھروں سے نکل کر ایک دوسرے سے تفتیش کر رہے تھے۔۔۔۔۔ لڑکے  
چھت پر چڑھ آئے تاکہ حقیقت جان سکیں۔۔۔۔۔ تب ہی چٹکی نے دیوراسے ہانک  
لگائی۔۔۔۔۔ جیامرے مرے قدموں کے ساتھ صحن میں آئی۔۔۔۔۔ اتنے  
لوگوں کو اس نے پاگل بنایا تھا یہ سوچ کر ہی اسے زور سے ہنسی آرہی تھی۔

جیاجی ! یہ رمضان کیا سچ مچ آگیا ہے ہمارے تو کیلنڈر بھی کچھ اور کہ رہے ہیں پھر یہ  
سحری کا اعلان اچانک بند بھی ہو گیا۔ آپ کے گھر سے زیادہ آواز آرہی تھی خیر تو ہے  
۔۔۔۔۔ برانہ منانا جی پر معاملہ کیا ہے؟ چٹکی جیسے سب کی نمائندگی کر رہی تھی۔





وہ میں تھوڑی تھا۔۔۔۔۔ اس کے صاف مکر نے پر لڑ کے دھاوا بول چکے تھے  
 ۔۔۔۔۔ بس کرو۔۔۔۔۔ پڑھوں گا۔۔۔۔۔ وہ گد گدی کر رہے تھے ایان کی  
 بمشکل آواز نکلی مگر وہ آسانی سے جان چھوڑنے والے نہیں تھے جب تک کہ اسے اٹھا  
 کر دم نہ لیتے۔۔۔۔۔ پڑھتا ہوں پڑھتا ہوں۔۔۔۔۔ وہ اٹھ بیٹھا چلاتے ہوئے

ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی  
 ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ  
 کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے  
 ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات  
 کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین

وہ لوگ ایک ہفتے سے لگاتار یونی جا رہے تھے آج جمعہ تھا اور ویک اینڈ پہ دو چھٹیاں تھیں۔ مونا پارک والے واقعے کے بعد جب جب ایان کو دیکھتی اس کا خون کھول اٹھتا۔ یاسر اور ایان کلاس میں اینڈر بیٹھتے تھے اور لیکچر کے دوران اسپیشل پانچ روپے والی ربڑ لے کر آتے جس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرنے کے بعد عین لیکچر ہوتے وقت اسٹوڈنٹس کو نشانے باندھ کر ریزر کے چھوٹے ٹکڑے مارتے تھے۔ مگر قسمت ایان کی مونا اس کا داؤ آج اسی پر ہی الٹنے والی تھی۔

وہ سنبل کی ریزر اٹھالائی تھی کیونکہ وہ نقشے بنانے کے لیے استعمال کرتی تھی۔ جیسے ہی پروفیسر نے لیکچر دیتے ہوئے منہ دیوار کی طرف لگے وائٹ بورڈ کی طرف کیا۔ مونا نے نشانہ باندھا اور یہ ماری ربڑ جو پروفیسر کے آدھے گنبے سر میں جا کر بڑی زوروں کی لگی۔ لڑکوں نے حیران پریشان ہو کر یاسر اور ایان کو دیکھا۔ جو ابھی ابھی ایک ربڑ آگے بیٹھے طلباء میں سے ایک کو مار چکے تھے۔

کس کی حرکت تھی یہ؟ پروفیسر نے اپنے جوتے کے قریب پڑا ربڑ کا ٹکڑا اٹھا کر پوچھا۔ سریہ ایان اور یاسر میں سے کسی کی حرکت ہوگی ابھی ابھی مجھے مارا ہے۔ ایک لڑکے نے جس پر تازہ تازہ واردات ہوئی تھی نے اٹھ کر شکایت لگائی۔

اوئے کمینے! کس نے کہا تھا پروفیسر کے سر کا نشانہ باندھ۔ ایان نے یا سر کو ڈانٹا جس کا نشانہ تھوڑا کچا تھا۔

[illegible]

آج روشیل بھی لڑکوں کے ساتھ پارک آیا تھا۔ جیا کو بیچ پر دونوں ہاتھوں میں منہ دیے بیٹھے دیکھا تو صبح والا منظر نگاہوں میں گھوم گیا۔ وہ ایک بار پھر اسے ہنستے دیکھنا چاہتا تھا مگر ہنسائے کون اس کو۔۔۔۔۔ اس کو پر ذہن میں نام جاننے کا تجسس پیدا ہوا تو ذہن میں کلک ہوا۔۔۔۔۔ جیارے جیا۔۔۔۔۔ اوہو تو جیا نام ہے محترمہ کا۔۔۔۔۔ وہ اس سے بات کرنے کے لیے کوئی بہانہ تلاش کرنے لگا۔



آپ نے بتایا نہیں جیا۔ روشیل نے پوچھا۔

جہاں تک مجھے معلوم ہے آپ نے نہیں بتایا۔ جیا کی بات پر وہ حیران ہوا۔

کیا نہیں بتایا؟

اپنا نام؟ جیا نے فون گود میں رکھا اور کندھے اچکائے۔ اس کی موجودگی میں وہ دھیان سے کہانی نہیں لکھ سکتی تھی۔

اوہ روشیل، روشیل حیدر نام ہے میرا۔ روشیل نے سامنے بچوں کو کھیلتے دیکھ کر نام بتایا

-

حیدر ولدیت ہے آپ کی؟ جیا نے پوچھا تو روشیل کا چہرہ تاریک ہوا تھا مگر فوراً سنبھل گیا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے حیدر نام بہت پسند ہے اس لیے پوچھا آپکا ہے یا ولدیت ہے آپ کی۔ اس کے چپ ہونے پر جیا نے وضاحت پیش کی۔

جی۔ دونوں کے درمیان ایک بار پھر خاموشی چھا گئی۔

-----

وہ سب جیا کو بیچ پر بیٹھا دیکھ کر آگے بڑھ گئیں۔

یار یہ ہماری یونی میں پڑھتے ہیں۔ سپنا نے انھیں اطلاع دی۔

ہیں سچی۔ عاشقی نے پوچھا۔

**دو میری کلاس میں بھی ہیں ایک ہاتھی دوسرا اس کا ساتھی۔۔۔۔۔ مونا کی بات پر**

تو میں نے اسپیشل کینیٹین پر پانچ روپے والی ربڑ خریدتے دیکھا۔ لڑکیوں نے حیرت سے

آنکھیں پھاڑیں۔

آگے سنو مزے کی بات ہے۔۔۔ اس موٹے نے مجھے سی سایہ ہوا میں معلق رکھا تھا

نہ جس دن اس سے اگلے دن میں بھی سنبھل کی ر بڑچا کر لے گی اور اپنے پروفیسر کے

گنجے سر میں ماری تاکہ ہاتھی اور اس کے ساتھی کی شامت آئے۔ مونانے کھلے عام

## اعتراف کیا۔

ہائے اب میں بتاتی ہوں جیا کو۔۔۔۔۔ عیشو فوراً اٹھی۔

اے بیٹھ جا کیا بتائے گی؟ مونانے ہاتھ کھینچ کر بٹھایا۔

یہی کہ گنجے سر کو ر بڑ مارتی ہو لیکچر کے دوران۔۔۔۔۔۔ اور میں بھی کہوں میری ر بڑ  
 کدھر گئی یہ چورنی لے گئی تھی پورے پانچ روپے کی تھی میں نے پانچ سال چلائی تھی  
 ۔۔۔۔ سنبل نے اسے کچا چبا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

نہ جیا کو مت بتانا۔ مونا چلائی۔۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے پھر ہمیں قلفیاں کھلاؤ ایک ایک۔  
 عیشو نے بلیک میل کیا۔

بلیک میل کر رہے ہو۔۔۔۔۔۔ مونا کی بات پر سر ہلایا گیا۔۔۔۔۔۔ بلیک میل کا مطلب  
 بھی آتا ہے تم لوگوں کو۔

مونا نے خائف ہو کر پوچھا۔  
 آتا ہے نہ یہ کشف اور عاشی بتائیں گی انگلش لٹریچر پڑھ رہی ہیں۔ سپنا نے کہا۔

میں بتاؤں گی کیونکہ میری انگلش کی دھوم اسی دن مچ گئی تھی جب میں نے۔۔۔۔۔۔  
 بلیک میل۔۔۔۔۔۔ کار دو ترجمہ کالا مرد بتایا تھا۔ عاشی نے فرضی کالر جھاڑے۔

بہن تیری انگریزی کمزور ہے یا اردو۔۔۔۔۔۔ سنبل نے حیرت سے پوچھا سب نے ہی  
 ہی ہی کی تھی۔

اور تم کھلاتی ہو قلفی یا جاؤں جیا کے پاس۔۔۔۔۔۔ نیہا نے دھمکی دی۔



جارہی ہوں منحوس عورتوں۔۔۔۔۔ مونا سر کو مارنے کی سزا ملی ہے تجھے۔۔۔۔۔ خود سے باتیں کرتی بینڈز کی دکان کے پاس آئی جو قلفی والی ریڑھی کے پیچھے اسٹول پر بیٹھا تھا۔

ایک تو بندہ یہاں آ کے کنفیوز ہو جائے بینڈز لینے آیا ہے یا قلفی لینے۔۔۔۔۔ مدنی نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا وہ دانت نکال کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

آپ نے بتایا نہیں کیا کرتی رہتی ہیں فون پر۔۔۔ اس دن چھت پر بھی کچھ ٹائپ کر رہی تھیں؟ روشیل نے خاموشی بھگانی چاہی۔  
یہ میں کہانیاں لکھتی ہوں اس لیے ہر جگہ ٹائپ کرتی پائی جاتی ہوں۔ اس نے مسکرا کر کہا۔

رائٹر ہیں آپ؟ روشیل نے حیرت سے آنکھیں پھاڑیں۔  
جی۔۔۔۔۔ کیوں میں نے کوئی گناہ کر دیا۔۔۔۔۔ وہ اس کی پھٹی پھٹی آنکھیں دیکھ کر بولی۔

نہیں تو ایسا کیوں لگا آپ کو؟ روشیل واپس نارمل پوزیشن میں آیا۔  
نہیں آپ کاری ایکشن ایسا تھا جیسے رائٹر ہونا گناہ ہو۔ جیانے بتلایا۔

ہاہا۔۔۔۔۔ آپ کیا کرتے ہیں؟ جیانے اسے ہنستے دیکھ کر پوچھا۔  
 میں ایک بڑے سے دفتر میں چپڑاسی ہوں۔ روشیل نے ہنسی دبائی۔  
 جیانے اسے نیچے سے اوپر اور اوپر سے نیچے دیکھا۔۔۔۔۔ جھوٹ بول رہے ہیں آپ۔  
 ہاہا نہیں مذاق کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ جی صرف سر ہلا کر رہ گئی۔  
 آپ کو پتہ ہے میرا بچپن سے خواب تھا۔۔۔۔۔ کہ میں ڈاکٹر بنوں۔۔۔۔۔ اور  
 بڑے بڑے پل بناؤں اور۔۔۔۔۔ لوگ دیکھ کر بولیں واہ کتنا اچھا جہاز چلاتا ہے

اس کا نرالا خواب سن کر جیا اپنی ہنسی پر کنٹرول نہ رکھ پائی اور خوب ہنسی حتیٰ کہ آنکھوں  
 سے پانی نکل آیا۔

کتنا ہنساتے ہیں آپ؟ جیانے آنکھیں صاف کرتے ہوئے کہا۔  
 ہاہا۔۔۔۔۔ وہ اسے ہنسانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

لڑکے جب پارک آئے تو کرکٹ کا سامان ساتھ لائے تھے۔ وہ سب کرکٹ کھیل رہے  
 تھے جب مدنی نے قلفی والے بھائی صاحب کو رنجیدہ بیٹھے دیکھا تو اس کے قریب قلفی  
 کھانے کی غرض سے آ بیٹھا۔

بھائی صاحب خیریت ہے اتنے پریشان بیٹھے ہو؟ وہ قلفی کے پیسے دیتے ہوئے قلفی کھانے لگا۔

بس بھائی ایک چھوٹا سا مسئلہ ہو گیا ہے۔ وہ پہلا شخص تھا جو اس کی پریشانی بھانپ کر قریب آیا تھا۔

کیا؟ مجھے بتا دو اپن کا اتنا جگر اتو ہے کہ ہر مسئلہ سنبھال سکے۔ اسے لگا کوئی لڑائی جھگڑے کا معاملہ ہو گا۔

بھائی میری ماں سرکاری ہسپتال میں بیمار پڑی ہے۔ اس کی دوائیاں خریدنی ہیں پیسے نہیں ہیں۔ مگر آج کی بکنی بھی اتنی نہیں ہے کہ مہنگی دوائیں خرید سکوں۔ سوچ رہا ہوں کہ مائیں کیسے پال لیتی ہیں ہمیں اور ہم سے ایک ماں نہیں پالی جاتی۔ مدنی اس کی باتیں سن کر جذباتی ہو گیا بالکل ٹھیک تو کہ رہا تھا وہ۔

دیکھ بھائی! یہ لے پیسے پہلے جا اور ماں جی کی دوائیں لے پھر ٹھیلہ لگا لینا۔ مدنی نے اپنی جیب سے ہزار کے دو نوٹ نکالے۔

نہیں بھائی! میں کیسے ٹھیلہ چھوڑ کر چلا جاؤں آپ آج دیں گے تو کل کے لیے میں کیا کرونگاروز تھوڑی نہ آپ جیسے لوگ آتے ہیں۔ اس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

دیکھ بھائی تو یہ پیسے رکھ لے منع مت کر میں یوں سمجھوں گا میری ماں پہ خرچ ہوئے ہیں اور جہاں تک ٹھیلے کی بات ہے تو میں بیٹھ جاتا ہوں آج تیری جگہ بس تو بھروسہ کر مجھ پہ۔ مدنی کی بات پر وہ شرمندہ ہوا۔۔۔۔۔ نہ بھائی بھروسہ ہے مجھے آپ پہ روز آپ کو یہاں دیکھتا ہوں۔

تو بس پھر فکر کس بات کی ہے تم جیسے ہی دوائیں لے لو آجانا میں تمہارا ٹھیلہ تمہارے حوالے کر کے گھر جاؤں گا۔ مدنی نے اس کا رخسار تھپتھپایا۔  
خدا آپ کو سلامت رکھے، بھائی جان میں جلد آ جاؤں گا۔ وہ پیسے سنبھال کر پارک سے باہر نکلا۔ تب سے مدنی ٹھیلے کے پیچھے بیٹھا قلفیاں بیچ رہا تھا۔  
لڑکیوں کی دیکھا دیکھی لڑکوں اور بچوں نے بھی "قلفی ڈے" منایا اور خوب قلفیاں خرید کر کھائیں۔

یوں وہ ایک غریب کا بھلا کرنے میں کامیاب ہو گئے اور مدنی ان سب کے لیے نیکی کرنے کا سبب بن گیا۔

-----

یار نیکسٹ ڈے ہم بھی ریکٹ شٹل لے کر جائیں گے پارک۔ وہ پارک سے نکل آئیں اور اب اپنی گلی میں مڑیں تو لڑکوں کو بھی اپنے پیچھے داخل ہوتا دیکھا۔

اوئے یہ چھڑے چھانٹوں کے گروہ سے ہیں سارے۔ میں بھی کہوں روز پارک میں  
نظر آتے ہیں۔ کاشف میاں نے پلٹ کر انھیں دیکھا۔

اوئے کلاس فیلو کافی نہیں تھا کہ ہمسائے بھی نکل آئے۔ مونانے چڑ کر کہا۔

کل میں بازار نہیں جاؤں گی۔ جیانے گھر کے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

بازار تو بعد میں جائیں گے پہلے یہ بتاؤ آج تمہارے ساتھ یہ چھڑے چھانٹوں کا سردار

بیٹھا تھا ناں۔ سنبل نے پوچھا۔

کون؟ جیانے سوال کیا۔

وہی جس کی باتوں پر ہنس رہی تھی محترمہ۔ نیہانے ابرو اچکایا۔

اچھا روشیل کی بات کر رہی ہو۔ جیادھڑام سے صوفے پر گری۔

اوہو نام بھی پتہ ہے۔۔۔۔۔ روشیل۔۔۔۔۔ لڑکیوں نے ایک دوسرے کو

اشارے کیے۔

کیا ہے ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟ اب کسی سے ہنس کر دو بول بول دیے ہیں تو گناہ کر دیا

ہے۔۔۔۔۔ جیانے لاپروائی کا مظاہرہ کیا۔

ہنس کر دو بول۔۔۔۔۔ اہاااا۔۔۔۔۔ وہ چھیڑنے سے باز نہ آئیں تو جیانے اپنے

قریب پڑے کشن ان سب کو مارے۔

بس کرودفع ہو جاؤ کھانا بناؤ پہلے ہی بہت دیر ہو گئی ہے لڑکوں کو بھی بھجوانا ہے۔ جیانے اٹھتے ہوئے کچن کا رخ کیا۔

آج بڑی لڑکوں کی فکر ہو رہی ہے، خیر ہے ناں۔ کاشف میاں اس کے قریب آکر چھیڑتے ہوئے بولے۔

ہاں ہو تو رہی ہے۔ جیانے بھی انھیں چڑانا چاہا۔

تو آج کا کھانا بھی سب کے لیے اکیلی بناؤ محترمہ۔ نیہانے کام کرنے سے انکار کرنا چاہا۔ اب اتنی بھی فکر نہیں ہو رہی۔ جیا کی بات پر نیہا آٹا گوندھنے لگی، سالن جیا بنا رہی تھی روٹیاں سپنانے پکانی تھیں۔

اور تم لوگ بیٹھ کر لسٹ بناؤ بازار سے خریداری کرنے جنھوں نے جانا ہے۔ جیانے سامنے صوفے پر بیٹھی لڑکیوں کو دیکھا۔

میں اور مونا جائیں گے۔۔۔ عیشو نے اعلان کیا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے میں لسٹ بناتی ہوں۔ مونانے کاغذ قلم سنبھالا۔۔۔۔۔

-----

ویرے ! خیر ہے ناں آج بڑے قہقہے لگ رہے تھے۔ ابرار نے چھیڑا تو ریشیل جیا کے ساتھ گزارا وقت یاد کر کے مسکرا دیا۔

ہائے! ہنسا تو پھنسا۔۔۔۔۔ یا سر چلایا۔

نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔ آج تو دھرنا ہو گا دھرنا ہو گا۔۔۔۔۔ ایان صوفے پر کھڑا ہو گیا۔

لیکن کیوں لالے؟ پنکو نے بھی ہوم ورک کرتے سراٹھایا۔

ویرے! اپنی باری حور کے پہلو میں بیٹھنے لگتا ہے اور ہماری باری پہ کہتا ہے

گھر سے نکال دوں گا۔۔۔۔۔ اتنا فرق کیا جاتا ہے ہمارے ساتھ۔۔۔۔۔ ہم

مظلوموں کی آواز بند نہیں کروائی جاسکتی۔۔۔۔۔ ویرے کو ہماری سننی ہوگی اور

ماننی بھی ہوگی۔۔۔۔۔ اس نے لمبی تقریر جھاڑی۔

ویسے ویرے کیا باتیں کی بتاناں؟ ابرار اس کے قریب ہوا۔

کچھ نہیں۔۔۔۔۔ روشیل نے انھیں متجسس کیا۔

ہائے کچھ نہیں بہت کچھ۔۔۔۔۔ ویرے کی سچویشن ایسی ہے اب۔ معاذ ہاتھ کا مائیک

بنا کر بولا :

تم پاس آئے، یوں مسکرائے

تم پاس آئے، ہوں مسکرائے

تم نے نجانے کیا سپنے دکھائے،

معاذ اور سنی ساتھ ساتھ گارہے تھے جبکہ باقی لڑکے سوائے روشیل کے تالیاں بجانے لگے۔ روشیل منہ پر ہاتھ رکھے مسکراہٹ چھپا رہا تھا۔

اب تو میرادل، جاگے نہ سوتا ہے

کیا کروں ہائے کچھ کچھ ہوتا ہے

کیا کروں ہائے کچھ کچھ ہوتا ہے

ابرار اور مدنی نے تو باقاعدہ پارک میں بیٹھے جیا اور روشیل کی نقل اتارنی شروع کی۔

ابرار نے قریب پڑی شرٹ اٹھا کر سر پر دوپٹے کی صورت لی اور مدنی جب جب بات

کرتا ابرار شرٹ کا کونا منہ میں دبا کر شرمانے کی ایکٹنگ کرتا۔ ان کی ایکٹنگ دیکھ کر تو ویرے کو بھی بولنا پڑا :

بس کرو یا رایسے شرمائی تو نہیں تھی وہ تم تو ایسے شرمارہے ہو پوری شرٹ کھا جاؤ گے

----- اوہوووووو----- لڑکے کورس میں بولے۔

دفع ہو جاؤ۔۔۔۔۔ روشیل نے انھیں ان کے حال پر چھوڑا۔

ہاں ہاں اب ہماری گنجائش کہاں ویرے کی لائف میں۔ سنی نے اسے چھیڑا۔

-----



آج جیا کی نگرانی میں کھانا گیا تھا سو کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی۔ سب سونے لگیں۔ جیا نے الارم لگایا اور آج کل والی غلطی نہیں کی تھی۔

یار مجھے نیند نہیں آرہی۔ جیا اٹھ بیٹھی۔

ہاں بھائی اب تجھے کیوں نیند آئے گی؟ سنبل پھر سے چھیڑنے لگی۔

اس کی حالت سمجھ سکتی ہوں میں۔ عاشی نے کہا۔

کونسی حالت؟ بوئگی نے سوال کیا۔

میں ایک گانے کی صورت بیان کرتی ہوں۔ کاشف میاں بولے :

نہ جانے کیسا احساس ہے

کچھ بھی نہیں ہے کیا پیاس ہے

کیا نشہ اس پیار کا مجھ پہ صنم چھانے لگا

کوئی نہ جانے کیوں چھین کھوتا ہے

کیا کروں ہائے کچھ کچھ ہوتا ہے

استغفار، تم لوگ پھر سے شروع ہو گئے۔ جیا نے اکتا کر کہا۔

ابھی تو شروع ہوئے ہیں ہم۔۔۔ کشف اور عیشو نے ہائے فائے کیا۔



جانتا ہوں اور چار تو ہماری یونی میں ہوتی ہیں۔ سنی نے ایسے بات کی جیسے ناک سے مکھی اڑائی ہو۔

ابے پہلے کیوں نہیں بتایا؟ یا سر حیران ہوا۔  
باقی چار ہماری یونی میں ہوں گی۔ ایان نے کہا۔  
ابے ایک تو ہماری کلاس میں ہوتی ہے باقی تین کا تجھے کیسے پتہ؟ یا سر نے پوچھا۔  
ایسے ہی تکمارا ہے۔ ایان نے برملا اظہار کیا۔

عیشو اور مونا بازار آئی تھیں۔ سب سامان لے لیا تو پھلوں والی دکان تلاش کرنے لگیں

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

یار عیشو تر بوز بھی لینا ہے جیا نے تاکید کی تھی۔ مونانے اسے یاد دلایا۔  
ہاں ٹھیک ہے لیکن آدھا کلو تر بوز لیں گے ورنہ ہم سے اٹھایا نہیں جائے گا۔ عیشو نے  
چلتے ہوئے کہا۔

ہاں یار وزنی ہوتا ہے ناں تو آدھا کلو ٹھیک رہے گا۔ مونانے تائید کی۔  
دونوں چلتے ہوئے ایک پھلوں والی دکان پر آئیں۔

آدھا کلو۔۔۔ دکان دار نے یقین کرنا چاہا۔

تو آپ دونوں ایک کام کرو پورے تربوز کے دو حصے کر والو۔۔۔۔۔ ہی ہی ہی ان کی  
منطق پر دکاندار ہنسا۔۔۔۔۔ آدھا آدھا اٹھالینا۔

ہاں یار مشورہ تو اچھا ہے۔۔۔۔۔ ہمارے دماغ نے کام کیوں نہیں کیا۔۔۔۔۔

دو نوں کی آپسی گفتگو سن کر دکاندار بولا :

اچھا آپ لوگوں کے پاس دماغ بھی ہے۔ عیشو نے پیسے پکڑاتے ہوئے اسے گھورا۔  
اب دونوں کا رخ گھر کی طرف تھا۔

رات کا پہر تھا جب اسے گھپ اندھیرے میں عجیب سی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

~~~~~

چھن چھن چھن

اس نے ڈرتے ہوئے بیڈروم کی کھڑکی کی جانب دیکھا جب اسے چار بازوؤں والی کوئی بلاں اندر آنے کی کوشش کرتے ہوئے دکھائی دی۔ اس کا دل لرزنے لگا۔ ابھی پارک میں ہی تو لڑکوں نے کہا تھا کہ تمہارے گھر میں چڑیلیں رہتی ہیں۔ اتنی جلدی چڑیلیں تشریف بھی لے آئی تھیں۔

جب اچانک اس کے قریب کوئی چھلانگ لگا کر آبیٹھا۔ منہ سے ٹپکتا لہو دیکھ کر وہ چلا کر اٹھ بیٹھی۔ ان کی چیخ و پکار سن کر اس وقت گھر کو لوٹتے لڑکوں نے تشویش سے دروازہ بجایا۔

کل سنبھل کی سا لگرہ تھی۔ لڑکیاں اس قدر بے پرواہ نظر آ رہی تھیں جیسے انھیں یاد ہی نہ ہو۔ وہ اسے رات بارہ بجے وش کرنے والی تھیں۔ سب کی پلاننگ تھی چار لڑکیاں جیا کی سنگت میں پارک چلی جائیں تو پیچھے چار کچھ تیاری کر لیں گی۔ اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی۔ جیا اٹھ کر دروازے پر آئی۔ عذرا آئی اور چٹکی چادر اوڑھے کہیں جانے کو تیار دکھائی دیں۔

اسلام علیکم! جیا نے سلام کیا۔

و علیکم السلام! بیٹاجی میں جارہی ہوں اپنے رشتہ داروں کے ہاں کچھ لاہور میں ہی رہتے ہیں تو کل کسی بھی وقت لوٹ آؤں گی۔ خبردار جو میرے پیچھے حرکت کی اور مجھے شکایت مل گی تو خیر نہیں ہوگی تم لوگوں کی۔ عذرا آئی کی باتوں پر جیانے بمشکل خود کو منہ بنانے سے روکا۔

ارے نہیں آئی کوئی شکایت نہیں ملے گی آپ کو، بے فکر ہو کر جائیں۔ جیانے اچھی لڑکیوں کی طرح انھیں مطمئن کرنا چاہا۔

ہاں بس ٹھیک ہے، اب میں چلتی ہوں دیر ہو رہی ہے۔ عذرا آئی نے کہا تو جیانے بھی اطمینان کی سانس لی۔ کم از کم آج کہ رات وہ کھل کر ہنگامے کر سکیں گی۔ خدا حافظ، جیاباجی۔ چٹکی نے زور زور سے ہاتھ ہلائے۔

خدا حافظ۔ جیانے بھی دروازہ بند کیا۔ اب ڈرامے پر عمل کرنے کا وقت تھا۔

لڑکے پارک جارہے تھے۔ روشیل اب آفس سے جلدی نکل آتا تھا۔ سو، سوائے ایان کے سب ہی تیار تھے۔ ایان کمرے میں گھسا سو رہا تھا۔

اوئے موئے ٹینک اٹھ بھی جاب اپنی گندی ماری گھٹیا تشریف کاٹو کرا لے بھی آ۔ یاسر نے آواز دی مگر نور سپانس۔

ہی ہی ہی ہی۔۔۔۔۔ کینے پہلے یہ بتانمکین چاول وہ بھی رس گلے والے کبھی دیکھے ہیں
تو نے۔۔۔۔۔ مدنی نے اس کے گلے میں بانہیں ڈالیں اور پھر منہ دھونے کا اشارہ
کیا۔ وہ برے برے منہ بناتا ان کے ساتھ ہو لیا۔

کون تھا دروازے پہ؟ وہ اندر داخل ہوئی تو نیہانے پوچھا۔
بتا رہی ہوں اپنے اپنے جذبات پہ قابور کھنا۔ جیانے کہا تو وہ لوگ سنبھل گئیں۔
ہاں ہاں ٹھیک ہے۔ مونانے کہا۔

عذر آنتی کہیں جارہی ہیں کل واپس آئیں گی۔ کاشف میاں نے چلانے کے لیے منہ کھولا مگر پھر جیا کی گھوری نے منہ بند کر دیا۔

اب سنبل کوئی تھیم بتا رہی ہو کہانی کا تھوڑا سا ہی کچھ بتا دو میرے دماغ میں کوئی آئیڈیا نہیں آرہا۔ جیا منمنائی۔

نہیں میں کوئی نہیں بتاؤں گی تم سارے ریجیکٹ کر دیتی ہو پھر فائدہ کیا۔ سنبل نے صاف گوئی سے کام لیا۔

ہاں تو میں اس لیے رد کر دیتی ہوں مجھے نیا چاہیے کچھ میرا لکھا ہوا مختلف ہونا چاہیے ناں۔ جیا تپ کر بولی۔

پھر خود دریافت کر لو۔ سنبل نے صاف انکار کیا۔

ٹھیک ہے جارہی ہوں وہی کرنے۔ وہ پیر پٹختی ہوئی اٹھی اور منہ ہاتھ دھو کر حجاب بنانے لگی۔

کہاں جارہی ہو؟ عیشو نے پوچھا۔

پارک جارہی ہوں کچھ فریش ماحول میں فریش سوچ ملے گی۔ جیا نے جواب دیا۔

اچھا تو پھر میں بھی چلوں گی۔ عیشو نے کہا اور سنبل کو دیکھا۔

میں نے نہیں جانا۔ جسے لے کر جانے کی پلاننگ تھی اسی نے انکار کیا۔

یار چل انجوائے کریں گے۔ کاشف میاں بھی اٹھے۔ آخر عیشو اور کشف کے اصرار پر وہ تیار ہوئی۔

یوں وہ چاروں پارک کے لیے نکل گئیں۔ اب نہیاء، مونا، سپنا اور عاشی نے برتھڈے کے لیے تیاری کرنی تھی۔ سالن سنبل اور عیشو نے ملکر بنادیا تھا۔

ابرار جب سے پارک آیا تھا منہ لٹکا کر بیٹھا تھا۔ کبھی انگلیوں پر حساب کرتا تو کبھی لڑکوں کو دیکھتا۔

اوئے! کیا ہوا ہے تجھے؟ معاذ نے پوچھا۔
ہاں بھائی کیا ہوا ہے؟ پنکو نے بھی سوال کیا۔

کسی کے پاس 95 روپے ہیں پلیز مجھے دے دیں میرے سو پورے ہو جائیں گے۔ ابرار نے پانچ روپے کا سکہ جیب میں سے نکال کر پوچھا۔

ہی ہی ہی ہی۔۔۔۔۔ یہ پانچ بھی ہمیں دے۔۔۔۔۔ ہمارے کام آئیں گے۔۔۔۔۔
ایان نے اس سے سکہ چھین لیا۔

تم لوگوں کے کیا کام آتا ہے پانچ کا سکہ؟ روشیل نے حیرت کا اظہار کیا۔
ویرے وہ ہم رٹ لیتے ہیں۔۔۔۔۔ یا سرنے شریفوں کی طرح جواب دیا۔

نہیں دیرے۔ ایان نے انکار کیا۔

اچھا اتنے شریف ہو نہیں جتنا بن رہے ہو۔۔۔۔۔ ابرار نے کہا۔۔۔۔۔ ہائے میرے
پانچ روپے۔۔۔۔۔

تمہیں پتہ ہے عیثو میرادل چاہتا ہے کہ میں کسی اور ملک کی زبان سیکھ کر دن رات
تمہیں برا بھلا کہوں اور جب تم پوچھو کہ کیا کہ رہی ہو؟ تو مسکرا کر کہوں بیسٹی تیری
تعریف میں زمین اور آسمان ایک کر رہی ہوں۔ سنبل نے اسے کچا چبا جانے والے
انداز میں دیکھا۔

ہی ہی ہی۔۔۔۔۔ مجھ پہ اثر نہیں ہونا پھر بھی۔۔۔۔۔ عیشو نے صاف بات کہی۔
اوائے، ہائے! میرے دماغ میں کوئی نئی شرارت نہیں آرہی کہیں میں سدھر تو نہیں گی
۔ کشف نے گہرا کر ان دونوں سے پوچھا۔

جیا بیچ پر بیٹھنے کی بجائے واک کرتے ہوئے گہری سوچوں میں گھری ہوئی تھی۔

اچھا ٹھہرو میں اپنی صلاحیتوں کو ٹٹولتی ہوں۔ سنبل نے کہا تو عیشو نے اس کا مذاق اڑایا

:

تمہارے اندر بھی صلاحیتیں ہیں۔

میرے اندر بہت سی صلاحیتیں چھپی ہوئی ہیں۔۔۔۔۔ بس ایک دفعہ مجھے یاد آجائیں کہ

وہ کہاں چھپی ہوئی ہیں۔ سنبل نے بھی ٹکاسا جواب دیا۔۔۔۔۔ تینوں کا قہقہہ بلند ہوا۔

تم لوگوں کو پتہ ہے میں زیادہ دیر شرارت نہ کروں تو شرارت بھی پوچھتی ہے مالکن

زندہ ہو یا چل بسی۔۔۔۔۔ عیشو نے کہا تو ایک بار پھر ان کی ہنسی نکلی۔

چلو پھر کرتے ہیں کچھ اس سے پہلے کہ شرارت آکر تم سے پوچھے مالکن زندہ ہو یا چل

بسی۔۔۔۔۔ آخری فقرہ کاشف میاں اور سنبل نے ساتھ کہا تھا۔

مونا تھوڑا سا ہل پڑو کام کروادو ہمیں۔ سپنا نے ڈھیٹ بنی بیٹھی مونا سے کہا۔

اس کا تو وہ حال ہے :

گلی گلی میں شور ہے،

میری بیسٹی بڑی کام چور ہے

نیہا نے شعر سنایا۔

مونو ایسے ایک بات بتاؤ سسرال میں اپنے بچوں کو کیسے سنبھالے گی؟ عاشی نے
مصرف انداز میں اس سے پوچھا۔

میرے بچے میری ساس سنبھالے گی آخر میں نے بھی تو اپنی ساس کا بچہ سنبھال رکھا
ہوگا کہ نہیں۔ مونو نے بلا آخر کام کی نیت سے اٹھنے کا فیصلہ کیا۔

مدنی منہ لٹکائے ان کے پاس آکر دھڑام سے گھاس پر بیٹھا۔
تجھے کیا ہوا ہے؟ یا سرنے اس سے پوچھا۔

شرط لگا لو کسی لڑکی نے دھتکارا ہوگا اسے۔ ایان نے کہا۔
ایک لڑکی گزر رہی تھی :

میں نے جب بولا کہ دل مجھ سے لگاؤ تو کہا
شکل ایسی ہو تو تھپڑ ہی لگا سکتے ہیں

مدنی نے منہ لٹکانے کی وجہ بیان کر دی۔ سارے لڑکوں نے قہقہہ کنڑول کرنا چاہا مگر
بے سود۔

یار فکر نہ کر آجکل کے لوگوں میں وفاداری ڈھونڈنا اور اپنے والدین کی شادی کے البم
میں خود کو ڈھونڈنا ایک جیسا ہی ہے۔ سنی نے اسے تسلی دی۔

واہ واہ پھر تو وفانا پید ہی ہو گی۔ ابرار نے اس کی منطق پر جل کر کہا۔

یار میر ادل چاہتا ہے کسی بابے کے پاس جاؤں اور تعویذ لے کر آؤں ہمارے سامنے

والے گھر میں جو چڑیلیں رہتی ہیں ان کو بھگانے کے لیے۔ معاذ نے کشف، سنبل اور

عیشو کو پاس سے گزرتا دیکھ کر کہا۔

یہ ہمیں چڑیلیں کہ رہے ہیں۔ سنبل نے سرگوشی کی۔

انصاف سے بتاؤ چڑیلیں لگتی ہیں ہم۔ عیشو نے کہا تو دونوں نے نفی میں سر ہلایا۔

بس کچھ لوگوں کی باتیں سن کر دل کرتا ہے ان سے پوچھیں کہ بھاڑ میں خود جاؤ گے یا

ڈراپ کر آئیں۔ کشف نے لڑکوں پر تنقید کی۔

اور کچھ لوگوں کو دیکھ کر کیسے ہو پوچھنے کا نہیں بلکہ کیوں ہو پوچھنے کا دل چاہتا ہے۔

کشف نے بھی گفتگو میں حصہ ڈالا۔

ہاں یار مجھے لگتا ہے آسیب ہے سامنے والے گھر میں۔ سنبل کے کانوں میں ان میں سے

کسی کی آواز پڑی۔

جیا کو اکیلے واک کرتے دیکھ کر روشیل نے اس کے پاس آنا چاہا پھر اسے کل والی درگت یاد آگئی جو لڑکوں نے بنائی تھی۔ مگر لڑکے نہیں سدھرنے والے تھے سو، اس نے اٹھ جانا ہی مناسب سمجھا۔

لڑکوں نے اسے اٹھتے دیکھ کر حیرت سے نظروں کے ذریعے تعاقب کیا۔ جیا کی طرف جاتا دیکھ کر ہوٹنگ کی۔

اب سچو لیشن یہ ہے۔ انھوں نے گانا شروع کیا :

تو سفر میرا، ہے تو ہی منزل میری

تیرے بنا گزارا اے دل ہے مشکل،

روشیل نے مڑ کر انھیں دیکھا اور پھر سر ہلا کر رہ گیا جیسے تم کبھی باز نہیں آؤ گے۔

تیرے بنا زندگی سے کوئی شکوہ تو نہیں

شکوہ نہیں، شکوہ نہیں، شکوہ نہیں

اے اوئے یہ گانا غلط بول گئے یہ تو سوٹ نہیں کر رہا۔ یا سر چیخا۔

اے میرا کوئی تجربہ تھوڑی ہے کہ پتہ ہو مجھے اس سچو لیشن میں یہ گانا سوٹ کرتا ہے۔

معاذ نے اسے اپنی مجبوری بتائی۔

لہجے سے اٹھ رہی ہے داستان دل
 چہرہ بتا رہا ہے کہ آج چائے نہیں ملی
 وہ اس کے ساتھ واک کرتے ہوئے بولا۔ جیانے رخ موڑ کر اپنے ساتھ چلتے دراز قد
 شخص کو دیکھا اور پھر رخ موڑ لیا۔ روشیل کو اس کی خاموشی پر حیرت ہوئی۔
 ہاں نہیں پی چائے اب میرے منہ پہ بھی لکھا نظر آ رہا کیا؟ لیکن میرا مسئلہ اس سے زیادہ
 گھمبیر ہے۔ جیانے رونی صورت بنا کر اسے دیکھا۔
 خدا خیر کرے کیا ہو گیا ہماری رائٹر کو؟ روشیل نے گھبرا کر پوچھا۔
 رائٹر کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا پریشانی کی بات ہوگی مجھے کوئی تھیم پسند نہیں آ رہا
 پلاٹ بنانا چاہ رہی ہوں لیکن کچھ نیا ہو کچھ پسند نہیں آ رہا مجھے۔ جیسے ہوتا ہے :

Something unique.

جیا کا مسئلہ سن کر اسے ہنسی آئی۔
 میرے پاس حل ہے آپ کے مسئلے کا۔ روشیل نے کہا تو وہ جوش سے مڑی :
 سچ میں۔

ہاں ناں۔ روشیل نے سر ہلایا۔

Copyright by New Era Magazine

ہی معلوم ہوا سمندری فوج فوراً ان کو لینے کے لیے فائر بریگیڈ کی گاڑی میں آگئے
 -----جیا صحیح معنوں میں اب حیران ہوئی تھی اتنی تیز پولیس کہ بحری فوج آئی
 انھیں فائر بریگیڈ میں اٹھانے۔۔۔۔۔ان دونوں زخمیوں کو جہاز ہسپتال لے کر پہنچا۔
 ڈاکٹر نے لنگڑے کے جسم سے بم نکالا اور لڑکی کے جسم سے خنجر نکال دیا۔ ان کی
 سرجری کر دی گئی اور پھر وہ دونوں پانچ منٹ بعد اپنے گھر پہنچ گئے اور ہنسی خوشی رہنے
 لگے۔۔۔۔۔

اس کی کہانی مکمل ہوئی تھی۔ وہ جیا کے تاثرات دیکھ کر بمشکل ہنسی کنٹرول کرتا رہا تھا۔
 جوں ہی کہانی ختم ہوئی۔ جیا کھڑی ہوئی اپنی جگہ سے اور پھر پیٹ پر ہاتھ رکھ کر ہنسی اور
 ہنس ہنس کر دہری ہو گئی۔ ارد گرد کے لوگ چونک کر اسے دیکھنے لگے۔ حتیٰ کہ دور بیٹھے
 لڑکے بھی دیکھ کر حیرت زدہ ہوئے۔ جبکہ لڑکیوں کو تو جیسے سانپ سو نگھ گیا تھا۔ جیا
 نے بمشکل ہنسی کنٹرول کی مگر روشیل کا چہرہ دیکھ کر پھر ہنسی چھوٹ گئی۔ جبکہ روشیل
 اتنے لوگوں کو متوجہ پا کر سر کھجانے لگا۔

لڑکیاں تیزی سے جیا کے قریب آئیں۔ سنبل نے ابرو اچکا کر پوچھا :
 تمہارا ہو گیا ہو تو چلیں گھر۔

ہاں ہاں چلو ابھی تو تم سے گھر جا کر دو دوا تھ بھی کرنے ہیں۔ کاشف میاں کے تیور جیا نے آنکھوں سے نکلا پانی صاف کرتے ہوئے ملاحظہ کیے۔

تمہاری بڑی غیرت جاگ گئی ہے کاشف میاں! جیا نے ہنسی دبائی۔

اب تم گھر چلو گی یا اٹھا کر لے جائیں۔ عیشو اس کے قریب آ کر دھمکی آمیز لہجے میں بولی

لگتا ہے موسم کافی خراب ہے گھر چلنا چاہیے اس سے پہلے کے طوفان آجائے۔ جیا نے ان تینوں نے تیور دیکھتے ہوئے کہا۔

چاروں کا رخ گھر کی جانب تھا۔ جیا نے سپنالوگوں کو میسج چھوڑ دیا گھر آمد کا۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

ویرے! کبھی ہمیں تو لطفے نہیں سنائے۔ وہ لڑکیوں کے قریب آتے ہی اٹھ کر لڑکوں کے پاس آیا۔ مدنی نے گلہ کیا۔

ہاں ویرے ہمارے سامنے تو اینگری ینگ مین بن کر رہتے ہو۔ پنکونے بھی لب ہلائے وہ بچوں کے ساتھ کرکٹ کھیل کھیل کر آیا تھا۔

نہ ویرے تو پہلے ایسا تھا یا اب ہو گیا ہے۔ ابرار نے بغور مشاہدہ کیا۔

کیوں مجھے کیا ہو گیا ہے؟ روشیل نے حیرت سے پوچھا۔

بھی سنگت کا اثر ہے۔۔۔۔۔ ایان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اگر ایسی بات ہے تو تم لوگوں کی سنگت میں زیادہ وقت گزارا ہے موٹے مجھے تیرے
جیسا ہونا چاہیے پھر۔ روشیل نے ایان کے پھولے ہوئے منہ کو دیکھ کر کمر پر ہاتھ جڑا۔
بھی اس کا ہو بھی کیسے۔۔۔۔۔ سب نے بغور معاذ کو دیکھا۔۔۔۔۔ وہ ہے صنف
نازک۔۔۔۔۔ اور یہ ہے بھینسا۔۔۔۔۔ اب معاذ کی خیر نہیں تھی وہ آگے دوڑ رہا تھا
جان بچانے کو جبکہ ایان جو تالے کر اس کے پیچھے تھا۔ یا سرا یاں کو مزید بھڑکار رہا تھا۔
باقی سب فری ٹکٹ پہ تماشا دیکھ رہے تھے۔

لڑکیاں سارا انتظام کر چکی تھیں سنبل چونکہ بھوتوں سے ڈرتی تھی سو بلیک اینڈ وائٹ بھوت تھیم رکھا گیا تھا۔ مگر سجاوٹ ابھی نہیں کی گئی تھی۔ غبارے پھلا کر اسٹور میں

دیگر چیزوں نے ساتھ رکھ دیے گئے۔ ہارر ماسک، میوزک اور سب چیزیں تیار تھیں۔
بس اب جلدی سونا تھا تا کہ بارہ بجے اسے خوب ڈرا کر سا لگرہ و ش کی جائے۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین

کھانا کھا کر وہ بیڈ روم میں آئیں۔ سب نے اپنے اپنے میٹرس سنبھالے۔ جیا صوفے پر لیٹ گئی۔ اس سے پہلے کے وہ سوتی لڑکیوں نے سوالات کا تنگ گھیر اس کے گرد ڈالا۔

کبھی ہمارے ساتھ تو اتنا خوش مزاجی سے پیش نہیں آئیں۔ مونانے بھی آنکھیں گھما گھما کر شکوہ کیا۔

اس نے کیا کہا تھا ہم بھی تو سنیں محترمہ اتنا ہنسیں کہ پارک میں بیٹھی آدھی عوام تو متوجہ ہوئی تھی۔ عاشی کو بھی دلچسپی ہوئی۔

سوچ رہی ہوں سنبل انجینئر بن جائے تو موٹر وے جیسی سڑک کا نقشہ بنوا کے مستری لگاؤں پھر ٹریفک چالو ہو جائے گی ہم لوگوں کے بیچ۔ سب نے اسے بغور دیکھا وہ سنجیدہ نظر آنے کی کوشش کر رہی تھی۔

تم لوگوں کو تو معلوم ہے میں کس قدر پریشان تھی اسٹوری تھیم کو لے کر
----- اس نے ساری بات کہی مگر لڑکیاں ہنس ہنس کر دہری
ہو گئیں۔

یار وہ شکل سے تو کھڑوس لگتا ہے مگر اتنا مزاحیہ ہے۔۔۔۔۔۔ چھپا ستم ہے تمہاری طرح۔۔۔۔۔۔ جیانے کشن اٹھا کر اسے دے مارا۔

اب سو جاؤ سب لائٹ آف کر کے۔ جیا کی بات پر سپنانے اٹھ کر لائٹ آف کی اور
سب سونے کی ایکٹیو گنگ کرنے لگیں سوائے سنبل کے۔

ویرے سن! تیرے لیے خاص ہمارے جذبات۔ پارک سے وہ لوگ نکل آئے تھے اور اب فٹ پاتھ پر بیٹھے تھے۔ پنکو کو گھر بھیج دیا تاکہ لڑکیوں سے کھانا وصول کر کے رکھ لے۔

سب ہمہ تن گوش ہوئے۔

عرض کیا ہے : مدنی نے ایسے کہا جیسے مشاعرے میں بیٹھا ہو۔

ارشاد، ارشاد۔۔۔۔

تجھے کسی اور کے ساتھ دیکھنے سے پہلے

تجھے کسی اور کے ساتھ دیکھنے سے پہلے،

خدا کرے سانس رک جائے، ہماری نہیں تیری

کالے کر توت تو کرے اور مرے ہم

واہ، واہ۔۔۔۔ محفل لوٹ لی۔۔۔۔۔ سچے جذبات ہیں ہمارے ویرے۔۔۔۔۔

ویرے سدھر جا۔۔۔۔۔ سب نے اسے مختلف جملوں سے نوازا۔

آجکل کے عاشقوں کا یہ حال ہے۔ اب یا سراٹھاتا اور ہاتھ کا مائیک بنا کر بولا۔

عرض کیا ہے :

ارشاد۔۔۔۔۔ لڑکے کورس میں بولے۔۔۔۔۔

زمین کے ستر فیصد حصے پر پانی ہے، مگر ڈوبنا محبوب کی آنکھوں میں ہی ہے۔۔۔۔۔

ویرا بھی ان عاشقوں میں سے ایک ہے۔۔۔۔۔

شکر ہے لڑکی عینک پہنتی ہے ورنہ ویرے نے تو ڈوب ہی جانا تو اور ہمیں تیرنا بھی نہیں

آتا۔ ایان نے خوب ٹانگ کھینچی تھی۔ روشیل ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو گیا۔

دیکھ تو ہمارا ویر ہے تیرا بھلا چاہتے ہیں ہم اس لیے میں تجھے نصیحت کر رہا ہوں
 ----- ابرار نے کہنا شروع کیا۔۔۔۔۔ عورت کو مرد کی ٹیڑھی پسلی سے بنایا
 گیا ہے لہذا وہ جیسی ہے ویسی قبول کرنا سیدھا کرنے کے چکر میں آپ کی ہڈی پسلی بھی
 ایک ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔ اس کی نصیحت پر روشیل نے پیشانی کے سامنے ہاتھ
 جوڑے جیسے اگر تو نہ بتاتا تو میں نے لٹ جانا تھا۔

دیکھ ویرے میں صرف اتنا کہو نگا دیا لے کر بھی ڈھونڈو گے ناں تب بھی ہمارے جیسے
 دوست نہیں ڈھونڈ پاؤ گے۔ معاذ کی بات پر سب جذباتی ہو گئے اور ایک دوسرے کے
 گلے لگے۔

کمینو عمر بڑھتی جا رہی ہے اور حرکتیں سدھرنے کا نام نہیں لے رہیں میری نہیں، تم
 لوگوں کی۔ سنی نے سب کی ٹانگ کھینچی۔

اب چلیں گھر پنکو اکیلا ہو گا۔ ساڑھے گیارہ کا وقت گھڑی پر دیکھ کر روشیل نے کہا۔
 ہاں ویرے وہ تو بھول ہی گیا تھا۔ ابرار کو اس سے زیادہ لگاؤ تھا آخر اس کا شاگرد تھا۔
 شرط لگا لو کھاپی کے سوچکا ہو گا۔ ایان نے کہا۔

تو صرف کھانے کے لیے جینا۔ مدنی نے ایک اس کی گدی تلے لگائی تھی۔

رات کا پہر تھا جب اسے گھپ اندھیرے میں عجیب سی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ اس نے ڈرتے ہوئے آنکھیں کھولیں۔

[illegible]

خیر تو ہے؟ یوں لڑکیوں کو شرارت کرنے کا موقع مل گیا۔

چڑیلین گھس گی ہیں کیا؟ دروازہ کھولو۔ روشیل نے آہستہ سے کہا کہیں محلے والے نہ آ جائیں۔ جیاسکرانی اور پھر سب دروازے کی اوٹ میں ہو گئیں۔ دروازہ چررررر کر کے کھلا تھا۔

لڑکے حیرت منہ پر سجائے پھرتی سے اندر داخل ہوئے۔ دروازہ نہانے ٹھاہ کر کے بند کیا۔ عیشو نے موقع کا فائدہ اٹھا کر ایاں کو پیچھے سے جا کے ہوووووو کر کے ڈرایا۔ وہ چیخ مار کر اچھلا :

ہائے! ویرے بچاؤ مجھے، بچاؤ۔

عاشی نے موقع کا فائدہ اٹھا کر سنبل کو دھکا دیا اور وہ حیران پریشان قریب کھڑے ابرار پر جا گری۔ ابرار دہشت کے مارے وزن نہ سنبھال سکا۔ دونوں زمین بوس ہوئے تھے

"ابرار پر چڑیل " سب ہی گویا بت بن گئے کہ اب ابرار کی خیر نہیں۔ سنبل کا ماسک اتر کر دور جا گرا۔ تب ہی یاسر نے صحن میں لگا بلب آن کیا۔ ابرار اور سنبل حواس باختگی میں ایک دوسرے کی آنکھوں میں حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ جب لڑکیوں نے اپنے اپنے ماسک اتارے۔

سنی زمین پر گرے ابرار اور سنبل کو گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر جھکتے ہوئے مخاطب کیا :

"شواینڈ ہو گیا ہے"۔ سنبل فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔

یہ کیا ہو رہا تھا؟ مدنی نے حیرت سے سوال کیا۔

سنبل کو برتھڈے وش کر رہے تھے اور آپ لوگوں نے آکر سارا مزہ ہی کر کر کر دیا۔

سپنانے کندھے اچکائے۔ اس کے انداز پر لڑکوں کا قہقہہ نکلا۔

ہم تو چیخ و پکار سن کر آئے تھے۔ معاذ نے کہا۔

واہ کیا انداز ہے برتھڈے وش کا محلے کو سرپراٹھا لیتے ہو۔ روشیل نے سب لڑکیوں پر

طائرانہ نگاہ ڈالی مگر مجال ہے جو کوئی بھی شرمندہ ہوئی ہو۔

لڑکے آگے پیچھے باہر نکل گئے تو لڑکیوں نے ہنستے ہوئے دروازہ بند کیا۔

اندر آکر سنبل نے کیک کاٹا اور ان سب نے اسے وش کیا :

Happy birthday to you .

Many many happy returns of the day.

کیک کھانے کے بعد سنبل نے بھڑاس نکالی۔

ایسے بھی کوئی وش کرتا ہے کیا میں مر جاتی تو۔

مری تو نہیں ہو۔ کشف نے ہنستے ہوئے کہا تو سنبل نے کشن اسے دے مارا۔

تمہاری مارنے کی نیت پوری تھی۔ سنبل نے خود کو تصور میں اگلے جہان میں پایا۔

اور یہ عیشو تو نے ہمیں کیوں ڈرایا تھا کمینی لڑکی۔ مونا نے یاد آنے پر پوچھا۔
 ہاں پلاننگ میں ہمیں ڈرانا تو شامل نہیں تھا۔ سپنا نے بھولپن سے پوچھا۔
 رنگ میں بھنگ ڈالنا بھی تو ضروری تھا۔ عیشو نے مسکرا کر اعتراف کیا۔
 عاشی کی بچی مجھے دھکا کیوں دیا تھا تو نے ہائے میں اس کے اوپر جا گری اور وہ دیکھو ایک
 چھوٹی موٹی سی لڑکی کو نہیں سنبھال سکا۔ سنبل کو اپنے گرنے کا غم ستانے لگا۔
 جو بھی ہے مزہ تو بہت آیا۔ نہانے پورا واقعہ یاد کیا۔
 مجھے تو ایان کاری ایکشن نہیں بھولتا۔۔۔۔۔ جیانے یاد دلا یا تو سب نے قہقہہ بلند کیا۔

 میری تو سچ مچ جان ہی نکل گئی تھی چڑیلوں کو دیکھ کر۔ لڑکے کھانا کھانے کے بعد اپنے
 اپنے بستروں میں دبکے ہوئے تھے۔ جب ایان نے بات کی۔
 یہ بھی کوئی طریقہ ہوتا ہے سا لگرہ منانے کا کملیوں کا ٹبر ہے پورا۔ ابرار نے اپنے
 گرنے کا سین یاد کر کے سخت لہجے میں کہا۔
 ہم بھی منائیں گے ایسے سا لگرہ کسی کی۔ معاذ نے کہا تو یا سرتپ کر بولا :
 رہنے دے ہم نے بھی دیو لگنا ہے ایسے۔

پہلے کونسا شہزادے گلغام ہو۔ روشیل نے ان کا مذاق اڑایا۔۔۔۔۔ اور اب سو جاؤ
 سب خبردار کسی کی آواز بھی نکلی تو۔۔۔۔۔ سب کو نیند آئی تھی سونے میں ہی عافیت
 جانی۔

صبح دس بجے جیا کے الارم پر دلبر گانے کی ٹون بجی تو ساری ہڑ بڑا کراٹھیں۔
 یا خدا! جیا کتنے عجیب و غریب الارم لگا کر سوتی ہو تم۔ نیہانے کہا۔
 سنبل نے باری باری سب کو دیکھا :
 سمجھ نہیں آتی مجھے یہ ڈراموں اور فلموں میں لڑکیاں سو کے اٹھتی ہیں تو میک اپ لگا ہوا
 ہوتا، ہیئر اسٹائلز بنے ہوئے ہوتے، ایک ہمیں دیکھ لو روز ایک دوسرے کو دیکھ کر ڈر
 جاتے ہیں۔۔۔۔۔ ہی ہی ہی۔۔۔۔۔

تم ہم سب کی بے عزتی کر رہی ہو۔ عاشی نے اپنی سلکی زلفیں کیچر میں قید کیں۔
 یار وہ لگے ہاتھوں اپنی بھی کر رہی ہے۔ جیا نے اسے حوصلہ دیا۔
 ہائے! آج بڑے کام کرنے ہیں۔ سپنانے کام کار و نارویا۔
 ایک کام کرتے ہیں، چاول بنا لیتے ہیں سارا دن جب بھوک لگے گی گرم کر کے کھالیں
 گے۔۔۔۔۔ کھانا بنانے کی پریشانی نہیں ہوگی۔ مونانے مشورہ دیا۔

قبول ہے، قبول ہے، قبول ہے۔ لڑکیوں نے باری باری منہ ہاتھ دھویا اور کام کرنے لگیں۔

کوئی گھر کی صفائی کر رہی تھی تو کوئی، کپڑے استری، کسی کو کپڑے دھونے تھے تو کوئی چھت پر ڈالنے لگی۔ غرضیکہ سارا دن انہی کاموں میں گزر گیا۔

لڑکے بھی اپنا کام کر رہے تھے۔ سب صحن میں موجود تھے۔ جب اچانک ایان بولا :

مجھے موٹا کہتے ہو لیکن کبھی خود کو بھی دیکھا ہے سارے پھلتے جا رہے ہو۔

کیا سچ میں؟ یا سرنے خود کو بے یقینی سے ٹٹولا۔

ہاں بالکل مجھے بھی لگ رہا ہے میرا وزن بڑھتا جا رہا۔ ابرار نے تائید کی تو معاذ فوراً پریشانی سے گویا ہوا :

بس اب ہم سب نے ڈائیٹنگ کرنی ہے یار۔

کرنی بھی چاہیے تم سب لوگوں کو۔ سنی نے لا پرواہی سے کہا کیونکہ وہ اپنی اسمارٹنیس کا بہت خیال رکھتا تھا۔

کوئی کرے نہ کرے ایان تم ضرور کرو۔ روشیل کے کہنے پر ایان نے حتمی ارادہ کر لیا۔

مدنی صاحب تم نے نہیں کرنی ڈائٹنگ؟ سنی نے اسے چپ دیکھ کر کہا جو بیل کے غبارے بناتے ہوئے جوتے پر پالش رگڑ رہا تھا۔

یار میں نے ڈائٹ کی تو میرے بینڈز بھی کھلے ہو جائیں گے مجھے اور اتنے پیسے نہیں ہیں کہ مزید بینڈز خریدتا پھروں۔ اس کے بے تکی منطق پر لڑ کے ہنسے تھے۔

وہ سب کاموں سے فارغ ہو کر تھکی ہاری لیونگ روم میں آکر آڑی ترچھی لیٹ گئیں۔ باتوں ہی باتوں میں "ڈاکٹر" کے موضوع پر بحث ہونے لگی۔ مونا ڈاکٹروں کی فیور میں تھی اور وہ سب خلاف۔

پتہ ہے جب تک انسان ڈاکٹر نہیں بن جاتا تب تک اس کا قول ہوتا ہے "ہم غریب لوگوں کا مفت علاج کریں گے، دوسرے ڈاکٹرز کی طرح پیسہ کمانے کی بجائے ثواب کمائیں گے"۔ ڈاکٹر بن جانے کے بعد ایسا کیوں ہوتا ہے کہ ڈاکٹر بن جانے کے بعد وہی انسان دوسرے ڈاکٹرز کی طرح پیسہ حاصل کرنے میں لگ جاتا ہے۔۔۔۔۔۔ وہ سب خاموشی سے نیہا کی بات سن رہی تھیں۔۔۔۔۔۔ مریضوں سے نت نئے انداز میں پیسہ بٹورا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔ نیہا نے اپنے سامنے بیٹھی مونا پر اچھٹی نگاہ ڈالی۔

اگر مجھے اس شعبے میں جانے کا شوق ہوتا تو میں سر جن بنتی، ہارٹ یا نیوروسرجن۔ جیا نے مسکرا کر کہا۔

پھر تو شرح اموات دگنی ہو جاتی۔۔۔۔۔ شکر ہے خدا نے تیرے اندر یہ شوق نہیں رکھا۔
عیشو نے ہنسی دبا کر جیا کو چھیڑا تھا۔

شرح اموات دگنی ہوتی یا نہیں البتہ تم اس وقت ہمارے ساتھ نہ ہوتی اور ہم تمہاری
مغفرت کی دعائیں کر رہے ہوتے۔۔۔۔۔۔۔ آخر کو تم شیطان کی بہن کو اس کی
ضرورت بھی زیادہ پڑے گی۔ جیا نے بھی موقع پر بدلہ چکایا۔۔۔۔۔ سب نے قہقہہ
لگایا جبکہ عیشو نے ساتھ پڑا کشن اسے دے مارا۔ اکلوتا کشن بس ایک دوسرے کو مارنے
کے ہی کام آتا تھا۔

عذرا آئی دن میں ہی واپس آگئی تھیں۔ لڑکوں کو دوپہر کا کھانا جو آخری تھا ان کی
طرف سے مل چکا تو عذرا آئی کے سر سے بھی بوجھ اتر ا۔ اب وہ مطمئن تھیں کہ ڈائن
نہیں بنیں گی۔

آئی خیر تو ہے آج بڑا چمک رہی ہیں اور تو اور خوش بھی نظر آرہی ہیں۔ چٹکی نے کاموں
سے فارغ ہو کر ان سے سوال کیا۔

چٹکی تجھے کیا پتہ اتنا بڑا بوجھ میرے سر سے اتر گیا ہے۔ عذرا آئی نے ممنون نگاہوں
سے آسمان کو تکا۔

ہیں؟ کونسا بوجھ؟ وہ چند ثانیے تک حیران رہی۔

ارے اب مجھے خواجہ سراؤں کا شڑاپ نہیں لگے گا اب میں ان کی بددعا کا توڑ کر چکی ہوں ناں۔ اس بوجھ کی بات کر رہی ہوں۔ عذرا آئی کا دل چاہا اس کی عقل پر ماتم کریں

-

ہو نہ ہو وو، کہ تو ایسے رہی ہیں جیسے پچھلے ایک ہفتے سے سر پر گھڑا اٹھائے پھرتی رہی

ہوں۔ چٹکی نے اپنی ہی بات پر قہقہہ لگایا۔

عذرا آئی نے نخوت سے سر جھٹکا۔



NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

نہ کسی کا دل چاہیے مجھے

نہ کسی کی جان چاہیے

مجھے تو بس برگر، شوارمہ

پیزا اور چاکلیٹ چاہیے

ایان نے اپنے بھوکے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔۔۔۔

اب تک تو کھانا بن گیا ہو گا جا پنکو کھانا لے آ۔

آدھی لڑکیاں سیڑھیوں پر اوپر نیچے بیٹھیں کشف کے ساتھ گارہی تھیں۔ جبکہ کچھ
صحن میں کھڑی سیلفیاں لے رہی تھیں۔ سب لڑکوں نے اپنی اپنی جگہ سنبھالی اور
خفیہ انداز میں دیوار کے اوپر سے آنکھیں نکال کر جھانکنے لگے۔

زندگی یہ زندگی ہے مزے کی زندگی

ہر گھڑی تمہاری ہے جی لو

تیرے لیے ہی جی میں

خود کو جو یوں دے دیا ہے

تیری وفانے مجھکو سنبھالا

سارے غموں کو دل سے نکالا

تیرے بن ناممکن اپنا گزارہ ہے

ہر دعا میں میں نے تجھکو ہی مانگا ہے

تیرا جانا جیسے کوئی بد دعا

دور جاؤ گے جو تم، مرجائیں گے ہم

یار یہ ان لڑکیوں نے فیس ماسک لگا رکھے ہیں گورے چٹے ہونے کے لیے۔ معاف نے

لب کشائی کی۔

ویرے پہلے کونسا کالی کلوٹی تھیں کہ فیس ماسک لگا لیے گورے چٹے ہونے کے لیے۔
پنکو نے تشویش سے کہا۔

اور پنکو کیا کہ رہا تھا ایسے سیاہ ہو گئے ہیں چہرے جیسے دنیا میں ہی چہروں پر پھٹکار پڑی ہو۔
مدنی نے بمشکل قہقہہ روکا۔

تب اچانک جیانے اوپر منہ اٹھایا تو لڑکوں کی چھت کی دیوار سے اتنی ساری آنکھیں نکلی
دیکھ کر حیرت سے بولی :

لڑکیو! دیواروں کے کان تو سنے تھے یہ اتنی ساری آنکھیں کب سے نکل آئیں۔ سب
لڑکیوں نے اس طرف بغور دیکھا۔ لڑکے فوراً پیچھے ہٹے تھے۔ لڑکیاں ہنسی دبا کر گانے
لگیں۔

تو کی جانے پیار میرا

میں کروں انتظار تیرا

تو دل تو نیو جان میری

ایک تویار لڑکیاں گاتی کتنا سریلی ہیں۔ معاذ نے کہا۔

اب ہر کوئی تیرے جیسا مرا ٹی تھوڑی نہ ہوتا ہے۔ ابرار نے جل کر کہا۔

محفل میں تیری ہم نہ رہیں جو

غم تو نہیں ہے، غم تو نہیں ہے

لڑکیاں بلا آخر تھک گئیں تو اپنے چہروں سے ماسک اتارنے لگیں جو خشک ہو چکا تھا کافی دیر سے۔

غم ہی تو ہے آپ سب کے نہ ہونے سے۔۔۔۔۔ ایان ایک ہاتھ کان پر دوسرا منہ کے آگے دے کر گارہا تھا۔۔۔۔۔

اب پہلے یہ بتا غم کیوں ہو گا۔۔۔۔۔ سب نے ہنستے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔
پھر مزے مزے کے گانے کون سنائے گا ہمیں۔۔۔۔۔ ذرا عقل استعمال کیا کرو
۔۔۔۔۔ اس نے انھیں ایسے دیکھا جیسے سب سے عقلمندان میں وہی ہو۔

اتنے میں دروازہ بجا اور چٹکی ان کے لیے کھانا لے آئی جو پنکولے بغیر بھاگ آیا تھا۔

جیالارم کی ٹائمنگ بدلنا بھول گئی تھی۔ اتوار والے دن الارم کی ٹائمنگ چونکہ لیٹ سیٹ کی تھی تو سوموار کو مقررہ وقت پر الارم بھی نہ بجا اور وہ یونی کے لیے ایک گھنٹہ لیٹ ہو گئیں۔ یہ تو سنبل کی آنکھ سب سے پہلے کھلی تو اس نے چیخ چلا کر ان سب کو جگایا۔ آدھے گھنٹے میں تیاری پکڑی اور اپنی اپنی یونی جا پہنچیں۔

جیانے لیکچر کے دوران اپنا چشمہ نکالا اور وائٹ بورڈ پر لکھا ہوا پڑھنا چاہا۔
ایک تو یہ دھندلا دکھا رہی ہے جیسے کبھی اس کو صاف نہ کیا ہو میں نے۔۔۔۔۔ جیا
بڑبڑاتے ہوئے رومال سے چشمے کو صاف کرنے لگی اور پھر مطمئن ہو کر آنکھوں پر لگایا

مگر پھر سے دھندلا دکھائی دے رہا تھا اور صرف اتنا ہی نہیں سر میں درد بھی ہونے لگا

ہائے! سویرا لگتا ہے میری نظر زیادہ کمزور ہو گئی ہے۔ جیانے اپنے پاس بیٹھی فیلو کو
پریشانی سے دیکھا۔

اچھا ایسا کرو تم میرا دیکھ دیکھ کر کرتی جاؤ۔ سویرا نے اسے مدد کی پیشکش کی۔
ہمممم۔۔۔۔۔ یہ ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ جیا کی سوئی عینک اور اپنی نظر میں اٹکی تھی اتنی
جلدی نظر کمزور ہو گئی لاہور آنے سے پہلے تو چیک کروا کے آئی تھی۔

یار سپنا تم سب مجھے دود کیوں دکھائی دے رہے ہو؟ عیشو نے آنکھوں پر لگا چشمہ
اتارتے ہوئے اس سے پوچھا۔

تمہیں دو تود کھائی دے رہے ہیں مجھے تو ایک آنکھ سے موٹا دوسری آنکھ سے چھوٹا
دکھائی دے رہا ہے۔ سپنا کی بات سن کر عیشو کو اپنا مسئلہ بھول گیا۔

نیہو! تیرا قد آج پھر بڑا ہو گیا ہے۔ سنبل کی بات پر نیہامڑی۔۔۔۔۔
میں کہ رہی ہوں تمہیں ماشاء اللہ بولو۔۔۔۔۔ خبردار جو مجھے نظر لگائی۔۔۔۔۔ یاد ہے
مجھے تم نے اپنے چچا زاد کو نظر لگائی تھی بیچارہ دو ماہ بیڈ پر بیمار پڑا رہا تھا۔ نیہا سچ کہ رہی تھی
سنبل کی نظر بہت بری لگتی ہے۔

جیانے یہ بات بھی بتادی یہ مجھ سے پہلے ایسی باتیں بتا دیتی ہے۔۔۔۔۔ میرا کیا قصور
ہے نظر لگ جاتی ہے تو میں خود تو نہیں لگاتی۔ سنبل نے چشمہ اتارا۔
ہیں۔۔۔۔۔ ایک منٹ تم نے جھوٹ کیوں بولا کہ تمہارا قد بڑھ گیا ویسا ہی تو ہے جیسے
کل تک تھا۔ سنبل نے ابرو اچکا کر پوچھا۔

اب تمہاری عینک جھوٹ بول رہی ہے میں نے تو صرف ماشاء اللہ کہا سن کر۔ نیہا نے
خود پر الزام لگتا دیکھ کر کہا۔
عینک اور جھوٹ۔۔۔۔۔ سنبل اپنی عینک پھر سے آنکھوں پر چڑھا چکی تو سب چیزیں
بڑی بڑی نظر آنے لگیں۔

میر آئی سائیٹ پوائنٹ ڈیڑھ تھا یہ اتنا بڑا بڑا کیوں دکھ رہا ہے مجھے۔ سنبل کنفیوز ہوئی۔

کشف ! میری عینک کے دونوں شیشے تم نے بدلے ہیں نا۔۔۔۔۔ شرافت سے
سچ کہو۔۔۔۔۔ عاشی نے لیکچر کے ختم ہوتے ہی اس کی کلاس لگائی۔

کیا مطلب؟ کاشف میاں حیران ہوئے۔

تم دونوں کب باز آؤ گے اپنی گندی شرارتوں سے؟ پورے لیکچر میں خوار ہوتی رہی
ہوں۔ عاشی صحیح معنوں میں غصے میں تھی۔

تم کہنا کیا چاہ رہی مجھے سمجھ نہیں آئی؟ کشف پریشان ہوئی۔
یہی کہ مجھے اپنی عینک میں نارمل نظر نہیں آ رہا ایک شیشے کا نمبر کچھ اور ہے دوسرے کا
کچھ اور تم نے ایک شیشہ بدل دیا نا۔ اس نے صاف الفاظ میں بڑے حوصلے کے ساتھ
سمجھایا۔

نہیں، قسم لے لو میں نے نہیں بدلا۔ کشف نے معصومیت سے انکار کیا۔
تویہ حرکت عیشو کی ہو سکتی ہے آج میں جا کر اسے بہت اچھے سے پوچھوں گی۔ عاشی
نے مٹھیاں بھینچیں۔

مونو کو بھی عینک لگاتے ہی دھندلا دکھائی دینے لگا۔ لیکچرز پر لیکچرز ہو رہے تھے اور اس کی عینک نے مسئلہ کشمیر بنادیا تھا۔

عیشو نے عینک اتاری اور لیکچرز ختم ہوتے ہی باہر کا رخ کیا کیونکہ اس کی رگ شرارت پھڑک رہی تھی۔ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے سوچ رہی تھی کس کو شکار کرے اچانک اسے ایک لڑکا دکھائی دیا۔ عیشو نے بارہا اس کی گرل فرینڈ کو اس کے ساتھ دیکھا تھا۔ عیشو کے شکار کی گرل فرینڈ اس کی کلاس فیلو تھی۔ کلاس میں بچے لیکچر نوٹ کر رہے تھے۔ وہ بھی سپنا کو کہ آئی اپنا سارا نوٹ کر لے وہ اس کا دیکھ کے پڑھ لے گی۔ وہ لڑکی بھی کلاس میں موجود تھی۔ عیشو نے اپنے سامنے سے گزرتی کسی انجان لڑکی کو پکڑا : ایکسیوزمی! میرا ایک کام تو کر دیں۔ عیشو نے معصومیت سے ریکوسٹ کی۔ جی کہیں۔ اس لڑکی کو لگایہ کوئی نئی لو کا نفیڈینس لڑکی ہے مدد کر دینی چاہیے۔ وہ جو اندر لڑکی بیٹھی ہے۔۔۔۔۔ انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے۔۔۔۔۔ اسے جا کر کہیں سنی نے اسے کیفے میں بلایا ہے۔ عیشو نے معصومیت قائم رکھتے ہوئے کہا۔ اوکے، میں کہہ دیتی ہوں۔ لڑکی مدد کے لیے تیار ہو گئی۔

اوہ شکریہ آپ بہت اچھی ہیں۔ عیشو نے لڑکی کے کلاس میں جاتے ہی غائب ہونا ضروری سمجھا۔

اتنے میں اس لڑکے کی گرل فرینڈ کلاس سے بیگ اٹھائے نکلی۔ اس کا رخ کینیٹین کی جانب تھا۔

آج کچھ کھالیں۔ ابرار، مدنی، معاذ نے ایک میز پر بیٹھتے ہوئے سنی سے کہا۔

آج میرا پیسے خرچ کرنے کا موڈ نہیں ہے۔ سنی نے جیبوں میں ہاتھ اڑستے ہوئے

لاپرواہی سے کہا۔

تو کیا کرنے کا موڈ ہے؟ ابرار نے حیرت سے پوچھا۔

ہم تجھے مفت میں نہیں کھلانے والے پہلے بتا رہے ہیں کھانا ہے تو جیب ڈھیلی کرو۔ مدنی

نے لگے ہاتھوں وار ننگ دی۔

میں آج دماغ خرچ کرنے کے موڈ میں ہوں۔۔۔۔۔ سنی کا جملہ سن کر معاذ نے سوال

پوچھا۔۔۔۔۔ وہ کیسے؟

وہ ایسے میں جا رہا ہوں اکیلا اس میز پر بیٹھو نگا اور دیکھنا مجھے اکیلا بیٹھا دیکھ کر کوئی نہ کوئی لڑکی تو ضرور کھینچی چلی آئے گی۔۔۔۔۔ پھر وہ پیشے نچھاور کرے گی تمہارے لالے پہ۔ وہ انھیں چیلنج کرتے ہوئے ایک میز پر جا بیٹھا۔

چل تجھے بھی دیکھ لیتے ہیں آج۔۔۔ لڑکوں نے کھانا منگوایا۔ اس پر بھی نظر رکھے ہوئے تھے۔

دیکھتے ہی دیکھتے ایک لڑکی مسکراتے ہوئے کینیٹین ایریا میں داخل ہوئی اور ہاتھ سے "ہائے" کا اشارہ کیا۔

سنی نے مسکراہٹ اچھالی مگر وہ ہاتھ نہ ہلا سکا اس ڈر سے کہ شاید کسی اور کو ہائے کیا ہو اور اس کی بے عزتی ہو جائے۔

لڑکی نے آکر کرسی دھکیلی اور نشست سنبھال لی۔

لڑکوں نے حیرانگی سے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر سنی کو جو مسکرا مسکرا کر لڑکی سے باتیں کر رہا تھا۔

کب سے انتظار کر رہے تھے؟ لڑکی نے پوچھا۔

جب سے پیدا ہوا تھا تب سے تمہارا ہی تو انتظار کر رہا تھا۔ سنی نے فلرٹ کرنے کی حد ہی کر دی۔

پھر تو بہت انتظار کروایا میں نے۔ لڑکی نے ٹھوڑی تلے ہاتھ رکھ کر اس سے پوچھا۔
ہاں اتنی دیر کہ مجھے بھوک ہی لگ گئی۔ اس نے شکوہ کیا۔
اوہ، اتنا انتظار کروایا میں نے کچھ مداواتو کرنا چاہیے ناں۔ اتنا کہ کر اس نے کھانا آرڈر کیا۔
چونکہ کینیٹین میں رش نہیں تھا سو کھانا جلدی آگیا۔

ٹھیک بیس، پچیس منٹ بعد عیشو اپنے شکار کے پاس گئی جو اپنی گرل فرینڈ کو ڈھونڈ رہا تھا۔ بار بار ان کی کلاس میں جا کر پتہ کرتا۔

ہائے! کشور کو ڈھونڈ رہے ہو؟ عیشو نے اس کو پریشان دیکھ کر پوچھا۔
جی آپ کو پتہ ہے کہاں ہے؟ میری کالز بھی پک نہیں کر رہی نہ میسج کا جواب دے رہی ہے۔ شکار نے پریشان ہو کر کہا

ڈونٹ وری مل جائے گی کینیٹین چیک کی آپ نے کیونکہ میں نے اسے وہاں کسی کے ساتھ بیٹھے دیکھا تھا۔۔۔۔۔ لڑکے کے بدلتے تیور دیکھ کر اس نے مزید کہا۔۔۔۔۔

مجھے لگا آپ بیٹھے ہوں گے ساتھ کیونکہ آپ دونوں کو ہی ایک ساتھ دیکھا گیا ہے ہمیشہ

اوکے میں وہاں چیک کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کس کے ساتھ بیٹھی ہے کہ مجھے بھی اگنور کر رہی ہے۔ وہ کڑے تیوروں کے ساتھ کینیٹین کی جانب چلنے لگا۔

اب آگے کا تماشا عیشو کو نہیں دیکھنا تھا۔ اس نے چشم تصور میں ہی سنی کی درگت بنتے دیکھ لی تھی۔

اس سے پہلے کہ وہ کھانا شروع کرتے۔ اچانک ایک لڑکا سخت تیور لیے اندر داخل ہوا۔ تو تم ہو وہ جس کے ساتھ بیٹھ کر یہ مجھے بھی اگنور کر رہی ہے۔ لڑکا قریب آ کر میز پر مکا مارتے ہوئے بولا۔

لڑکوں نے دلچسپی سے رومانس سین کو ایکشن سین میں بدلتے دیکھنے کے لیے کھانے سے ہاتھ روک لیے۔

نن۔۔۔۔ نہیں اعظم میں خود نہیں آئی اس نے مجھے بلایا تھا۔۔۔۔ لڑکی گھبرا کر بولی

اچھا تو ہمارے سامنے آ کر ڈرامے کر رہا تھا۔ معاذ نے مدنی اور ابرار سے کہا۔

میں نے۔۔۔۔ میں نے کب بلایا۔۔۔۔ تم نے ہی آکر ہاتھ ہلا کر ہائے بولا۔۔۔۔
 میں نے اسمائل دی تو آکر یہاں بیٹھ گئی۔ سنی کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔
 اعظم اچھا خاصا باڈی بلڈر تھا۔ سنی کو ڈر تھا کہیں میدان میں نہ اترنا پڑ جائے۔ اسے اپنی
 ذہانت پر بھروسہ تھا جبکہ اعظم کو اپنی طاقت پر۔
 اوبھائی تم نے پیغام بھیجا لڑکی کے ہاتھ تو میں آئی۔۔۔۔۔ بھائی کہنے پر سنی کے چودہ
 طبق روشن ہو گئے۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا اعظم کشور کی کلائی تھام کر اپنے ساتھ
 لے گیا۔

وہ ابھی "بھائی" کہلائے جانے کے دکھ سے نکلا نہیں تھا کہ کینیٹین میں کام کرنے والا "
 چھوٹو" بل لے کر آ گیا۔
 وہ تینوں دور بیٹھے اس کی حالت پر ہنس ہنس کر دوہرے ہو گئے۔ پہلے ایک بندے کا پے
 کرتا اب دو لوگوں کا کرنا پڑ گیا۔

دل جڑے بنا ہی ٹٹ گئے
 ہتھ ملے بنا ہی چھٹ گئے
 کی لکھے نے لیکھ قسمت نے

جیا! آج تم مجھے نہیں روکو گی میں پہلے بتا رہی ہوں۔ عاشی سارے راستے خاموش رہی اب گھر آتے ہی اس نے عیشو لوگوں کو گھر میں دیکھتے ہی کہا۔
وہ لوگ ابھی ابھی گھر پہنچی تھیں۔
خیر ہے تم بارڈر پر جنگ لڑنے جا رہی ہو۔ سنبل نے اسے چھیڑا۔

اگر اسی کام کے لیے جارہی ہو تو میری بہن میں تمہیں نہیں روکوں گی بس شہید ہو کر لوٹنا۔ جیانے بھی لگے ہاتھوں مذاق کیا۔

عیشو بچ جاؤ تم میرے ہاتھوں۔۔۔۔۔ عاشی نے اسے لکارا جو انھیں آج والی کارستانی سناتی مزے لے کر۔

میں تو بچی ہوئی ہوں بہن۔۔۔۔۔ عیشو نے مذاق میں بات اڑائی۔
یار وہ سیریس ہے اور غصے میں ہے میں خود بال بال بچی ہوں۔ کشف نے کہا تو سب نے بغور عاشی کو دیکھا۔

کیوں کیا ہوا ہے؟ سپنانے بھی حیرت سے پوچھا۔
یار کسی نے اس کی عینک کے شیشے بدل دیے ہیں اور سارا دن لیکچرز میں خوار ہوتی رہی ہے۔۔۔۔۔ پہلے میری واٹ لگائی کہ میں نے بدلے ہیں میں نے تو قسم اٹھائی بھی میرے یہ کارنامے نہیں ہیں۔ کشف میاں نے مکمل بات بتائی۔
ہائے! میں نے بھی نہیں بدلے۔۔۔۔۔ عیشو کو جان کے لالے پڑ گئے۔

یار آج تو میں بھی عینک کی وجہ سے خوار ہوئی بہت دھندلا نظر آیا۔ جیانے کہا تو وہ سب بھی بتانے لگیں۔

اس کا مطلب ایک جیسا عینک فریم اور ساتھ پڑے ہونے کے باعث صبح ہم ایک دوسرے کی عینکیں لے گئے۔ میں بھی کہوں میرا نمبر تو زیر و تھا یہ دودو بندے کیوں دکھائی دے رہے ہیں مجھے۔ عیشو نے معمرہ سلجھایا۔

جلدی جلدی میں عاشی، سپنا کی عینک پہن گی جس کے دونوں شیشوں کے پوائنٹس مختلف تھے۔ سنبل، جیا کی پہن گی جیا کا نمبر سب سے زیادہ تھا۔ سپنا مونہ کی اٹھاگی تھی جس کے نمبر میں تھوڑا بہت فرق تھا دونوں پوائنٹس کے۔ اور جیا سے عیشو کی زیر و نمبر برآمد ہوئی۔

خبردار کل سے اپنی اپنی عینکیں دور رکھنا آج تو میں بچ گی ورنہ کل کو کوئی میری زیر و نمبر اٹھا جاو گی۔ یہاں کہا تو سب نے سر ہلایا۔

ان میں سے آدھیوں کو عینک لگی تھی جبکہ جنھیں نہیں لگی ہوئی تھی وہ زیر و نمبر لگاتی تھیں۔

ڈائٹنگ پلان کے لیے یہ چارٹ میں نے بنایا ہے تم سب لوگوں کے لیے۔ روشیل نے ایک چارٹ دیوار پر لگاتے ہوئے کہا۔

ہاں مگر میں بھی اس پر ضرور عمل کروں گا۔ ایان نے چارٹ پر نظریں دوڑائیں۔

نہیں بیٹا تجھے تو ہوا بھی لگے تو موٹا ہو جاتا ہے اس لیے تو اسمارٹ ہونے کے لیے فاقے کرے گا۔ یاسر نے نچلا لب دبا کر کہا۔

اچھا یار بڑی بھوک لگی ہے پنکو کو بھیجو کھانا لے آئے ہوٹل سے۔ روشیل نے کہا تو پنکو اٹھا۔

آج وہ لوگ پارک بھی نہیں گئے تھے۔ کیونکہ آج انھیں سنی کا خوب مذاق اڑانے کا وقت ملا تھا۔ وہ کیسے موقع دینے جاتے۔

ایک بات بتاؤں؟ نیہا نے جوش سے گھاس پر آلتی پالتی مارتے ہوئے پوچھا۔

ہم نے پوچھی ہے؟ سپنا نے اسے چھیڑا۔

میں نے پھر بھی بتانی ہے سنو اب۔ ان دونوں کی تکرار پر سنبل اور عیشو مسکرائیں۔

ابھی ابھی میں سینئر ز سے سن کے آرہی ہوں وہ ہمیں ویلکم پارٹی دے رہے ہیں۔ نیہا کی بات پر وہ سب بھی خوشی سے یقین دہانی کرنے لگیں۔

ہیں سچ میں۔ عیشو نے کہا۔

ہائے مجھے کتنا شوق تھا یونی میں پارٹی کا لطف اٹھاؤں۔ سنبل نے ایکساٹڈ ہو کر نیہا کو گلے لگایا۔

اس بات پہ ایک لطیفہ سنو۔ نہانے پیشکش کی۔
 سنادو کیا یاد کرو گی۔ سپنانے اتراتے ہوئے اس کی پیشکش قبول کی۔
 ایک انگریز کو بچپن سے ہی یہ خوف تھا کہ جب وہ سوتا ہے تو اس کے بیڈ کے نیچے کوئی
 ہوتا ہے لیکن بڑا ہونے کے بعد اس کا یہ خوف دور نہ ہوا۔
 بڑی سوچ بچار کے بعد وہ ایک ماہر نفسیات کے پاس گیا اور اسے اپنا مسئلہ بتایا کہ کوئی
 حل بتائیں نہیں تو میں اس خوف سے پاگل ہو جاؤنگا۔
 ماہر نفسیات نے اسے کہا کہ مجھ سے علاج کروالو۔ ایک سال میں تمہارا یہ مسئلہ گارنٹی
 کے ساتھ حل ہو جائے گا۔ بس ہفتے میں تین دن تمہیں آنا ہوگا میرے پاس۔
 انگریز نے پوچھا اور آپ کی فیس کتنی ہوگی۔
 200 ڈالر فی وزٹ، ماہر نفسیات نے بتایا۔
 ہمممممم، چلیں میں سوچ کر بتاتا ہوں، انگریز بولا۔
 پھر کوئی ایک سال بعد اس گورے اور ماہر نفسیات کی کسی فنگشن پر ملاقات ہوئی تو ماہر
 نفسیات نے پوچھا کہ تم آئے نہیں میرے پاس۔

گورے نے جواب دیا کہ میرا وہ مسئلہ میرے ایک پاکستانی دوست نے صرف "ایک بریانی کی پلیٹ اور ایک بوتل" پر دور کروادیا اور آپ کی فیس کے پیسے بچا کر میں نے گاڑی بھی خرید لی ہے۔

ماہر نفسیات نے بڑی حیرانی سے پوچھا: بھی اس نے ایسا کیا علاج بتایا مجھے بھی بتاؤ پلیز گور! پاکستانی دوست نے مشورہ دیا کہ بیڈنچ دو اور فرش پر گداڑال کر سویا کرو۔
 نیہا نے لطیفہ سنایا دھر سب کی ہنسی نکلی مگر سنبل نے عادت کے مطابق ہا ہا کیا جسے وہ رکشہ اسٹارٹ ہونا کہتی تھیں۔ وہ سنبل کی اس عادت سے تنگ تھیں۔

لڑکیو! میں "آئیے اور ہنسنے کے شائستہ انداز سیکھیے" کے نام سے ایک کوچنگ سینٹر کھولنے والی ہوں اور سنبل میری ذاتی خواہش ہے تمہیں ایڈمیشن کے لیے اپلائی کرنا چاہیے بلکہ پہلا داخلہ تمہارا ہونا چاہیے کیونکہ تم پر بہت محنت ہوگی۔ عیشو نے بظاہر سنجیدگی کے ساتھ کہا تھا۔

آپ تو ایسے ہی ہماری شیم (shame) کرتے ہیں

آپ کو کیا پتہ لوگ ہمارے قہقہے پہ مرتے ہیں

سنبل نے حسب عادت شعر کہا۔

نہ جی مرنے کے لیے اب تمہارا قہقہہ ہی بچا ہے دنیا میں لوگ کم پڑ گئے ہیں۔ نہانے
اس کا مذاق اڑایا۔

موناجو نہی لیکچر لے کر کلاس سے باہر نکلی ایان اس کے پیچھے ہولیا۔
سنو! وہ اس کے ساتھ قدم ملا کر چلنے لگا۔

کیوں سنو؟ مونانے ٹکاسا جواب دیا جس کی کم از کم ایان کو امید نہیں تھی۔ وہ اس کا
جواب سن کر وہیں رک گیا۔ مونانے اکیلے چلتے ہوئے شکر ادا کیا۔
مگر وہ اس کے پیچھے پیچھے چلا آیا۔ اسے دیکھ کر موناکو حیرت ہوئی :
تم پھر آگئے ہو لگتا ہے عزت را اس نہیں ہے۔

نہیں جی بد ہضمی ہو جاتی ہے مجھے۔ ایان نے دانت نکالے۔
بد ہضمی زیادہ کھانے کی وجہ سے نہیں ہوتی۔ مونانے اس کے موٹاپے پر تنقید کی۔ موناکو
باقاعدہ چل رہی تھی اس نے سوچ لیا تھا جب تک ایان اسے فالو کر رہا ہے وہ واک ہی
کرتی رہے گی کبھی گراؤنڈ میں تو کبھی کینیٹین تک۔

ہی ہی ہی نہیں لیکن میں اب اسمارٹ ہونے کا سوچ رہا ہوں تمہاری طرح۔ ایان نے اسے ساتھ چلتے ہوئے اطلاع دی اور نظریں اس کے تاثرات نوٹ کرنے کے لیے مونا کے چہرے پر تھیں۔

ارے واہ بڑی ہی نیک سوچ ہے پھر کب عمل کریں گے آپ اپنی اس سوچ پر۔ مونا نے بڑے ہی جوش سے اس کی سوچ کو سراہا۔

سوچ تو لیا ہے موٹاپے کو چھوڑ دوں لیکن موٹاپا مجھے کیسے چھوڑے گا؟ اس نے بڑی معصومیت سے سوال کیا۔

او میرے پیارے بھائی ظاہر ہے کوئی ٹوٹکہ استعمال کرو گے یا پھر ڈائٹ پلان فالو کرو --- اس سے پہلے کے وہ بات مکمل کرتی یا کچھ اور کہتی ایان برہم ہوا :

خبردار جو مجھے بھائی کہا نہیں ہوں میں بھائی۔

مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ مونا نے سہم کر اسے دلیل دی۔

ہاں لڑکے آپس میں بھائی بھائی ہیں تم کیسے میری بھائی ہو سکتی ہو بتاؤ؟ مونا اس کی بات پر خاموش رہی تو وہ پھر گویا ہوا :

میں اپنی سگی بہن کا بھائی ہوں اور کسی کا بھائی نہیں ہوں نہ ہی بننا پسند کرونگا۔

اچھا بابا ٹھیک ہے غلطی ہو گی مجھ سے۔۔۔۔۔ ہاتھ جوڑ کر۔۔۔۔۔ معاف کر دو مجھے۔
 وہ غصے میں پھنکارتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ مگر ایان اس کے پیچھے چل رہا تھا۔
 اچھا کوئی ٹوٹکہ ہی بتا دو تاکہ میں اسمارٹ ہو سکوں۔ مونا کو اتنا اندازہ تو ہو گیا کہ وہ آسانی
 سے جان نہیں چھوڑے گا اور پھر اسے چلانے کے چکر میں وہ خود اتنا چل چل کے تھک
 گئی تھی۔

روز تھوڑے سے سونف چبایا کرو بہت جلد فرق محسوس کرو گے اور کھانے بھی بھوک
 رکھ کر کھانا ٹھونسنے مت بیٹھ جانا پتہ نہیں کرسی پر کیسے پورے آتے ہو۔ مونا نے ٹوٹکہ
 بتانے ساتھ ہی اپنی بھڑاس بھی نکال دی۔ ایان نے کرسی والی بات پر منہ بنایا۔
 اب میرے پیچھے مت آنا بہت تھک گئی ہوں میں۔ اسے وارننگ دے کر وہ چھاؤں
 میں درخت تلے جا بیٹھی۔

آج تو ٹانگیں ہی دکھ گئی ہیں میری۔۔۔۔۔ نظریں جیا، عاشی اور کشف کو تلاش کر رہی
 تھیں۔ وہ اکٹھی گھر جاتی تھیں چاہے روزانہ میں سے کسی کا لیکچر لیٹ ہوتا باقی اس کا
 انتظار کرتیں۔ مونا کا ڈیپارٹمنٹ پہلے آتا تھا اس لیے وہ سب اس کے ڈیپارٹمنٹ میں
 آتیں اور پھر یونی سے باہر نکل جاتیں۔

سنی لیکچر لے کر باہر آیا تو اس کے دماغ میں شیطانی آئیڈیالینپ چکا تھا۔ اس نے کان میں دکھاوے کے لیے کان میں ایئر پوڈز لگائے اور پھر گراؤنڈ میں عیشو، نیہا، سپنا اور سنبل کے قریب بیٹھی دو لڑکیوں کے پاس بیٹھ گیا۔ قریبی پودے سے گینڈے کا پھول توڑا ہوا ہاتھ میں گھماتے ہوئے گویا ہوا :

یار میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ لڑکیاں اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔
 آئی لو یو سوچ۔ لڑکیوں کی آنکھیں حیرت سے پھٹیں۔۔۔۔ میں کافی دیر سے یہ پھول لیے تمہارے پیچھے پھر رہا ہوں اب جو کچھ کہو ننگا خاموشی سے سننا غصہ مت کرنا۔۔۔۔ لڑکیوں نے سوال کیا۔
 کسے کہ رہے ہو؟ اس کو یا مجھے.....
 تمہیں کہا ہے۔ اس نے آنکھوں پر ڈارک کلر کے گلاسز لگائے تھے۔ خوب لڑکیوں کو کنفیوز کر رہا تھا۔

کسے؟ دوسری نے سوال کیا۔۔۔ یار تمہیں کہ رہا ہوں تمہیں سمجھ کیوں نہیں آرہی؟
 ہیلو! میری آواز آرہی ہے تمہیں؟ لڑکیوں نے اسے گھورا تو یہ کال پر ہے۔
 تمہیں پتہ تمہیں سب سے زیادہ ضرورت کس کی ہے؟۔۔۔۔ کچھ دیر کے توقف کے بعد اپنی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔ میری۔

کیا تم پاگل ہو؟ ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک نے پوچھا۔

ہاں میں تمہارے پیار میں پاگل ہو گیا ہوں۔

تجھے دیکھا تو یہ جانا صنم

پیار ہوتا ہے دیوانہ صنم

اس نے باقاعدہ گانا شروع کیا۔ دونوں لڑکیاں تو اٹھ کر چلی گئیں مگر عیشو لوگ

دوسری طرف گول دائرے میں بیٹھی تھیں۔ وہ اونچی آواز میں باتیں کرنے لگا۔

تمہیں پتہ ہے میں نے تو اپنے بچوں کے نام بھی سوچ لیے ہیں۔ لڑکا ہوا تو کباڑی، لڑکی

ہوئی تو کباڑیہ۔۔۔۔۔۔ ہی ہی ہی لڑکیوں نے بمشکل ہنسی روکی۔

میں تو سوچ رہا ہوں ہم اپنی کرکٹ ٹیم بنائیں گے اور فٹ بال ٹیم تو لازمی ہو پھر ہم

اسٹیڈیم میں جا کر میچ دیکھا کریں گے۔ لوگ ہمارے مداح ہوں گے سوچو وہ دن صرف

تمہاری ہاں کی وجہ سے ہمارا نصیب بن سکتے ہیں۔ اس نے کن اکھیوں سے لڑکیوں کو

اٹھتا دیکھا

یار تمہیں لڑکی کون دے گا۔ یہاں نے اونچی آواز میں کہا تو سنی کا جواب سن کر وہ تلملا

اٹھی۔۔۔۔۔۔ تمہارے پیرنٹس دیں گے نا۔۔۔۔۔۔

گھر جانے کا وقت ہو چکا تھا۔

مگر ابرار کی قسمت نرالی ہے۔ مدنی کے کہنے پر وہ متحسّس ہو کر پوچھ بیٹھے :
بھلا کیسے ؟

اس پہ جو چڑیل اس رات لٹو ہوئی تھی وہ تو ان چڑیلوں جیسی نہیں ہے۔ مدنی کا اشارہ سنبل کی طرف تھا۔

لٹو نہیں ہوئی تھی گری تھی تصحیح کر لے بیٹا۔ ابرار نے چڑ کر کہا۔
تو کہیں نہ کہیں تجھے لگتا ہے اسے لٹو ہونا چاہیے تھا۔ معاذ ہنس۔
دفع ہو جاؤ کمینو۔۔۔۔۔ ابرار اٹھتا ہوا بولا۔

وہ لوگ گھر پہنچے تو روشیل آج پہلے سے موجود تھا۔ پنکو کھانا لے آیا تھا ہوٹل سے۔
کھانے کے بعد وہ لوگ شام کے انتظار میں وہیں لیٹ گئے۔ جب روشیل گویا ہوا :

کالج والی لاش پیش ہوتی ہے

یونیورسٹی والی زبردست ہوتی ہے

اس کی بات پر لڑکوں نے حیرت اور سکتے کی حالت میں ایک دوسرے کو دیکھا ویرے
کو کب سے لڑکیوں اتنی دلچسپی ہونے لگی کہ لڑکیوں کو نوٹس کرنے لگا ہے۔

ویرے! پھر تو راسٹر بھی یونیورسٹی والی ہے۔ یا سر ہلکی سی آواز میں بولا کہیں وہ اس پر
غصہ ہی نہ کرے۔

ہوٹل والی مست ہوتی ہے

آفس والی تھوڑی کڑوی ہوتی ہے

گھر والی سوئیٹ ہوتی ہے

اتنا تجربہ لڑکیوں کے معاملے میں وہ بھی ویرے کا۔ مدنی بھی حیران ہوا جو خود کو اس

میدان میں بڑا کھلاڑی سمجھتا تھا۔

فائیو اسٹار والی تھوڑی مہنگی ہوتی ہے

لڑکوں کی آنکھیں باہر نکلنے کو ہو گئیں۔۔۔۔۔ تب روشیل بولا :

لیکن ایک بات ہے !

چائے آخر چائے ہوتی ہے

اوہ تو ویرے تم چائے کی بات کر رہے تھے۔۔۔۔۔ ہی ہی ہی۔۔۔۔۔ وہ سب غلط تجزیے
پر شرمندگی سے دانت نکالنے لگے۔

جی مجھے چائے کی طلب ہو رہی ہے تو چائے کی ہی بات کرو نگا تم لوگوں کی طرح لڑکیاں
نہیں میرے دماغ میں گھسی رہتیں۔ ویرے نے ان کی اچھی خاصی بے عزتی کرنے کی
کوشش کی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یار آج تو آنسکریم کھانے کا دل چاہ رہا ہے۔ سپنانے ان سب کو دیکھتا کہ سب اپنی اپنی
جیبیں ڈھیلی کریں۔

وہ لوگ اس وقت پارک میں موجود تھیں۔

آئیڈیا تو اچھا ہے لیکن رش بہت ہے شاپ پر۔ جی آج خلاف توقع کہانی نہیں لکھ رہی
تھی۔

لیکن کھانے کا دل بھی بہت چاہ رہا۔ عاشی نے کہا تو سب نے تائید کی۔

تبھی سپنانے جا کر مدنی کو مخاطب کیا :
 بھائی! آسکریم تولادیں۔ غنڈہ ٹائپ شخص نے مڑ کر بھائی کہنے والی کو دیکھا اور چند لمحے
 دیکھتا ہی رہا۔ سپنا اسے دیکھتے ہوئے سوچ رہی تھی کیا غلط کہ دیا۔
 کیا کہا ہے ایک بار پھر کہو۔ مدنی نے بے یقینی سے پوچھا۔
 بھائی! آسکریم تولادیں۔ سپنا نے معصومیت سے بات دہرائی۔۔۔۔۔ رش زیادہ ہے
 ناں ورنہ میں خود لے لیتی۔

اب اس نے مجھے بھائی بولا ہے۔ اس نے لڑکوں کو دیکھ کر کہا۔
 المیہ یہ بھی ہے لڑکی آپ کو عزت دینے کے لیے بھائی نہیں کہتی بلکہ اپنی عزت محفوظ
 رکھنے کے لیے بھائی کہتی ہے۔ ابرار نے اسے ادراک کروانا چاہا وہ تمہیں عزت دینے
 کے لیے نہیں کہ رہی۔

دفعہ ہو جاؤ تم وہ سچ مچ مجھے بھائی بلا رہی ہے اور اس حلیے میں بھی بھائی کہنے والی یہ پہلی
 لڑکی ہے۔۔۔۔۔ اب وہ سپنا کی طرف مڑا :

تمہیں پتہ ہے میری کوئی بہن نہیں ہے اور تم پہلی ہو جس نے بھائی کہا ہے آج سب
 کے سامنے میں تمہیں بہن تسلیم کرتا ہوں۔ اس نے اونچی آواز میں کہا۔ قریب
 کھڑے لوگ متوجہ ہوئے تھے۔

سچ میں بھائی ہائے مجھے بڑا شوق تھا میرا کوئی بڑا بھائی ہو آج آپ کی صورت مل گیا ہے۔
سپنا خوشی سے چہکی۔

ارد گرد کے لوگوں نے ان کے کیے تالیاں بجائیں۔۔۔۔۔ خدادادوں بہن بھائیوں
کے بیچ محبت قائم رکھے۔۔۔۔۔ کچھ بزرگوں نے دعائیں دیں۔ جبکہ لڑکے ابھی تک
سکتے کی حالت میں تھے۔

مدنی نے اس سے پیسے لیے اور آئسکریم لا کر دیں۔ سپنا ترا کر لڑکیوں کے پاس پہنچی۔
شکر ہے آج کی تاریخ میں لے آئیں۔ عیشو نے آئسکریم پکڑتے ہوئے کہا۔
میرے بھائی نے آئسکریم لا کر دی ہیں تو کیسے ناں آج کی تاریخ میں لاتی۔ اس نے
اطلاع دی۔

ہیں؟ کونسا تیرا بھائی پیدا ہو گیا ہے اب؟ نیہا نے حیران ہو کر پوچھا۔

مدنی بھائی اور کون۔۔۔۔۔ سپنا نے فخر سے بتایا۔

وہ غنڈہ موالی۔۔۔۔۔ جیا نے حیرت کا اظہار کیا۔

خبردار، جو کسی نے غنڈہ کہا مدنی نام ہے ان کا۔ سپنا نے بھاؤ کھاتے ہوئے کہا۔

اب غنڈوں جیسا حلیہ بنا کے پھرے گا تو غنڈہ ہی کہیں گے ناں۔ سنبل نے حقیقت کا
آئینہ دکھایا۔

لڑکے اکثر رات کو شغل میلہ کرتے تھے مثلاً آدھی رات کو سڑکوں پر پیدل مارچ کرنا، کرائے پر سائیکل لے آنا اور پھر شرط لگا کر ریس لگانا، کبھی ہیوی بائیک ریس لگانا۔ خطرناک وہیلنگ کرنے سے بھی گریزنہ کرتے۔ روشیل اور مدنی کو بائیک ریسز کا جنون کی حد تک شوق تھا۔ ان کے پاس دو ہیوی بائیک تھیں۔ ایک ویرے کی جو جاب پر ساتھ لے جاتا دوسری مدنی کی تھی جو صرف آوارہ گردی کے لیے ہی نکالتا باہر۔ آج پارک میں بیٹھے بیٹھے دونوں کے درمیان ٹھن گئی اور آج رات دونوں بائیک ریس لگانے والے تھے۔ دس بجتے ہی وہ لوگ ہیلمٹ اور حفاظت کی دیگر چیزیں زیب تن کیے مخصوص ایرے میں پہنچ چکے تھے۔

کون بیٹھے گا ہمارے ساتھ؟ روشیل نے سوالیہ انداز میں لڑکوں کو دیکھا۔ میں تو ویرے کے پیچھے بیٹھوں گا۔ سنی نے ویرے سے پہلے نشست سنبھالی۔ اور میرے ساتھ بیٹھے گا میرا جگر، میرا پھیپھڑا، میرا دل، میری جان۔۔۔ مدنی نے ابرار کو پکڑا کیونکہ وہ تیزی سے چلتی بائیک پر بیٹھتے ہوئے گھبراتا تھا اس لیے ایسی ریسوں سے دور رہتا مگر سائیکل ریس میں سب سے آگے ہوتا تھا۔ مدنی نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ساتھ بٹھانا چاہا۔

مگر میں نے حفاظتی چیزیں نہیں پہنی اور نہ ہی ہیں فالتوا برار نے فوراً تاویل دی۔
 کوئی بات نہیں تم میری پہن لو۔ مدنی اپنی چیزیں اتارنے لگا۔ وہ لوگ اکثر ریس کے
 دوران گر کر لگنے والی چوٹوں کے خوف سے پہنتے تھے اور ویرے کی تاکید ہوتی ان کے
 بناریس نہیں لگانی۔

اچھا کچھ چیزیں تم پہن لو کچھ میں تاکہ دونوں محفوظ رہ سکیں۔ ابرار نے مجبور ہو کر کہا۔
 اسے مدنی کا بھی احساس تھا۔

معاذ، یاسر اور ایان پیچھے رہ گئے تھے۔ یاسر سائیکل کرائے پر لے آیا تاکہ ان کی نگرانی کر
 سکے۔

وہ دونوں لائن پر کھڑے تھے۔ ایک موٹر سائیکل پر روشیل پیچھے سنی دوسرے پر مدنی
 کے پیچھے ابرار ڈراسہا لڑکیوں کی طرح اسے دبوچ کر بیٹھا تھا۔

یاسر نے منہ سے سیٹی بجائی۔ سیٹی بجتے ہی دونوں نے اپنے اپنے ہیوی بانیک کوریسز
 دیں اور فل اسپیڈ پر بھگانا شروع کیا۔ دونوں کے ریسوں میں استعمال ہونے والے
 بانیک تھے۔

ان کے ہائیک بھگاتے ہی یاسر اپنی سائیکل کی طرف آتا اس سے پہلے معاذ آگے بیٹھا
ایان پیچھے اور پھر معاذ نے تیز تیز پیڈل مارنے شروع کیے۔ یاسر چلاتے ہوئے پیچھے
بھاگ رہا تھا۔

اوئے کمینو! اس وقت اپنی سائیکل لیتے ہوئے موت پڑی اور اب میری کیوں لے کے
بھاگ رہے ہو۔

ایان کبھی پیچھے آتے یاسر کو دیکھتا تو کبھی معاذ کو کہتا:
جان نہیں ہے تیرے اندر بھگا بھگا۔۔۔

میں کہتا ہوں رک جاؤ۔۔۔ یاسر نے بغیر رک کے چلاتے ہوئے کہا۔
معاذ کے بچے بھگا بھگا۔۔۔۔۔ ابے سارے کل کو تجھے لڑکی بھگانی پڑگی ایسے بھگائے گا
۔۔۔۔۔ ایان نے یاسر کو قریب پہنچتے دیکھ کر زور لگاتے معاذ کو کہا۔

موٹے بھینسے اسے سائیکل پر بٹھا کر تو بھگانے سے رہا۔۔۔۔۔ اور میں نے ایسی لڑکی
بھگانی نہیں جو تیری

ہم وزن ہو۔۔۔۔۔ معاذ اس کے وزن پر تنقید کیے بنانہ رہ سکا اور تھک کر ہمت ہار دی۔
سائیکل رکتے ہی یاسر بھی ہانپتے ہوئے پہنچ آیا۔ معاذ پسینہ پسینہ ہو چکا تھا۔

ادھر کبھی روشیل آگے نکل جاتا تو کبھی مدنی، اسی آگے پیچھے کی دوڑ کے دوران ایک وقت ایسا بھی آیا دونوں کی ہیوی بائیک آپس میں ٹکرائیں۔ سنی ایسے ہی موقع کی تلاش میں تھا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی کوئی نوکیلی شے دوسری بائیک کے پچھلے ٹائر میں اس قدر تیزی اور زور سے چبھائی کہ مدنی کے بائیک کے ٹائر سے "پھس" کی آواز کے ساتھ ہوا نکلتی چلی گئی۔ اب اگلا منظر جوان کی گنہگار آنکھوں نے دیکھا برابر اور مدنی بائیک سمیت زمین بوس ہوئے۔ روشیل

نے ان کے گرتے ہی بریک لگا کر بائیک روکی جو کچھ فاصلے پر رکی تھی۔

ان تینوں کو روشیل لوگوں کے پاس پہنچنا تھا۔ مگر تینوں ہی بضد تھے سائیکل پر جانے کے لیے۔ اب معاذ سب سے آگے بیٹھا، یاسر سائیکل کی نشست پر اور ایان پیچھے والی سیٹ پر پہلے کی طرح۔ تین لوگوں کا وزن اٹھانا یاسر کے لیے دو بھر ہو گیا۔ آدھے راستے ایان نے ان پر رحم کیا اور سائیکل سے اتر گیا۔ یوں وہ تھوڑا جلدی پہنچ گئے۔ آگے کی صورت حال ان کے وہم و گمان سے بھی بالاتر تھی۔

رو شیل اور سنی دوڑ کر ان کے قریب آئے۔ سنی کو شرارت کرتے وقت اندازہ نہیں تھا کہ دونوں کو چوٹ

لگ سکتی ہے کیونکہ انھوں نے مل بانٹ کر حفاظتی چیزیں پہنی تھیں۔ زیادہ نہیں مگر تھوڑی بہت خراشیں آئی تھیں۔ بایک اوپر گری تھی اس لیے ٹانگیں خوب درد کر رہی تھیں مگر بروقت رو شیل نے اٹھالی اگر زیادہ دیر ہوتی تو ابرار شاید خوف سے ہی مر جاتا۔ اب گرنے کا سبب ڈھونڈنے کا وقت نہیں تھا سورو شیل ابرار اور ایان ایک بایک پر بیٹھے۔ دوسرے پر سنی، مدنی اور معاذ جبکہ یاسر نے سائیکل سنبھالی۔ ان کا رخ اب گھر کی جانب تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سپنا سارا دن کلاس میں اپنے بھائی کی کمی محسوس کرتی رہی تھی۔ عیشو سے بھی کی بار سوال کیے وہ بھی اس کے سوالات سے تنگ آگئی تھی۔

یار بھائی کیوں نہیں آئے ہوں گے اور تو اور لڑکے بھی نہیں آئے انسان کسی سے خیریت ہی پوچھ لیتا ہے۔ سپنا نے پھر راگ الاپا۔

نیکسٹ سیمسٹر کی فیس جمع کرنے گئے ہیں کسی سگنل یا چوک پہ اس لیے نہیں آئے۔ عیشو نے چڑ کر جواب دیا۔

ہو نہ ہو وایسے تو نہ کہو تمہارا بھی ہو گا منگتا میرے بھائی تو بہت سوئیٹ ہیں۔ سپنا کی بات پر عیشو نے ایسے دیکھا اچھا مجھے تو معلوم ہی نہیں تھا۔

ویسے کونسی سوئیٹ ہیں؟ مجھے تو لگتا ہے موتی چور کالڈ وہی نہ ہو۔ عیشو کی بات پر سپنا رخ موڑ گئی۔

ہائے! بھائی پتہ نہیں کیوں نہیں آئے گھر پہنچ کر پہلے ان کا پتہ کروں گی اور کان تو لازمی کھینچوں گی۔ سپنا نے دل ہی دل میں ارادہ باندھا۔

شکر ہے آج وہ موٹو پتلودونوں ہی نہیں آئے کلاس میں سکون تھا۔ وہ تینوں لیکچرز لینے کے بعد جیا کے انتظار میں کینیٹین میں بیٹھی تھیں۔ جب مونانے اطلاع دی۔

کہیں تمہاری بات پہ عمل کر کے سونف کا پورا ڈبہ تو نہیں نگل لیا اور اب اسمارٹ ہونے کے چکر میں غائب ہی ہو گیا ہو۔ کشف نے مذاق مذاق میں اسے ڈرانا چاہا۔

ہائے ایسا نہیں ہو سکتا میں نے تو کہا تھا چٹکی بھر روز کھانا۔ مونانے اپنی صفائی دی۔

شکر کرو اس نے سونف والی بات کسی کو بتائی نہ ہو غائب ہو گیا موٹو تو تمہاری خیر نہیں۔

عاشی نے بھی بہتی گنگا میں ہاتھ دھونا ضروری سمجھا۔

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا اور تم لوگ مجھے ڈراؤمت۔ مونا نے تھوک نگلتے ہوئے اپنے خوف بھرے تاثرات چھپانے چاہے۔

بالفرض، ایسا ہو بھی جاتا ہے تو سوچا ہے کیا کرو گی۔ کشف نے سینڈوچ کھاتے ہوئے پوچھا جو کچھ دیر پہلے آرڈر کیے تھے۔

تو میں مکر جاؤں گی بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں رہا۔ اس نے کشف کو گھورا جو خود تو مزے لے کر سینڈوچ کھا رہی تھی اور اس کا مزہ کر کر کر دیا۔

نیہا اور سنبل کا سیکولس کا لیکچر چل رہا تھا۔ مس زور و شور سے پڑھا رہی تھیں۔ لیکن کلاس کے سبھی لوگوں کو لیکچر اپنے سر کے اوپر سے گزرتا محسوس ہو رہا تھا۔ نیہا اور سنبل کبھی ایک دوسرے کو دیکھتیں اور کبھی ارد گرد کے لوگوں کو۔ سب کا ایک جیسا حال تھا۔

نیہو! تجھے پتہ ہے کلاس میں کتنی چیئرز ہیں؟ سنبل قریب بیٹھی نیہا کے کان میں گھسی۔

تم صرف چیئرز کا پوچھتی ہوں میں نے تو بیٹھے بیٹھے کلاس میں کتنی خالی کرسیاں ہیں یہ بھی گن لی ہیں۔ روشن دان، بلب، پنکھے، سلیب ہر چیز گن چکی ہوں۔ نیہا کے جواب پر سنبل نے بمشکل ہنسی کنٹرول کی۔

خدا خدا کر کے لیکچر ڈھائی گھنٹے کا لیکچر ختم ہوا اور وہ اپنی اپنی جگہ سے اٹھیں۔
بیگ اٹھا کر باہر نکلیں تو عیشو اور سپنا باہر ہی انتظار میں کھڑی تھیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین

آج جلدی فری ہو گئے تم دونوں۔ سنبل نے ان کے قریب آتے ہی پوچھا۔
 کہاں یار لیکچر بنک کر کے آرہے ہیں؟ عیشو نے بے شرمی سے کہا۔
 لیکچر بنک کر دیا کس خوشی میں؟ نیہا کو دکھ ہوا حاضری میں اچھے گریڈ لینے کے چکر میں
 سنبل اسے لیکچر بھی بنک نہیں کرنے دیتی تھی۔
 خوشی نہیں دکھ بہن۔ عیشو نے دکھ بھری آواز نکالی۔
 کیسا دکھ؟ نیہا نے تجسس سے پوچھا۔۔۔۔۔ عیشو جانی آپکو دکھ بھی ہوتا ہے؟ سنبل نے
 حیرانگی سے پوچھا۔۔۔۔۔
 یہ والا تمہیں بھی ہوگا۔ عیشو نے نقلی آنسو پوچھتے ہوئے قریب کھڑی سنبل کا دوپٹہ
 پکڑا اور اسے تنگ کرنے کے لیے ناک صاف کرنے لگی۔۔۔۔۔
 چل ہٹ پیچھے۔۔۔۔۔ سنبل نے فوراً اس کی حرکت پکڑ لی کیونکہ وہ خود ہاتھ پانی
 سے دھو کر تو لیے سے خشک کرنے کی بجائے چپکے سے دوسرے کے دوپٹے استعمال
 کرتی تھی۔
 تجھے پتہ ہے ہماری لڑکی پرانی ہو گئی۔۔۔۔۔ اس نے پاکستانی ڈراموں کی اداکاراؤں کی
 طرح بھاں بھاں کرتے ہوئے اطلاع دی۔

پہلے یہ بتا کوئی والی۔۔۔۔۔ اب اتنی تو ہماری لڑکیاں ہیں جتنی کسی ریوڑ میں بکریاں
 نہیں ہوں گی۔ سنبل کی بات پر تینوں نے اسے گھورا۔

ہماری یہ والی لڑکی پرانی ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ اس نے پھر سے اداکاری شروع کی۔۔۔۔۔
 اشارہ سپنا کی طرف تھا۔

ابھی تو یہ پیادیس نہیں پہنچی پہلے کیسے پرانی ہو گئی ہے؟ سپنا کو ایسے دیکھا ہاں بھی
 تم بکو اس کی تو آج اداکاری ہی ختم نہیں ہوئی۔

ہمارے ہمسائے لڑکے جو تمہارے فیلو ہیں آج آئے تھے؟ سپنا فوراً مطلب کی بات پر
 آئی مگر ان کے نفی پر وہ آس بھی ٹوٹ گئی۔

جلدی چلو گھر مجھے پتہ کرنا ہے اپنے بھائی کا اور آج تو نمبر بھی لے کر آؤں گی۔ سپنا کی
 بات پر عیشو نے کہا :

دیکھا اپنے تازہ تازہ بنائے بھائی کے لیے ہم باسی دوستوں کی بھی پرواہ نہیں۔ آج سارا
 دن اپنے بھائی کے بارے میں پوچھ پوچھ کر میرے جان گھسا دیے ہیں۔ عیشو کی
 شکایت پر ان دونوں نے سپنا کو دیکھا۔

باسی ہو گئی یہ، اس کا پورا سسرال اور اس کا وہ تازہ غنڈہ موالی بھائی۔ نیہا اور سنبل نے
 اکٹھے کہا۔

اب ان کا رخ گھر کی طرف تھا۔

اب کیسی طبیعت ہے تم لوگوں کی؟ وہ دونوں ساری رات درد سے کراہتے رہے تھے
بانیک اوپر گرنے کے باعث ٹانگیں اور پاؤں درد کر رہے تھے۔ روشیل صبح ہوتے ہی
ڈاکٹر کو چیک اپ کے لیے لے آیا تھا۔

انجیکشن اور سکون آوردواؤں کے سبب وہ دونوں کافی دیر سوئے رہے تھے۔ اب
جاگے تو قریب بیٹھے روشیل نے پوچھا۔ وہ ان کی وجہ سے جاب پر بھی نہیں گیا تھا جبکہ
لڑکوں نے بھی ان کی خدمت کے لیے گھر پر رہنا ضروری سمجھا۔
بہتر ہیں ویرے اب درد نہیں ہے۔ ان کے جواب دیتے ہی سنی باؤل میں سوپ لے آیا
جو کچھ دیر پہلے وہ ہوٹل سے لایا تھا۔

یہ سوپ پی لودونوں۔ یاسر اور معاذ نے دونوں کی اٹھنے میں مدد کی۔ پنکو فوراً پانی لے آیا
جبکہ ایان ان کا موڈ فریش کرنے کے لیے چٹکے چھوڑنے لگا۔ ابرار کی آنکھیں ان سب
کا پیار دیکھ کر نم ہو گئیں۔

اوئے فکر نہ کرو میں نے نماز پڑھ کر تم دونوں کی صحت یابی کے لیے دعا کی تھی۔ ایان
نے بچوں کی طرح خوش ہو کر کہا۔ مدنی اور ابرار مسکرائے جبکہ روشیل نے پوچھا :

بس ان دونوں کے لیے ہمارے لیے کیوں نہیں؟
 جب تم لوگ گروگے تو مانگ لوں گا۔۔۔ اس نے ناک سے مکھی اڑائی۔
 کمینے تو ایسے دعا نہیں کر سکتا اب گریں تو کرے گا۔ معاذ نے اس کی کمر میں گھٹنا مارا۔
 بس اس لیے میں روز دعا کرتا ہوں :
 قدم قدم پر میرے دوستوں کی حفاظت کرنا
 اے خدا،

فضول میں مجھ سے پنگے لیتے ہیں، کہیں میرے ہاتھوں ضائع نہ ہو جائیں۔
 روشیل نے دانت پیس کر آخری جملہ کہا۔ جس پر سب لڑکوں نے معصوم شکلیں بنا کر
 اسے دیکھا۔ اتنے میں دروازے پر بیل ہوئی۔
 میں دیکھ کر آتا ہوں ویرے۔ پنکو چھلانگیں مارتا ہوا بیرونی دروازے پر پہنچا۔

دروازہ کھلا تو سامنے سپنا موجود تھی۔ وہ یونی سے آنے کے بعد کتنی ہی دیر چھت پر چڑھ
 کر ان کے صحن میں جھانکتی رہی تھی مگر لڑکے تو کیا ان کا سایہ بھی صحن یا چھت پر نہ
 دکھائی دیا۔ آخر کار شام ہوتے ہی مجبور ہو کر ان کے در پر آگئی۔
 مدنی بھائی کہاں ہیں؟ سپنا نے پنکو سے پوچھا۔

وہ توجی اندر ہیں۔ پنکو نے دانت نکالتے ہوئے اسے دیکھا۔

باہر بھیجوا نہیں۔ سپنا نے برہمی سے حکم دیا۔

لیکن وہ باہر نہیں آسکتے۔ پنکو نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے جواب دیا۔

کیوں ان کے پیروں پر مہندی لگی ہے؟ سپنا نے چڑ کر کہا ایک تو بھائی صاحب کی

لاپرواہی دوسرے پنکو سے سوالات و جوابات۔

نہیں انھیں چوٹ لگی ہے کل رات۔۔۔۔۔ پنکو کے بتانے پر اس نے دہل کر پوچھا

تھی بھی چھوٹے دل کی مالک۔۔۔۔۔

ہائے! کیسے اور کہاں اور کیوں؟ آنکھیں پھاڑ کر اس سے پوچھا۔

روشیل ویرا اور مدنی لالے نے کل ہیوی بایک ریس لگائی تو گر گئے۔ بس اس لیے

انھیں چوٹ لگ گئی۔ وہ تفصیل سے آگاہ کرتا۔۔۔۔۔ سپنا سے ہٹاتے ہوئے اندر داخل

ہوئی :

پاگل کہیں کے راستے سے تو ہٹو۔۔۔۔۔ ہائے میرے بھائی کو نذر لگادی کسی نے۔۔۔۔۔

یہ کمبخت ماری اس غنڈے والے حلیے میں بھی لگ جاتی ہے جب ہیر و بنا میرا بھائی تب

تو لگتا ہے جان نہیں چھوڑے گی۔۔۔۔۔ وہ اونچی آواز میں بڑبڑاتی ہوئی اندر داخل

ہوئی۔

یار یہ سپنا کدھر جا کے مری ہے پورے گھر میں ڈھونڈ لیا مل نہیں رہی۔ عیشو جو پچھلے دن کا لیکچر نوٹ کرنا چاہ رہی تھی اس سے لے کر چلاتے ہوئے بولی۔

وہ سب صحن میں بیٹھی تھیں سوائے کشف کے جو چھت پر کھڑی عذرا آنٹی کی نیند سے فائدہ اٹھا کر آس پڑوس میں جھانک رہی تھی۔

پتہ نہیں ہوگی یہیں کہیں۔ عاشی نے جواب دیا۔

یہیں کہیں نہیں سپنارانی اپنے بھائی کو پوچھنے گی ہیں۔ چھت کی دیوار کے قریب کھڑی کشف نے اطلاع دی وہ اسے گھر میں داخل ہوتا دیکھ چکی تھی۔

خیر ہے اسے کونسا بھائی کا بھوت چڑھا ہے جو اترنے کا نام نہیں لے رہا۔ جیانے حیرت سے ٹائپنگ کرتے موبائل سے سراٹھایا۔

انسان بتا کر ہی چلا جاتا ہے۔ سنبل کو اس کی لاپرواہی ذرا نہ بھائی تھی۔

اسلام علیکم! بھائی کیسے ہیں آپ؟ حد ہوتی ہے لاپرواہی کی کچھ ہو جاتا تو۔ سپنا نے کمرے میں داخل ہوتے ہی اسے سامنے بستر پر براجمان پا کر شکووں کی برسات کی۔

وعلیکم السلام! میری بہن آئی ہے۔ مدنی نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

پنکو جاؤ کرسی لے آؤ سپنا کے بیٹھنے کے لیے۔ روشیل نے کہا تو سپنا نے منع کر دیا۔
 نہیں ویرے میں تو صرف پوچھنے آئی تھی آج سب یونی سے غائب تھے ناں تو پنکو نے
 بتایا بھائی کو چوٹ لگی ہے۔ اتنے سارے لڑکوں کے درمیان بھائی کو پوچھنے آنا سے
 تھوڑا عجیب لگ رہا تھا مگر جلد بازی تو وہ کر چکی تھی۔

کوئی بات نہیں بیٹھ کر پوچھ لیں۔ یاسر نے مہمان نوازی کے آداب نبھانے چاہے۔
 نہیں اب تو پوچھ لیا ہے اچھے سے پھر پوچھوں گی جب ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔ مدنی کو
 بہنوں والے سخت تیوروں کے ساتھ دیکھا تو وہ نظریں چرا گیا تھا "اب خیر نہیں میری

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews
 وہ جانے کے لیے پر تو لنگی تو ایان بولا :

ان کو بھی چوٹ لگی ہے اب انھیں بھی پوچھتی جائیں۔ سپنا اس کی بات پر مڑی۔
 کاش! تیری بھی ایک بہن ہوتی۔ سنی نے ابرار کے قریب بیٹھتے ہوئے آہستگی سے
 کہا۔

اوہ! آپ کو بھی لگی ہے مگر ریس تو ویرے اور بھائی نے لگائی تھی۔ اس نے اپنی
 معلومات کے مطابق پوچھا۔

ہاں مگر دونوں کے درمیان پس پیچا رامیر ابھائی گیا۔ معاذ نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

مکمل تفصیل پوچھنے پر ایان نے کسی فلم کی طرح بڑھ چڑھ کر مکمل منظر کشی کے ساتھ کل والی کہانی سنائی جو خود کل رات حادثے کی جگہ پر ہماری پولیس کی طرح سب سے آخر میں پہنچا تھا۔

آگى تم بھائى چارہ نبھا کر۔۔۔۔۔ سپنانے جو نہی گھر کے اندر قدم رکھے نہانے دیکھتے ہی طنز کا نشتر چبھوید۔ تمام لڑکیوں نے بھی مڑ کر اسے دیکھا۔ وہ دروازہ بند کر کے آگے بڑھی اور ڈھیٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کے قریب براجمان ہوئی۔

ایسے تو انیسویں صدی کی ہیر و سنین بھی بھاگ کر اپنے ہیر و کو ملنے نہیں گی ہوں گی جیسے یہ منہ بھولے بھائی کو ملنے بھاگی بھاگی گی۔ مونا کونسا پیچھے رہنے والی تھی وہ تو ویسے ہی ایان سے خار کھاتی تھی پھر سپنا کا ان کے گھر جانا کیسے برداشت کر لیتی۔

بھاگی بھاگی کہاں محترمہ چھپ کر گی ہیں ایک طرح سے۔ عاشری نے اپنے تئیں تصحیح کی

سینا! ان سب کی باتوں کو تو وہ بڑی ہمت کر کے مکھی کی طرح اڑا چکی تھی مگر اس ایک پکار کو وہ ان سنا نہیں کر پاتی تھیں۔ اس نے جیا کی پکار پر سر اٹھایا۔۔۔۔۔

آں۔۔۔۔ہاں۔۔۔۔جیاسب کی منشا اور گھر والوں کی نمائندہ تھی سو سہیلیوں کی طرح وہ خوب مزے بھی کرتی تھی ان کے ساتھ اور کوئی بلا وجہ روک ٹوک بھی نہیں مگر جہاں فرض کی بات ہوتی جہاں اسے جواب دہی کرنی ہوتی وہاں وہ ایک دم سنجیدہ ہو جاتی اور ایسے موقع بہت کم ہی آتے تھے۔

تمہیں کم از کم بتا کر جانا چاہیے تھا اس قدر لاپرواہی کی امید نہیں تھی تم سے۔ جیا اپنا فون اٹھا کر صحن سے اٹھی اسے اب اپنا غصہ ٹھنڈا کرنا تھا جو سپنا کی لاپرواہی پر عود آیا۔ ابھی اس نے ایک قدم کمرے کے اندر رکھا اور دوسرا باہر ہی تھا کہ سپنا فوراً بولی : ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا ان لوگوں کا کل رات۔۔۔۔جیا کے ٹھٹھکنے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مزید گویا ہوئی۔۔۔۔۔ویرا بھی ساتھ تھا۔

جیا اس کی چالاکی سمجھ گئی اُس نے روشیل کا حوالہ کیوں دیا تھا مگر وہ فوراً ہی مڑ کر انہیں کوئی غلط تاثر نہیں دینا چاہتی تھی۔

کچھ دیر میں تفصیل سنوں گی ابھی سالن بنانا ہے مجھے۔ وہ آگے بڑھ گی اور لڑکیوں کے ارمانوں پر اس پھر گی وہ جو پتہ کرنا چاہتی تھیں روشیل کے نام پر جیا کیاری ایکشن دے گی۔

اب تم ہمیں ہی تفصیل سنا دو۔ کشف نے پی کیپ سر پر جماتے ہوئے مکمل لڑکوں والے لباس میں اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔ سپنا تفصیل سنا چکی تو عیشو نے دکھ کا اظہار کیا :

بڑا ہی دکھ ہوا جان کر خدا انھیں صحت دے تاکہ مجھے بھی شرارت کا موقع مل سکے۔
سب نے اسے گھور خاص طور پر سپنا نے۔

یار سب کچھ چھوڑ مجھے ابرار کا دکھ ہوا میں تو بھائی کا حال پوچھ کر چلی آرہی تھی مگر ایاں نے کہا اسے بھی پوچھتی جائیں۔ کاش! اس کی بھی کوئی بہن بن جائیں ہم میں سے۔۔۔۔۔ اس نے کوئی خیال آنے پر سنبل کو دیکھا۔۔۔۔۔ سنبل تم ایک کام کرو ابرار کی بہن بن جاؤ۔۔۔۔۔ سنبل اسے کچا کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔
ویسے مشورہ برا نہیں ہے۔ یہاں سنبل کو کندھا مارا۔
اتنے ہینڈ سم لڑکوں کی بہن بننے پر کم از کم میں تیار نہیں ہوں، یہ بھائی چارہ تمہیں ہی مبارک ہو۔۔۔۔۔ سنبل نے صاف صاف انکار کر دیا۔
ہائے بیچارہ کوئی ہینڈ سم بھی نہ ہو۔ سپنا نے بڑے دکھ سے کہا۔

میں تو کہتا ہوں تم بھی ختم کرو اپنا یہ بہن چارہ کیا پتہ کل کو وہ غنڈے سے نار مل انسان بن جائے اور دل میں گھنٹیاں بجنے لگیں۔ کاشف میاں نے سٹی کی دھن بجانی شروع کر دی پھر کہیں سپنا جوتے سے اس کی مرمت ہی نہ کر دے۔

ہر گز نہیں تم خیال رکھنا اس وقت کا اور ہم دونوں کا رشتہ دیکھنا کس قدر مضبوط ہوگا ایسے تو سگے بہن بھائیوں کے بیچ بھی نہ ہوگا۔ ہمارے منہ بولے بہن بھائی والے رشتے کی لوگ مثالیں دیں گے ایک دن۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور پیر پٹختی ہوئی اندر چلی گئی۔

وہ لوگ کہیں ہم تو نہیں ہوں گے۔ عاشی کی بات پر وہاں بیٹھی لڑکیوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

چوبیس گھنٹے آرام کرنے بعد ان دونوں کی طبیعت کافی سنبھل گئی تھی۔ اس لیے اگلے دن وہ لوگ یونی چلے گئے۔ مگر یونی میں بھی ان کی ویلکم پارٹی کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ لیکچرز بھی ہو رہے تھے مگر پہلے کی نسبت مختصر وقت میں۔ عیشواور سنی دونوں شرارت کرنے کے لیے شکار ڈھونڈ رہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ایک شکار کی طرف دونوں شکاری بڑھے۔

اب صورتحال یہ تھی شکار بیچارہ پریشان سادر میان میں بیٹھا تھا اور شکاری دونوں اس کے ارد گرد کھڑے ایک دوسرے کو تک رہے تھے۔

ایکسیوزمی! یہ میرا شکار ہے اس لیے اپنا جا کر ڈھونڈو۔ عیشو نے کمر پر ہاتھ جما کر کہا۔ شکار تو تم ڈھونڈو گی کیونکہ اسے پہلے میں نے دیکھا تھا۔ سنی نے جیبوں میں ہاتھ اڑستے ہوئے کہا۔ شکار بیچارہ رحم مانگتی نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

اتنے میں سپنا اور مدنی نے کال کر کے کلاس میں پہنچنے کا کہا لیکچر کا وقت ہو گیا تھا۔ یہ آخری لیکچر ہے اور مجبوری ہے ہم دونوں کو جانا پڑے گا مگر اس شکار کی کوئی گارنٹی نہیں یہ ہمارے لیے رکے۔ سنی اور عیشو دونوں اس بات پر متفق ہوئے۔۔۔۔۔ شکار نے آسمان کو ممنون نگاہوں سے دیکھا خدا نے اسے بچا لیا تھا۔۔۔۔۔

لیکچر کے بعد ہمیں گھر جانا ہو گا اس لیے کل اپنا جھگڑا شروع کریں گے اور میں خود آؤں گا تمہارے پاس۔ سنی نے چیلنج کیا اور عیشو کو چیلنج دینا پسند تھے لینا نہیں۔

میں تمہیں گارنٹی دیتی ہوں کل پہلے لیکچر کے بعد میں آؤں گی تمہارے پاس اور تم مجھے دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھنے میں بھی دقت محسوس کرو گے۔ اسے نخوت سے کہتی وہ مرگی۔

اتنا کرو فرار اور اور کانفیڈینس صحت کے لیے اچھا نہیں ہوتا عیشو دی ٹشو۔ سنی نے لگے ہاتھوں جیب سے نکلا ٹشو مروڑ توڑ کے گھاس پر پھینکا۔

یار ہماری یونی میں تو اس جمعے ویلکم پارٹی ہے۔ آج موسم کافی اچھا تھا اور آسمان بادلوں میں گھرا ہوا سو وہ کھانا کھاتے ہی پارک کی طرف نکل گئیں۔ اب اپنی مخصوص جگہ پر گول دائرے میں بیٹھی تھیں۔

تم دونوں جوڑیوں کے ڈیپارٹمنٹ میں ایک ہی دن ویلکم پارٹی ہے کیا؟ کشف نے جیب سے سرخ چنے نکال کر کھاتے ہوئے کہا۔

ہاں یار اتفاق سے ایک ہی دن۔ سنبل کے دماغ میں اب یہ بات کلک ہوئی تھی۔ ایک ہم ہیں جنہیں کوئی پوچھتا بھی نہیں ہے یونی میں۔ مونانے ٹھنڈی آہ بھر کر کہا۔ ہماری یونی میں ہوتے ناں کوئی پوچھتا نہ پوچھتا عیشو نے ضرور پوچھنا تھا۔ سپنا آج والی کارستانی سے واقف تھی اس لیے بات اس طرف موڑی۔ عیشو نے اسے گھورا۔ کیا مطلب؟ عاشی نے پوچھا۔ وہ کھل کر باتیں کر رہی تھیں اور عیشو بھی جیا کی غیر موجودگی میں اپنے کارناموں کے ذکر پر مطمئن تھی۔

بس یار اسے کوئی گراؤنڈ میں ویلا کھڑا نظر آ جائے اس کی خیر نہیں ہوتی ابھی بھی میڈم چیلنج دے کر آرہی ہے شیطان کے چیلے کو جس کی تکمیل کے لیے ہماری مدد کی ضرورت ہے۔ سپنانے آخری بات سرگوشی میں کی تاکہ کوئی سن نہ لے۔

ہم تمہاری مدد ضرور کریں گے اور کسی کو پتہ بھی نہیں لگے گا اس لیے جلدی جلدی پلان اور مسئلہ بتاؤ۔ وہ سب گول دائرے کو سکیر کر ایک دوسرے کی گردن میں بانہیں ڈال کر سر کے ساتھ سر جوڑے کھسر پھسر کر رہی تھیں۔ جب لڑکے پارک میں داخل ہوئے۔

وہ دیکھو کیسا دوستی چارہ ہے آرام سے جوئیں بھی ان کی، ایک دوسرے کے سر میں ٹرانسفر ہو جائیں۔ ابرار نے لڑکیوں پر تنقید کی جو سامنے بیٹھی نظر آرہی تھیں۔

ہی ہی ہی۔۔۔۔۔ جہاں تک مجھے یاد ہے جوؤں کی تو یخنی بنا کر ہمیں بھیجی تھی انہوں نے اب سر خالی ہوں گے۔ یا سر نے اپنی ہی بات پر قہقہہ لگایا۔ سنی تھوڑا پیچھے تھا اس لیے وہ لڑکیوں کی یہ حرکت نہیں دیکھ سکا ورنہ ضرور سمجھ جاتا اسے ڈسکس کیا جا رہا ہے۔ جب تک وہ اندر داخل ہوا لڑکیاں واپس نارمل پوزیشن میں آگئیں۔

روشیل کی نظریں جیا کو ڈھونڈنے لگیں۔ معاذ ویرے پر ہی نظر رکھے ہوئے تھا اب لڑکوں کو بھی آہستگی سے متوجہ کیا۔ لڑکے بھی چپکے سے ویرے کو نوٹ کرنے لگے۔ ویرا جیبوں میں ہاتھ اڑ سے پارک کے بائیں طرف سے نظریں گھماتا ہوا دائیں جانب دیکھنے لگا مگر وہاں لڑکے سارے چھاتی پر ہاتھ باندھے کھڑے نظر آئے۔ کیا ہوا نہیں ملی؟ لڑکوں نے کورس میں کہا۔

کمینو! دفع ہو جاؤ جا رہا ہوں میں واپس۔ روشیل اپنی چوری پکڑے جانے پر کھسیانا ہوا اور واپس قدم موڑے۔

نہ جاویرے پھر پتہ نہیں ملاقات ہونا ہو۔ ایان نے اسے چھیڑا۔ کیا پتہ وہ ہاتھوں میں پھول لیے تیری منتظر ہو؟ سنی نے ایک طرف دیکھتے ہوئے بات کی۔ لڑکوں نے اس کے تعاقب میں دیکھا۔

جیا پھولوں کے پودے پر لگے ایک پھول کا جھک کر معائنہ کر رہی تھی۔ پارک کے جس حصے میں وہ کھڑی تھی یہاں سارے پھولوں کے ہی بڑے چھوٹے پودے لگے ہوئے تھے۔ ارد گرد سفید تتلیاں رنگ برنگے پھولوں کا رس چوسنے کے لیے اڑتی پھرتی تھیں۔ روشیل کو لڑکوں نے اس طرف دھکیل دیا۔ خود ادھر ادھر چھپ گئے تاکہ اس پر نظر رکھ سکیں۔

رو شیل جا کر ایک درخت سے ٹیک لگا کر اسٹائل سے کھڑا ہو گیا اور فون نکال کر استعمال کرنے لگا۔ وہ دیکھنا یہ چاہتا تھا کتنی دیر میں جیا اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ رو شیل کی نظریں فون پر نظر آتے وقت پر تھیں جو تیزی سے بدل رہا تھا۔

سات منٹ گزر گئے۔ ایسی بھی کیا بے خبری قریب کھڑا ہینڈ سم بھی نظر نہ آئے۔ وہ منہ لٹکائے فون کی اسکرین کو گھورتے ہوئے سوچ رہا تھا۔ جب نظریں اٹھائیں تو سامنے جیا کو کھڑا پایا جو مسکراہٹ دبائے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ اس کے تاثرات ایسے تھے وہ کب سے اسے ہی نوٹ کر رہی تھی مگر حیرت ہے رو شیل کو نظروں کا ارتکاز کیوں نہ محسوس ہوا؟

ہر دکھی انسان عشق کا مارا نہیں ہوتا
 ہو سکتا ہے کوئی اس کی چائے پی گیا ہو
 جیانے اس کی اتری ہوئی شکل دیکھ کر شعر کہا۔
 خیر لڑکوں کی اتنی ہمت تو نہیں کہ وہ میری چائے پی لیں یہاں بات کچھ اور ہے۔ وہ
 درخت کی ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوا۔

بڑے فرماں بردار لڑکے ہیں آپ کے پھر تو۔ جیانے ابرو اچکائے۔۔۔۔۔ جی جی بہت فرماں بردار ہیں۔ روشیل نے تائید کی۔

بس شکل سے کوئی غنڈہ نظر آتا ہے تو کوئی شیطان کا چیلہ۔ اس کی بات پر قریبی درختوں اور پودوں کی آڑ میں چھپے غنڈے اور شیطان کے چیلے نے منہ پھلائے۔

سپنا کے ساتھ آپ کو بھی آنا چاہیے تھا پوچھنے۔ روشیل مطلب کی بات پر آیا۔ میں آتو جاتی مگر کس حق سے وہ اپنے بھائی کے لیے وہاں آئی تھی اور میرا وہاں کوئی بھائی بھی نہیں تھا۔ جیا کی بات پر وہ تھوڑا کنفیوز ہوا پھر سنبھل کر بولا :

حق ہمسائیگی تو رکھتے ہیں ایک دوسرے پر اسی کو ہی استعمال کر لیتیں۔ اس کی چالاکی پر جیانے دل ہی دل میں داد دی۔

ٹھیک ہے جناب میں آئندہ اسی بات کو یاد رکھتے ہوئے ضرور آؤں گی۔ جیانے مسکراتے ہوئے کہا۔

بس پھر آئندہ کی کیا ضرورت ہے ایک دو دن میں انتظام کرتے ہیں۔ وہ خوشی کے چکر میں اونچی آواز میں بول گیا۔

کیسا انتظام؟ جیانے حیرت سے پوچھا۔

چوٹیں شوٹیں لگوانے کا۔ روشیل نے فوراً زبان دانتوں تلے داب لی۔

آج ویار آج ایک فلم دیکھتے ہیں۔ سپنا کی بات پر سب لڑکیاں تیار ہو گئیں۔
 ٹی وی تو ہے نہیں کہاں دیکھیں گے؟ جیانے فون میں منہ گھسایا ہوا تھا۔
 میرے لیپ ٹاپ میں دیکھتے ہیں بس چھوٹی سی ہی ہے۔ سب لڑکیاں نشست سنبھال
 چکی تھیں۔ سوائے جیا کے اسے فلم دیکھنے کی فرصت نہیں تھی۔ سپنا نے دیوار کے
 ساتھ تکیے جوڑ کر اپنا لیپ ٹاپ اوپر رکھا۔ فون کنیکٹ کیا اور فلم پلے کی۔ جوں جوں فلم
 آگے بڑھی سب لڑکیوں نے حیرت سے اسکرین کو دیکھا۔ جیا کی نظر بھی اٹھی تو
 اسکرین سے پلٹنا بھول گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
 Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

آپ لوگ کبھی نہیں سدھر سکتے۔ جیانے ان کی ہٹ دھرمی پر چوٹ کی۔
 ہا ہا۔۔۔ ابھی ہماری عمر ہی کیا ہے سدھرنے کی اور پھر بیشتر لوگ تو اخیر عمر میں
 سدھرتے ہیں۔ روشیل نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔
 تو مسٹر روشیل آپ جتنا چاہ رہے ہیں کہ آپ کا تعلق اسی جماعت سے ہے۔ جیانے چہرہ
 اس کی طرف موڑا تا کہ اپنی بات پر اس کے تاثرات دیکھ سکے مگر وہ تو بات ہی بدل گیا۔

آج موسم کافی سہانا ہے ایسے میں ہماری رائٹر کو کیا کرنا پسند ہے؟ روشیل نے سوال کیا

-

لمبی سی سڑک ہلکی سی بارش

ڈھیر ساری آنسکریم میں اور-----

روشیل متجسس ہوا۔۔۔۔۔ جیا کے جواب پر اس کے ارمانوں پر اوس پڑ گئی۔

بس میں۔۔۔۔۔ روشیل نے منہ بنا کر کہا :

پھر تو بڑی آدم بیزار ہیں آپ۔

جی نہیں میں اپنی کمپنی میں قدرتی نظاروں کا لطف اٹھانا زیادہ پسند کرتی ہوں۔ جیا نے

فوراً اس کا اپنے متعلق کیا تجزیہ رد کیا۔

وہ دونوں انہی پھولوں کے قریب تھوڑی سی جگہ پر واک کر رہے تھے۔ اس لیے

لڑکے باآسانی ان کی باتیں سن رہے تھے۔

پھر مجھے یہاں سے رفو چکر ہو جانا چاہیے۔ روشیل نے جانے کے لیے قدم موڑے شاید

جیاروک لے۔

ضرور، کیوں نہیں۔ جیا کے جواب پر وہ جی جان سے جل اٹھا۔

بڑی ہی کوئی بے مروت ہیں آپ۔ روشیل نے شکوہ کیا۔

ہا ہا اسٹریٹ فاروڈ کہیں جناب۔۔۔ اور پھر جب میں نے رکنا نہیں تو آپ کو رکنے کا کیوں کہتی۔ اس نے اپنا فون اور ہینڈ فری سنبھالی۔ کہانی ٹائپ کرتے ہوئے میوزک سننا تو اس کی عادت بن گئی تھی۔

خیریت آپ کہاں جانے لگی ہیں؟ اس نے حیرت سے پوچھا۔
اپنے ریوڑ کو ہانکنے۔۔۔۔۔ جیانی لب دبائے۔۔۔۔۔ اب رات یہاں تو گزارنے سے رہے۔ وہ دونوں وہاں سے رخصت ہوئے تو لڑکے بھی چپکے سے اپنے اپنے بلوں سے نکل آئے۔ بارش کے خوف سے دونوں پارٹیوں نے گھر کی راہ لی۔

میرادل چاہ رہا ہے مووی دیکھوں تم سب کے ساتھ بیٹھ کر۔ وہ سب کھانے کے بعد اپنے اپنے بستر میں دبکے ہوئے تھے جب سنی کمرے میں داخل ہوا۔ ہاتھ میں لیپ ٹاپ تھا۔

ہاں بھائی مجھے بھی دیکھنی ہے۔ پنکو فوراً بستر میں اٹھ بیٹھا۔
چل تھوڑی دیر دیکھ ہی لیتے ہیں۔ روشیل بھی اپنے بستر میں نیم دراز ہوا۔

ارے یہ تو ویرا ہے ہمارا۔ پنکونے حیرت کا اظہار کیا۔

میں بھی کہوں آج میرے شیطان خود ہی کیوں اس کی طرف مجھے دھکیل رہے تھے۔۔۔ تو یہ کارنامہ سرانجام دینا تھا۔ روشیل کی بات پر سب نے کان کھجائے۔

جی آنکھیں پھاڑے اسکرین پر نظر آنے والی ویڈیو دیکھ رہی تھی۔ جبکہ لڑکیوں نے آرام سے پوری ویڈیو دیکھ کر اس کی طرف رخ موڑے۔

اوہ تو ہم آپ کا ریوڑ ہیں۔۔۔۔۔ سنبل نے بات شروع کی۔۔۔۔۔ لگتا ہے حقیقت
بری لگی ہے۔ جیامنہ چھپاتے ہوئے بڑ بڑائی۔

جیا کتنی کول ہو یار تم۔۔۔۔۔ کیسے بیچارے کو دو ٹوک جواب دیے اس کے جذبات تو مجروح ہو گئے ہوں گے۔ ایسے کیسے تم لوگوں کی لواسٹوری آگے بڑھے گی۔ عاشی کو ان کے پیچ نولو سین کا دکھ کھائے جارہا تھا۔

ابھی صرف اسٹوری کہو لو تو پیچ میں ہے ہی نہیں ان کی اسٹوری کے چکر میں ہم نے لو کو بدنام کر دیا۔ مونانے ہنستے ہوئے کہا وہ لوگ نجانے کیا کیا سوچے ہوئے تھیں۔ سب کچھ چھوڑو اس کے تاثرات دیکھ کر توروشیل میاں اتنا ڈرتے ہیں کہ میری رائٹر کی بجائے ہماری رائٹر کہ کر مخاطب کرتے ہیں۔ نہانے بھی ماتھا پیٹا۔

پوائنٹ یہ ہے لڑکا اسٹوری بڑھانے میں انٹر سٹڈ ہے مگر ہماری لڑکی خراب ہے اس کا کچھ کرو نہیں تو کل کو ہماری باری کیسے آئے گی؟ کشف کے بھی خوش قسمتی سے لڑکیوں والے جذبات جاگ اٹھے۔

ہماری باری تو آجائے گی لیکن تمہاری کے کوئی آثار نظر نہیں آتے کشف میاں! عیشو نے اسے چھیڑا۔ جس پر سب لڑکیوں کے قہقہے بلند ہوئے۔

سب کچھ چھوڑو سپنا یہ بتاؤ تمہارے پاس کہاں سے آئی ہے ویڈیو؟ جیانے اسے آڑے ہاتھوں لیا جواب لیپ ٹاپ اٹھا کر چپکے سے کمرے سے نکل رہی تھی۔

وہ ناں خود ہی میرے پاس آئی ہوئی تھی تو میں نے سوچا ہم سب دیکھ لیتے ہیں۔۔۔۔۔
اس نے الٹی سیدھی باتیں گھڑی۔

ہاں ہاں خود ہی چل کر آگے تمہارے پاس۔۔۔۔۔ جیانیے ایسے کہا جیسے وہ بچی ہو اور سپنا
اسے بہلا رہی۔۔۔۔۔ سیدھی طرح بولو کہ تمہارے اس بھائی نے سینڈ کی ہے۔ جیانیے
نے آنکھیں چھوٹی چھوٹی کر کے اسے گھور ادیکھو میں نے پتہ لگا لیا۔
ہی ہی ہی۔۔۔۔۔ جب پتہ ہے تو مجھ سے کیوں پوچھا۔ سپنا ہنسی دبا کر لیپ ٹاپ رکھنے باہر
نکل گئی۔

اب تم لڑکیاں بھی سو جاؤ۔ جیانیے صوفے پر کروٹ بدلی۔ وہ جو گھر میں پلنگ پر بڑے
آرام سے شاہانہ انداز میں سوتی تھی یہاں آکر صوفے پر سونا پڑ رہا تھا۔ یہ بھی لڑکیوں
کے لیے دی گئی قربانی تھی۔

ہمارے خواب تو چکنا چور ہو گئے اب کیسے نیندیں آئیں گی۔ عیشوان دونوں کی اسٹوری
میں لو کونہ پا کر اس قدر غم میں ڈوبی تھی کہ اب لب کھولے۔ وہ تو سوچ رہی تھی اس
کے ذریعے جیابو بلیک میل کرنے کا موقع مل جائے گا مگر جیابو کی قسمت اچھی تھی۔
کاشف میاں نے راگ الاپنا چاہا مگر بہت سوچ کر بھی سچویشن سے متعلق گانا ذہن میں
نہ آسکا۔۔۔۔۔

ایک تو کوئی گانا یاد نہیں آ رہا اس سچویشن میں۔۔۔۔ اس نے چڑ کر کہا۔
 ہی ہی ہی۔۔۔۔ لڑکیاں تکیوں میں منہ دیے ہنسیں۔

لڑکے رات دیر تک جاگتے رہے تھے۔ جس کے باعث صبح دیر سے اٹھے۔ پھر بھاگم
 بھاگ تیاری پکڑی۔ مگر اسٹاپ تک پہنچتے پہنچتے ساری بسیں نکل چکی تھیں۔ ایان اور
 یاسر کو بس مل گئی تھی مگر سنی لوگ وہیں کھڑے تھے۔

یار میں بتا رہا ہوں آج ہمارا سروے کا لیکچر ہے اور ہم لیٹ ہوئے تو پروفیسر نے ہمیں
 لیٹ (مرحوم) بنادینا ہے۔ ابرار نے پریشانی کا اظہار کیا اور سڑک پر دیکھنے لگا۔ کوئی
 سواری اس طرف جانے والی مل جائے۔

بات تو تمہاری ٹھیک ہے مگر ابرار اب ہم جائیں گے کیسے یہ دونوں تو لیکچر بنک بھی کر
 دیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ معاذ نے ان دونوں پر رشک کیا۔

نہیں آج تو مجھے بھی ہر حالت میں پہنچنا ہے۔ سنی کو عیشو کا چیلنج اچھے سے یاد تھا۔
 تو پھر سامنے گدھا ریڑھی تشریف لا رہی ہے کہو تو روکوں۔ مدنی نے سامنے سے گدھا
 ریڑھی آتے دیکھ کر ان سب سے پوچھا۔

گدھار یڑھیاں کب سے ہماری یونیورسٹی میں جانے لگی ہیں؟ ابرار نے پوچھا
 ----- ریرھیاں چھوڑو گدھے تو روز جاتے ہیں۔۔۔۔۔ سنی نے ان کا مذاق اڑایا
 -

باغبان پورہ تو جاتی ہیں۔ معاذ نے UET کے ساتھ موجود ایریا کا نام لیا باغبان پورہ
 بازار میں چیزیں معمولی قیمتوں پر دستیاب ہوتی ہیں تاکہ یونیورسٹی کی طالبات کو
 سہولت رہے۔ طلباء بھی خوب فائدہ اٹھاتے ہیں۔

گدھار یڑھی قریب پہنچی تو ابرار نے فوراً پوچھا۔ توقع کے مطابق باغبان پورہ جارہی
 تھی۔ چاچا جی نے بیٹھنے کی آفر بھی کھلے دل سے دی۔ ابرار لیکچر کے خوف سے جبکہ
 مدنی بہن کی کالز اور میسجز کی وجہ سے جلدی پہنچنا چاہتا تھا۔ سو، دونوں گدھار یڑھی پر
 ٹانگیں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ معاذ اور سنی بچے تھے جانا تو انھیں بھی تھا مگر گدھار یڑھی پر
 شرم آڑے آئی۔

کیا ہو گیا لوگ پچھلے زمانے میں گدھوں پر سفر کرتے تھے ہم تو صرف گدھے سے جڑی
 ریرھی پر بیٹھ کر جائیں گے۔ ابرار نے لاجک پیش کیا۔

یار ہمارا بھی کوئی اسٹینڈرڈ ہے لوگ مذاق اڑائیں گے۔ معاذ نے پیشانی پر بل ڈالے۔
 لوگ تو کبھی منہ بند نہیں کرتے حتیٰ کہ ہمارا منہ بند ہو جائے۔ مدنی نے بھی دلیل دی۔

اگر شرم آرہی ہے تو منہ چھپا کر بیٹھ جاؤ۔ چاچا جی نے تنگ آکر مشورہ دیا۔ مرتے کیانہ کرتے دونوں نے منہ رومال میں چھپایا۔ منزل مقصود پر پہنچ کر بابا جی کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا اور اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف دوڑ لگائی۔

ابرار اور معاذ عین وقت پر پہنچ گئے تھے۔ ان کی کلاس سروے کے لیے نکل رہی تھی جبکہ سنی اور مدنی نے راستے میں پروفیسر کو کلاس کی طرف جانا دیکھا تو پھرتی سے کلاس میں پہنچے اور تیزی سے اپنی اپنی نشست سنبھالی۔ عیشو جو اسی کی منتظر بیٹھی تھی۔ اسے اپنی جگہ پر بیٹھا دیکھ کر شاطرانہ مسکراہٹ کے ساتھ سپنا کو دیکھا۔ واٹس ایپ گروپ پر ڈن کا میسج چھوڑا۔ جیا جو پلان سے بے خبر تھی نے سوالیہ نشان بھیجا۔ باقی تمام لڑکیاں سمجھ گئیں لڑکا نشست سنبھال چکا ہے۔ اب بس انھیں لیکچر ختم ہونے کا انتظار تھا۔

ڈھائی گھنٹے کے بعد ان کا لیکچر ختم ہوا تو سب لوگ آہستہ آہستہ باہر نکلنے لگے۔ عیشو مسکراتے ہوئے اسٹائل سے اٹھ کر چلتے ہوئے اس سامنے آن کھڑی ہوئی۔ سنی بھی اسے دیکھ کر مسکرایا اور اٹھنے لگا مگر یہ کیا؟

اسے کچھ چیچھاہٹ سی اپنی پینٹ اور چیئر کے درمیان محسوس ہوئی۔ حیرت سے عیشو کو دیکھا۔ جو کمر پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔

کیا کہا تھا میں نے تمہیں میرے سامنے تم اٹھنے سے بھی قاصر رہو گے۔ عیشو نے سنی کو فاتحانہ انداز میں دیکھا مگر دوسری طرف بھی سنی تھا اسے کہاں اپنی شکست منظور تھی۔ شکست بھی ایک لڑکی کے ہاتھوں۔ اس نے خوب زور لگا کر اٹھنے کی کوشش کی۔ کلاس میں کچھ لوگ موجود تھے جو انہیں ایک دوسرے کے سامنے دیکھ کر ٹھٹھک گئے اور اب تماشا دیکھنے کی غرض سے موجود تھے۔ سپنا ایک طرف بیٹھی اس اسٹائل سے فون میں ویڈیو بنا رہی تھی جیسے لگے کہ وہ فون پر کچھ اور کر رہی ہے۔ آخر کو لڑکوں نے بھی ویڈیو بھیجی تھی اب ادلے کا بدلہ تو بنتا تھا۔ پھر سب لڑکیوں نے بھی اپنی آنکھوں سے شیطان کے چیلے کی درگت بنتی دیکھنی تھی۔

اتنا زور لگاؤ گے تو تمہاری ہی پینٹ پھٹے گی اس لیے سوچ لو ایک میرے سامنے شکست تسلیم کرنی ہے یا سب کے سامنے بے عزتی کروانی ہے۔ عیشو کو خوب مزہ آرہا تھا۔ جبکہ سنی کے لیے دونوں آپشن قابل قبول نہیں تھے مگر ان میں سے ایک اس کے نصیب میں لکھا جا چکا تھا۔ اسے سب کے سامنے بے عزتی قبول تھی مگر عیشو سے شکست نہیں۔ وہ ایک دم زور لگا کر اٹھا اور ایک جھٹکے سے چرر کی آواز کے ساتھ اس کی پینٹ پھٹی

تھی۔ سب ہنستے چہروں نے رخ پھیر لیے کہیں سنی ہر چہرہ نوٹ نہ کر لے اور پھر گن گن کر بدلہ لے۔ اب صورتحال یہ تھی اس نے اپنی شرٹ تیزی سے اتاری اور کمر کے گرد باندھ لی۔ اس کی پھٹی ہوئی پینٹ یوں چھپ گئی۔ مڑ کر اپنی جگہ کودیکھا تو ڈھیر ساری چیونگم چبا چبا کروہاں چپکائی گئی تھیں۔ سنی نے مدنی کو دیکھا ابھی بھی اس کے منہ میں چیونگم تھی۔

میں تیرے ساتھ آیا تھا مجھے کیوں شکی نگاہوں سے دیکھ رہا ہے۔ مدنی فوراً جان بچانے کو بولا۔

میری غلطی ہے میں نے جلدی میں دیکھا ہی نہیں اور مجھے کیا پتہ تھا اس کا دماغ اس نہج پر سوچ رہا ہے۔ سنی بڑبڑاتے ہوئے نکل گیا۔ وہ سارا دن یونی رہ کر اپنا مذاق نہیں بنوا سکتا تھا۔ عیشو نے اپنی جیت کی خوشی میں ان لوگوں کو ٹریٹ دی تھی۔

یار کل جمعہ ہے۔ جیا، عاشی، کشف اور مونا فری ٹائم میں کینیٹین میں بیٹھی تھیں جب جیا نے کہا۔

ہاں تو ہم نے کونسا مسجد میں جمعہ پڑھانے جانا ہے۔ مونا نے اس کی بات کا مذاق اڑایا۔

اوپگلیٹ میرے کہنے کا مطلب تھا ان لوگوں کی ویلکم پارٹی ہے۔ ہمیں بھی ویک اینڈ پر کوئی پروگرام بنانا چاہیے۔ جیاسیر سپاٹے کی بہت شوقین تھی۔ وہ سب اسے دیکھنے لگیں۔

پارک جاتے تو ہیں ابھی اور کہاں جانا ہے تمہیں۔ کاشف میاں نے جل کر پوچھا۔
ہاں جیسے ملا کی دوڑ مسجد تک ویسے ہماری گھر سے پارک تک۔ جیانی منہ بنا کر مثال دی۔
کہ تو وہ بھی ٹھیک رہی تھی۔

ہاں یار لاہور میں رہ کر ہم لاہور دیکھے بغیر چلے جائیں یہ تو لاہور کی توہین ہوگی ناں۔
عاشی نے اس کی تائید کی۔
بس پھر اس ویک اینڈ پر ہم لوگ شالامار باغ جائیں گے۔ مونانے مقام کا تعین کیا۔
ہاں اور باغبان پورہ سے ہلکی پھلکی شاپنگ بھی کر لیں گے۔ عاشی کو شاپنگ کا بہت کریز تھا جیسا کہ بھی شاپنگ کرنے کا شوق تھا مگر عاشی کی طرح فضول خرچ نہیں تھی۔ اس کی ہلکی پھلکی شاپنگ پر لڑکیوں نے اسے گھورا تھا۔

بس پھر ڈن ہو گیا ہے اب کچھ کھا لیتے ہیں باتوں سے میرا تو پیٹ نہیں بھرا۔ کشف نے کہا۔

اوائے وہ دیکھ یہ ابرار کب سے لڑکیوں میں اٹھنے بیٹھنے لگا؟ ابرار ان سے پہلے ہی آج پارک پہنچ گیا تھا۔ اسے دو لڑکیوں کے ساتھ بیٹھا دیکھ کر یا سر کے ساتھ ساتھ دوسرے لڑکے بھی شاک ہوئے تھے۔ لڑکیوں کی ان کی طرف پشت تھی اس لیے وہ دیکھ نہیں سکے ان کو۔ ابرار نے دور سے ہی معاذ کو داخل ہوتے دیکھ کر اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔

ابے یار یہ تو تجھے بھی بلا رہا ہے۔ ایان نے معاذ کی طرف اشارہ کرتے دیکھ کر کہا۔ ظاہر ہے اب مجھے ہی بلائے گا تم لوگوں کو تو بلانے سے رہا۔ معاذ نے ان کا مذاق اڑایا پھر جھک کر اپنے کپڑوں کی نادیدہ سلوٹیں دور کرنے لگا۔ اوہو میں بھی کہوں آج لڑکا ضرورت سے زیادہ کیوں بن سنور کر جا رہا ہے پارک۔ روشیل نے بھی اس پر چوٹ کی۔

لگتا ہے ان کا بھی ویرے والا سین شروع۔ پنکونے بھی ڈرتے ڈرتے لب کشائی کی۔ ابھی کہاں یار؟ معاذ کو غم نے آگھیرا۔ ہاں ابھی تو اس نے سائیکل بھی لینی ہے جس پر محبوبہ کو بھگا کر لے جائے گا ابھی بڑی دیر ہے۔ ایان نے جیب سے سونف نکال کر ہتھیلی پر رکھ کر پھانکے۔

لڑکے اس کی اس ٹیکنیک سے ناواقف تھے۔ وہ ڈائینگ پلان پر عمل کر رہے تھے جبکہ ایان سونف پھانک رہا تھا۔

اچھا میں چلتا ہوں دعاؤں میں یاد رکھنا۔۔۔

معاذ گنگنا تا ہوا برابر کی طرف بڑھ گیا۔ اچانک اس کی ٹکر سامنے سے آتی دوشیزہ سے ہوئی جو گنگنا ہی تھی۔

دھیرے دھیرے سے میری زندگی میں آنا۔۔۔۔۔
معاذ کو لگا ایک لمحے کے لیے دنیا ساکت ہو گئی ہے۔

عاشی اس کی بانہوں میں تھی۔ معاذ کسی فلم کے ہیرو کی طرح اسے بانہوں میں سنبھالے کھڑا تھا جب عاشی نے سخت تیور لیے کہا :
چھوڑو مجھے۔

معاذ نے اس کے کہنے پر چھوڑ دیا اور وہ دھڑام سے زمین پر جا گری۔
آہ! تم نے مجھے گرا دیا۔ عاشی کو بڑی زور کی لگی تھی معاذ نے آنکھوں میں آنسو تیرتے دیکھے تو وہیں بیٹھ گیا۔

سو، سوری یار تم نے خود ہی تو کہا تھا چھوڑو مجھے۔ معاذ کو شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ عاشی بھی اپنی غلطی سمجھ رہی تھی۔

اُس اوکے میرے ہی کہنے پر آپ نے چھوڑا۔ عاشی زمین سے اٹھی۔ معاذ بھی ہلکا سا مسکرایا اس کے جاتے ہی ابرار کی طرف قدم بڑھائے۔

انہیں انگلش کی مس نے اسائنمنٹ دی تھی اور اپنی مرضی سے چار چار لوگوں کے گروپ تشکیل دیے۔ اتفاق سے معاذ، سنبل، ابرار اور نیہا ایک ہی گروپ میں تھے۔ جمعے کو ان کی پارٹی تھی ویک اینڈ پر کام کرنے کو ان کا دل نہیں چاہتا تھا سو آج ہی پارک میں وہ اپنا پروجیکٹ مکمل کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

جیا، عاشی، عیشو، سپنا، مونا اور کشف گروپ میں بیٹھی تھیں۔ جیا ان سے سنی والی تفصیل سن رہی تھی۔ ویڈیو تو وہ گروپ میں دیکھ چکی تھی۔ لڑکیوں کو ہنستے پا کر خاص کر عیشو کو دیکھ کر تو سنی کے دل میں آگ بھڑکی۔ وہ دل ہی دل میں قصد کر چکا تھا عیشو سے بدلہ لینے کا مگر کیا بدلہ لے گا اور کیسے یہ اس نے موقع سے فائدہ اٹھانا تھا۔ اب اسے موقع کی تلاش تھی۔

عیشا اور سپنا کو گھر جا کر کل کے لیے تیاری کرنی تھی۔ تیاری تو نہیہا اور سنبل کو بھی کرنی تھی مگر وہ چاروں جو سر جوڑ کر بیٹھے تھے اٹھنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ انہوں نے تہیہ کر لیا تھا آج کام ختم کر کے ہی اٹھیں گے۔ سو، جیا نہیہا اور سنبل کے ساتھ پارک میں ہی رک گئی جبکہ باقی لڑکیوں نے گھر کی راہ لی۔

جیا سبزہ زار پر بیٹھی سر جھکائے بے دھیانی میں لگاتار گھاس توڑ رہی تھی۔ روشیل نے اسے اکیلا بیٹھا دیکھا تو قریب آ کر بیٹھ گیا۔ جیا کی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تو وہ خود بول پڑا۔

کیا سوچ رہی ہو؟
 میرے پاس بیس روپے ہیں سوچ رہی ہوں جاپان گھومنے چلی جاؤں۔ جیا نے اسے ایسے دیکھا جیسے تائید چاہ رہی ہو ٹھیک سوچ رہی ہوں نا میں جبکہ روشیل سمجھ نہ پایا وہ مذاق کر رہی ہے یا اس کا دماغ چل گیا ہے۔

تو پھر کب جا رہی ہیں رائٹر صاحبہ؟ روشیل نے نچلا لب دبا کر پوچھا۔
 جب بیس روپے میں جاپان جاسکیں گے تب۔ وہ کونسا پیچھے رہنے والی تھی۔ اس نے بھی دو بدو جواب دیا۔

بہت پسند ہے جاپان۔ روشیل نے دھیمی سی آواز میں پوچھا۔

اتنے میں نیہا اور سنبل فری ہو کر آ گئیں۔ معاذ اور ابرار بھی رو شیل کو ادھر دیکھ کر آ گئے تھے۔ باقی لڑکے کچھ دیر پہلے ہی چلے گئے تھے۔ جیا بھی جانے کے لیے اٹھی۔

بس پھر چلیں۔ رات کا اندھیرا پھیل رہا تھا۔ لڑکیوں کو انھوں نے اکیلا نہیں چھوڑا بلکہ انھیں اپنی نگرانی میں چھوڑا تھا۔ راستے میں ابرار اور سنبل میتھ ڈسکس کرتے آئے تھے۔ اب دروازے پر پہنچ کر سنبل نے ابرار سے رخصت ہونا چاہا تو کہا :

او کے خدا حافظ، اپنا خیال رکھیے گا۔

تب ہی روشیل مڑا تھا اور جیا کو اپنی نظروں نے فوکس میں لے کر بڑی ہی تشنگی سے کہا :

کاش! کوئی مجھے بھی کہ دے۔۔۔۔ اپنا خیال رکھا کرو

میں خود کو لفافے میں ڈال کر الماری کے اوپر والے خانے میں رکھ دوں۔

اس کی معصوم سی خواہش پر جیا نے گھوری سے نوازا تب نہانے روشیل کو آس دلائی۔

ڈونٹ وری ویرے:

"امید پہ دنیا قائم ہے۔۔۔۔ اور ویرے نے اک گہری نظر جیا پر ڈالی۔۔۔۔ وہ اسے نظر انداز کرتے ہوئے اندر بڑھ گئی۔ لڑکیاں بھی اس کی معیت میں گھر میں داخل ہوئیں۔

آج کھانا مونا اور عاشی کے ذمے تھا سو وہ پارک سے جلد لوٹنے کے باعث بنا چکی تھیں بلکہ سب نے کھا لیا تھا۔ جیا، سنبل اور نہانے کھانا کھایا۔ اس کے بعد سنبل اور نہانے کو پارٹی کے لیے کپڑے استری کرنے تھے۔ عیشوا اور سپنا چہروں پر ماسک لگائے بیٹھی تھیں۔

کوئی خدا کا نیک بندہ۔۔۔۔۔ بلند آواز۔۔۔۔۔ مجھے کپڑے ہی استری کر دے۔۔۔۔۔
سنبل نے جیا کو مدد طلب نظروں سے دیکھا۔

ہم سب کو ترس آنے والی بری عادت نہیں ہے۔ مونانے جیا کو نشانہ بنایا کیونکہ وہ اٹھ کر ناچاہتے ہوئے بھی کام کر دیتی تھی مگر خوب جتا کر۔۔۔۔۔ مجھے ترس آ گیا ہے خدا جانے کیوں آجاتا ہے۔۔۔۔۔ اور اس بات پر سنبل خوب چڑتی بھی تھی۔۔۔۔۔

ہم سے کوئی امید مت رکھنا۔ عاشی سونے سے پہلے اپنے بالوں میں برش پھیر کر سوتی تھی وہ اس وقت بھی وہی کر رہی تھی۔ جبکہ عیشوا اور سپناماسک لگا کر بیٹھی تھیں۔
میر ابھائی، میری بہن کشف کر دے گی پریس۔۔۔۔۔ سنبل نے اس کے قریب بیٹھ کر گلے میں بانہیں ڈالیں۔۔۔۔۔ مسکے لگانے کا انداز۔۔۔۔۔

بڑنگ بڑنگ۔۔۔۔۔ کشف اس کے ارادوں سے واقف تھی۔۔۔۔۔ میں کر تو دوں سنبل مگر نا جلانے کی کوئی گارنٹی نہیں اور تم نے پارٹی پہ پہننا ہے۔ سنبل نے فوراً اس کے گلے سے بانہیں نکالیں۔

دفعہ ہو جاؤ کسی کام کی نہیں ہو۔۔۔۔۔ کشف نے اسے گھورا۔۔۔۔۔ مگر اب وہ جیا کے پاس جا بیٹھی۔

جیا! اسے ڈرتے ڈرتے پکارا۔

بھونکو۔۔۔ جیانے مصروف سے انداز میں اپنی ٹائپ کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ سب
نے کھی کھی کی مگر وہ بھی ڈھیٹ تھی۔۔۔۔۔ بڑی بہن ماں کی جگہ ہوتی ہے تمہیں پتہ
تو ہے پھر۔۔۔۔۔ جیانے اسے ایسے دیکھا :

ارے واہ مجھے آج تک نہیں پتہ تھا پہلے کیوں نہیں بتایا۔

پھر۔۔۔۔۔ نہ۔۔۔۔۔ بہن نہیں ہو میرے کپڑے استری کر دو۔ اس کے کندھے پر سر رکھ
کر بازو پکڑ لیا۔

مصروف ہوں میں کبھی کوئی کام خود بھی کر لیا کرو۔ جیانے لگے ہاتھوں کام چوری کا
طعنہ بھی مار ڈالا۔

کرتی تو ہوں۔۔۔۔۔ اب مجھے استری کرنا نہیں پسند کپڑے تو کیسے کروں۔۔۔۔۔ سنبل
کی جان جاتی تھی کپڑے استری کرتے ہوئے۔

اچھا تھوڑی دیر میں۔۔۔۔۔ جیانے ٹالا۔۔۔۔۔

نہیں جیا ابھی کر دو پھر کہو گی تھک گی ہوں میں۔۔۔۔۔ ورنہ میرے پاس کوئی تھیم
لینے مت آنا کوئی پلاٹ ڈسکس کیا ناں تو پھر دیکھنا۔۔۔۔۔ اب وہ باقاعدہ دھمکیوں پہ اتر
آئی۔

دفعہ ہو جاؤ تم کاہل عورت۔۔۔۔۔ کبھی کوئی کام بھی خود کر لیا کرو بگاڑ دیا ہے تمہیں
ہم نے۔۔۔۔۔ جیافون صوفے پر پٹختی ہوئی غصے میں اٹھی اور استری اسٹینڈ کی طرف
بڑھی۔ پیچھے بیٹھی لڑکیوں میں سے کسی نے اسے ملامتی نظروں سے دیکھا تو کسی نے
اس قدر ڈھٹائی پر داد دی۔

جتنی دیر بے عزتی کروائی ہے استری کر لیتی۔۔۔۔۔ یہاں کپڑے استری کر لیے تھے۔
چچا اتنے طعنے سننے سے اچھا تھا خود ہی کر لیتی کام۔ عیشو نے طنز کیا۔
ویسے سنبل کو کتنے طعنے ملتے گھر والوں سے الگ، جیا سے الگ۔۔۔۔۔ کشف نے ایسے
سوچ بچار کی جیسے حساب کر رہی ہو ابرار کی طرح۔
میرے پاس گھر والوں کے طعنے ہیں۔۔۔۔۔
تم لوگوں کے پاس کیا ہے غریبوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
سنبل نے حسب عادت شعر کہا۔

لڑکیاں تو لڑکیاں لڑ کے بھی سجدہ جج کر آئے تھے۔ سنی بلیک تھری پیس، ابرار نے بلیو
پینٹ وائٹ شرٹ کے اوپر بلیو ویسٹ کوٹ زیب تن کیا ہوا تھا۔ مدنی اور معاذ اسٹائلش
سے کرتا شلوار میں ملبوس تھے۔ مدنی نے گرے کمر اور معاذ نے وائٹ کمر۔

ابھی پارٹی شروع نہیں ہوئی تھی کچھ دیر تھی سو وہ لوگ اکٹھے گراؤنڈ میں موجود تھے۔
 عیشو سفید کلر کے پیروں تک آتے فراک میں ملبوس تھی۔ لمبی زلفیں آبخار کی مانند
 پشت پر لہرا رہی تھیں۔ سنبل نے تو اپنے فیورٹ بلیو کلر کی میکسی کے ساتھ حجاب بنایا تھا
 - سپنانے پیچ کلر کی کیپری کے ساتھ گھٹنوں تک آتی قمیض پہنی جس پر سیاہ دھاگے سے
 ایمبرائیڈری کی گئی تھی۔ نیہاسی گرین پاؤں تک آتے نیٹ کے گاؤں میں ملبوس تھی۔
 سب لوگ بہت پیارے لگ رہے تھے۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی
 ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ
 کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے
 ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات
 کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین

یاسر! کیا وجہ ہے پڑھتے کیوں نہیں ہیں آپ آج پریزینٹیشن دینی تھی آپ کو؟ پروفیسر نے یاسر کو دیکھا جو اپنی نشست پر سر جھکائے کھڑا تھا۔

آج اس کی پریزینٹیشن تھی وہ یہ بات کل بھول گیا تھا اور اب اسے شرمندہ ہونا پڑا۔

سوری سر میں بھول گیا تھا۔ یاسر کے لہجے میں سچائی اور شرمندگی کو بھانپتے ہی پروفیسر نرم پڑے۔

یہ سلسلہ آگے تب بڑھے گا جب آپ کل اپنی پریزینٹیشن آکر دیں گے۔ لیکچر ختم ہوتے ہی وہ کلاس سے باہر نکل گئے۔

اویئے، ہوئے آج تو تیری خوب بے عزتی ہو گئی ہے۔ ایان نے یاسر کو چھیڑا۔ یاسر کونسا کم تھا اس نے بھی ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں کہا :

عزت کی بات کرتے ہو تو سنو صاحب

رات کو مجھ پر بھی پاؤں چومنے آتے ہیں

اس نے فرضی کالر جھاڑے۔ ایان نے ہونہو کیا۔

موننا! وہ جو کلاس سے نکل کر کینیٹین میں اکیلی بیٹھی برگر کھانے میں مگن تھی اپنے نام کی پکار پر فوراً سر اٹھایا۔ سامنے ایان کو کھڑا دیکھ کر اسے برگر بھی زہر لگنے لگا۔

بولو۔ مونانے برگر کا بائیٹ ایسے چبایا جیسے ایان کو چبانے کا دل چاہ رہا تھا۔ ایک تو آج وہ جلدی فری ہوگی تھی باقی تینوں کے ابھی لیکچر ہو رہے تھے دوسرا ایان آکر اس کا موڈ خراب کر رہا تھا۔

بیٹھنے کا نہیں کہوگی۔ ایان مسکراتے ہوئے خود ہی اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ مونانے عادت کے مطابق عینک کے شیشے کے اوپر سے اسے دیکھا اور پھر کوک کا سپ لینے کے بعد بولی :

پہلے کونسا میرے اشاروں پہ چلتے ہو۔۔۔۔۔ ایان نے مسکراہٹ دبائی۔۔۔۔۔ چلنے کے لیے تو میں تیار ہوں ہاں تم چلانا چاہو تو۔۔۔۔۔ بات تو وہ منہ سے نکال چکا تھا مگر اب اس کے رمی ایشن سے ڈر رہا تھا اس لیے اسے دیکھنے کی بجائے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ ایان سنو۔۔۔۔۔ اس کے نرمی سے پکارنے پر ایان نے فوراً نظروں کا زاویہ اس پر مرکوز کیا۔۔۔۔۔ صاف دکھائی دے رہا تھا وہ زبردستی مسکرا رہی ہے۔

جی سن رہا ہوں۔ ایان بڑے لاڈ سے ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ کر اسے دیکھنے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے مونانے کے چہرے سے زبردستی والی مسکراہٹ غائب ہوئی۔ وہ میز پر ہاتھ مار کر اس کی طرف ہوئی اور سخت لہجے میں بولی :

وہ میک اپ والے جتنے بھی لطیفے بنے ہوئے عورتوں پر مجھے لگتا ہے انہی پر ہی بنے ہیں۔
مدنی نے ان کا مذاق اڑایا مگر مذاق اڑاتے ہوئے وہ یہ بھول گیا تھا کہ ان میں اس کی ایک
عدد بہن بھی موجود ہے۔

جتنا خرچہ لڑکیاں میک اپ پر کرتی ہیں اتنے کافروٹ لے کر کھالیں تو چہرے پر رونق ویسے ہی آجائے۔ سنی کی نظر لڑکیوں پر ٹکی تھی بات کرتے ہوئے بھی وہ عیشو کو تلاش رہا تھا آخرا سے بدلہ لینا تھا۔

اتنے میں لڑکیاں بلاوا آنے پر اپنے ڈیپارٹمنٹ میں جانے لگیں تب سنی کو کھلی زلفوں کے ساتھ عیشو نظر آئی اس کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ دوڑ گئی۔

ایکسیوز می، جیا! بات سنیں پلیرز۔ جیا جو لیکچر ختم ہوتے ہی کلاس سے باہر نکل رہی تھی اپنے نام کی پکار پر مڑی۔

آپ نے بلایا مجھے۔ جیا نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔
جی۔ وہ اس کے جی کہنے پر تھوڑا حیران بھی ہوئی تھی آخر اسے کیا کام تھا جیا سے۔
آپ جیسے بتا رہی تھیں کہانیاں لکھتی ہیں۔۔۔ وہ بات کرتے کرتے رکا۔۔۔ جی بتایا
تھا میں نے۔۔۔ جیا نا سمجھی سے بولی۔

مجھے اسی سلسلے میں ملنا ہے آپ سے پلیرز اگر برانہ مانیں تو۔ وہ لڑکا جیا سے زیادہ کنفیوز تھا
پتہ نہیں وہ مانے گی یا نہیں۔

ٹھیک ہے آپ کسی بھی ٹائم جب لیکچر نہیں ہو تامل سکتے ہیں۔ جیا نے رضامندی دی۔
نہیں نہیں مجھے یونی سے باہر کہیں ملنا ہے۔ وہ فوراً بولا۔۔۔۔۔ جیا نے کچھ سوچتے ہوئے
اسے دیکھا اور پھر پارک کا ایڈریس دینے کا سوچا۔

ٹھیک ہے آپ مجھے اس پارک میں مل لیجیے گا مگر ملنے سے پہلے بتا دیجیے گا کیونکہ ویک
اینڈ پر میں مصروف ہوتی ہوں۔ جیا نے بیگ سے کاغذ پین نکالا اور اسے ایڈریس لکھ دیا

کوئی بات نہیں میں آج ہی مل لوں گا آپکو یہاں پر پانچ بجے میں فری ہوتا ہوں۔ لڑکے نے ٹائم بتایا۔ جیانیے بغیر کسی اعتراض کے مثبت انداز میں سر ہلایا۔

جیابلیز آ بھی جاؤ۔ کشف، عاشی اور مونا گروپ میں اس کا فری ہو جانے کا میسج پڑھ چکی تھیں مگر اسے نہ اتنا دیکھ کر خود ہی اس کے ڈیپارٹمنٹ میں چلی آئیں۔

جیالڑکے کو خدا حافظ بول کر ان کی طرف آئی۔ اسے قریب پا کر کشف نے پوچھا :

کیا کہ رہے تھے یہ صاحب؟

ہماری رائٹر صاحبہ کا کوئی فین ہو گا آٹو گراف لے رہا ہو گا اور کیا... عاشی نے ایسے کندھے اچکائے جیسے روز کی لوگ جیاسے آٹو گراف لینے آتے ہوں۔

انشاء اللہ! وہ دن بھی آئے گا مگر ابھی کوئی اور چکر لگ رہا تھا۔۔۔ کہیں ان صاحب کا دل تو نہیں آگیا محترمہ آپ پر۔۔۔ مونا کو اچانک خیال آیا تو ساتھ چلتی جیا کو کندھا مار کر پوچھا۔

پتہ نہیں ملنا چاہ رہے تھے صاحب میں نے کہا کہ یونی میں فری لیکچر میں مل لیں۔۔۔۔

پھر۔۔۔ جیا کے خاموش ہونے پر عاشی نے پوچھا (رو شیل کے ساتھ نہ سہی ان صاحب کے ساتھ ہی کیا معلوم کوئی لو سین نکل آئے)۔۔۔۔

مگر یونی میں انھیں اعتراض تو میں نے پارک کا ایڈریس دے دیا۔ جیا نے ایسے کندھے اچکائے جیسے معمولی بات ہو۔

آج آئے گا ملنے؟ کشف نے چلتے ہوئے اسے دیکھا۔

ہاں۔ جیا نے مختصر جواب دیا۔

پھر تو آج روشیل میاں کی حالت دیکھنے والی ہوگی۔ مونا کو سوچ کر ہی مزہ آرہا تھا۔ جیا بھی مسکرا دی مزہ تو آج سب کو آنا تھا۔

سب لوگ پارٹی انجوائے کر رہے تھے مگر سنی میاں کی نظریں عیشو کا طواف کر رہی تھیں۔ اس نے آج عیشو سے اپنا انتقام ہر صورت لینا تھا۔

مدنی! بات سنو۔۔ سنی نے اپنے پاس بیٹھے مدنی کو ہونٹنگ کرتے دیکھ کر کہا۔ وہ اسے مکمل نظر انداز کرتے ہوئے اسٹیج پر نظر آتی لڑکیوں کو دیکھ کر ایسے سیٹیاں بجا رہا تھا جیسے ان کو داد دینے کے لیے پورے ہال میں صرف مدنی کو ہی تو بٹھایا گیا ہے۔

ابے سن یہ تیرے مامے کی سیٹیاں نہیں ہیں جنھیں دیکھ کر اتنا چلا رہا ہے۔ سنی کو تپ چڑھی۔

مائے کی نہیں ہیں تبھی تو اتنا چلا رہا ہوں میرے سامنے تو مائی خود نہیں آتی اس کی سیٹیاں کیا خاک آئیں گی۔ مدنی کا تو جیسے غم ہی تازہ ہو گیا تھا۔

اچھا اب رونے مت بیٹھ جانا۔۔۔۔۔ سنی نے اس کے ایمو شنل ڈرامے پر بریک لگانا چاہا۔

ہو نہسہ، اب تیرے سامنے تو ایمو شنل ہونے سے رہا۔ بھونک کیوں مجھے بلارہا تھا؟

مدنی کو کام کی بات یاد آئی۔

چیونگم مانگ رہا ہوں جیب ہلکی کر بیچے۔ سنی نے اس کے سامنے ہاتھ پھیلا دیا۔

یہ لے بھکاری کیا یاد کرے گا۔ مدنی نے چیونگم اس کی ہتھیلی پر رکھی۔

اب اسے پارٹی ختم ہونے کا انتظار تھا۔ چیونگم کا رپڑ اتار کر منہ میں رکھتے ہوئے اک بار پھر عیشو کو دیکھا۔

جیا، عاشی، مونا اور کشف کھانا کھانے کے بعد اپنے مخصوص وقت پر پارک آئیں۔ باقی چاروں ابھی تک یونی میں ہی تھیں۔ ان کی پارٹی رات آٹھ بجے تک ختم ہونی تھی۔

آج بڑے دنوں بعد میراجی چاہ رہا ہے سی ساپہ بیٹھنے کا۔ مونا کو اچھے سے یاد تھا پچھلی بار ایان نے جو تماشا اس کے ساتھ کیا تھا۔ اس لیے اس بار بیٹھتے ہوئے گھبرا رہی تھی۔

کچھ نہیں ہوتا ہم دونوں آج سی ساپہ بیٹھتے ہیں۔۔۔۔۔ کشف نے اسے آفر دی۔
 ۔۔۔۔۔ ہااااے! سچی کشف تو کتنی اچھی ہے چل چلیں۔ وہ ایک دوسرے کا ہاتھ تھام
 کر سی سا کی طرف چل پڑیں۔

یار جیا! اس بار بازار جائیں گے تو ریکٹ اینڈ شٹل لے آنا پارک میں روز آتے ہیں کھیل
 ہی لیا کریں گے۔ عاشی نے نئی فرمائش جاری کی۔ جیسے بچے ماؤں سے کرتے ہیں ممالگی
 بار بازار جائیں گی تو فلاں چیز لے آئے گا۔

اچھا جناب اور کچھ لانا ہے تو وہ بھی بتادو۔ جیا نے طنزیہ پوچھا۔
 یار وہ دیکھو کتنا پیارا بچہ ہے۔۔۔۔۔ عاشی نے اس کے طنز کو مکمل طور پر نظر انداز کرتے
 ہوئے دو ایک بچے کو کھیلتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

تم ناں یتیم خانہ کھول لو جتنی محبت ہے ناں تمہیں بچوں سے یہی بہتر ہے۔ جیا اس کے
 پاگل پن پر مسکرائی۔ عاشی بچوں کے لیے بہت کریزی تھی آنٹیوں سے ان کے بچے
 مانگنے سے بھی گریز نہیں کرتی تھی۔

عاشی اٹھ کر بچے کے پاس گئی جبکہ جیا نے پھر سے موبائل پر نظر آتے ٹائم کو دیکھا۔ آج
 پارک آنے کا اس کا کوئی موڈ نہیں تھا وہ صرف اپنے کلاس فیلو کو ٹائم دینے کی وجہ سے
 آئی تھی۔

ٹائم ہو چکا تھا جیانی نے رخ موڑ کر گیٹ پر نظریں مرکوز کیں۔

آج تو دیر ہو گی ہمیں پارک آتے آتے۔ روشیل، یاسر، ایان اور پنکو پارک کے داخلی گیٹ سے اندر آئے۔

ہاں بھی اب ویرے کو ہو گا ایک ایک پل کا احساس ہمارے انتظار میں کوئی بیٹھا ہوتا تو ہمیں بھی وقت کا احساس ہوتا۔ یاسر نے ٹھنڈا سانس بھرا۔
 بکواس مت کرو مہربانی ہو گی۔ روشیل نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں۔ سامنے سے جیا آتی ہوئی دکھائی دی۔
 چل چلیے ویرے کی ویری آرہی ہے۔ ایان نے یاسر کو چلنے کا اشارہ کیا جبکہ روشیل کو لگے ہاتھوں چھیڑنا مناسب سمجھا۔ پنکو پارک میں بچوں کے ساتھ کرکٹ کھیلنے چلا گیا۔
 ایان اور یاسر بھی کچھ فاصلے پر جا کر بیٹھ گئے اور ویرے کے تاثرات نوٹ کرنے لگے۔

مونا! بات سن۔ کشف کی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔
 ایہہ، پہلے بتا رہی ہوں مجھے گرائیو مت۔ مونا کی رانگڑی زبان کبھی کبھی باتیں کرتے ہوئے عود آتی تھی۔

—

جینا مرنا ہے اب تیری بانہوں میں
 مگر یہ کیا وہ اسے مکمل نظر انداز کرتے ہوئے گیٹ کی طرف بڑھ گئی چہرے پر استقبال
 مسکراہٹ سچی تھی۔ ایان اور یاسرا اپنی جگہ سن رہ گئے۔
 یہ کیا ہوا تھا؟ روشیل بھی حیرت سے گیٹ کی جانب مڑا۔ بلیک اینڈ وائٹ پتلون شرٹ
 میں ایک لڑکے کے سامنے کھڑی تھی۔ دونوں کے درمیان شاید سلام دعا کا سلسلہ
 چل پڑا تھا۔

اب دنیا بھر کے غمگیں گانے روشیل کے دماغ میں آرہے تھے۔ اس کا دل چاہا گانا

شروع کر دے : NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews
 تجھے چاہا رب سے بھی زیادہ

پھر بھی تجھے نہ پاسکے

رہے تیرے دل میں مگر

دھڑکن تک نہ جاسکے

جرٹ کے بھی ٹوٹی رہی عشقے دی ڈوروے

کس کو سنائیں جا کے ٹوٹے دل کا شور وے

ماہی وے محبتاں سچیاں نے

منگدا نصیباں کجھ ہو روے

ایان اور یاسر آگے بڑھے روشیل کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر حوصلہ دیا۔ اتنے میں انھیں مونا کا شور سنائی دیا۔

عاشی بچے کے قریب جا کر دوڑاؤ ہو کر بیٹھ گئی۔ اس کا بہت دل چاہ رہا تھا بچے کو چھونے کا، اسے چومنے کا مگر چورنگا ہیں معاذ کو ڈھونڈ رہی تھیں کہیں وہ پھر سے نمودار نہ ہو جائے اور پھر اسے بچے اغواء کرنے والی ثابت کرنے کے لیے درجن بھر بچوں کا باپ بننے سے بھی گریز نہیں کرے گا۔

عاشی! وہ تو پارٹی میں بیٹھا ہو گا تم ایسے ہی گھبرا رہی ہو۔ اس نے خود کو حوصلہ دیا اور پھر بچے کو اٹھا کر پیار کرنے لگی۔

ہا ہا ہا۔۔۔ ایسے چلاتے دیکھ کر وہ خود آجائے گیار۔۔۔ کشف نے گھبرا کر لوگوں کو متوجہ ہوتے دیکھا۔

پھر تم مجھے ڈرا کیوں رہی ہو؟ مونا دبی دبی آواز میں اس پر چلائی۔

کیونکہ میں بورہور ہی تھی سوچا تھوڑی تھرل ہو جائے۔ کشف نے اطمینان سے کہا۔
جس پر مونانے اسے خونخوار نگاہوں سے دیکھا۔

تھرل کے لیے کوئی اور شکار بناؤ۔ موناسی سا سے اترتے ہوئے بولی۔

ہاہاہا۔۔۔ اب دوسرا شکار ڈھونڈ کاشف میاں! وہ ادھر ادھر نظریں گھمانے لگی۔
اتنے میں اسے روشیل اور یاسرا اپنی طرف آتے دکھائی دیے۔ کشف نے جیا کی تلاش
میں نظریں دوڑائیں۔

اوہ! تو یہ معاملہ ہے۔ کشف سمجھ گئی اسے شکار مل چکا تھا۔

اسلام علیکم! کیسی ہیں آپ؟ جیانے مسکراتے ہوئے اس کے سلام کا جواب دیا:

وعلیکم السلام! میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں حسان؟

جی میں ٹھیک ہوں۔ اس نے مختصر سا جواب دیا۔

آئیں چلتے ہیں ہم کسی پر سکون کونے میں بیٹھتے ہیں۔ جیا کے کہنے پر اس نے مثبت انداز
میں سر ہلایا اور پھر ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ جیا جان بوجھ کر اس راستے پر چلی تاکہ روشیل
کے سامنے سے گزر سکے۔

میں آپکا ہی انتظار کر رہی تھی حسان ورنہ آج میرا پارک آنے کا قطعاً موڈ نہیں تھا۔ جیا نے لڑکوں کے پاس سے گزرتے ہوئے جان بوجھ کر اونچی آواز میں کہا۔
 اوہ سو، سوری میں انتظار کروانے پر شرمندہ ہوں دراصل مجھے تاخیر ہوگی گھر سے نکلنے ہوئے۔ حسان نے اس سے معذرت کی تھی۔ جیا اس کے پاس سے ایسے گزری تھی جیسے دونوں کی کوئی شناسائی نہیں اور حسان اس کے لیے بہت خاص ہو۔ روشیل نے تو غصے کے مارے مٹھیاں بھینچ لیں۔

حوصلہ ویرے، حوصلہ رکھ۔ یا سرنے اس کی حالت سمجھتے ہوئے کہا۔
 یار ویرے تو ایسے غصہ ہو رہا ہے جیسے سیریس ہے جیا کو لے کر۔ ایان نے اسے بلا وجہ ہائپر ہوتے دیکھ کر کہا۔

کیا مطلب ہے میں سیریس ہوں اسے لے کر۔ ایان کی بات سن کر سچ مچ روشیل کا پارہ ہائی ہوا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ ایان پر ہاتھ اٹھاتا ایان تھوک نگلتے ہوئے بولا :
 ویرے ہائپر ہونے کی ضرورت نہیں ہے ہم جا کر پوچھ لیتے ہیں قصہ کیا ہے؟
 ابھی بھی پوچھنے کی کوئی نوبت ہے۔ صاف معلوم ہو رہا ہے۔ روشیل مایوس ہوتے ہوئے بولا۔

~~~~~

بیٹے بات سنو۔ مخاطب کرنے والی کو دیکھ کر اس کی مسکراہٹ معدوم ہوئی۔

ہا ہا ہا۔۔۔ ارے تم تو گھبرا ہی گئی۔۔۔۔۔ اس دن مجھے معلوم تھا بچہ شرارت کر رہا ہے

۔۔۔۔۔ تم تو شکل سے بھی بہت کیوٹ دکھتی ہو بھلا کوئی یقین کر سکتا ہے بچے اغواء

کرنے والی ہو۔۔۔۔۔ آنٹی کی باتوں پر وہ مطمئن ہو گئی تھی۔

آ جاؤ وہاں بیچ پر بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ ان کی پیشکش نہ ٹھکرا سکی اور ساتھ چل پڑی۔

~~~~~


بات سنوٹوان ون۔ یاسر کو سمجھ نہ آیا کیا کہ کر ہمارے اسے۔ ایان نے اسے کہنی ماری

-

کیا بکو اس کر رہا ہے ابے اس نے غصہ ہو جانا ہے۔

اب مجھے اس کا نام کہاں سے معلوم ہوگا؟ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ سرگوشی میں لڑ رہے تھے جب روشیل نے کشف کے ساتھ خود بات کرنا ضروری سمجھا۔
آپ جیا کی فرینڈز میں سے ہیں ناں۔ اس نے یقین دہانی کرنی چاہی۔ کشف نے ہاں میں سر ہلایا۔

اپنا نام بتائیں گی؟ آپ سے بات کرنی ہے۔ روشیل کے نام پوچھنے پر کشف میاں کی ہیر و گری عود کر آئی۔

نام میں کیا رکھا ہے صاحب کام بتائیں کام۔۔۔۔ اس پر روشیل نے کنفیوز ہو کر اسے دیکھا جیسے جیا کے ریوڑ میں یہ کونسا نمونہ نکل آیا تھا۔

اوہ سوری۔۔۔۔۔ جی بولیں۔۔۔۔۔ کشف کو اچانک احساس ہوا تو فوراً سے پیشتر کشف میاں کے کریکٹر سے کشف بی بی کے کریکٹر میں گھسی۔

یہ جیا کے ساتھ لڑکا کون ہے؟ روشیل کو پوچھنا عجیب لگا کہیں کشف یہ نہ پوچھ لے آپ ہوتے کون ہیں یہ پوچھنے والے یا آپ کو کیا وہ جس سے بھی ملے۔ کشف کو معلوم تھا پہلے سے ہی کہ اس سے یہ سوال لازماً کیا جائے گا۔

اوپر یہ جناب توجیا کے کلاس فیلو ہیں آج کل یونی میں بھی جیا کے ساتھ ساتھ پائے جاتے ہیں۔ لیکن آج تو یہ پارک میں بھی چلے آئے ہیں کہیں کل گھر ہی نہ پہنچ جائیں جیا کے۔ وہ ساتھ ساتھ ویرے کے تیور بھی نوٹ کر رہی تھی۔

ایسے کیسے پہنچ جائے گا جیا کے گھر۔۔۔۔۔ ہم اسے چلنے لائق چھوڑیں گے توجیا کے گھر جائے گا۔ یا سرنے رخ موڑ کر جیا اور حسان کو دیکھا۔ کیا پتہ وہیل چیئر پہ لے جائیں اس کے گھر والے۔ کشف نے مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے انھیں نئی راہ دکھائی۔

اتنے میں مونا اور عاشی کشف کے پاس آئیں۔ انھیں صورتحال اب سمجھ میں آئی تھی۔

جیا خاموشی سے حسان کی باتیں سن رہی تھی۔ کبھی کبھی چپکے سے روشیل کی جانب بھی نظر پھیر کر اس کے تاثرات دیکھنے کی کوشش کرتی۔

رو شیل نے دکھ سے اسے دیکھا جو پٹر پٹر بولتے حسان کی باتیں سن رہی تھی بلکہ بڑے غور سے سن رہی تھی۔

اتنے میں مونا اور عاشی ان کے قریب پہنچ گئیں۔

اوہو، یہاں تو لگتا ہے سب کا موڈ آف ہے۔ عاشی نے سب کے چہروں پر اچھتی ہوئی نگاہ ڈال کر تبصرہ کیا۔

کیوں نہ ایک شعر ہو جائے۔ مونانے مسکراتے ہوئے سب سے پوچھا۔
 ضرور ضرور۔۔۔۔ ہم آپ کا شعر سننے کے لیے ہی تو پیدا ہوئے تھے جلدی سنائیے
 پہلے ہی بہت دیر کر دی آتے آتے۔ ایان کو اسے تنگ کرنے میں خوب مزہ آتا تھا۔
 عرض کیا ہے :

ارشاد ارشاد۔۔۔۔ ایان نے اکیلے ہی اس کا حوصلہ بڑھانے کے لیے بلند آواز میں
 ارشاد کہا۔

عرض کیا ہے :

سارے غموں کی ریلیف لائی ہوں
 سارے غموں کی ریلیف لائی ہوں
 اہل غم! بیٹھو میں گولڈ لائف لائی ہوں

واہ واہ پھر تو جلدی سے لاؤ تاکہ ہم سب ایک ایک سوٹا لگائیں۔۔ ایان کو پھیلتا دیکھ کر
مونانے جل کر کہا :

برامت منائیے گا ایان آپ بن پیے ہی دھوئیں کی طرح پھیلنے لگ جاتے ہیں۔
اب تو میں سونف بھی کھاتا ہوں پھر بھی پھیلتا جا رہا ہوں۔۔۔۔۔ اس کا اشارہ اپنے
موٹاپے کی طرف تھا۔

روشیل ان سب سے تنگ آ کر تنہا ایک گوشے میں جا بیٹھا۔ اس کا موڈ سخت آف تھا۔
تب ہی یاسر بھی اس کے پاس آیا۔

کیا سوچ رہے ہو ویرے؟
سوچ رہا ہوں :
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بچپن ہی اچھا تھا یار
دانت ٹوٹتے تھے، دل نہیں

پارٹی ختم ہوتے ہی وہ لوگ گھر پہنچے تھے۔ گھر پر موجود لڑکیاں کھانا بنانے کے بعد کھا
بھی چکی تھیں۔

یار تھک تو بہت گئے ہیں مگر مزہ بھی خوب آیا۔ سپنانے سینڈ لز اتارتے ہوئے کہا۔

اب میں ذرا اپنی زلفیں سنوار لوں برش پھیر کے۔۔۔۔۔ پھر سوتے ہیں۔ عیشو نے واپسی پر دوپٹہ اوڑھ لیا تھا۔ وہ کنگھی کی تلاش میں ادھر ادھر ہاتھ مارنے لگی۔

ہائے! اب سونا کہاں نصیب میں۔ مونانے پیشانی پر ہتھیلی کی پشت رکھتے ہوئے فل ایکٹنگ کی۔ سب لڑکیاں اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔ عیشو بھی کنگھاڑھونڈ چکی تھی بالوں میں پھیرتی مونانے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔

کیوں بھی؟۔۔۔ کیا وجہ؟۔۔۔ کس نے نیندیں چرائی ہیں؟ لڑکیوں نے طرح طرح کے سوال پوچھے۔

ارے تحمل رکھو سب کو بتاتی ہوں۔۔۔ وہ صوفے پر کھڑی ہو گئی یہ ان کا رواج تھا جسے بھی اعلان کرنا ہوتا وہ یونہی صوفے پر کھڑی ہو جاتی۔

ہاں تو میں بات کر رہی تھی سونے کی تو بتانا یہ تھا کہ روشیل میاں کی نیندیں اڑ چکی ہیں آج رات تو بمشکل ہی جناب کو نیند آئے گی۔ مونانے خوب مزے لے کر انھیں پوری داستان سنائی تھی۔ جیسا بھی تک روشیل کے تاثرات سوچ سوچ کر مسکرا رہی تھی۔

یار! میں کیوں نہیں تھی وہاں پر یہ سب دیکھنے کے لیے۔ سنبل نے اپنی حسرت بیان کی

-

ہائے! میری تو ساری کی ساری ہمدردیاں ویرے کے ساتھ ہیں۔ نیہا کو روشیل کی حالت سوچ کر ہی ترس آنے لگا۔

میں بھی اب بھائی کو نہیں بتاؤں گی انھیں تنگ کر کے خوب مزہ آنے والا ہے۔ سپنا کل کے لیے ابھی سے پر جوش ہوئی۔

حق باہ! میں ہوتی تو جلتی پر تیل چھڑکتی۔ عیشو کو وہاں اپنے نہ ہونے پر احساس ہوا۔ اب اس نے بالوں میں کنگھی پھیرنی شروع کی مگر یہ کیا کنگھی بار بار ایک ہی جگہ جا کر رک جاتی۔ عیشو کو کبھی کبھی لمبے بالوں کی وجہ سے جھنجھلاہٹ بھی ہوتی مگر شوق تو شوق تھا۔ اسی شوق کی خاطر اس نے بال بڑھائے ہوئے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

اوئے! کیا ہو گیا ہے؟ منہ کیوں لٹکائے بیٹھے ہو سب۔ سنی آج بڑا ہی خوش دکھائی دے رہا تھا۔

ہائے! کیا بتائیں تجھے ہم؟ ایان نے عورتوں کی طرح سینہ کو بی کی۔ روشیل الگ تھلگ صوفے پر لیٹا سر تلے بازو دیے چھت تکے جا رہا تھا۔ اسے چھوڑ کر سب لڑکے اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

ہمارا ویرا ہے ناں۔۔۔۔۔ ہمارا ویرا بیچارہ۔۔۔۔۔ اس نے رونے کی زور و شور سے
ایکٹنگ کرتے ہوئے روشیل کی طرف اشارہ کیا۔

ہاں کیا ہوا ہے ویرے کو؟ معاذ نے بھی حیرت سے ویرے کو دیکھا انھیں جاننے کی
جتنی جلدی تھی وہ اتنی ہی تاخیر بتانے میں کر رہا تھا۔

ویرے کا دل ٹوٹ گیا آج۔۔۔۔۔ ہائے! میرا ویرا۔۔۔۔۔ اس نے یاسر کے ہاتھ میں
پکڑا رومال کھینچ کر ناک صاف کیا جس سے وہ عادت کے مطابق پسینہ پونچھتا تھا۔
اوائے کمینے میرا رومال کیوں گندا کر دیا ہے اب دھو کے دینا واپس۔ یاسر نے اس کی کمر
میں دھپ رسید کی۔

کوئی ہمیں بھی بتایا گیا یہ ویرے نے کب سے پلاسٹک کا دل لگوار کھاتھا جو آج ٹوٹ گیا
ہے؟ ابرا نے برہم ہو کر پوچھا۔

تب جا کر یاسر نے انھیں تفصیل سے آگاہ کیا۔

اوہ یہ بات ہے پھر تو ہمیں جیا کی نگرانی کرنی چاہیے اور اس لڑکے کی بھی تاکہ معلوم ہو
قصہ کیا ہے۔ مدنی کے اندر کے بد معاش نے انگڑائی لی۔

وہ لوگ اس کی بات کا مفہوم اچھے سے سمجھ گئے تھے۔

بس پھر کل چلتے ہیں ہاکی کھیلنے۔ سنی نے سیٹی کی دھن بجاتے ہوئے بستر پر ڈھے جانا مناسب سمجھا۔ آج رات اسے مزے کی نیند آنے والی تھی۔

ہاکی خریدنے کے لیے پیسے لگیں گے میں تو کہتا ہوں مفت میں گلی ڈنڈا کھیلیں گے۔

ایان کا آئیڈیا انھیں اچھا لگا تھا۔ ویرا ان سب سے بے خبر چھت کو گھور رہا تھا۔

یاد دیکھو ذرا کنگھی یہاں آ کر پھنس کیوں جاتی ہے؟ عیشو بار بار کی کوشش سے تنگ آ کر چلائی تو سنبل جو قریب ہی بیٹھی تھی اٹھ کر اس کے بال دیکھنے لگی۔

عیشو! یہ کیسے ہوا؟ سنبل اس کے بالوں پہ بری طرح چیونگم لگی دیکھ کر دل دہلا دینے والے انداز میں بولی۔

استغفار کیوں ڈرا رہی ہو ہمیں؟ جیانے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔

کیا ہوا ہے؟ عیشو نے پریشان ہو کر گھٹی گھٹی آواز میں پوچھا۔

چیونگم لگی ہے تمہارے بالوں میں اور بال صرف کاٹنے پڑیں گے اس کے علاوہ کوئی حل نہیں ہے۔ سپنا بھی اٹھ کر اس کے بالوں کا معائنہ کرنے لگی۔

ہیں ایسے کیسے چیونگم لگی ہے؟ عاشی نے بے یقینی سے پوچھا۔

نن۔۔۔ نہیں میں بال نہیں کٹواؤں گی۔ عیشو کی آنکھوں میں فوراً آنسو آ گئے۔

سنبل نے باقاعدہ اپنے فون میں تصویر بنا کر اسے دکھائی۔
یقیناً سنی نے موقع سے فائدہ اٹھایا ہے میں چھوڑوں گی نہیں تمہیں شیطان کے چیلے۔
عیشو نے مٹھیاں بھینچیں۔

پہلے بال تو آزاد کرواؤ چیونگم سے۔ کشف نے اسے بال یاد دلائے۔
کل ہم سب سے پہلے بیوٹی پارلر جائیں گے شاید کوئی جگاڑ لگ جائے۔ عیشو نے اپنے
لمبے بال آگے کیے۔ اس نے بھی بغیر سوچے سمجھے شانوں سے ذرا نیچے چیونگم چپکائی تھی
۔ بال کٹوانے کے بعد صرف شانوں تک بچتے۔

اسی غم میں عیشو کو نیند نہیں آئی تھی۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

ہائے! میرا تو غم ہی نہیں بھول رہا اتنے لمبے گھٹنوں تک آتے بال کیسے ضائع چلے گئے
۔ وہ تینوں پارلر سے باہر نکلیں تو چٹکی نے پھر وہی بات کہی۔
بس خدا کی مرضی ہم کیا کر سکتے ہیں۔ جیانی عیشو کو دیکھا جس نے غصے سے نتھنے پھلا
رکھے تھے۔

ہائے! جس ظالم نے چیونگم لگائی ہے خدا کرے وہ گنجا ہو جائے۔ چٹکی نے باقاعدہ دوپٹہ
پھیلا کر بد عادی۔ عیشو نے اسے دیکھا۔

ہیں؟ وہ بھلا کیسے؟

[illegible]

وہ سب تیار ہو کر عیشو اور جیا کا انتظار کر رہی تھیں۔ آج ان سب کا پلان تھا اور منج ٹرین پر سفر کرنے کا۔ اس کے بعد انھیں شالیمار باغ بھی جانا تھا۔ وہ تاریخی باغ جو دنیا کے حسین و جمیل باغوں میں سے ایک ہے۔

ویرے جلدی کرتیار ہو ہمیں بھی جانا ہے۔ مدنی تیزی سے صحن میں داخل ہوا۔
روشیل آج آفس بھی نہیں گیا تھا۔ جبکہ لڑکے سوائے پنکو کے سب گھر پر ہی تھے۔
کہاں جانا ہے؟ ایان نے کپڑے دھوتے ہوئے پوچھا۔

لڑکیاں ساری اورنج ٹرین کے زیرے شالیمار باغ جانے لگی ہیں ہمیں بھی وہاں جانا
چاہیے وہ لڑکا وہاں ضرور آئے گا دیکھ لینا۔ مدنی نے پھرتی سے لباس اٹھایا اور باتھ روم کا
رخ کیا۔

اسے کیسے پتہ؟ معاذ نے جوتے پالش کرتے ہوئے سوال کیا۔
اس کی بہن نے مخبری کی ہوگی اور کیسے؟ ابرار نے کندھے اچکائے۔
وہ سب بھی اپنے اپنے کام چھوڑ کر تیار ہونے لگے۔

وہ آٹھوں لڑکیاں جو نہی ٹکٹ لے کر اورنج ٹرین میں داخل ہوئیں۔ لڑکے بھی پیچھے
پیچھے آگئے۔ لڑکیاں ابھی ان سے بے خبر اپنی اپنی نشست پر بیٹھی ہی تھیں کہ حسان جو
پہلے سے ہی اورنج ٹرین میں موجود تھا جیا کو دیکھتے ہی اس کے سامنے پڑی خالی نشست پر
آبیٹھا۔ روشیل نے یہ منظر صاف دیکھا تھا اس کے تو گویا سر پہ لگی تلوؤں پہ بجھی۔

کنٹرول ویرے کنٹرول۔ مدنی نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔

یار یہ لڑکے کہاں جا رہے ہیں؟ مونانے اپنے قریب بیٹھی نہا سے پوچھا۔ یاسر جو اس

کے قریب ہی اسٹینڈ پکڑے کھڑا تھا فوراً بولا :

ہم تو شالیمار باغ جا رہے ہیں آپ کہاں جا رہے ہیں؟ اس کے سوال کرنے پر نہانے ابرو

اچکا کر کہا :

جہنم میں چلیں گے ساتھ۔

ہو سنسہ، نہیں ان بہن جی کو ہی ساتھ لے جائیں۔ یاسر نے ہنکارا بھر کر مونانے کو دیکھا۔

جس پر مونانے بمشکل ہنسی ضبط کی۔

شکر ہے لالے تو نے بالآخر مونانے کو بہن مان ہی لیا۔ اس کے بائیں طرف کھڑے ایان

نے خوشی سے کہا جو ان کے بچے ہونے والی گفتگو سن چکا تھا۔

جیا حسان کو اورنج ٹرین میں دیکھ کر چونکی تھی۔ اب نہلے پہ دھلا تھا یا اتفاق روشیل بھی

اورنج ٹرین میں سفر کر رہا تھا۔ وہ سب سمجھ رہے تھے جیا اور حسان کی پہلے سے میٹنگ

فکس تھی مگر اتفاق سے دونوں ایک ہی ٹرین کے مسافر بن گئے۔ جیا کبھی کن اکھیوں

سے روشیل کو دیکھتی تو کبھی سامنے بیٹھے حسان کو زبردستی کی اسمائل پاس کراتی۔

~~~~~

جیاجی! حسان نے اسے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔

ارے واہ آپ کو بھی دکھ لگتا ہے۔ عاشی نے طنز کیا جس پر معاذ فوراً بولا :

شادی کرونگا اور کیا کم از کم ایک کنواری لڑکی تو کم ہوگی دنیا میں۔۔۔۔۔ ہاہاہا۔۔۔

اس کی بات پر لڑکیوں کا قہقہہ بلند ہوا۔

یار ایک ہی کیوں باقی تین نے کیا بگاڑا ہے ویسے بھی چار جائز ہیں اسلام میں۔ یا سر کے مشورے پر عاشی نے اسے گھورا تھا۔

وہ لوگ جیادور رو شیل کے انتظار میں تھے۔ رو شیل تو آچکا تھا مگر جیا کے آنے کے آثار کم لگتے تھے خدا خدا کر کے وہ بھی وارد ہوئی۔ ابرار اور سنبل اپنے پروجیکٹ کو ڈسکس کر رہے تھے مگر اب پروجیکٹ کی باتیں ختم ہو گئیں تو سنبل کو سمجھ نہ آئی کیا بات کرے تبھی بولی :

ابرار! آپ کی فیملی کیا کرتی ہے۔۔۔۔۔ مسکراتے ہوئے۔۔۔۔۔ میری تور کھ رکھ کے بے عزتی (بڑبڑا ہٹ)

مگر اس کی بڑبڑا ہٹ اتنی واضح تھی کہ ابرار نے سن لی اور بمشکل اپنی ہنسی روکی۔ وہ لوگ شالیمار باغ میں داخلی ٹکٹ لے کر اندر گھسے۔ آپس میں مختلف بحث اور باتیں کر رہے تھے۔

سنی اور عیشو بھی خلاف توقع بحث میں مشغول نظر آئے۔ ویسے عورتوں سے زیادہ طاقتور مرد ہوتے ہیں۔ سنی کی بات پر عیشو کو تو گویا پتنگے ہی لگ گئے۔

جی نہیں جناب ایک عورت کی طاقت کو کبھی کم نہیں سمجھنا چاہیے۔ عیشو نے فوراً فضا میں ہاتھ لہرا کر اپنی بات پر مہر لگانی چاہی۔

اپنی بات کو ثابت کر سکتی ہو؟ سنی نے فوراً سوال رک کر سوال کیا اس کے پیچھے چلنے والے بھی رک گئے۔

ہاں یہیں سب کے سامنے ثابت کروں گی۔ عیشو نے حجاب بنایا ہوا تھا اس لیے سنی اس کے بالوں کے حال سے واقف نہیں تھا۔

رکیے حضرات رکیے۔۔۔ سنی نے بلند آواز میں کہا تو ان سب کے علاوہ وہاں سے گزرتے چند لوگ بھی رکنے لگے۔۔۔ تب مجمع کے خاموش ہوتے ہی سنی نے کہا: یہ محترمہ عیشو صاحبہ آج ثابت کریں گی کہ مرد سے زیادہ عورت طاقت ور ہے۔ وہ سب متحسں ہو کر دیکھنے لگے۔ وہ سمجھ رہے تھے شاید دونوں بیچ مجمع کے پنجہ آزمائی کر کے مرد و عورت کی برتری ثابت کریں مگر عیشو پورے مجمع سے گویا ہوئی:

ایک عورت کی طاقت کو کبھی کم نہیں سمجھنا چاہیے:

ایک ہاتھ میں لپ اسٹک

دوسرے میں موبائل

ایک کان پر یشر ککر کی سیٹی پر

دوسرا واٹس ایپ کی نوٹیفکیشن پر

ایک آنکھ ٹی وی پر





اس سے باتیں کر کے تو دیکھو  
 تم نے اپنا سر نہ پھاڑ لیا تو کہنا  
 تمہیں کیسے پتہ؟ یا سر نے لڑاکا عورتوں کی طرح سوال کیا۔  
 ہاں ہاں بتاؤ۔ نہا بھی کمر پر ہاتھ رکھ کر ایسے کھڑی ہو گی جیسے میاں میں تو کوئی غلطی ہی  
 نہیں کرتی تم نے کوئی ڈھونڈ لی۔  
 ہم کلاس فیلو ہیں اور آجکل ایک پروجیکٹ پر کام بھی کر رہے ہیں تو کیسے نہیں پتہ ہو گا  
 مجھے۔ معاذ نے دلیل دی۔  
 ہونہ، بد تمیز۔ یہاں اس کی دلیل پر بد تمیز نامی ایوارڈ سے نوازا۔  
 بد تمیز ہونے کا ایک فائدہ ہے  
 فالتو لوگ دوبارہ منہ نہیں لگاتے  
 معاذ نے فرضی کالر جھاڑے۔

مغل بادشاہ شاہ جہاں نے لاہور میں شالیمار باغ تعمیر کروایا تھا۔ یہ اس دور کی بات ہے  
 جب اس مغل بادشاہ نے لاہور میں دربار لگایا تھا تب علی مردان خان نے بادشاہ کو بتایا  
 کہ اس کے پاس ایسا شخص موجود ہے جو نہر بنانے میں بڑی مہارت رکھتا ہے۔ بادشاہ

نے حکم دیدیا رے راوی سے ایک نہر نکال کر لاہور کے پاس سے گزاری جائے اس نہر کے لیے دولاکھ روپے بادشاہ نے دیے۔ ایک سال کے بعد بادشاہ لاہور آیا تو نہر مکمل ہو چکی تھی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس نہر کے کنارے وسیع و عریض اور خوب صورت باغ تعمیر کیا جائے۔

اس باغ میں شاہی غسل خانے، بارہ دری، فوارے اور جا بجا پھل دار درخت لگائے گئے۔ خلیل الرحمن کی نگرانی میں اس باغ کی تعمیر ہوئی۔ یہ باغ اسی ایکڑ پر پھیلا ہوا ہے۔ لگ بھگ چھ لاکھ روپے اس باغ پر لاگت آئی۔ یہ باغ ڈیڑھ سال کے عرصے میں مکمل ہوا۔

NEW ERA MAGAZINE

شالامار باغ تین تختوں پر مشتمل ہے، تینوں تختے الگ الگ باغ ہیں جن کے نام یہ ہیں :

فیض بخش، حیات بخش اور فرح بخش

یہ تینوں ایک دوسرے سے بارہ یا تیرہ فٹ کی بلندی پر ہیں اور ہر اونچے تختے سے نچلے تختے پر اترنے کے لیے خوب صورت سیڑھیاں موجود ہیں۔ یہاں تالاب بھی بنا ہوا ہے جس میں بہت سے فوارے لگے ہوئے ہیں۔ یہاں سنگ مرمر کی پانچ خوبصورت بارہ دریاں بھی بنائی گئیں۔ بادشاہ ان بارہ دریوں میں بیٹھ کر برسات کا نظارہ کرتا تھا۔ یہاں

(یار بڑی بھاری کتابیں ہوں گی ایان شاید اٹھالے)

ہم دل کا حال سناتے ہیں  
وہ شعر سنار ہی تھی جبکہ مدنی ابرار نے کان میں کھسر پھسر کر رہا تھا اب بہن کے سامنے  
تو نہیں بول سکتا تھا۔

واہ، واہ، واہ۔۔۔۔۔ سب نے واہ واہ کی مگر مدنی نے بڑھ چڑھ کر کی تھی ابرار نے اسے  
عجیب سی نگاہوں سے دیکھا ابھی تو میرے کان میں گھسا شعر میں کیڑے مکوڑے نکال  
رہا تھا۔

اب میری باری۔۔۔۔۔ ایان نے دونوں ہاتھ بلند کیے اور پھر گویا ہوا :  
ارشاد کیا ہے۔۔۔۔۔ ابے عرض کیا ہوتا ہے۔۔۔۔۔ ہی ہی ہی سنی نے غلطی نکالی تو ایان  
نے بے شرمی سے دانت نکالے۔

اچھا ٹھیک ہے عرض کیا ہے :  
ارشاد، ارشاد۔۔۔۔۔ سب نے یک زبان ہو کر کہا۔  
عشق نے نکما نہیں کیا غالب  
میں بچپن سے ہی ویلا ہوں  
ہا ہا ہا ہا ہا۔۔۔۔۔ سب نے قہقہہ بلند کیا۔

اب یاسر کی باری ہے اور یقیناً مانویہ اس حسین موسم پر شعر کہے گا اور کیا خوب کہے گا۔  
 معاذ کو معلوم تھا اسے شاعری نہیں آتی اس لیے لڑکیوں کے سامنے اسے پھنسانا چاہا۔  
 لڑکیوں کے سامنے تو اسے بھی اپنی عزت بچانے تھی سو کچھ دیر سوچنے کے بعد گویا  
 ہوا :

اے موسم تو اتنا حسین نہ ہوا کر

عرض کیا ہے :

اے موسم تو اتنا حسین نہ ہوا کر

ہر کسے داویاہ فی ہویا ہوندا

اس کے دوسرے مصرعے پر سب کا ہانسا نکل گیا۔

اب باری آئی تھی ابرار کی اس نے بھی شاعری میں کوئی جھنڈے نہیں گاڑے تھے مگر  
 شعر تو سنانا تھا۔ سو وہ گویا ہوا :

عرض کیا ہے :

صاحب! مجھے انصاف چاہیے

دل میرا ہے تو مالک کوئی اور کیوں؟

بھائی اس کے لیے عدالت جانا پڑے گا مان نامان پولیس کیس ہے۔ ایاں نے اس کا مذاق اڑایا۔

نہیں میں تو کہتا ہوں ہاسپٹل جائیں اور دل ہی نکلو ادیں نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔ کاشف میاں بھی لڑکوں کی زبان بول رہے تھے۔ اتنے سے عرصے میں وہ اس کی عادت کے عادی ہو گئے تھے اس لیے ایڈ جسٹ کر لیتے تھے کبھی کشف کی صورت تو کبھی کاشف۔

ان کے نایاب مشوروں پر ابرار نے ہاتھ جوڑ دیے۔ رائٹر صاحبہ اب آپ بھی شعر سنا دیں یا ہمیں پہلے ناریل پھوڑنا پڑے گا۔ جیا جوٹانگوں کے گرد بازو لپیٹے ان کی شاعری سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ کچھ سو جھنے پر مدنی نے خواہش ظاہر کی۔

ہا ہا ہا۔۔۔ ٹھیک ہے تو پھر سنیں ایسا شعر سناؤں گی جو نہ کبھی کسی نے سنا نہ سنایا۔۔۔۔۔ جیا کے چہرے پر شرارت واضح دکھائی دے رہی تھی۔ آہم، آہم۔۔۔ سنی نے روشیل کو کہنی ماری جو آج منہ میں دہی جمائے پھر رہا تھا۔ عرض کیا ہے۔ ان کے ارشاد کہنے پر جیا نے شعر سنایا : میں الہڑ سو ہنی چن ورگی،

او کو جا، کملا، جھلا سا

جیانے ہنسی دبا کر رو شیل کو دیکھا شاید کوئی فرق پڑے مگر ابرار فوراً بولا :

یہ بات تو آپ نے سو فی صد سچ کہی کے۔۔۔۔۔ سب نے اسے دیکھا یعنی رو شیل کو جا، کملا اور جھلا۔۔۔۔۔ ابرار گھبرا کر بولا :

اوئے نہیں میں تو حسان کی بات کر رہا ہوں وہ بالکل ایسا ہی تو ہے۔

ہاں بالکل جیاجی آپ کو تو وہ ذرا بھی سوٹ نہیں کرتا۔ ایاں نے بھی تبصرہ کیا۔ سب لڑکیاں انھیں پریشان کر کے بڑا لطف اٹھا رہی تھیں۔

اب ویرے کی طرف سے ایک شعر ہو جائے۔ سنبل، عیشو اور کشف نے باہمی مشاورت کے بعد کہا۔

میں نے قبولیت کے کسی لمحے مانگا تھا

وہ دوست جو سخت مشکل میں ہنساتا ہے

ویرے کی شکایتی نظریں جیا پر ٹکی تھیں۔ سب نے خوب تالیاں بجائیں۔

بس بہت ہو گی اردو، انگلش شاعری اب ذرا چائینز میں ایک شعر میری طرف سے ہو جائے۔ عاشی نے جوش میں کہا۔

واہ آپ اور چائینز۔ سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔



لڑکیوں نے اسے دیکھا سے کب سے چائینیز آنے لگی۔

چن شوشوئی ٹنگ پونگ چن یو

مرشد

شن چن شی پوئی سوئی دھوئی چوئی اوئی اوئی

محفل میں خاموشی طاری تھی بلا آخر عاشی کو خود کہنا پڑا :

واہ واہ تے کرد و ظالمو !

اس کا مطلب کیا تھا ویسے؟ کاشف میاں نے پوچھا۔

مجھے پتہ ہے اس شعر میں شاعرہ کہنا چاہتی ہے :

چن سن میرے نال گزاراتے کر لیں گامیں صرف سوئی آں کپڑے دھونی آں تے اینا

تھک جانی آں کہ بعد اچ اوئی اوئی کردی آں۔

سنی نے اس کے شعر کی خوب تشریح کی تھی وہ سب ہنس ہنس کر دوہرے ہو گئے۔

اچھا اب بس بہت ہو گیا ہمیں شاپنگ بھی کرنی ہے اور پھر گھر بھی پہنچنا ہے چلو اٹھو

لڑکیو! بلا آخر جیا کے کہنے پر وہ سب اٹھیں۔ آج کافی اچھا وقت یہاں گزر گیا تھا۔

اب انھیں باغبان پورہ سے شاپنگ کرنی تھی۔ جبکہ لڑکوں نے گلی ڈنڈا کھیلنا تھا۔

-----

باغبان پورہ بازار یو ای ٹی یونیورسٹی کے قریب پڑتا ہے۔ اس بازار میں طلباء کو بہت ہی سستے دام پر چیزیں مل جاتی ہیں۔ کلہا پوری جوتے جیا کو بڑے پسند تھے۔ جوتوں کی دکان پر کلہا پوری چپلیں دیکھتے ہی جیا وہیں رک گئی۔

آں ہاں محترمہ کے پسندیدہ جوتے سستے دام پر ہیں اب نجانے کتنی دیر یہاں رکنا پڑے گا۔ نیہانے اسے وہاں رکتے دیکھ کر کہا۔

نہ جی نہ دیر مت کہو تمہیں نہیں پتہ جیا کی پسند کیسی ہے ابھی ایک نظر سارے جوتوں پر ڈالے گی اور جودل کو بھایا وہ اٹھائے گی۔ کبھی کبھی تو میں بھی حیران ہوتی ہوں اتنی زبردست چیز پسند کرتی ہے۔ سنبل نے بہن پر فخر کرنا چاہا آخر کو اب تک اسے ہی اپنی شاپنگ کے لیے بھیجتی رہی تھی۔ مگر اس بات کا اعتراف جیا کے سامنے کرنا گناہ سمجھتی تھی۔

ہاں ویسے پسند تو اچھی ہے اس کی۔ سپنانے بھی تائید کی۔ اتنے میں جیانے سامنے پڑے جوتوں میں سے ایک جوتا اٹھایا۔ سنہری رنگ کے تاروں سے مزین ایک پٹی جوتے کو خوب صورت بنا رہی تھی۔

باجی! سائز چیک کر لیں۔ جیانے گندا سامنہ بنا کے سامنے والے کو دیکھا اسے یہ لفظ نجانے کیوں زہر لگتا تھا۔ اسکول ٹائم میں بھی اگر کوئی لڑکا یا بچے باجی کہتے فوراً ٹوک

دیتی باجی مت کہا کریں آپنی یا بہنا پکار لیا کریں۔ مگر یہاں ضبط کرتے ہوئے جوتے کا سائز چیک کیا اور پھر پیک کروانے کے بعد ساڑھے تین سو پیمنٹ کی۔

ویسے جوتا اچھا مل گیا ہے تمہیں۔ مونانے تعریف کی۔

آخر میری چوائس ہے۔ جیا اترائی اس پر عیشٹونے فوراً فرضی کالر جھاڑے :

میں بھی کہوں اتنی اچھی کیوں ہوں۔ لڑکیوں نے مڑ کر سر سے پیر تک اس کا جائزہ لیا۔

پھر تو ہم سب اچھی ہیں۔ سپنانے ان سب کا دھیان بدلا۔

ہاں یار کبھی کبھی مجھے خود سے بھی جلن ہوتی ہے مطلب یار کوئی اتنا اچھا کیسے ہو سکتا ہے۔

سنبل کی بات پر جیانے انھیں گھورا جو راستے میں کھڑی ہو کر اتر رہی تھیں۔

بس تم لوگوں کے معاملے میں ہی مجھے اپنی چوائس پر شرمندہ ہونا پڑتا ہے کبھی کبھی۔

جیانے انھیں شرم دلانی چاہی۔

ہا ہا ہا۔۔۔۔۔ وہ سب ہنسی تھیں۔۔۔۔۔ اب ان کی نظریں مختلف دکانوں کا جائزہ لے رہی تھیں۔ مگر ساتھ ساتھ باتیں بھی جاری تھیں۔

یار ویرے کی حالت دیکھی تھی قسمے بڑا مزہ آیا۔ عاشی نے ایک اسٹائلش ساٹاپ دیکھتے ہوئے کہا۔

ہی ہی ہی۔۔۔۔۔ یہ آگ کاشف میاں کی لگائی ہوئی ہے۔۔۔۔۔ مونانے کشف کو گھورا  
جوٹی شرٹس پیک کروار ہی تھی۔

ہاں تو تم لوگوں کو ترس آرہا ہے بڑا فائر بریگیڈ بلوا کے بجھوادو میری لگائی آگ۔ کشف  
نے منہ بنایا حالانکہ مزے تو سب لے رہی تھیں۔

فائر بریگیڈ کی کیا ضرورت ہے جیا کو بھیج دو پھر بھی نہ بجھی تو ایک ایک پانی کی بالٹی ہم  
سب ڈال دیں گے ویرے پہ۔ عیشو نے مفید مشورے سے نوازا۔

نہ بابا میں تو پائپ کھینچ کے لے جاؤں گی اب اتنی وزنی بالٹی کون اٹھائے۔ سدا کی سست  
اور کاہل وجود سنبل نے صاف انکار کر دیا۔

شاپنگ کے بعد وہ لوگ اپنے اپنے بیگزا اٹھائے واپس مڑیں۔ اب انھیں اور نج ٹرین کے  
زریعے واپس پہنچنا تھا۔

آج خیر نہیں ہماری عذرا آئی کو پتہ چل گیا کہ ہم گیارہ بجے کے نکلے ہوئے چھ بجے  
لوٹ رہے ہیں۔ مونانے گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے کہا۔

کتنی بار کہا ہے موننا اچھے لوگوں کو یاد رکھا کرو مجھے سمجھ نہیں آتی اتنی موٹی انٹی تمہارے  
اتنے سے دماغ میں پوری کیسے آ جاتی ہیں۔ کشف ابھی تک عذرا آئی سے چڑتی تھی۔

فکرناٹ میں بتاؤں گی عذرا آئی کو کن الفاظ میں انھیں یاد کرتی ہو۔ سپنا نے اسے بلیک میل کرنا چاہا۔

سپنا اااا۔۔۔۔۔ اس نے اونچی آواز میں کہا جیسے کہنے لگی ہوہاں کہ دینا میں کونسا ڈرتی ہوں مگر اس کے متوجہ ہوتے ہی بھیگی بلی بن گئی۔۔۔۔۔ کسی کی شکایتیں لگانا کتنی بری بات ہوتی ہے میری بہن کیا تم چاہتی ہو کہ جہنم میں پکوڑا بن جاؤ نہیں نہ تو آئی کو کچھ مت بتانا۔ اس کی منت سماجت پر سب کا قہقہہ بلند ہوا۔

اگلے دن سارے کام نمٹا کر وہ لوگ پارک پہنچیں۔ آج تو ان کے پاس ریکٹ شٹل بھی تھا۔ کشف اور عاشی ریکٹ شٹل کھیلنے میں مصروف تھیں۔ جی صرف حسان کی وجہ سے پارک آئی تھی۔ لڑکے بھی لڑکیوں کے پارک پہنچتے ہی پیچھے پیچھے آئے۔ آج تو ان سب کے چہروں پر عجیب سی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

ہیلو گرلز! ایان نے قریب آتے ہی ہاتھ ہلایا۔

زیادہ فرینک ہونے کی ضرورت نہیں ہے مسٹر موٹو۔ مونانے اسے ٹوکا تو وہ اپنا سامنہ لے کر رہ گیا۔

ابرار، نہیا، سنبل اور معاذ اپنی رہ جانے والی اسائنمنٹ کو آخری ٹچ دے رہے تھے ایک طرف دائرے میں بیٹھ کر۔

رائٹر صاحبہ آج فارغ دکھائی دے رہی ہیں خیریت۔ مدنی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ ارے فارغ کہاں دیکھا نہیں کسی کے انتظار میں آنکھیں بچھائی بیٹھی ہیں۔ یاسر نے بھی طنز کیا۔ سنی، مدنی، روشیل، ایان اور یاسر وہیں براجمان ہو گئے۔

شکر ہے ریڈ کارپٹ نہیں بچھادی۔ روشیل نے مسکراتے ہوئے طنز کیا۔ جیانے سب کو دیکھا پھر آہنگ قریب بیٹھی لڑکیوں کو۔ لڑکوں کے تو تیر ہی بدلے ہوئے تھے جبکہ اس کے پاس بیٹھی نہیا، سپنا اور مونا خاموشی سے سچویشن سے لطف اٹھا رہی تھیں۔ جیا بیٹے اب اپنا محاذ خود سنبھال یہ صرف تماشا دیکھنے بیٹھی ہیں۔۔۔۔۔ جیانے یہ خیال آتے ہی روشیل میاں کو دیکھا اور مسکرائی۔

ہم ریڈ کارپٹ پر چلنے والوں میں سے ہیں بچھانے والوں میں سے نہیں۔ اس کا انداز بہت کچھ جتانے والا تھا۔ دو ٹوک جواب پر لڑکیوں نے خوش ہو کر تالیاں بجائیں۔ واہ، واہ کیا جواب دیا ہے میری جان مزہ ہی آگیا۔ مونا کے انداز نے ایان کو نتھنے پھیلانے پر مجبور کر دیا۔

اتنے میں انھیں حسان آتا دکھائی دیا۔



خدا کرے انھیں عقل آجائے۔ جیا کو حسان پر ترس آرہا تھا۔

چچ۔۔۔ چچ کیسا بندہ چنا ہے جیا جی آپ نے جو اپنی حفاظت بھی نہیں کر سکتا۔ مدنی نے حسان کا مذاق اڑایا جس پر حسان نے منہ بنایا۔

حسان آپ کو آنے کی کیا ضرورت تھی۔ مجھے انفارم کر دیتے۔ جیا ضرورت سے زیادہ اس کے لیے کیرنگ ہو رہی تھی۔

یار یہ تو اس کی ہمدردیاں سمیٹ رہا ہے فلاپ گیا تم لوگوں کا گلی ڈنڈا۔ روشیل نے ان سب کو گھورا۔

جیا جی میرا آپ سے ملنا بہت ضروری تھا آپ جانتی تو ہیں۔ حسان نے کہا۔

ٹھیک ہے اب چلتے ہیں کہیں جا کر بیٹھتے ہیں تھک رہے ہوں گے آپ۔ جیا کے کہنے پر اس سے پہلے کے وہ مڑتا یا سر فوراً بولا :

ارے پہلے ہی وہ اتنا تھک گئے ہیں آپ لوگ یہیں بیٹھ جائیں۔

ایکسیوز می! پرائیویسی بھی کسی چیز کا نام ہے اور پھر کباب میں ہڈی کس کو پسند ہوتی ہے۔ جیا نے لا پر وائی سے کندھے اچکائے۔

روشیل نے ان دونوں کو ایک ساتھ وہاں سے جاتے دیکھا تھا۔ مگر اگلے سین نے وہاں بیٹھے سب لوگوں کو چونکنے پر مجبور کر دیا تھا۔



حسان چلتے چلتے لڑکھڑایا جیانے بے ساختہ اسے سہارے دینے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔  
اس سے پہلے کہ حسان اس کا ہاتھ تھامتا۔ سب نے روشیل کو کڑے تیوروں کے ساتھ  
اٹھتے دیکھا۔

آج اس کی خیر نہیں۔ لڑکوں کے منہ سے یکلخت نکلا۔  
یارویرا سخت سخت غصے میں ہے رو کو کوئی۔۔۔۔۔ ابھی سپنا کی بات مکمل نہیں ہوئی  
تھی اور فضا میں تھیٹر کی آواز گونجی جو سب نے سنی تھی۔  
جیانے پھٹی پھٹی نگاہوں سے روشیل کو دیکھا۔ اسے روشیل سے ایسی امید ہرگز نہیں  
تھی۔

حسان حیرت سے اپنے رخسار پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا جبکہ جیا کو دیکھ کر ایسا لگا کہ وہ شاک  
کے زیر اثر ہے۔

دفع ہو جاؤ تم یہاں سے۔۔۔۔۔ حسان پر چلایا اس کے لیے بھرے مجمع میں اتنی بے  
عزتی کافی تھی وہ خاموشی سے جانے کے لیے مڑا تبھی جیا شاک سے باہر آئی اور حسان  
کو روکنے کے لیے لپکی مگر روشیل نے جیا کا بازو دبوا دیا۔

اور محترمہ آپ بتانا پسند کریں گی آخر دونوں کے بیچ چل کیا رہا ہے اتنے دنوں سے؟ جیا جواب دینے کی بجائے اپنا بازو چھڑانے لگی۔

رو شیل وہ جا رہا ہے پلیز چھوڑ مجھے۔ اس بات نے رو شیل کو مزید طیش دلایا۔ جیا کے بازو پر رو شیل کی گرفت مضبوط ہوئی تھی۔

جانے دو اسے اور مجھے جواب دو میں کیا یہاں بکواس کر رہا ہوں؟ آخر کیوں میرا ضبط آزما رہی ہو؟ دوسرا سوال اس نے بڑے مجبور لوگوں کی طرح گڑ گڑانے والے انداز میں کیا۔ جیا کے تو سر پہ لگی تلوؤں پہ بچھی تھی۔

یار تماشا بنا رہے ہیں دونوں رو کو انھیں۔ مونانے ان سب کو دیکھا جو خاموش تماشائی بنے بیٹھے تھے۔

رہنے دو اب جب سب کلیئر ہو رہا ہے تو ہم کیوں درمیان میں ٹانگ اڑائیں۔ ایان نے اپنے تئیں سمجھداری کا ثبوت دیا۔

ہو نہہ، تمہاری ٹانگ پوری بھی نہیں آنی میاں! مونانے چڑ کر کہا۔ ایان نے اس کے سامنے بچوں کی طرح ہاتھ جوڑ لیے اور بچوں کی طرح رونی صورت بنا کر بولا :

میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟

ایک ڈرامہ کافی نہیں تھا تم دونوں بھی شروع ہو گئے ہو۔ یہاں انھیں جھڑکا۔ تو وہ اپنا ڈرامہ پھر کسی وقت کے لیے رکھ کر روشیل اور جیا کا ڈرامہ دیکھنے لگے۔

اوہ تو مسٹر روشیل آپ جاننا چاہتے ہیں کہ ہمارے بیچ کیا چل رہا ہے۔۔۔۔۔ وہ سننے سے پہلے آپ یہ مت بھولیے میں ایک رائٹر ہوں آپ کی جاگیر نہیں کہ اٹھ کر کسی پر بھی دھونس جمانے چلے آئیں گے۔۔۔۔۔ اس بات پر روشیل نے اسے تڑپ کر دیکھا تھا۔۔۔۔۔ اس کی ایک کہانی ہے وہ انسان صرف اپنی کہانی مجھ سے لکھوانا چاہتا تھا تاکہ عام لوگ کچھ سبق حاصل کر سکیں۔ وہ یہ بات میرے اور اپنے درمیان راز رکھے ہوئے تھا تاکہ لوگ اس کی کہانی جان کر اس پر ترس نہ کھائیں۔ اس کا قصور یہ ہے وہ ایک گھنٹہ میرے پاس بیٹھ کر اپنی کہانی سناتا رہا آج بھی زخمی حالت میں وہ میرے پاس آیا مگر آپ نے اس کے ساتھ یہ برتاؤ کیا۔ کس حق سے روشیل صاحب؟ جیاسخت غصے میں تھی۔ اس کے گال غصے کے مارے متمم رہے تھے۔ جیا نے اس سے سوال کیا تھا مگر روشیل کو چپ لگی تھی۔ اسے سمجھ نہ آیا کیا کہے۔

دیکھیں مسٹر روشیل ہمارے درمیان کوئی رشتہ استوار نہیں ہو گیا دو چار دن ہنس بول لینے سے۔ میں دن میں کتنے ہی لوگوں سے ہنس کر بول لیتی ہوں کیونکہ مجھے ہر انسان میں ایک کہانی کی ایک کردار کی کھوج ہوتی ہے، پھر کس رشتے کی بنیاد پر آکر آپ نے

اس پر ہاتھ اٹھایا؟ اور اگر ہمارے درمیان کوئی رشتہ استور ہوتا بھی ہے تو مجھے شکی انسان ہر گز نہیں پسند۔ کوئی بھی مسئلہ ہے کچھ جاننا ہے آکر ڈسکس کریں مجھ سے۔ غلط فہمیاں ایسے مار پیٹ کر دور نہیں کی جاتیں۔ جیاشکایتی نظروں سے اسے دیکھتی پارک سے باہر نکل گی۔ وہ اپنی جگہ سر جھکائے کھڑا تھا۔

جوش میں آکر انسان ہوش کھو بیٹھتا ہے۔ وہ بھی ہوش کھو بیٹھا تھا۔ وہاں موجود سب لڑکے اور لڑکیاں کہیں نہ کہیں خود کو قصور وار سمجھ رہے تھے۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین

یار یہ دونوں تو اتنے زیادہ سیریس ہو گئے مجھے بہت برا لگ رہا ہے۔ عاشی نے چلتے ہوئے اک طائرانہ نگاہ اپنے ساتھ چلنے والی لڑکیوں پر ڈالی۔ وہ سب گھر جانے والے راستے پر چل رہی تھیں۔

میری وجہ سے ہوا ہے میں نے ویرے کو مذاق مذاق میں بہت کچھ کہہ دیا۔ کشف کو احساس شرمندگی نے آن گھیرا۔

سب کچھ چھوڑ و حسان بیچارہ تو ایسے ہی پٹ گیا ہم سب کے چکر میں۔ سپنا کی بات پر وہ سب متفق ہوئیں سب سے زیادہ قابل رحم اس صورت حال میں وہی تھا جو کوئی قصور نہ ہوتے ہوئے بھی سب کی نظروں میں پہلے گنہگار ٹھہرا۔

یار حیرت ہے جیانی ہمیں بھی نہیں بتایا مجھے تجسس ہو رہا ایسی بھی کیا کہانی ہے حسان کی۔ عیشو کے اندر تجسس کا کیڑا کلبلا یا۔

ہائے! اب تو مجھے بھی کچھ کچھ ہو رہا ہے۔ مونا کو بھی تجسس نے آن گھیرا۔ اب تجسس کا شکار وہ ساتوں تھیں مگر جیانی کا پارہ ہائی دیکھ کر سب نے چپ سادھ لی تھی۔

دل میں آگ ہے یہ کیسی تو لگا گیا

میرے اشکوں کو بھی رونا ہے آگیا

دنیا میں کیا باقی رہا کیوں جانے

خواہشیں کرے تو دل لگی کی

سن سائیاں تیرے عشق دیاں خیراں منگیاں

وہ رات کے اندھیرے میں ویران سڑک پر اسٹریٹ لائٹ کی روشنی میں فٹ پاتھ پر

آہستہ آہستہ چلا جا رہا تھا۔ اسٹریٹ لائٹ کی پیلی روشنی میں وہ جیسے ٹوٹا بکھرا دکھائی

دے رہا تھا۔ مگر وہ اتنا کمزور نہیں تھا کہ ٹوٹ جاتا اسے تو جیسا کہ اعتبار توڑنے کا درد تھا۔ یہ

درد چین نہیں لینے دے رہا تھا۔

اسے یاد تھا ایک دفعہ جیسا سے باتوں کے درمیان کہا تھا میرا اعتبار کرو اور اس نے ہنس کر کہا تھا:

آپ اعتبار کی بات کرتے ہیں تو سنیں مسٹر! میں تو تالا لگا کر بھی تین بار کھینچتی ہوں۔

ویراجیا کے باہر نکلتے ہی پیچھے پیچھے گیا تھا لڑکے یہی سمجھے گھر جائیگا سیدھا مگر اب وہ کافی

دیر سے انتظار کر رہے تھے اس کا کہیں کوئی اتاپتہ نہیں تھا۔

آہم، آہم۔۔۔۔۔ سنی نے سب کو پریشانی سے نکالنے کے لیے ہاتھ کا مائیک بنایا اور گلا

کھنکار کر ان کو اپنی طرف متوجہ کیا۔۔۔۔۔

جی تو ناظرین ! آپ دیکھ رہے ہیں مجھے اس وقت چھڑے چھانٹ فیملی ہاؤس میں  
 --- میں یہاں اپنے کیمبرہ مین ایان کے ساتھ --- ایان نے کانچ کا گلاس اٹھا کر  
 لائیو کورٹج کرنی شروع کی۔۔۔ جائے وقوعہ کے عینی شاہدین کے پاس موجود ہوں تو  
 آئیے ان سے باری باری سوال کرتے ہیں۔۔۔۔ وہ مائیک مدنی کے سامنے کرتے  
 ہوئے بولا :

جی تو مدنی صاحب شہر میں آپ غنڈہ گردی کی وجہ سے بڑے مشہور ہیں سننے میں آیا  
 ہے کہ امریکہ کے صدر ریش کو بھی بھرے مجمع میں جوتا آپ نے مارا تھا پھر محترمہ بے  
 نظیر بھٹو کے کیس میں بھی آپ ملوث نظر آتے ہیں۔۔۔۔ مدنی پہلے تو سنی کے اس پر  
 لگائے گئے بڑے بڑے الزامات سن کر ششدر رہ گیا مگر سنی کی تقریر جاری تھی  
 --- بھارت پاکستان کی جھڑپوں میں سب سے بڑا کردار آپ کا ہے، کیا ان دو  
 ملکوں کے بیچ خون کی ندیاں بہانے کے بعد بھی آپ کا جی خوش نہیں ہوا کہ کل آپ  
 نے حسان نامی مظلوم و مجبور شخص کو اپنے دوستوں کے ساتھ نقاب پوشوں کے روپ  
 میں گلی ڈنڈے کے نام پر ٹھڈے مارے۔۔۔ اس کی میڈیا کے نمائندوں جیسی پوچھ  
 تاجھ اور بڑے بڑے الزامات پر سب لڑ کے بمشکل ہنسی کنٹرول کیے بیٹھے تھے۔

جی تو مدنی صاحب آپ اعتراف کرتے ہیں ان ٹھڈوں کا؟ اس نے مائیک میں سنجیدگی سے سوال کیا اور پھر مائیک اس کے سامنے کیا۔

جی اب میرے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ میں اعتراف کر لوں ہمیشہ کی طرح اس بار بھی میں نے اپنے دوست اور مشیر سنی کے مشورے پر حسان نامی شخص کو ٹھڈے مارے۔۔۔۔۔ اب سنی کی باری تھی آنکھیں پھاڑنے کی جبکہ مدنی مسکراتے ہوئے مائیک میں کہ رہا تھا۔۔۔۔۔ یاد رہے بھرے مجمع میں سنی نے اسپیشل اپنے پاؤں سے جوتا اتار کر دیا تھا تاکہ میں بش کو مار سکوں اور مجھے آج بھی اچھے سے یاد ہے سنی کو تب میرے ساتھ اس حالت میں امریکہ سے پاکستان بھاگنا پڑا کہ اس کے ایک پاؤں میں جوتا تھا اور دوسرے میں نہیں۔۔۔۔۔ مدنی کو نساکم تھا اب کی بار لڑکے اپنے قہقہوں کو باہر آنے سے نہ روک سکے تھے۔

ٹھیک ہے اب دوسرا سوال ہے آپ سے؟ سنی نے منہ بناتے ہوئے دوسرا سوال کیا : کیا آپ سب کو نہیں لگتا کہ یہ ٹھڈے آپ لوگوں نے حسان کو نہیں بلکہ ویرے اور رائٹر کے بیچ فی الحال نہ شروع ہونے والے رشتے کو مارے ہیں۔



پتہ نہیں یار ہم نے تو حسان کو مارے تھے لیکن لگ ان دونوں کے بیچ فی الحال نہ شروع ہونے والے رشتے کو گئے۔ معاذ نے بمشکل ہنسی ضبط کر کے تشویش سے مائیک میں کہا

-

جی تو ناظرین! آپ لوگ ان کی بات سمجھے۔۔۔۔۔ ذرا توقف کیا لڑکے بغور اسے سننے لگے اب کونسا شوشا چھوڑے گا۔۔۔۔۔ ان کا کہنے کا مطلب ہے یہ مارتے کسی اور کو ہیں مگر واپس انہی میں سے ہی کسی ایک کو آکر لگتا ہے ٹھڈا۔ اس کی بات کے مکمل ہوتے ہی لڑکوں نے ایک ساتھ ایک ایک لات اسے رسید کی وہ توازن نہ سنبھال سکا اور پیچھے زمین پر ڈھیر ہوا۔

صوفے پر پنکو بیٹھا یہ سب صورتحال دیکھ کر لطف اندوز ہو رہا تھا۔ ناظرین کا کردار وہ اکیلا نبھار رہا تھا۔

ناظرین! (چلاتے ہوئے) یہ سب بوکھلائے ہوئے ہیں ان کی اب وہ صورتحال ہے "میرے کرنار جن آئیں گے" کی طرح "تمہارے ٹھڈے واپس آئیں گے"۔ لڑکوں نے اپنے قریب پڑے کشن اور تکیے سب اٹھا کر اس پر اٹیک کیا۔ کیمرہ مین! سب اپنے کیمرے میں قید کر لو ایک ایک کو ان کا ٹھڈا واپس لوٹایا جائے گا (جیسے ادھار ہو)۔ سنی کی آواز تکیے اور کشن کے ڈھیر کے اندر سے بلند ہوئی۔ ایان نے

اٹھ کر کیمرہ مین کی ایکٹنگ زور و شور سے کی مگر لڑکے اس پر دھاوا بول چکے تھے۔ اب سنی تکیوں کے ڈھیر تلے تھا جبکہ ایان لڑکوں کے نیچے۔ جبکہ صوفے پر بیٹھا پنکواب صوفے پر پیٹ پکڑے لیٹا ہنس رہا تھا۔

-----

وہ لوگ گھر پہنچیں تو دروازہ بند تھا۔ ان سب نے ایک دوسرے کو دیکھا لگتا ہے تیور ابھی تک جارحانہ ہیں۔

لوجی دروازہ تو ایسے بند کر رکھا ہے جیسے ہم نے رات پارک میں گزارنی ہو۔ سنبل نے جل کر کہا۔ اتنے میں سپنا نے دروازے پر دستک دی جبکہ نیہا نے بیل پر ہاتھ رکھا۔ اندر سے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ جیاجس تیزی سے آئی تھی اسی تیزی کے ساتھ دروازہ کھول کر اندر چلی گئی۔ لڑکیوں نے دروازہ بند کیا اور اندر داخل ہوئیں۔

جیا اوپن کچن میں کھڑی بڑے مصروف انداز میں تیزی سے سبزی کاٹ رہی تھی۔ ساتھ ساتھ سالن بنانے کا سامان بھی چولہے پر پٹخ پٹخ کر رہی تھی۔ سنبل کی باری تھی آٹا گوندھنے کی۔ سب لڑکیاں فرش پر بچھے کارپٹ پر نیم دراز ہو گئیں۔ اس وقت جیا سے بات کرنا ایسا تھا جیسے بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ دینا۔

میں نے کہیں پڑھا تھا انسان کو ہمیشہ خوش رہنا چاہیے کریلے جیسا منہ بنا لینے سے مسئلے حل نہیں ہو جاتے۔ سنبل نے آٹے والے ڈرم سے آٹا نکالتے ہوئے کن اکھیوں سے جیا کو دیکھا۔ وہ بدستور لب کاٹتے ہوئے خاموشی سے چولہے پر سالن چڑھا رہی تھی۔ ویسے میں نے بھی ایک جگہ پڑھا تھا ہمیشہ مسکراتے رہنا چاہیے ایک تو انسان کیوٹ لگتا ہے دوسرا مفت میں دشمنوں کا خون جلتا ہے۔ کشف نے بڑے پیار سے جا کر سالن پکاتی جیا کے گلے میں بائیں ڈالیں۔

تم لوگوں نے کب سے پڑھنا شروع کر دیا ہے؟ عاشی نے ابرو اچکائیں۔ جیسے وہ آج تک اسکول کے باہر چنے چاٹ کی ریڑھی لگاتی رہی ہوں۔

چھوڑو مجھے۔۔۔ جیا نے آف موڈ کے ساتھ اس کی بائیں اپنے گلے سے نکالنی چاہیں۔

کشف تو مزید اس سے لپٹ گی اور ڈھیٹوں کی طرح بولی :

کیوں چھوڑ دوں میں تمہیں، ویسے بھی تمہارے جیسے بے غیرت دوست روز روز نہیں ملتے۔

عیشو کو اس سچویشن میں مزہ نہیں آ رہا تھا سو اس نے تیلی لگانی چاہی اور لیٹے لیٹے اٹھ بیٹھی :

ویسے جیاتم نے بلکل اچھا کیا ویرے کو کھری کھری صاف ستھری سناڈالی اب دیکھنا وہ آئے گا تمہارے پاس اور کہے گا (رو شیل کی نقل اتارتے ہوئے) پلیز مجھے معاف کر دو میں دوسرے لڑکوں جیسا نہیں ہوں (مسکین سا انداز) مگر۔۔۔ عیشو نے چٹکی بجا کر اسے وارن کیا :

مگر تم سمجھ جانا کہ وہ ان لڑکوں سے دو ہاتھ آگے ہے۔  
تمہیں بڑا تجربہ ہے۔ مونانے منہ کے زاویے بگاڑے۔ اسے دیکھ کر عیشو نے ہونہمہ کیا۔

ہاں اس کے بہت محبوب رہ چکے ہیں تمہیں کیا پتہ۔ نیہانے اس پر طنز کیا جبکہ عیشو بڑی حسرت سے گویا ہوئی :

ہاں اور ان میں سے ایک کا اس قدر انتظار ہے کہ اس کی راہیں تکتے تکتے مجھے عینک لگ گئی ہے۔ عیشو کی اوور ایکٹنگ پر جیا کی بھی ہنسی نکل گئی۔

ویسے سچ کہا ہے کسی نے "ہراک یار کمینہ ہوتا ہے" جیسا لن پکا چکی تو ہاتھ سنک پر دھوتے ہوئے بولی۔ انھیں سمجھ نہ آئی جیا مذاق کر رہی ہے یا انھیں شرم دلارہی ہے۔  
کچھ ہی دیر میں سپنانے روٹیاں بھی بنالیں۔

-----

یارویرے کو اب تک آجانا چاہیے تھا۔ رات کے بارہ بج چکے تھے ویرے کا انتظار کرتے کرتے۔ ابرار کے کہنے کی دیر تھی دروازے پر بیل ہوئی۔

لگتا ہے ویرا آگیا۔ ایان تیزی سے اٹھا اور باہر نکلتا کہ دروازہ کھولے یہ نہ ہو ویرا پھر سے آوارہ گردی کرنے نکل جائے۔

سامنے کا منظر اسے حواس باختہ کر گیا تھا۔

-----

ایک منٹ ویرے مجھے یقین نہیں آ رہا تم دونوں ایک ساتھ کیسے؟ وہ دروازے پر جیا اور روشیل کو ایک ساتھ دیکھ کر حواس باختہ ہی تو ہو گیا تھا۔ پہلے تو کچھ دیر آنکھیں مسل مسل کر بے یقینی سے ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھتا رہا مگر پھر روشیل سے ہی یقین دہانی کرنا چاہی۔

کیوں بھی ہم ایک ساتھ کیوں نہیں ہو سکتے؟ جیانے ایسے بے فکری سے پوچھا جیسے دونوں پہلے بھی ایک ساتھ رات کے بارہ بج گھر آتے رہے ہوں مگر حیرت کی بات ہے اتنے سنجیدہ ماحول میں لڑنے کے بعد وہ اب یوں ہم جولیوں کی طرح کھڑے تھے جیسے لڑائی کے نام سے تو دونوں واقف ہی نہیں۔

جس طرح پارک میں دونوں نے چونچیں لڑائیں ہمیں تو لگا اب سال بھر بعد ہی شاید صلح ہو سکے۔ صرف اتنا ہی نہیں ہم تو دونوں کے بیچ صلح کروانے کی تراکیب بھی سوچ رہے تھے۔

ہا ہا۔۔۔ جیا اور روشیل نے ایک دوسرے کو ہنس کر دیکھا۔ پچھلا منظر ان دونوں کے ذہنوں میں تازہ ہوا۔

-----

چلو اب جلدی سے سب سونے کی تیاری کرو۔ سب کام کاج سے فارغ ہو کر محفل لگانے کا سوچ ہی رہی تھیں جب جیا نے اپنا صوفہ سنبھالتے ہوئے حکم جاری کیا۔ اتنی جلدی ابھی تو صرف ساڑھے دس بجے ہیں۔ مونانے بچوں جیسا منہ بنایا۔ اس کی حالت سب کو جیسے قابل رحم لگی مگر جیا ایسے موقعوں پر انھیں تپانے کی نیت سے لفظ ترس استعمال کرتی تھی۔

کیا خیال ہے آج کونسا گانا گائیں؟ کشف نے سوچتے ہوئے ان سب سے مشورہ لیا۔ سب ہی سوچوں کے دھارے میں بہ گئیں۔



کس نے کہا ہے عمران خان کی تبدیلی نہیں آئی ارے کمبختو ہماری سپنا کو ہی دیکھ کو  
تبدیلی کی مثال بنی بیٹھی ہے۔

کشف! سنار ہی ہونعت مجھے یا نہیں۔ جیا نے سپنا کی بات سن کر بھی ایسا تاثر دیا جیسے  
اسے کوئی پرواہ نہیں۔

اچھا سنا تھی ہوں۔ وہ فوراً گلا کھنکار کر شروع ہوئی اس سے پہلے کے جیا کا موڈ پھر خراب ہو  
جائے۔ سپنا موبائل اسکرین پہ سر جھکائے تیزی سے انگلیاں چلا رہی تھی۔ جیا کا نظر  
انداز کر دینا اسے بہت کھلا تھا۔

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک  
صلوات اللہ علیک یا رسول، سلام علیک یا نبی  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

سلام علیک یا حبیب سلام علیک

اک خواب سناواں، اک خواب سناواں

پر نور فضاواں، آقا داحملہ، جیویں عرش معلیٰ

کدی آؤنڈ فرشتے، کدی جانڈ فرشتے

ساڈے از لوں جڑ گئے آقا نال رشتے

او کرماں والا ویڑا پکاں نال چمداں جاواں



اک خواب سناواں، اک خواب سناواں  
 رب لے گیا مینوں جدوں شہر مدینے  
 اک حاجی لایا مینوں گھٹ کے سینے  
 کدی پیواں زم زم، کدی پڑھاں نمازاں  
 میری پہنچ جتھوں تک میں دیاں نیازاں  
 رب سوہنڑے پل وچ سنیاں میرے دل دیاں سب دعاواں  
 اک خواب سناواں، اک خواب سناواں  
 راحت فتح جیا کا پسندیدہ گائیک ہے۔ اس کی پڑھی گئی یہ نعت جیا کو بے حد پسند تھی۔  
 کشف کی اچھی بات یہ ہے وہ ہر گائیک کا گایا ہوا اس کی آواز کی نقل کر کے گالیتی سوا بھی  
 بھی وہ استاد راحت فتح کی طرح نعت سنار ہی تھی۔ جو نہیں، اس کی نعت ختم ہوئی جیا جو  
 آنکھیں موندے نعت سن رہی تھی نیند کی وادیوں میں کھونے لگی۔ اس سے پہلے وہ  
 گہری پرسکون نیند سو جاتی سپنا اسے جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر اٹھانے لگی۔  
 جیا! اٹھو یار یہاں ہم سب اتنے پریشان ہو رہے ہیں اور تم مزے سے سو رہی ہو۔ جیا  
 نے بمشکل آنکھیں کھولیں اور اسے اپنے سرہانے کھڑے دیکھ کر انگڑائی لی۔

کیا ہو گیا یار؟ اتنے مزے کی نیند آئی ہوئی تھی۔ اس نے ناگواری سے ان سب کو دیکھا جو اپنے اپنے بستر میں گھسی بیٹھی تھیں۔ سب کے چہروں پر پریشانی کے آثار تھے۔ ہماری نیندیں یہاں اڑ گئی ہیں اور تم مزے کی نیند سو رہی ہو۔ سنبل کو تو جیسے تاؤ آگیا اس کی بات سن کر۔

کیسے اڑ گئیں.... آندھی آئی ہے کیا؟ جیانے کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے ایسے کہا تو لڑکیوں کو اس کا دماغ خراب محسوس ہوا۔

یار بھائی سے بات ہوئی ہے میری ویرا ابھی تک گھر نہیں آیا وہ سب بہت پریشان ہیں۔۔۔۔۔ تم ذرا بات کرو ناں ویرے سے۔ اس نے آخری جملہ ڈرتے ہوئے کہا۔ میں کیا بات کروں؟ جیانے حیرت سے پوچھا اسے خود سن کر حیرانگی ہوئی تھی کہ روشیل ابھی تک گھر نہیں لوٹا۔ اس نے تکیے کے نیچے سے فون نکال کر وقت دیکھا گیارہ بج چکے تھے۔

یار تم دونوں آپس میں صلح کر لو یا کوئی معاہدہ کچھ بھی کرو تا کہ وہ گھر تو آئے اور پتہ بھی چلے ٹھیک تو ہے۔ سپنا کے ساتھ ساتھ دوسری لڑکیاں بھی اب صحیح معنوں میں پریشان ہو رہی تھیں۔

بلکل یار تمھیں بات کر لینی چاہیے آخر خود سوچو ہم جسے بہت زیادہ چاہتے ہوں اسے کسی اور کے ساتھ کیسے برداشت کر سکتے ہیں وہ بھی اس صورت جب ہمیں معلوم ہی نہ ہو کہ تیسرا بندہ درمیان میں کس وجہ سے آیا ہے؟ تب انسان شک و شبہات کا شکار ہو جاتا ہے۔ مونا نے بھی ایک طرح سے درست بات کہی تھی۔

اور جیسا ویسے بھی ساری غلطی روشیل کی تھوڑی ہے ہماری بھی ہے ہم نے مذاق مذاق میں اس کے احساسات کا مذاق بنا کے رکھ دیا۔ ہم نے ہی اسے اس نہج پر سوچنے کے لیے مجبور کیا۔ کشف کو واقعتاً اپنی غلطی کا احساس تھا اور وہ ان دونوں کے درمیان سب کچھ پہلے جیسا دیکھنا چاہتی تھی۔

جیسا تمھیں مثبت پہلو پر غور کرنا چاہیے دیکھو نا تمھیں لے کر وہ اس حد تک حساس ہو گیا کہ مارنے مرنے پر تل گیا۔ ایسے شخص کے لیے تمھاری کتنی اہمیت ہوگی؟ نیہا کو تو جیسے سوچ کر ہی جیسا پر رشک ہونے لگا تھا۔ اس کی بات پر جیسا فوراً ہوش میں آئی۔

ا۔ ایک منٹ تم لوگ تو ایسے کہ رہے ہو جیسے میں اسے چاہتی ہوں یا میرا اس سے کوئی محبت والا قصہ ہے ایسا کچھ نہیں ہے اچھا۔۔۔۔۔ جیسا نے ان کے ذہنوں کو صاف کرنا چاہا تاکہ اس طرح کے شکوک و شبہات دوبارہ جنم نہ لے سکیں۔۔۔۔۔ اور جہاں تک بات

ہے صلح کی تو میری ناراضگی صرف غصہ ٹھنڈا ہونے تک تھی جو کہ اب ہوا ہو چکا ہے۔  
جیانے کندھے اچکائے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

تو پھر میری بہن فون کروا سے اور سب کچھ کلیئر کر و تاکہ وہ گھر لوٹے اب تو مجھے بھی  
پریشانی ہونے لگی ہے جو بھی ہے لڑکوں کا ویرا تو ہے اور پھر یہ نہ ہو تمہارے ذمے لگ  
جائے۔ سنبل کے کہنے پر اس نے سب کو دیکھا عیشو پر نیند کا غلبہ طاری ہو رہا تھا اور وہ  
بمشکل جمائیاں لے رہی تھی۔

جیابا سب ایک ہی بات کر رہی ہیں مان لے اگر پھر بھی تیرے دل میں کوئی کسک رہ  
جائے مجھے بتانا میں سب سنبھال لوں گی۔ جیانے عیشو کو ایسے دیکھا جیسے کہ رہی ہو  
ہو نہ ایک بال تو اپنے سنبھال نہ سکی تم۔

تب جیانے بادل ناخواستہ سپنا سے روشیل کا نمبر لیا جو کہ مدنی اسے بھیج چکا تھا اس امید  
کے ساتھ کہ اس کی بہن جیا کو منالے گی ورنہ کسی دوسری صورت میں روشیل نے گھر  
نہیں لوٹنا تھا۔ جیانے نمبر ملایا۔

وہ فٹ پاتھ پر پہلی روشنی کے دائرے میں سر جھکائے بیٹھا تھا۔ جب جیب میں پڑا اس کا  
فون وا بھریٹ کرنے لگا۔ یقیناً اس کے دوست ہوں گے اسی خیال سے اس نے فون

جیب سے نکالنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ کیونکہ وہ لوگ کافی دیر سے اس کا نمبر ملارہے تھے تنگ آکر اس نے واٹریشن پر لگا دیا تھا۔ جب مسلسل ڈھٹائی کے ساتھ فون واٹریشن ہو تا رہا تو اس نے جیب سے فون نکالا۔ کوئی نیا نمبر تھا کسی خیال کے تحت اس نے کال اٹینڈ کی۔

السلام علیکم! پہلے بتا رہی ہوں کال نہیں کاٹنی ورنہ میں نے آپ کا گلا کاٹ دینا ہے۔ جیا کمرے سے باہر صحن میں ٹہلتے ہوئے کال اٹینڈ ہوتے ہی غصے سے بولی اور لگے ہاتھوں دھمکی بھی دے ڈالی۔

وعلیکم السلام! کاٹ دو شاید اس تکلیف سے کم ہو جو ابھی تک مجھے تمہارا اعتبار توڑ کر ہو رہی ہے۔ وہ اس کے دھمکی دینے کے انداز پر ہلکا سا مسکرایا۔ دل بے قرار کو بھی اب چین آیا تھا۔ مایوسی کے بادل جیسے چھٹنے لگے۔ کچھ دیر پہلے تک وہ مسلسل ڈپریشن کا شکار ہو رہا تھا۔

تو پھر ٹھیک ہے میں قربانی کے جانور کو ذبح کرنے والا چھرایا چاقو جو بھی ہوتا ہے وہ لے کر گھر سے باہر نکل رہی ہوں آپ بھی ملیں مجھے اسی وقت۔ جیا کی بات سن کر وہ پھر مسکرا دیا وہ کیا انداز ہے ملنے بلانے کا بھی۔ اب روشیل بھی ذرا شرارت سے گویا ہوا:

سنو !

جیانے حیرت سے فون کان سے ہٹا کر اسکرین کو گھورا اور پھر روشیل کی جذبات سے لبریز پکار پر کچھ نہ بول سکی۔ اس کی ہتھیلیاں ایک دم بھیگ گئیں۔ یہ اسے اچانک کیا ہو رہا تھا۔ وہ اس کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر شاید اس کی حالت سمجھ گیا تھا سو بات مکمل کرنے لگا :

چائے، بسکٹ ہم لے آئیں گے

آپ بس تشریف لے آئیں

اوہ، ایکسیکوزمی مسٹر! میں کوئی ڈیٹ ویٹ پہ نہیں آرہی رات کے بارہ بجے وہ بھی گلی کے کنٹرپر۔ جیانے فوراً سے پیشتر اپنی حالت پر کنٹرول کیا اور پرانی جون میں لوٹے ہوئے بولی۔

سوچ لو ویسے بھی ہمارے دوست ایسے ہیں کہ منٹوں میں گلی کے اندر رات کے اس پہر کر سی اور میز سجا کر کینڈل لائٹ ڈنر کا اہتمام کر دیں گے۔ وہ کال پر بات کرتے ہوئے چل رہا تھا اسے اب گھر پہنچنا تھا جہاں گلی میں جیا گلی میں کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ فی الحال تو جیا کو زچ کرنے میں اسے لطف آرہا تھا۔

ڈونٹ وری جناب وہ میں شادی کے بعد اپنے شوہر نامدار کے ساتھ کر لوں گی۔ اس کی بر جستگی پر روشیل نے قہقہہ لگایا جیانی نے ایک بار پھر کان سے فون ہٹا کر اسکرین کو گھورا

-

پاگل وہ ہے یا میں۔ پھر کندھے اچکا کر فون کان سے لگا گئی۔ لڑکیوں کو گلی کے نڈر تک جانے کا اشاروں میں بتا کر باہر نکلی۔ لڑکیاں دعا کرنے لگیں اب خدا خیر کرے پھر کہیں جھگڑ کر نہ آجائیں۔

-----

جیا کو چلتے چلتے اک شرارت سو جھی۔ گلی کے نڈر پر پہنچ کر سر باہر نکال کر سڑک پر دیکھا اسے چند قدموں کے فاصلے پر کان کے ساتھ فون لگائے روشیل آتا ہوا دکھائی دیا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا وہ دیوار کی اوٹ میں چھپی ہے کیونکہ صحن میں بھی وہ واک کرتے ہوئے بات کر رہی تھی سوا بھی جان نہ سکا کہ وہ گھر سے باہر نکل آئی ہے۔ جو نہی، پہلا قدم روشیل نے گلی میں رکھا۔ جیانی نے "ہاؤ" کر کے اسے ڈرایا۔ رات کی خاموشی میں اس کی آواز آہستہ ہوتے ہوئے بھی اونچی محسوس ہوئی۔ وہ جوا اپنے ہی دھیان میں چلا آ رہا تھا ڈر کر ایک انچ پیچھے ہٹا۔

ہا ہا ہا۔۔۔ ڈر گئے۔۔۔ جیانی نے منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنستے ہوئے کہا۔

ہاں تو کوئی بھی تمہیں دیکھے گا تو کیسے نہیں ڈرے گا۔ روشیل نے لب دبا کر اپنی بات پر اس کے تاثرات دیکھنے چاہے۔

نہیں میں بندے کھانے والی چڑیل لگتی ہوں۔ اس کی بلند آواز پر روشیل نے آنکھیں پھیلا کر "ہش" کیا آہستہ بولے کہیں محلے کے لوگ اٹھ کر نہ آجائیں۔

اوہ۔۔۔۔۔ جیانے بھی اپنی بے وقوفی پر ماتھا پیٹا۔ اسے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے گلی سے باہر سڑک کے ساتھ بنے فٹ پاتھ پر اسٹریٹ لائٹ کی روشنی میں کھڑی ہو گئی۔ دونوں ہاتھ کمر پر یوں ٹکا رکھے تھے کہ آؤمیاں اب ذرا دو دو ہاتھ کر لیں ہم۔

جی تو جج صاحبہ مجرم حاضر ہے جو چاہیں سزا سنائیں۔ روشیل اس کے سامنے ہاتھ باندھ کر سر جھکاتے ہوئے نظریں نیچی کیے بولا۔ جیا کو اس کی حرکت دیکھ کر ہنسی آنے لگی۔ اس نے ایک ہاتھ سینے پر باندھا اور دوسرا منہ پر تاکہ ہنسی روک سکے۔ جب کچھ دیر تک وہ نہیں بولی تو روشیل نے نظریں اوپر کیں۔ جیا فوراً سنجیدہ ہوئی۔

میں معافی چاہتا ہوں تمہارے اعتماد کو ٹھیس پہنچی۔ روشیل نے سنجیدگی کے ساتھ اپنی غلطی تسلیم کی۔

روشیل! معافی مجھ سے نہیں حسان سے مانگیں۔۔۔۔۔ جیا ایک لمحہ کو چپ ہوئی تو روشیل فوراً بولا :



ہاں میں صبح ہوتے ہی اسے ملوں گا اور معافی مانگوں گا۔

نہیں روشیل آپ نے اتنے لوگوں کے درمیان اس پر ہاتھ اٹھایا اگر واقعی شرمندہ ہیں تو سب کے سامنے پارک میں اس سے معافی مانگیں۔ جیا کی شرط پر وہ ایک لمحے کے لیے ڈگمگا گیا۔ وہ مرد تھا اور ایک مرد اپنی انا کو کیسے جھکا سکتا ہے۔ وہ پیشانی پر ہاتھ رکھ کے مڑا شاید سوچ رہا تھا ایسا کر سکتا ہے یا نہیں۔ مگر جیت دل کی ہوئی اور پھر ضمیر کی آواز پر بھی اس نے ایسا کرنے کی ہمت کر لی۔

ہاں ٹھیک ہے میں تیار ہوں معافی مانگنے پر وہ بھی سب کے سامنے اب ٹھیک ہے۔ جیا جو سنجیدگی کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھی روشیل کے انداز پر مسکرائی جیسے معافی مانگ کر اس پر کوئی احسان جتا رہا ہو۔

اور ایک بات میں خود پر شک کرنے والوں سے بدگمان ہونے لگتی ہوں اگر آپ کو کوئی بھی ایسا ویسا خیال آتا ہے یا بات سنتے ہیں تو آکر ڈسکس کریں مجھ سے کیونکہ مجھ سے بہتر اور واضح بات آپ کو میرے بارے میں کوئی نہیں بتا سکتا جبکہ میں خود بھی جا کر ڈسکس کر لیتی ہوں کم از کم انسان ڈھیر سارے بے وجہ کے وسوسوں کا شکار نہیں ہوتا۔

روشیل کو اس کی بات سن کر قائل ہونا پڑا۔

اب چلیں گھر۔۔۔ مجھے نیند آرہی ہے بہت ویسے بھی چنگی بھلی سوئی ہوئی تھی۔ اس نے منہ پر ہاتھ رکھ کر جمائی روکی۔

واہ محترمہ آپ کو نیند کیسے آگئی وہ بھی آج کی رات۔ روشیل نے طنزیہ سوال کیا۔ کیوں نہ آتی مجھے نیند۔۔۔ ویسے بھی نیند ان کی اڑتی ہے جنھوں نے کوئی قصور کیا ہو اور ان کا ضمیر انکل جاگ رہا ہو میری تو کوئی غلطی بھی نہیں تھی پھر کیوں نہ سوتی۔ اس نے بڑی بے فکری سے کہا۔

صدقے جاؤں اس بے فکری پر۔ روشیل نے اس کی منطق پر منہ بنایا۔ فی الحال تو گھر چلیں۔ جیا کو اب نیند خوب تنگ کر رہی تھی اور رات کے اس پہریوں سڑک پر ٹھہرنا اسے معیوب لگنے لگا۔

چلیں محترمہ۔ روشیل نے اسے آگے چلنے کا اشارہ کیا۔ میں آپکو گھر چھوڑ کر جاؤں گی کیا پتہ پھر بھاگ جائیں؟ جیا کے انداز پر روشیل کو ایسا لگا جیسے وہ کوئی ننھا منہ گلیوں میں کھیلنے والا بچہ ہو اور اس کی ماں نے محلے کے لوگوں کے ذمے لگا رکھا ہو میرا بھگوڑا بچہ کہیں کسی کو دکھے تو پکڑ کر گھر چھوڑ جایا کریں۔

-----

رات دیر سے سونے کے باعث لڑکے صبح وقت پر نہ جاگ سکے تھے اب ان کے پاس صرف ایک گھنٹہ تھا تیار ہو کر اپنی اپنی یونی، اسکول اور دفتر جانے کے لیے۔ ناشتہ بھی کرنا تھا۔ سو، یا سر سب سے پہلے اٹھا تھا۔ دیوار گیر گھڑی پر نظر پڑتے ہی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔

اوئے ویرے! تیری تو آج آفس میٹنگ تھی اور تو ابھی تک پڑا سو رہا ہے اٹھ جا۔ اس نے ساتھ گہری نیند سوتے ویرے کو ہلایا۔  
ابے پنکو! تو کیوں اب تک سو رہا ہے (جیسے اس پر نیند حرام ہو) جا کر ناشتہ کا بندوبست کر۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر اسے بھی جھنجھوڑ ڈالا۔  
کیا ہے بھائی؟ وہ آنکھیں مسلنے کے بعد پھر سے کروٹ بدل کر سو گیا۔ اس پر یا سر کو تپ چڑھی۔

ابے اٹھ اور ناشتہ کا بندوبست کر۔ یا سر نے اسے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر اٹھا بٹھایا۔  
جس پر ایک گہری سانس لیتے ہوئے وہ بستر سے نکلا۔  
میں تو ذرا منہ ہاتھ دھولوں ورنہ ان کے چکر میں مجھے دیری ہو جائے گی۔ یا سر بڑبڑاتے ہوئے باتھ روم میں گھس گیا۔ پانچ منٹ کے اندر جلدی جلدی غسل کیا اور باہر نکلا۔  
لڑکے ابھی تک پڑے سو رہے تھے۔

اوائے فیتا غورث کی اولاد تیری تو اسائنمنٹ بھی جمع کروانے والی ہے پڑا رہے گا کیا ایسے۔ اس کی چیخ و پکار کا کوئی اثر نہ ہوا تو یا سرپانی کی بالٹی بھر کر لے آیا اور سب پر بالٹی سے پانی ایک ساتھ اچھال دیا وہ سب ایک دم اٹھ بیٹھے تھے۔

کیا ہے یار؟ مدنی نے اپنے بالوں کو ہاتھوں سے سلجھایا جو ایسے بکھرے ہوئے تھے جیسے ابھی ابھی ان میں بم پھٹا ہو۔

یونی نہیں جانا، آفس نہیں جانا۔ اس نے ایسے پوچھا جیسے نیکی کا تو زمانہ ہی نہیں ہے ایک تو انھیں جگایا دوسرا یہی کاٹ کھانے کو دوڑ رہے ہیں۔

ابے اوکینے آج گیارہ ستمبر ہے اور قائد کی برسی ہے چھٹی تو دیتے تھے یہ ادارے اب برسی کر کے اسپیشل ہمیں بلانا کب سے شروع کر دیا ہے۔ ایان نے اسے ساتھ سوئے ابرار کے سر کے نیچے سے زبردستی تکیہ نکال کر یا سر کا نشانہ لیا۔

موٹے سانڈ میں نے کیا تیری گود میں سر رکھ کے سونا ہے۔ ابرار نے اس کا تکیہ اٹھا کر اس کے سر میں مارتے ہوئے کہا۔

-----

کیا خیال ہے آج ہارر مووی دیکھیں؟ وہ سب اس وقت پارک میں دائرہ بنائے بیٹھیں گفتگو کر رہی تھیں جب عاشی نے اچانک خیال آنے پر پوچھا۔

اگر دیکھنی ہے تو پھر پورا ماحول بنا کر دیکھیں گے اور 6\_5=2 دیکھیں گے حقیقت پر مبنی ہے اور دوستوں کی کہانی ہے۔ جیاناے جوش میں چٹکی بجا کر انھیں متوجہ کیا اور مشورہ دیا۔

ہااے نہیں یا ایک تو ہار مووی دوسرا ماحول بنا کے۔ سبنل نے دیدے پھاڑے۔ سنبل کو بھی حوصلہ ہوا۔۔۔۔۔

بس اگر دیکھنی ہے تو فنی مووی دیکھ لو کوئی نی ہار دیکھنی۔ سنبل نے منہ بنا کے کہا جیسے وہ اس کی ماننے کے لیے ہی تو بیٹھی تھیں۔

اب تو ہم ہار رہی دیکھیں گے اور رات کے وقت ہر کام سے فارغ ہونے کے بعد۔ عیشو کی بات پر سپنا سے زیادہ سنبل نے اسے گھورا جیسے تمھیں تو میں بتاؤں گی۔

ذرا سوچو کھڑکیوں پر پردے پڑے ہوں، کمرے میں اندھیرا چھایا ہوا سکرین پہ ہارر  
مووی چل رہی ہو چڑیل ہیر و کا خون پینے کے لیے جنگل میں بھٹک رہی ہو ہم بڑے  
مزے کے ساتھ تھوڑا تھوڑا سہمے ہوئے فلم دیکھ رہے ہوں۔۔۔۔۔ واہ کیا سین ہے

مزه آگیا سوچ کر ہی۔ کشف نے اسے چڑانا چاہا۔ وہ سب ابھی سے فلم دیکھنے کے لیے  
پر جوش ہو رہی تھیں۔

نہیں کاشف بھیا تم کچھ بھول رہے ہو سنبل کے ڈرنے والے ڈائلاگ بھی تو ہوں گے  
۔۔۔ مونا کی بات پر وہ سب ہنسی تھیں۔

میں دیکھوں گی ہی نہیں۔ سنبل نے کندھے اچکائے۔

اگر تم بستر میں گھسنے کا سوچ رہی ہو تو رہنے دو ہم تمہیں کرسی پہ دوپٹے کے ساتھ باندھ  
کر بڑھانے والے ہیں۔ عیشو اور کاشف میاں نے ابھی سے اسے ڈرانا شروع کر دیا تھا۔  
کیوں بھی یہ تو غلط ہے۔۔۔ سنبل منمنائی۔

ہا ہا ہا۔۔۔ لڑکیاں اس کی حالت دیکھ کر ہنسیں۔

یار خود کو بھی تو صبح اٹھ کے آئینے میں دیکھتی ہو تب کچھ نہیں ہوتا ہارر مووی دیکھنے سے  
گھبراتی ہو۔ مونا نے نچلا لب دبا کر سنجیدہ انداز میں اس کا مذاق اڑایا۔

بہن وہ تو پہلے تمہیں دیکھ لیتی ہوں اس لیے آئینے میں خود کو دیکھ کے تسلی ہو جاتی ہے  
کہ شکر خدا مونا سے زیادہ ڈراؤنی نہیں لگ رہی ہوں۔ سنبل کو نسا ادھار رکھتی تھی۔

اس کے برجستہ جواب پر مونا نے گنداسا منہ بنایا۔

بخش بھی دو ایک دوسرے کو۔ آخر کار جیا کو کہنا پڑا۔

لڑکے بھی سب ایک ہی بیچ پر اوپر نیچے ایسے بیٹھے تھے جیسے بیچاروں کے لیے پارک میں کہیں اور بیٹھنے پر پابندی ہے۔

ویرے! اب تو معافی مانگے گا۔۔۔ ایان نے اسے بڑی معصومیت سے دیکھتے ہوئے کہا

ہاں کیوں نہیں مانگ سکتا؟ روشیل مسکراتے ہوئے بولا باقی سب بھی ان کی گفتگو سے مستفید ہو رہے تھے سوائے سنی کے جو لڑکیوں میں بیٹھی عیشو کو دیکھ رہا تھا۔ آج وہ حجاب میں نہیں تھی بلکہ ڈھیلے انداز میں دوپٹہ سر پہ جما رکھا تھا۔ گردن سے شانوں تک آتے بال دیکھ کر اسے تھوڑا سا افسوس ہوا۔ صد شکر اسے معلوم نہیں ہوا مگر اب تک اس نے سنی کو ایسے گنجا کر نا تھا کہ زندگی بھر بال ہی نہ آتے۔

اگر معافی ہی مانگنی تھی آخر پہ تو اس دن بیچارے حسان کو ٹھڈے مروا کے ہماری انرجی کیوں ضائع کروائی۔ یا سرنے بھی منہ بسورا۔

اوئے، آہستہ بولوا بھی جیا کے چکر میں ویرا معافی مانگ رہا ہے ٹھڈوں کا پتہ چلا تو ہم سب سے بھی منگوائے گی۔ معاذ نے فوراً دھر دھر دیکھ کر سرگوشی میں انھیں ٹوکا کہیں جیا سن ہی نہ لے۔

ویسے ایک بات ہے مجھے اب احساس ہو رہا اگر یونہی ہم لوگ اپنی چھوٹی چھوٹی باتیں، غلط فہمیاں آپس میں کلیئر کر لیں تو زندگیاں آسان کٹ جائیں گی۔ روشیل نے دور بیٹھی جیا کو دیکھتے ہوئے کہا اس کے آنے کے بعد زندگی اچھی لگنے لگی تھی۔

آہم، آہم ہاں ہاں کیوں نہیں۔ لڑکوں نے ایک دوسرے کو آنکھوں سے اشارے کرتے ہوئے کمنیاں مارنی بھی فرض سمجھا۔ روشیل نے انھیں ایسا کرتے نہیں دیکھا تھا کیونکہ اسے سامنے سے حسان آتا دکھائی دیا۔ جسے خاص طور پر جیانے صرف اسی مقصد کے لیے بلایا تھا کہ روشیل معافی مانگ لے۔

عاشی لڑکیوں کے درمیان ہی بیٹھی خوش گپیوں میں مصروف تھی۔ جب وہی بچے والی آنٹی اس کے پاس آئیں۔

عاشی بیٹا! تم آج میرے پاس نہیں بیٹھیں۔ آنٹی کو دیکھتے ہی لڑکیوں نے سلام کیا کورس میں۔ نہانے عاشی کے کو چھیڑتے ہوئے سرگوشی کی:

آگے تیری ساس۔ عاشی نے اسے گھوری سے نوازا اور زبردستی مسکراتے ہوئے اٹھ گئی۔ یار آج تو مجھے آنٹی کے ارادے نیک نہیں لگ رہے۔ عیشو نے دور جاتی آنٹی کے ساتھ چلتی عاشی کو دیکھا۔



ویسے یہ باتیں کیا کر رہی ہوں گی؟ سپنا کو تجسس نے گھیرا۔  
اپنے بیوہ بیٹے اور ایک عدد بچے کے باپ کے لیے عاشی کو بہو بنانے پر راضی کر رہی ہوں  
گی اور کیا؟ کشف نے راز پر سے پردہ ہٹایا۔

ہیں؟ سچی۔۔۔ جیاسمیت سب نے دیدے پھاڑ کر اسے بے یقینی سے دیکھا۔  
ہا ہا ہا۔۔۔ ہاں یار یہ اکثر عاشی کو اپنے بیٹے کے بارے میں بتاتی رہتی ہیں اس کی کوئی  
دکھ بھری کہانی سناتی ہیں جس سے ہمیں تو یہی لگتا ہے عاشی کا بچوں سے پیار دیکھ کر یہ  
بہو بنانے کے چکر میں ہیں۔ کشف نے ہنستے ہوئے تفصیل بیان کی۔  
بس پھر اب عاشی کی خیر نہیں ہے۔ مونانے ایسے کہا جیسے لڑکی ہاتھوں سے نکل گئی ہو۔  
لوجی تمہارا حسان بھی آگیا۔ اتنے میں سنبل نے سامنے سے آتے حسان کو دیکھ کر کہا جیا  
کی اس طرف پشت تھی۔

میر احسان؟ جیا کے تپ کر کہنے پر اس نے گڑ بڑا کر بات بدلی :  
اوہ اچھا اچھا تمہارا تور و شیل ہے۔

ہی ہی ہی۔۔۔۔ بخش دو مجھے (ہاتھ جوڑتے ہوئے) اور بند کرو یہ قیاس آرائیاں  
۔۔۔۔ جیا گود میں پڑافون اٹھاتے ہوئے اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔ اسے حسان اور  
روشیل کے پاس جانا تھا کہیں پھر سے کوئی بد مزگی نہ ہو جائے ویسے آثار تو نہیں تھے۔

پیٹا! میں نے تمہیں بتایا تھا اپنے بیٹھے حاشر کے بارے میں۔۔۔۔۔ عاشی آنٹی کے

مخصوص بیچ پر بیٹھی ہی تھی کہ آنٹی نے تمہید باندھی۔

نچ۔۔۔۔۔ جی آنٹی کیا ہوا انھیں؟ عاشی جھجھکتے ہوئے بولی۔ اسے ڈر تھا کہیں کشف کی کہی گی بات سچ نہ نکل آئے۔

پیٹا! میں اس کے لیے کوئی ایسی لڑکی تلاش کر رہی تھی جو میرے پوتے کو اپنے بچوں کی طرح چاہے۔ سچ کہوں تو جب سے تمہیں اس سے پیار کرتے دیکھا ہے مجھے تو جیسے تسلی ہی ہو گی میری تلاش تب ختم ہو گی جب میرا پوتا بھی تم سے مانوس ہونے لگا۔ میں نے اپنے بیٹے سے ذکر کیا مجھے امید ہے وہ تیار ہو جائے گا بس اب میں تمہارے گھر والوں سے ملنا چاہتی ہوں۔ آنٹی نے تفصیل کے ساتھ ڈھکے چھپے الفاظ میں عاشی کو بہت کچھ سکھا دیا تھا۔ عاشی بدحواسی میں لب کاٹتے ہوئے آنٹی کو دیکھنے لگی۔

لل۔۔۔۔۔ لیکن آنٹی یہ کیا کہ رہی ہیں آپ؟ اس نے ابھی سوال کیا ہی تھا کہ لڑکیاں اسے بلانے پہنچ گئیں۔

اچھا ٹھیک ہے کل تسلی سے بات کریں گے بلکہ میں حاشر کو ساتھ ہی لے آؤں گی۔  
 آنٹی نے مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ لڑکیوں کے دل میں عاشی کا دھواں  
 دھواں ہوتا چہرہ دیکھ کر بڑی کھد بد ہوئی۔

رو شیل نے سب کے سامنے حسان سے معافی مانگی تھی۔ اس کے تو وہم و گمان میں بھی  
 نہیں تھا کہ رو شیل یوں سب کے سامنے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے معافی مانگ  
 لے گا۔ مگر جب اس نے احساس ہوتے ہی معافی مانگ لی تو حسان نے بھی فوراً سے  
 پیشتر اسے سینے سے لگایا۔ جیانے مسکرا کر دونوں کو دیکھا شکر دودلوں کے میل اس کی  
 وجہ سے ختم ہو گئے تھے۔

کیا خیال ہے اب ایک ایک کپ چائے کا ہو جائے؟ جیانے انھیں چائے آفر کی۔  
 جیا اور چائے آفر۔۔۔۔۔ رو شیل نے اسے ایسے دیکھا جیسے مسئلہ کشمیر تو حل ہو سکتا ہے  
 مگر جیا چائے پھر بھی نہیں پلائے گی۔۔۔۔۔ انکار تو نہیں کر سکتے۔ اس نے آفر قبول  
 کرتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے پھر چلتے ہیں کینیٹین پہ۔ حسان کے کہنے پر تینوں ایک ساتھ چلتے ہوئے کینیٹین  
 پر آئے تھے۔



ہاں تو کل نکالیں گے حل۔ سنبل نے جیا کو دیکھا یہاں تو گھر کا بھیدی لنکا ڈھانے کو تیار بیٹھا تھا پھر دوسروں سے کیا شکوہ کرتی۔

کچھ نہیں ہوتا ایسے ہی ڈر رہی ہوا تنامزہ آئے گا۔ مونانے اٹھ کر کھڑکی پر پردے ڈالے۔ سنبل اٹھ کر سپنا کے ساتھ بیٹھنے لگی تو عیشو اور کشف نے اس کی دونوں بانہوں میں بانہیں ڈال کر درمیان میں زبردستی بٹھا دیا۔ نیہا اور عاشی نے سپنا کے ساتھ یہی کیا تھا اس کی مری مری سی آواز نکلی :

ہائے امی جی !

جیانے لیپ ٹاپ سامنے دیوار کے ساتھ تکیے رکھ کر اوپر سیٹ کیا۔ سپیکر لگائے مونانے کمرے میں اندھیرا کیا۔ وہ اپنی جگہ آکر بیٹھ گئی تو جیانے فلم شروع کی آواز سیٹ کر کے اپنی نشست پر آن بیٹھی۔

یار باہر کا کھانا کھا کر پیٹ بہت خراب ہو گیا ہے۔ ابرار پیٹ پر ہاتھ رکھ کر کمرے میں داخل ہوا۔

ہاں میرا بھی ہفتے میں دو دن تو ضرور ہی خراب ہوتا ہے۔ ایان نے بھی گندا سامنہ بنایا۔

اور کھاؤ باہر کے کھانے۔ روشیل ٹی وی چلا کر نیوز چینل ڈھونڈنے لگا۔ جب اچانک پیچھے سے سنی کی آواز آئی۔

رک رک بھائی وہ پیچھے والا لگانا کیا کہ رہے تھے گوشت کے بارے میں۔ روشیل نے پچھلا چینل لگایا۔ وہ کوئی نیوز چینل تھا۔ جس پر بتایا جا رہا تھا لاہور میں مختلف ہوٹلوں اور گوشت کی دکانوں پر چکن، میٹ اور بیف کی جگہ گدھے کا گوشت استعمال ہو رہا ہے۔ سب لڑکوں نے ایک دوسرے کو دیکھا کسی کے تاثرات دوسرے سے مختلف نہ تھے۔ میں بھی کہوں کیوں ہمارے پیٹ خراب پہ خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ یاسر نے رونی صورت لے کر کہا۔

آخ تھو، کہاں ہیں یہ پنکو؟ دیکھ کے نہیں لاسکتا کھانا۔ مدنی جتنا گندامنہ بنا سکتا تھا بنا کر بولا۔

ہائے! اب ہم کیا کریں گے ہمیں تو کھانا بنانا بھی نہیں آتا۔ معاذ نے معصوموں والی شکل بنا کر آنکھیں پٹیائیں۔

اور کیا کر سکتے ہیں اب ظاہر ہے خود بنا نا پڑے گا۔ روشیل نے ٹی وی بند کر کے ریموٹ ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا۔

ہاں کچا ہو گا کم از کم حرام تو نہیں۔ سنی نے بھی تائید کی۔

بس پھر آج سے کھانا خود بنائیں گے۔ ابرار نے حتمی انداز میں کہا۔

لیکن اس کے لیے بازار جانا پڑے گا میرے بھائی اور سودا سلف لانا ہوگا۔ یا سرنے نئی ذمہ داری سے آگاہ کرنا چاہا۔

سودا سلف تو تب آئے گا جب لسٹ بنائیں گے۔ روشیل نے انھیں گھورا جیسے اب لسٹ بناؤ۔ خود وہ بستر میں گھس گیا۔ ایان نے منہ بنا کر اسے آنکھیں موندتے دیکھا اور ابرار سے مخاطب ہوا جس کے پاس ہر صورت کاپی پین موجود ہوتے تھے۔  
چل لالے لکھ لسٹ میں "ایک کلوما چس"۔

جیسے تیسے سپنا اور سنبل نے فلم تو دیکھ لی تھی مگر اب سوتے وقت دونوں نے کتنی ہی سورتیں اور وظائف پڑھ لیے تھے۔

عاشی! عیشو کو شرارت سو جھی تو اسے مخاطب کیا جو سنبل کے ساتھ سوئی ہوئی تھی۔  
ہاں بھونک۔۔۔۔۔ عاشی کو بڑی زور کی نیند آرہی تھی ایسے وقت میں عیشو کا پکارنا اسے ناگوار گزرا۔

یہ تمہارے ساتھ کون سوئی ہے؟ سنبل نے فوراً آنکھیں زور سے میچیں۔  
خبردار عیشو تم نے مجھے ڈرایا تو۔ سنبل چلائی۔

سنبل ہی سوئی تھی یار۔ عاشی نے تنگ آکر کہا۔

لیکن تم دونوں کے درمیان کون ہے؟ سنہری بالوں والی۔ عیشو نے باقاعدہ نشانی بتاتے ہوئے پوچھا۔

تمہاری ساس آئی ہے ڈھونڈتے ہوئے تمہیں۔ سپنا تو خاموشی سے سو گئی تھی مگر سنبل نے عیشو کو چڑ کر جواب دیا۔

ویسے ایک بات بتاؤ فلم کا نام 6\_5=2 کیوں ہے؟ نہا جو شاید یہ گتھی سلجھا رہی تھی ان کے چپ ہونے پر بولی۔

دیکھو فلم میں دوست تھے 6 ان میں سے 5 دوست جنگل میں رہ جاتے ہیں 1 واپس چلا آتا ہے اور جو نمبر 2 ہے وہ ظاہر کرتا ہے ان کو جن کی لاشیں نہیں ملتیں۔ جیانے مکمل تفصیل کے ساتھ بتلایا۔

ہاں یار ویسے فلم اچھی تھی اور ہے بھی حقیقت پر مبنی، بیچارے دوست کچھڑ ہی جاتے ہیں۔ مونا کو افسوس تھا۔

اب سو جاؤ صبح یونی جانا ہے۔ کاشف میاں نے نیند میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

-----



"ایک کلو ماچس" ابے سالے تو نے کیا دنیا میں آگ لگانی ہے۔ بستر بناتے ہوئے معاذ کو ایان کی بات پر جیسے جھٹکا لگا۔

کیوں؟ دنیا جلانے کے لیے ہی ایک کلو منگوائی جاسکتی ہے ویسے کچن کے لیے نہیں منگوا سکتے۔ ایان کی کم عقلی پر ابرار کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔

ابے درجن میں ملتی ہے اتنا پتہ تجھے ہے نہیں گھر کیسے چلائے گا؟ معاذ نے لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پر ہاتھ رکھ کر پوچھا جیسے مائیں بیٹیوں سے پوچھ گچھ کرتی ہیں ان کی کاہلی پر۔ باقی سب بستروں میں دبکے سوئے ہوئے تھے۔

وہ میری بیوی سنبھال لے گی۔ ایان نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

ایک بات بتا موٹے تیری بیوی تجھے سنبھالے گی یا گھر کو۔۔۔۔۔ معاذ اور ابرار ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنستے تھے۔۔۔۔۔ فی الحال تو بیٹا تم خود کو سنبھالو۔ ایان نے کھڑے ہو کر اس پر چھلانگ لگائی تھی۔ اچانک چھلانگ کے باعث تینوں ساتھ سوئے سنی پر گرے تھے۔

ہائے! زلزلہ آگیا اور میں تو لگتا ہوں بلبے تلے دب گیا ہوں۔ سنی نے ہاتھ پیر مارنے شروع کیے۔

ہاہا، ابے ہم ہیں پریشان نہ ہوا تنی جلدی نہیں مرنے دیتے تھے۔ ابرار نے بمشکل اٹھتے ہوئے کہا۔ تینوں اس کے اوپر سے اٹھے تو کہیں جا کر سنی کو حوصلہ ہوا۔ سو جاؤ یار کیوں نیند خراب کرتے ہو دوسروں کی۔ یا سر نیند میں بڑبڑایا۔

آج ان کا پارک آنے کا کوئی موڈ نہیں تھا مگر عاشی کا مسئلہ بھی تو حل کرنا تھا۔ صبح سے وہ ایسے لاپرواہی کا مظاہرہ کرتی رہی تھیں جیسے عاشی کے مسئلے میں کسی کو دلچسپی ہی نہیں۔ عاشی ان سب سے ناراض الگ تھلگ پارک میں ایک طرف رکھے بیچ پر بیٹھی تھی۔ جب وہ آنٹی اسے ڈھونڈتی ہوئی وہاں آئیں۔ عاشی نے انھیں دیکھ کر ایسے منہ بنایا جیسے مونا ساس کے نام پر بناتی ہے۔ چودہ طبق تو اس وقت روشن ہوئے جب ان آنٹی کے پیچھے ایک خوب رو جوان کو آتے دیکھا۔ عمر تقریباً تیس بتیس سال ہوگی گود میں وہی بچہ تھا جس پر فریفتہ ہو کر عاشی اس مسئلے میں پھنسی تھی۔

لڑکیوں کا جھر مٹ پارک میں اپنی مخصوص جگہ پر سروں کے ساتھ سر جوڑے مشاورت کرنے میں مصروف نظر آیا تو عاشی کو الگ بیٹھا دیکھ کر معاذ اور ایان کے دل میں کھد بد ہوئی۔

یار چل نہ لڑکیوں کے پاس چلیں میرے پیٹ میں مروڑاٹھ رہے ہیں۔ ایان نے معاذ سے کہا وہ ٹوہ لینا چاہتا تھا کہیں لڑکیوں کے بیچ پھوٹ تو نہیں پڑگی۔

ابے تو واش روم جا لڑکیوں کے پاس کیوں جانا ہے؟ معاذ کا دل چاہا باقاعدہ صف ماتم بچھا کر اس کی کم عقلی پر سینہ کو بی کرے۔ ایان نے اسے عجیب نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا :

مجھے ٹوہ لینے کے لیے مروڑاٹھ رہے ہیں۔

اوہاں یار چلتے ہیں اس سے پہلے کہ میرے پیٹ میں بھی اٹھنا شروع ہو جائیں۔ دونوں ایک دوسرے کی بانہوں میں بانہیں ڈال کر لڑکیوں کے پاس آئے۔

خیر ہے یہ عاشی کیوں اتنا پریشان لگ رہی ہے؟ ایان نے مونا کو نظروں میں رکھتے ہوئے سوال کیا۔ مونا نے ایسا گندامنہ بنایا جیسے چاول کھاتے ہوئے کالی مرچ دانت تلے آنے پر منہ کا ذائقہ خراب ہو جاتا ہے۔

صرف وہ پریشان نہیں ہے ہم بھی پریشان ہیں اگر دکھائی نہیں دے رہا تو عینک لگا کر دیکھ لو شاید نظر آجائے۔ سپنانے جل کر کہا۔

اچھاااا۔۔۔۔۔ معاذ نے ایسے اچھا کیا جیسے سچ میں عینک لگا کر دکھنے لگیں گے پریشان  
چہرے۔۔۔۔۔ اوئے (ایان کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے) عینک دے۔ ایان نے  
اسے ایسے دیکھا جیسے میں تو پارک آتا ہی عینکوں کا اسٹال لگانے ہوں۔  
فیکٹری میں بن رہی ہے۔ ایان نے منہ بنا کر جواب دیا۔  
جیانے ان دونوں کو دیکھا جیسے لوگ پاگلوں کو اوجھی حرکتیں کرتا دیکھتے ہیں پھر کشف  
اور عیشو سے مخاطب ہوئی :

لوجی آگئے لڑکے تم لوگوں کو چاہیے تھانہ ایک پیس۔ معاذ اور ایان جو اسٹائل سے اپنے  
کالر ٹھیک کر رہے تھے "ایک پیس" پر گھبرا کر ایک دوسرے کو دیکھا پھر یک زبان ہو  
کر بولے:

لڑکیاں دو پیس ایک۔

پھر تو یہ موٹا ایان ہی کام آسکتا ہے میں بھلا کہاں۔ معاذ نے مسکینوں جیسا منہ بنایا۔  
اوہ ہیلو! کیا اول فول بک رہے ہو؟ کام کی بات سنو مدچاہیے ہمیں۔ سنبل نے بھاؤ  
کھاتے ہوئے کہا۔

تب نہانے انھیں عاشی والا سارا واقعہ سنایا۔ اس کے خاموش ہوتے ہی کشف بولی :

اب ہمیں ایک لڑکا چاہیے جو جا کر ان کے سامنے عاشی کے شوہر کی ایکٹنگ کرے تاکہ عاشی کی مستقل اس مسئلے سے جان چھوٹے۔

یہ کام تو معاذ ہی کرے گا چل بیٹا اٹھ اور لگ جا مشن پہ تیری شکل تو ویسے ہی شوہروں والی ہے شک کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ ایان نے اس کے کندھے کو ایسے تھپکی دی جیسے جنگ لڑنے بارڈر پر بھیج رہا ہو۔

اوئے میں ہی کیوں؟۔۔۔ وہ بدک کر بولا۔۔۔ تو بھی تو جاسکتا ہے۔ معاذ کے کہنے پر رازداری برتتے ہوئے اس کے کان میں گھسا۔

سمجھا کر نہ میری والی ناراض ہو جائے گی۔

ابے سالے موٹے سانڈ تیری والی کون ہے؟ معاذ نے آسمان کی جانب شکایتی نظروں سے دیکھا جیسے میرے والد نے اس موٹے بھینسے کو جو نماز بھی دن میں ایک بار پڑھتا ہے گھر والی دے دی اور ہم جو سارا دن سفید ٹوپی سر پہ رکھ کر گھومتے ہیں گھر والی تو دور لڑکی بھی نہیں دی۔

بعد میں بتاؤں گا۔۔۔ ہی ہی ہی۔۔۔ ایان نے شرماتے ہوئے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپالیا۔

بس بھی کرو یہ اور ایکٹنگ اور مدد کرو ہماری اب تک وہ عاشی کا کبھی نہ ہونے والا شوہر  
آچکا ہوگا۔ مونا برہمی سے بولی۔

اوہ، ہاں جامعہ یہ نہ ہو ہم دیکھتے رہ جائیں اور وہ لڑکی لے اڑیں۔ ایان کے کہنے پر معاذ  
تیزی سے اٹھا اور اداکاری کے جوہر دکھانے شروع کیے :  
نہیں۔۔۔۔۔ یہ نہیں ہو سکتا میں تمہیں کہیں نہیں جانے دوں گا میرے ایک درجن  
بچوں کی ماں عاشی۔

وہ جو اونچی آواز میں ایک ہاتھ آگے کو بڑھائے اداکاری کے جوہر دکھاتے ہوئے آگے کو  
دوڑتا چلا جا رہا تھا چانک رکا۔  
ہیں؟ یہ میں نے کیا کہ دیا جلدی میں ایک درجن بچوں کی ماں۔۔۔۔۔ نہیں مطلب  
ا۔۔۔۔۔ ایک درجن۔۔۔۔۔ اس نے آنکھیں بڑی بڑی کرتے ہوئے ایک کو لمبا کیا۔۔۔۔۔  
یہ تو کچھ زیادہ ہی ہو گئے ہیں۔ ماتھاپیٹا اور پھر دور نظر آتی عاشی کی طرف رخ کیا جہاں وہ  
اس کبھی نہ ہونے والے شوہر نامدار کے ساتھ کھڑی تھی۔

السلام علیکم! کیسی ہیں آپ آنٹی؟ عاشی ناچاہتے ہوئے بھی آداب میزبانی نبھاتے ہوئے  
اٹھ کھڑی ہوئی۔

و علیکم السلام! کیسی ہو میری بچی؟ انھوں نے عاشی کو گلے لگاتے ہوئے چوم چاٹ لیا۔  
میں ٹھیک ہوں۔ اسے کتنی کوفت ہوتی تھی آنٹیوں کے اس چومنے چاٹنے والے انداز  
سے۔ ہمیشہ وہ دوپٹے کے پلو سے منہ صاف کر لیا کرتی تھی مگر اب برداشت کرنا پڑ رہا  
تھا وہ بھی چہرے پر مسکراہٹ سجا کر۔

بیٹی یہ ہے حاشر میر ایٹا ذکر کیا تھا تم سے۔ آنٹی نے اپنے پیچھے کھڑے بیٹے کا تعارف  
کر دیا جو بیٹے کے ساتھ نجانے کن باتوں میں مشغول تھا۔  
حاشر بیٹا یہ ہے عاشی تم دونوں باتیں کرو تب تک میں اپنے پوتے کو کھلا کر لے آتی ہوں  
۔ آنٹی کی بات پر عاشی کا تو جیسے فیوز ہی اڑ گیا۔ اس نے انگلیاں چٹختاتے ہوئے حاشر کو  
دیکھا جو آنٹی کے ساتھ کچھ فاصلے پر جاتے اپنے بیٹے کو ہاتھ ہلا کر بائے کہہ رہا تھا۔  
یہ لڑکیاں میری مدد نہیں کریں گی مجھے خود ہی انھیں سب کچھ بتا دینا چاہیے نہیں بلکہ دو  
ٹوک بات کر لینی چاہیے۔ عاشی جو اسے دیکھتے ہوئے سوچوں میں گم تھی۔ اس کی آواز  
پر سوچوں کے بھنور سے باہر نکلی۔

پیارا نام ہے آپکا عاشی! حاشر نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔  
ہممم، شکریہ۔ اس نے لب کاٹتے ہوئے کہا اور سوچنے لگی کہوں یا نہیں۔ حاشر بغور اسے  
ہی دیکھ رہا تھا۔

مسٹر حاشر! میں کچھ بتانا چاہتی ہوں آپکو۔ اس نے بلا آخر ہمت کر کے کہ ڈالا۔

ہاں ہاں کہیں میں سن رہا ہوں۔ حاشر ہمہ تن گوش ہوا۔

وہ میں۔۔۔۔۔ اس سے پہلے کہ عاشی کوئی بات کرتی معاذ دھڑکتا ہوا آیا؛

عاشی! میرے آدھے درجن بچوں کی ماں میں تمہیں کہیں نہیں جانے دوں گا۔ وہ آتے ہی سیدھا حاشر سے ٹکرایا تھا حاشر توازن نہ سنبھال سکا اور دونوں گھاس پر گرے تھے۔ عاشی تو اس اچانک آنے والی آفت کو حیرت سے تکی رہی تھی۔ سونے پہ سہاگا اس کا آدھے درجن بچوں کی ماں کہنا بھی سن کر گیا۔

ایکسیوز می مسٹر! حاشر گھاس پر لیٹا اسے دیکھ رہا تھا جو ٹکیوں کی طرح اس کے اوپر گر کر اٹھنا ہی بھول گیا تھا۔

اوہ سوری سوری میری بیوی تو وہ کھڑی ہے۔ معاذ نے عاشی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

تو پھر آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟.... ایک منٹ کہاں کھڑی ہے آپ کی بیوی؟ حاشر اس سے سوال پوچھتے پوچھتے ٹھٹکا۔

یہ کھڑی ہے عاشی (اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے نظروں میں پیار سموتے ہوئے بولا) میری کالی جھاڑیوں والی محبوبہ، بھینگی آنکھوں والی چڑیل (جہاں عاشی کی آنکھیں حیرت سے پھٹیں وہیں حاشر نے معاذ کے تعریف کرنے کے انداز پر منہ کھولا) ٹیڑھے ہاتھوں



والی ڈائن، میری خون چوسنے والی بلا، میری پھینے ناک والی جانم، میری پچھل پیری، میرے آدھے درجن بچوں کی ماں۔ وہ بڑے پیار سے اس کے گرد گھومتے ہوئے بن سوچے سمجھے اپنے تئیں تعریف کر رہا تھا۔ عاشی مٹھیاں بھینچے اپنے غصے پر کنٹرول کر رہی تھی۔

عاشی جی! کون پاگل ہے یہ؟ آپ اسے کچھ کہتی کیوں نہیں ہیں؟ حاشر نے خاموش کھڑی عاشی کو مخاطب کیا تو معاذ فوراً ان دونوں کے درمیان گھسا۔

ابے اوگھامڑ کہ تور ہا ہوں سمجھ نہیں آتی شوہر نامدار ہوں عاشی جی کا۔ آخری بات پر عاشی کی طرف مڑا اور پیار سے اسے دیکھنے لگا جیسے واری صدقے جارہا ہو۔

عاشی! آپ خاموش کیوں ہیں؟ حاشر کے کہنے پر عاشی نے ہاتھ اٹھا کر کچھ کہنا چاہا تھا مگر معاذ نے فوراً کام بگڑ جانے کے خوف سے اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے اور ان پر پیشانی ٹکاتے ہوئے بولا :

عاشی جی! ہماری میاں بیوی کی لڑائی ایک جگہ اور ہم شوہر بیوی کی محبت دوسری جگہ آپ اسے بتاتی کیوں نہیں ہیں میری جان ہیں، آپ میری زندگی ہیں، میری منکوحہ، میرے بچوں کی ماں، میرے پوتوں کی دادی، میرے نواسوں کی نانی، میرے پڑپوتوں کی پردادی ہیں۔

اتنے میں عاشی نے اپنے ہاتھ اس سے چھڑائے اور کوفت سے بولی :  
چلا گیا ہے۔

ہیں کب گیا؟ اور تم اتنی دیر سے کیا دیکھ رہی تھی؟ معاذ نے سراٹھا کر اسے دیکھا اور پھر  
گندے منہ بناتے ہوئے ہاتھ مسلنے لگا جیسے گندے ہو گئے ہوں اور صاف کر رہا ہوں۔  
ساری دنیا ترکش ڈرامے دیکھ رہی ہے اور اک میں ہوں جو تمہارے ڈرامے دیکھ رہی  
ہوں۔ عاشی نے ایسے ماتھے پہ آنکھیں رکھیں جیسے وہ کھڑی ہی یہاں صرف اس کے  
ڈرامے کرنے کی وجہ سے تھی۔

ہو نہہ، بھگی بلی اب دیکھو کیسے نخرے دکھا رہی ہو ایک تو تمہارا خاوند بننا پڑا مجھے یہ نہیں  
احسان مانو الٹا تیور دکھا رہی ہو۔ معاذ نے اس کے بدلتے تیور دیکھ کر شکایتی انداز اپنایا۔  
ایسا شوہر اپنے پاس رکھو مجھے نہیں چاہیے۔ عاشی نے ناک بھوں چڑھاتے ہوئے کہا۔  
تو پھر کیسا چاہیے؟ معاذ نے مسکراتے ہوئے دونوں ابرو اچکائے جیسے ابھی اسے جیب  
سے نکال کر دے دے گا۔

کیسے شوہر ہو بیوی کی تعریف کرنی بھی نہیں آتی ایسے کرتے ہیں؟ عاشی نے غصے سے  
نتھنے پھیلانے۔

اب تم جیسی بیوی میں کچھ تعریف کے لائق ہو تو شوہر بھی کرے۔ وہ کونسا پیچھے رہنے والا تھا۔

یہ بتاؤ اس ڈرامے کی اسکرپٹ کس نے لکھی ہے، پلان کس کا تھا؟ عاشی نے دونوں ہاتھ کمر پر ٹکاتے ہوئے پوچھا۔

پلان تمہاری پلٹون کا تھا باقی سب میرا۔ اس نے فرضی کالر جھاڑے۔

بڑا ہی کوئی بکو اس تھا۔ اس نے لڑکیوں کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

نیکی کا تو زمانہ ہی نہیں رہا۔ معاذ نے بھی لڑکوں کی جانب قدم بڑھائے۔

NEW ERA MAGAZINE

ایک بات تو بتاؤ یار لوگ کہتے ہیں محبوب کی انگلی چائے میں ڈبونے سے چائے میٹھی ہو

جاتی ہے تو اگر ویرا ہماری ویری کو پانی والی ٹینکی میں ڈال دے تو کیا روح افزا بن جائے

گی؟ ابراہار دستے پر حساب کرتے کرتے سیدھا ہو بیٹھا سوچنے والے انداز میں ان سے

سوال کیا۔

روشیل اور یاسر کچن میں گھسے اپنی باری کے مطابق کچن میں کھانا بنا رہے تھے۔ باقی

سب کمرے میں آڑے ترچھے لیٹے تھے۔ معاذ کچھ گنگنار ہا تھا۔ جبکہ ایان معمول کے

مطابق سونف جیب الٹ کر ڈھونڈ رہا تھا۔

ابرار کی بات سن کر مدنی منہ بناتے ہوئے بولا:

جی نہیں کیونکہ بات محبوب نامی بندے کی بھی ہو سکتی ہے۔

تو کیا حرج ہے یار ہم باری باری دونوں کو پکڑ کے ٹینکی میں ڈال کر تجربہ کر لیتے ہیں۔

سنی نے چٹکی بجاتے ہوئے ان کا مسئلہ حل کیا۔

واہ بھی واہ۔۔۔۔۔ ڈال دو گے باری باری ویری کو ہاتھ تو لگاؤ ویرے نے ہاتھ توڑ دینا

ہے۔۔۔۔۔ پنکونے ہوم ورک کرتے کرتے گفتگو میں حصہ لینا ضروری سمجھا۔

وہاں سے یاد اتنے دن ہو گئے ہیں عذر آئی کا کوئی اتنا پتہ نہیں کیا ایسے لگ رہا ہے جیسے زندگی

سونی سونی ہو گئی ہو۔ عیشو نے پیڑے بناتے ہوئے کہا۔

سونی تو اب ہو گی نیکسٹ ویک سے مڈز شروع ہیں پہلے سیمسٹر کے۔ سنبل نے اپنے

تئیں دھماکہ کرنا چاہا۔

ہائے اتنی جلدی مڈز ہم نے تو کچھ پڑھا بھی نہیں ہے پیپر میں کیا لکھیں گے؟ سپنا کو فکر

لاحق ہوئی۔

میں بتاتی ہوں کیا لکھنا؟ نیہانے کالر جھاڑے جیسے اس کے ہوتے ہوئے پریشان ہونے

کی کیا ضرورت؟



سے دیکھ رہی تھی جیسے کوئی عمل کر رہی ہو اور ابھی زمین پھاڑ کر کوئی مردہ یا جن نکل آئے گا اور کہے گا :

میرے آقا! آپ نے مجھے یاد فرمایا میں حاضر ہو حکم کیجئے۔  
معاذ نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا ایسے بھی کوئی تعریف کرتا ہے کیا؟ عاشی دکھ سے گویا ہوئی۔

اے بہن! اب سچ بات کا کون برا مناتا ہے تم بھی جتنا جلدی قبول کر لو تمہارے حق میں اچھا ثابت ہو گا۔ کشف نے کن اکھیوں سے عاشی کے تیور دیکھتے ہوئے ہاتھ میں پکڑی کتاب کو کچھ اس طرح پکڑا کہ حملے کی صورت میں اپنی حفاظت آپ کر سکے۔  
ہو نہ ہو، جیلز پیل۔ عاشی نے اسے سر سے لے کر پاؤں تک دیکھتے ہوئے ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں کہا۔

دونوں یونیورسٹیوں میں آگے پیچھے مڈز کے امتحانات شروع ہونے والے تھے سو جو کلاس فیلو تھیں وہ کمبائن جبکہ باقی اکیلی بیٹھی پڑھ رہی تھیں۔ کوئی کسی کو نے میں بیٹھی تھیں تو کوئی کسی کو نے کھد رے میں بل بنائے پڑھ رہی تھیں۔

-----

ویرے کتنی مہنگائی ہے یار؟ پنکونے موٹر سائیکل سے سبزی کے شاپر اتارتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں ہفتے بھر کی سبزی لینے گئے تھے اور اب لوٹتے ہی پنکونے شکایتی لہجہ اپنایا۔ ہاں اور مجھے تو حالات دیکھ کر لگتا ہے تھوڑے دنوں بعد فون ملاتے ہی آواز آئے گی :

معزز صارف مہنگائی ایک بیماری ہے، اس سے بچیں، کھانا کم کھائیں۔ پھٹے کپڑے پہنیں اور ہو سکے تو پیدل ہی چلیں۔ پیٹرول والی گاڑیاں ناچلائیں، یاد رکھیں ہمیں مہنگائی سے لڑنا ہے، سرکار سے نہیں۔

روشیل نے خوب چڑ کر نقل اتاری لڑکے جو صحن میں خدا خدا کر کے پڑھنے بیٹھے تھے کتابیں چھوڑ کر ہنسنے لگے۔

اور تم لوگ زیادہ کھی کھی کرنے کی ضرورت نہیں ہے سارا سال تو پڑھائی کہتی رہی :

Study: I love you .

اور تم لوگ کہتے رہے :

Sorry , I have mobile .

اب دیکھو کیسے کتابیں اٹھا کے بیٹھے ہیں "رٹو طوطے"۔ روشیل کے ایک سال کہنے پر ان کے تو گویا ہاتھوں سے طوطے ہی اڑ گئے تھے۔

بس ویرے ایک سال تو نہیں ابھی یونی جاتے ہوئے ڈیڑھ، دو ماہ ہی ہوئے ہیں۔ سنی نے باقاعدہ انگلیوں پر حساب کرتے ہوئے کہا۔ ابرار نے ایسے دیکھا جیسے کہتا ہو بھائی یہ تو نے کب سے میری جگہ سنبھال لی ہے۔

ہو نہہ، ویرا کبھی یونی گیا ہو تو پتہ بھی ہو۔ مدنی نے سر جھٹکا اور پڑھنے لگا۔  
میں بھی کہوں بڑے دفتر میں چوکیدار کیوں ہے؟ یا سرنے سر ہلایا جیسے اس گتھی کو سلجھا ہی لیا بلا آخر۔

اے چٹکی! کیا سوچ رہی ہے پانی پلا مجھے۔ عذرا آئی کی بلند آواز ہمسائیوں میں لڑکیوں نے بھی سنی۔

شکر ہے عذرا آئی کی آواز تو سنائی دی مجھے تو لگا تھا شاید کوما میں چلی گئی ہیں۔ سیڑھیوں پر بیٹھی عیشو نے سپنا کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

ہائے مجھے تو لگا تھا مر رگی ہیں۔ سپنا کی بات پر دونوں نے ہنسی ضبط کی۔  
پگلی! اگر مر گئی ہوتیں تو مسجد میں اعلان ہو جاتا نہیں تو بریانی ہی آجاتی عذرا آئی کے قلوں کی۔ وہ دونوں اب کھسر پھسر کر رہی تھیں پہلے ہی پاگلوں کی طرح ہنسنے پر لڑکیوں نے سراٹھا کر انھیں تنبیہی نظروں سے دیکھا تھا۔



ہاں یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔ سپنانے ہاتھ میں پکڑے نوٹس پر جھکتے ہوئے کہا۔  
یہ لیس جی ٹھنڈا خ پانی لے آئی ہوں۔ چٹکی اسٹیل کا گلاس انھیں پیش کرتی ہوئی بولی۔  
ان کے گلاس پکڑتے ہی چٹکی وہیں تخت پر ہی بیٹھ گئی اور کچھ سوچتے ہوئے ٹانگیں ہلانے لگی۔

کیا سوچ رہی ہے؟ عذرا آئی نے خالی گلاس ایک طرف رکھتے ہوئے تشویش ظاہر کی۔  
دل چاہ رہا ہے کسی کو پریشان کروں بس پتہ چل جائے کہ یہاں سکون سے جی کون رہا  
ہے؟ عذرا آئی جو بڑی تشویش سے اس کا منہ تک رہی تھیں جوش سے کہا گیا جملہ سنتے  
ہی فوراً دونوں ہاتھوں کی دس انگلیوں سے سلامی دیتے ہوئے (لعت) بولیں :  
در فئے منہ، میں تے پریشان ہوگی کہ بچی نوں پتہ نی کی مسئلہ وا۔  
ہا، ہائے اب میں نے کیا کر دیا۔ اس نے مسکینوں جیسی شکل بنائی سلامی دیکھ کر۔  
کچھ شرم حیا کر۔ عذرا آئی نے ہاتھ میں پکڑی تسبیح کے دانے گراتے ہوئے کہا۔  
میں تو شرمانے کے لیے تیار ہوں،

آپ میری تعریفیں تو کریں ہائے سلامی !  
اب کی بار عذرا آئی نیچے جھکی تھیں چپل اٹھانے کے لیے اس سے پہلے کہ چٹکی کا نشانہ  
لپیتیں وہ نود و گیارہ ہوگی۔

میرے جیسا آرڈر پر بھی نہیں بنتا اور ان جیسوں کی سیل جاری ہے، ہونہسہ۔ عذرا آئی  
نے دل کی بھڑاس نکالی اور چپل پھینک کر ہاتھ دھونے کے لیے اٹھ گئیں۔

-----

کل ان کا پیپر تھا۔ سب لڑکیاں تیاری مکمل کرنے کے بعد آکر اپنے اپنے بستر میں  
گھس گئیں۔ سپنا سب سے آخر میں بستر میں گھسی تھی اس سے پہلے کہ نیند کی وادیوں  
میں کھوتی اپنے ارد گرد کا جائزہ لیا اور پھر واٹس ایپ آن کی۔ بھائی کا میسج اسکرین پر جگمگا  
رہا تھا۔

پیپر کی تیاری کیسی ہے؟  
اس نے فوراً ٹائپ کیا :  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

Almost done .

دوسری طرف وہ شاید جاگ رہا تھا اس لیے سپنا کو ٹائپنگ لکھا نظر آنے لگا۔ اتنے میں  
اسے میسج موصول ہوا :  
کتنا کر لیا اور کیا رہتا ہے؟

وہ جو پڑھ پڑھ کر ناک تک آئی بیٹھی تھی فوراً میسج ٹائپ کیا:  
کپڑے استری کر لیے، پین وغیرہ سب رکھ لیے، اب صرف پڑھنا باقی ہے۔

اتنا لکھ کر سینڈ بٹن دبایا اور مسکراتے ہوئے ڈیٹا آف کر کے فون رکھا۔ جبکہ مدنی حیرت سے آنے والے میسج کو دیکھ رہا تھا۔

ہم یہاں پڑھ پڑھ کے خوار ہوتے رہے ہیں اور ان میڈموں کے فیشن ہی ختم نہیں ہو رہے۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین

خدا خدا کر کے ان کے امتحانات ختم ہوئے تھے۔ آج وہ سب تیار ہو کر پارک ایک ساتھ گئے تھے۔ ان کا پارک میں داخل ہونے کا انداز ایسا تھا جیسے قیدی جیل سے رہا ہو

کر بھاگتے ہیں اس ڈر سے کہیں سرکار کا انھیں آزاد کرنے کا ارادہ کینسل نہ ہو جائے۔  
اس وقت وہ تمام پارک میں ایک طرف قبضہ کیے بیٹھے تھے۔ چند لڑکے رو شیل سمیت  
گھاس پر سر کے نیچے بانہوں کا تکیہ بنائے لیٹے تھے، کچھ بیٹھے تھے جبکہ لڑکیاں ان بیٹھے  
ہوؤں میں شامل تھیں۔

کیا ہوا ہے تمہیں؟ جیانے پوچھا۔

میری انسانوں کے ساتھ نہیں بنتی مجھے بھوتوں کے پاس جانا ہے۔ نہیامننائی۔  
ویسے ابھی کونسا تم انسانوں میں ہو۔۔۔ ہی ہی ہی۔۔۔ رو شیل جوان کی طرف کان  
لگائے لیٹا ہوا تھا فوراً بولا۔  
لڑا کا طیارہ آجکل پریشانی سے دوچار تھا۔ سب ہی اس کی پریشانی سے لطف اٹھا رہے تھے  
اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اس کا مذاق بھی اڑا رہے تھے۔  
لگتا ہے لڑا کا طیارے کو آجکل کوئی نہیں مل رہا ٹیک کرنے کے لیے۔ کہو تو تمہارا شکار  
میں ڈھونڈ لاؤں۔ عیشونے اسے چھیڑتے ہوئے کہا جس پر نیہانے اسے گھوری سے  
نوازا۔

نہیں یار مجھے تو لگتا ہے اسے اوپر سے آرڈر نہیں ملیں ہونگے ورنہ شکار تو یہاں بہت ہیں  
۔ مدنی سے بھی چپ نہ رہا گیا تو اسے چھیڑ بیٹھا جس پر سپنانے اسے گھورا جیسے کہتی ہو :

بھائی زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

نیہا! ہم سے تمہاری یہ اداسیاں، پریشانیاں نہیں دیکھی جاتیں۔ مونانے ماتھے پر ایک ہاتھ رکھ کر ملکہ جذبات بننے کی ناکام کوشش کی۔

آپ یہ رومال آنکھوں پر کیوں نہیں باندھ لیتیں۔ بلاوجہ آنکھوں کو زحمت کیوں دیتی ہیں؟ ایان نے فوراً سے پیشتر اپنا رومال جیب سے نکال کر پیش کرنا چاہا۔

بہت بہت شکریہ مگر میں یہ نہیں لے سکتی۔ مونانے بڑے آرام سے پیار سے جواب دیا

-

لیکن کیوں؟ ایان کو پریشانی نے آگیر اپیار سے بات اور وہ بھی مونا۔

اس لیے کہ نجانے آپ نے اسے کتنی بار، کہاں کہاں استعمال کیا ہوگا۔ اگر یہ میلا کچلا

ہو اور میری آنکھوں کو الرجی ہوگی تو۔۔۔۔۔ کچھ لوگ آنکھیں موندے گفتگو سن

رہے تھے تو کچھ اپنے اپنے فون میں گھسے گا ہے بگا ہے سراٹھا کر ارد گرد بھی دیکھ لیتے۔

افسوس صد افسوس۔ ایان نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کانوں کو چھوا۔

ویسے لڑاکا طیارہ میں تمہیں تمہارا مسئلہ جانے بغیر حل بتا سکتا ہوں۔ یا سرنے دعویٰ کیا

جس پر نیہانے بھنویں اٹھا کر اسے دیکھا جیسے یقین نہ آ رہا ہو۔

ہاں ہاں تمہیں بڑی پریکٹس ہے حل بتانے کی لگتا ہے گاؤں میں ہل چلاتے رہے ہو۔  
 نیہانے بات کہاں سے کہاں جوڑ کر اس کی بے عزتی کرنا چاہی۔ وہ اس کا طنز نظر انداز  
 کرتے ہوئے بولا :

زندگی میں اگر بہت پریشان ہو تو ایک لمبی رسی لو اور درخت پر باندھ لو۔۔۔۔۔  
 مجھے پھانسی پہ نہیں چڑھنا، تمہیں لٹکا دوں گی وہ بھی اپنے دوپٹے سے۔ لڑا کا طیارہ کے  
 تیور بڑے خطرناک لگ رہے تھے۔ کشف جو آہستہ آواز میں کچھ گنگنا رہی تھی فوراً  
 رک کر بولی :

وہ بھی سال بھر کے میلے دوپٹے سے۔ یاسر تھوک نگلتے ہوئے بولا :  
 نہ نہ خود کشی نہیں کرنی وچ ایک پھٹی پاؤ پینگ بناؤتے جھولے شولے لو انجوائے کرو  
 ایہہ دنیا تے رولے تے مکے نہیں۔

یہی کام تم کیوں نہیں کر کے دے دیتے۔ معاذ نے جل کر گھاس سے اٹھ کر بیٹھتے  
 ہوئے کہا۔

لو بنافیس مشورہ دینے والوں کی قدر ہی نہیں ہے یہاں تو۔ یاسر کا منہ لٹک گیا شکوہ  
 کرتے ہوئے۔

یہ اور بات ہے نیہا کو مشورہ اچھا لگا تھا مگر یاسر کو بتا کر سر چڑھانے کا شوق کون پالے۔

اچھا کشف ویسے ایک درخواست کرنی تھی تم سے۔ ابرار بورہور ہاتھ تو کچھ سوچتے ہوئے ایک دم گھاس سے اٹھ بیٹھا۔

جی حکم کریں۔ اس نے کن اکھیوں سے سنبل کو دیکھا اور پھر بڑی لگاؤ سے بولی۔ جس پر سنبل پہلے ہی ان دونوں کو طنز بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

وہ یار تم اتنا اچھا گاتی ہو کچھ ہمارے مرانی کو بھی سکھا دیتی تو ہم بھی بوقت ضرورت اس سے کچھ سن کر وقت گزاری کر لیتے۔ اس کا انداز بڑا ہی کوئی مجبوروں والا تھا کشف نے منع کرنا گناہ سمجھا معاذ حیرت سے ابرار کو دیکھ رہا تھا جو بڑی کامیابی کے ساتھ اسے عجیب و غریب مخلوق کے ساتھ پھنسانے کے چکروں میں تھا۔

ہاں ٹھیک ہے ویسے بھی ہم لوگ ایک ہفتہ فارغ ہیں تو میں سکھا دوں گا وہ سوری سکھا دوں گی۔ کشف نے کھسیاتے ہوئے اپنا جنس درست کیا۔

ہائے! کتنی اچھی ہو تم۔ ابرار کے خوشی سے کہنے پر جہاں کشف نے گردن اونچی کی وہیں سنبل نے جل کر منہ موڑا عاشی کی بھی کچھ ایسی ہی حالت تھی۔

بس دنیا میں جب بھی کبھی اچھے لوگوں کی تلاش میں نکلو تو سیدھا میرے گھر آنا میں تمہیں وہاں ملوں گی۔ کشف نے فرضی کالر جھاڑے جبکہ ابرار نے دانت نکالے معاذ

کادل چاہا ہتھوڑے سے اس کے دانت بجاڈالے اور کچھ نہ سہی نیا میوزک تو کمری ایٹ کرنے میں کامیاب ہو ہی جائے گا۔

میں بھی دل کا بہت اچھا ہوں بس زبان کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔ معاذ نے دانتوں پر دانت جماتے ہوئے ابرار کو دیکھا جسے کچا چبا جانے کو دل کر رہا تھا۔ عاشی نے سر ہلا کر تائید کی :

مجھ سے بہتر کون سمجھ سکتا ہے اس بات کو ڈیر کرائے کے شوہر۔  
کرائے کا نہیں ضرورت پڑنے پر بنائے جانے والا شوہر۔ معاذ نے اس کی تصحیح کی۔  
ہاں ہاں جو بھی ہے تو شوہر ہی۔ عاشی کا منہ ایسے بنا جیسے ایک ساتھ کی گڑوے بادام کھا لیے ہوں غلطی سے۔

تم سب کی حالت زار دیکھتے ہوئے ایک شعر بڑے زور سے آیا ہے۔ سنبل نے ان سب کو دیکھتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔

پھر دیر کس بات کی ہے ارشاد ارشاد۔ سنی نے گھاس پر لیٹے لیٹے اس کی طرف کروٹ لیتے ہوئے کہا :

عرض کیا ہے :

اے دوستو! کیا یہ ممکن ہے



میں انسان لکھوں اور تم بن جاؤ  
 ہی ہی ہی۔۔۔ کتے کی دم تو سیدھی ہو سکتی ہے مگر ہم کبھی سیدھے نہیں ہو سکتے۔  
 ۔۔۔ سوائے جیا کے وہ سب کورس میں بولے تھے۔

میری جان ایک مصرعہ عرض ہے :  
 "پوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ"

جیا نے بہن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

ہاں اب تو یہی ہو سکتا ہے، خیر بہت دیر ہو گئی ہے اب گھر چلتے ہیں کھانا بھی بنانا ہے۔  
 روشیل نے گھاس سے اٹھ کر کپڑے جھاڑتے ہوئے کہا۔ جیا نے نظریں اٹھا کر اسے  
 دیکھا سر مئی رنگ کے ٹریک سوٹ میں بھلا لگ رہا تھا۔ اسے خود کو دیکھتا پا کر روشیل  
 لبوں پر آنے والی مسکراہٹ کو چھپانے کے لیے چہرہ موڑ گیا جبکہ جیا بھی چوری پکڑے  
 جانے پر شرمائی۔ سیاہ اور سر مئی رنگوں کی دلدادہ تھی اسے مردوں پر یہ رنگ بڑے  
 جچتے ہوئے محسوس ہوتے تھے۔

وہ سب بھی اس کی تقلید میں اٹھے تھے۔ اب ان کا رخ اپنے اپنے گھروں کی جانب تھا۔

-----

چٹکی! آجکل کہاں غائب ہوتی ہو نظر ہی نہیں آتی۔ اگلے دن صبح اٹھتے ہی جیانی نے صحن میں جھاڑو لگانے کے بعد ساتھ والے گھر میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔ وہ جو صحن میں لگے پودوں کی کانٹ چھانٹ میں کوئی پنجابی گانا گنگنار ہی تھی پائپ ایک کیاری میں رکھتے ہوئے پراندہ جھلاتی ہوئی دیوار کے قریب آئی۔

السلام علیکم! جیاباجی کیسی ہیں آپ؟

وعلیکم السلام! ٹھیک تم بتاؤ بات کا جواب نہیں دیا۔ جیاباجی سلام نہ کرنے پر تھوڑا شرمندہ ہوئی۔

بس جی عذرا انٹی کہتی ہیں کوئی ایسا کام کرو جس سے سب کا بھلا ہو تو میں جا کر سو جاتی ہوں۔۔۔ ہی ہی ہی۔ اپنی ہی بات پر وہ دوپٹے کا پلو منہ پر رکھ کر ہنسی تھی۔ کوئی حال نہیں تمہارا۔ جیانی مسکرا کر کہا۔

اچھا جی آپ میں سے کسی کو مہندی لگانی آتی ہے وہ نہ ہمارے پنڈ میں شادی ہے میری بہن کی بس میں ذرا وہاں جا رہی ہوں تو سوچا ہے شہر سے ہی مہندی لگوا کر جاؤں۔ اس نے بڑے شوق سے مسکراتے ہوئے کہا۔

واہ تمہاری بہن بھی ہے اور اس کی شادی بھی ہو رہی ہے پھر تو ڈھیر ساری مبارک ہو اور ہاں مہندی کی فکر ہی نہ کرو کوئی بھی لڑکی نیٹ سے ڈیزائن دیکھ کر تمہاری ہتھیلیوں پہ چھاپ دے گی۔ جیانیے اسے منع کرنا مناسب نہ سمجھا۔

ہاں بس یہ ٹھیک ہو گیا ہے لیکن باجی ایک مسئلہ ہے جو مجھے درپیش ہے۔ جیا جو دیورا کے قریب رکھی ٹوٹی ہوئی کرسی پر کھڑی تھی احتیاط سے اترنے لگی مگر اس کی بات نے رکنے پر مجبور کر دیا۔

کونسا مسئلہ ہے جو ہماری چٹکی کو درپیش ہے؟ ہماری چٹکی کہنے پر تو چٹکی کا دل چاہا جیا کو گلے سے لگالے۔ اس مطلبی دور میں ایسے پیار بھرے الفاظ جو دل سے کہے گئے ہوں سننے میں بڑا لطف دیتے ہیں۔ انسان کو اپنا آپ بڑا انمول لگنے لگتا ہے۔

عذر آئی کے کام کون کرے گا پیچھے میں خود صرف ڈیڑھ دن کے لیے جا رہی ہوں لیکن وہاں جا کے میں نے پریشان ہی رہنا ہے میری بہن کی شادی نہ نہ ہوتی میں نے ہر گز نہیں جانا تھا۔ جیانیے اس کی پریشانی دیکھی سارا دن عذر آئی اور وہ ایک دوسرے سے الجھتی رہتی تھیں اور اب کیسے ایک دوسرے کے بنا پریشان ہو رہی تھیں

-

تم فکر ہی نہ کرو ہم لڑکیاں ہیں نہ بلکہ میں خود آ جاؤں گی ایک دن کے کام کردوں گی۔  
جیا کی بات ابھی مکمل ہوئی نہیں تھی کہ کرسی میں دراڑ آئی اس کے پیر کے نیچے اور  
دیکھتے ہی دیکھتے کرسی سمیت وہ زمین بوس ہوئی تھی۔

آئے ہائے جیا باجی آپ کو تو دیکھ کر ہی لگ رہا ہے جیسے بڑے زور کی لگی ہے اب کون  
آئے گا عذر آئی کی گئی۔ کرسی کا شور اور جیا کی چیخ سن کر لڑکیاں اندر سے  
برآمد ہوئیں۔

استغفار چٹکی! تمہیں عذر آئی کی پڑی ہے ابھی بھی اور یہاں میں اٹھنے لائق نہیں بنی۔  
عیشو اور مونا نے آگے بڑھ کر اسے اٹھنے میں مدد دی اور اندر لے جانے لگیں۔  
لگی تو نہیں۔ سہانے تشویش سے پوچھا۔

ہائے بڑے زور کی لگی ہے۔ جیا نے کراہتے ہوئے کہا۔  
اور کرو اجلاس ٹوٹی ہوئی کرسی پہ چڑھ کر۔ سنبیل نے اس پر طنز کیا۔  
اچھا اب بتاؤ کہاں لگی ہے؟ نہانے فریج سے پانی کی بوتل نکال کر منہ سے لگائی۔  
تمیز سے گلاس میں نہیں پیاجاتا۔ عاشری نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

ہمیشہ کی طرح کمر میں۔ اس کے ساتھ مسئلہ تھا وہ جب بھی گرتی کمر میں چوٹ لگواتی  
تھی پہلے بھی بچپن کی چوٹ لگوار تھی اس لیے درد اٹھ آتا تھا کمر درد کی ٹیوب وہ

ساتھ رکھتی ایسے وقت میں درد سے نمٹنے کے لیے۔ نہانے پانی پی کر ٹیوب اٹھائی اور سنبل کی طرف اچھالی۔ جو صوفے پر ہی بیٹھی تھی جیا کے پاس۔ ٹیوب لگوا کر اسے یک گونہ سکون حاصل ہوا۔ ایسے میں جیا کو محسوس ہوا تھا :

"کچھ دوست دوست نہیں دل کا سکون ہوتے ہیں"

اوائے ابرار ایک بات تو بتا۔ ابرار اور سنی کی باری تھی کھانا بنانے کی۔ سنی کو پیاز کاٹتے ہوئے ایک خیال سو جھا تو ابرار سے مخاطب ہوئے بنانہ رہ سکا۔ باہر بیٹھے باقی لڑکوں میں سے آدھے لڈو کھیلنے میں مصروف تھے اور آدھے ان کا کھیل خراب کرنے کے چکر میں تھے۔

بھونک لے، بھونک لے۔ ابرار نے آٹا گوند ہتے ہوئے کہا جس کے اندر وہ بے خیالی میں نمک ڈالنے کی بجائے لال مرچیں ڈال چھہ بھر کر ڈال چکا تھا۔

تمہاری امی سب سے اچھا کیا بناتی ہیں؟ سنی نے لمبے لمبے موٹے موٹے آڑے ترچھے پیاز کاٹتے ہوئے کہا۔ ساتھ میں آنکھیں بھی تیزی سے پٹیٹائیں اور سوس سوس کرنے سے بھی گریزنہ کیا آنکھوں سے پانی چھلکنے کو بیتاب تھا۔ صاف دکھائی دے رہا تھا پیاز نے اس کے ناک میں دم کر دیا ہے۔

"میری عزت کا فالودہ۔" اس نے تو جیسے ابرار کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔ وہ تازہ تازہ فون کال پر اپنی والدہ حضور سے درگت بنوا کر کچن میں آیا تھا۔

ویسے آنٹی نے تیری کلاس کیوں لگائی ایک تو تجھے بھی یونی میں کلاسیں ہوتی ہیں پھر بھی مزید کلاسیں لینے کا شوق رہتا ہے۔ سنی نے بھی لگے ہاتھوں طنز کرنا مناسب سمجھا۔

میں بتا رہا ہوں کوئی بھی ڈاکٹر وہ ٹانگ سیدھی نہیں کر سکتا جو رشتہ دار دوسروں کے معاملات میں اڑاتے ہیں۔ ابرار کی بات پر وہ سو فیصد متفق ہوا۔

سمجھ گیا تیرا کیس جب وہ تجھے بلا ہی رہی ہیں تو ملنے چلے جاؤ رشتہ داروں کے منہ بھی تمہیں دیکھ کر بند ہو جائیں گے۔ سنی نے اب ہری مرچیں کاٹنی شروع کیں۔

یار چلا تو میں جاؤں مگر وہاں جا کر ساری ذمہ داریاں مجھ پر آپڑتی ہیں اور دکھ اس بات کا نہیں ہے گھر والے کام کرواتے ہیں بلکہ دکھ اس بات کا ہے بعد میں کہتے ہیں سارا دن کرتے ہی کیا ہو۔ فیثا غورث کی اولاد نے آٹے کو مکیاں مارتے ہوئے کہا جیسے اس کے رشتہ دار غلطی سے اس کے ہاتھ آگئے ہوں۔

لگے رہو لگے رہو بس خیال کرنا اسی لگے رہنے میں سال نہ گزر جائے اور باہر نکلو تو ہماری لاشیں ملیں وہ بھی گلی سڑی ہوئیں پتہ چلے بھوک سے ہی مر گئے۔ ایان کچن میں

سونف کے ڈبے سے سونف لینے کی غرض سے آیا تو ان کو یاد دلانا نہ بھولا کہ وہ سب باہر کھانے کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔

شکر ہے یار تو نے یاد دلادیا ورنہ ہم تو اگلے پانچ سال اسی حالت میں گزارنے والے تھے۔ اسی خوشی میں تیرے لیے خصوصی دعا ہے۔ سنی نے آگ جلاتے ہوئے جل کر کہا۔ ضرور ضرور تمہارے جیسی ہی کوئی پھٹپیچر دعا ہوگی۔ ایان نے مٹھی بھر سونف نکال کر جیب میں ڈالے۔

عرض کیا ہے :

مبارک ہو تم کو یہ چربی تمہاری  
سدا موٹے رہو یہ دعا ہے ہماری  
اس کے شعر پر جہاں ابرار نے قہقہہ لگایا تھا ایان پیر پٹختے ہوئے کچن سے باہر نکل گیا۔

کل شام کو ہی چٹکی لڑکیوں سے مہندی لگوا کر اپنے پنڈ سدا ہار گئی تھی۔ مگر جانے سے پہلے جیا کو یاد دہانی کرانا نہیں بھولی تھی ایک دن کے لیے کسی لڑکی کو عذرا آئی کے گھر بھیج دے۔ اسی سلسلے میں جیا نے بڑی منتیں کر کے مونا کو عذرا آئی کی طرف بھیجا تھا۔

صبح سویرے وہ عذرا آنٹی کے گھر پہنچ گئی تھی۔ انھوں نے سویرے سویرے ہی اپنے سرہانے سے پیسے نکال کر اسے دیے کہ محلے کے بچوں میں سے کسی کو پکڑو اور گلی کے نکرپر ریڑھی والے سے حلوہ پوری ناشتے کے لیے منگواؤ۔

اس کے بعد نہ صرف ماسیوں کی طرح کپڑے دھلوائے بلکہ گھر میں جھاڑو پوچا بھی لگوا یا۔ ایک دن میں یہ سارے کام تو کبھی جیانے بھی نہیں کروائے تھے۔ ابھی وہ کپڑے صحن میں لگی تاروں سے اتار کر آئی ہی تھی کہ ایک اور حکم صادر کیا گیا :

ایک کام کر ہن پتر بریانی دم پہ رکھ دے اور ساتھ ساتھ کپڑوں کو استری مار دے۔

بریانی چولہے پہ کب چڑھائی آپ نے۔ مونا کو حیرت ہوئی کہ کب مصالحہ جات کاٹ پیٹ کر بریانی پکانی شروع کی کہ اب وہ دم پہ رکھے۔

میرا مطلب ہے بیٹا تو کاٹ پیٹ کے مصالحے بنا دو پہر کے لیے بریانی۔ عذرا آنٹی کی بات سن کر اس نے دیدے پھاڑے۔

اور رات میں کھانا دوبارہ بنے گا۔ مونا کے حواس خمسہ ابھی سے گم ہونے لگے۔

تے ہو رکی۔ عذرا آنٹی نے بڑی لاپرواہی سے کہا۔

ایک ایک کام کہ کر صبح سے پتہ نہیں کتنے کروالیے ہیں عذرا آنٹی نے مجھ غریب سے۔

وہ سوچوں میں اپنا رونا رو رہی تھی جب عذرا آنٹی نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔



او کیا سوچنے لگی ہے؟

سوچ رہی ہوں خود کشی کر لوں۔ مونانے جل کر کہا۔ عذرا آئی کا یہ انداز اسے تیلی لگا گیا۔

اونی نی خود کشی حرام ہے، نہ صرف بزدلی ہے بلکہ پاگل پن ہے ایسی موت سے اچھا ہے بندہ اپنے آپ کو گولی مار لے۔ عذرا آئی کی نرالی منطق سن کر مونکا دل چاہا خود کو گولی مار ہی دے۔

جس نے دل کا آپریشن کروانا ہے مجھ سے کروالے میں نے ابھی ابھی یوٹیوب سے سیکھا ہے۔ ایان ہاتھ میں ٹیب لیے دوڑتا ہوا صوفے پر دھپ سے آکر بیٹھا۔

میرا عا جزانہ مشورہ ہے پہلے تو اپنے دماغ کا کروالے۔ یاسر نے تنک کر کہا۔ نارملی میں کسی سے لڑائی نہیں کرتا اور اگر لڑائی ہو بھی جائے تو اگلا بندہ نارمل نہیں رہتا۔ ایان نے اسے وارننگ دینے والے انداز میں کہا۔

ہاں بھی تمہارا اثر جو ہو جاتا ہے۔ مدنی کی بات پر وہاں بیٹھے سب ہنسنے لگے۔ آہستہ آہستہ کر کے وہ سب تیار ہونے لگے کیونکہ انھیں پارک جانا تھا اور آج سے تو معاذ نے بھی میوزک کلاس لینا تھی کشف سے۔ اس بہانے وہ معمول سے ہٹ کر تیار ہوا تھا۔

جیاداد داب قابل برداشت تھا۔ مونا کے سوا سب لڑکیاں پارک چلی آئی تھیں۔ آج سنبل ایک طرف بیچ پر بیٹھی ہاتھوں میں دیوتا ناول کا ایک حصہ بڑے انہماک سے پڑھ رہی تھی جب ابرار قریب آکر بیچ کے ایک کونے میں بیٹھا۔

پیاری لگ رہی ہو۔ ابرار کو سمجھ نہ آئی اس سے کیسے بات شروع کرے سو کچھ سوچ کر اس کی تعریف ہی کر دی۔

تعریف سنتے ہی شاعرہ صاحبہ کو موقع کی مناسبت سے شعر یاد آگیا جو کہنے سے بھی

گریز نہ کیا:  NEW ERA MAGAZINE  
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

شوخی ہوگی تو کیا غضب ہوگا

میں جو لگتی ادا اس پیاری ہوں

واہ واہ کیا خوب شعر کہا ہے آپ نے۔ ابرار تعریف کیے بنانہ رہ سکا۔

بہت شکریہ۔ اس نے ناول سے نظریں ایک پل کو اٹھائیں اور زبردستی مسکراتے ہوئے

کہا۔ وہ پھر سے ناول میں مشغول ہوگی تو ابرار نے بھی وہاں سے اٹھ جانا مناسب سمجھا۔

کیا ہوا تم نے منہ کیوں لٹکایا ہوا ہے؟ نہا نے سامنے بیٹھے یاسر سے پوچھا جو دل ہی دل میں معاذ پر رشک کر رہا تھا جسے مفت میں بغیر پاڑ بیلے کچھ دنوں کے لیے لڑکی کی قربت حاصل ہو گئی تھی۔

آج صبح امی کا فون آیا تھا میں نے کہا امی میں شادی کرنا چاہتا ہوں تو امی نے یہ کہہ کر ٹال دیا نہ بیٹا کسی کا برا نہیں سوچتے۔ یاسر نے اسے باتوں میں لگانے کی غرض سے اپنی طرف سے بات بنائی۔

ویسے آپس کی بات ہے آنٹی ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہیں۔ نہا کے کرارے جواب پر یاسر کا دل چاہا پاڑ کرارے بچنے شروع کر دے۔  
 لوجی ہن میں کی کراں۔ یاسر نے جل کر پوچھا۔

میں تو کہتی ہوں نماز پڑھو اور دعا کرو خدا آپ کو آپ جیسی اولاد نہ دے۔ عیشو کی برجستگی پر وہاں بیٹھے لوگ ہنسے تھے۔

اچھا یاد رہے مونا آج پارک کیوں نہیں آئی میرا تو دل ہی نہیں لگ رہا اس کے بغیر۔ ایان ایک بار پھر پاس بیٹھے سنی کے کان میں گھسا۔

صبر کرو آجائے گی۔ سنی نے تنگ آکر کہا وہ اس سے بارہا مونا کے متعلق پوچھ چکا تھا۔

دو گھنٹے ہو گئے ہیں صبر کرتے کرتے جتنا میں نے صبر کر لیا ہے مجھے پھل نہیں فروٹ  
چاٹ ملنی چاہیے۔ ایان نے فروٹ چاٹ کے نام پر لبوں پر زبان پھیری۔  
ہمیشہ کھانے کا ہی خیال رہتا ہے تمہیں تو۔ ان دونوں کو کھسر پھسر کرتے دیکھ کر جیا  
سے رہانہ گیا تو بول ہی پڑی :

کتنی دفعہ کہا ہے محفل میں بیٹھ کر کھسر پھسر نہیں کرتے۔  
نہیں وہ ہم مونا کے بارے میں بات کر رہے تھے ابھی تک آئی کیوں نہیں؟ ایان کو یہی  
موقع بہتر لگا سو پوچھ لیا۔

وہ آئے گی بھی نہیں۔ عاشی نے اطلاع دی۔  
خیر ہے وہ کیوں؟ ایان کو فکر لاحق ہوئی۔  
چٹکی پنڈ گئی ہے بہن کی شادی پر تو عذرا آئی کے ساتھ کسی کا ہونا ضروری تھا جیانے اس  
کی منتیں تر لے کر کے بھیجا ہے۔ سپنانے تفصیل بتائی۔  
اوہ۔ ایان کو مایوسی ہوئی وہ تو سوچے بیٹھا تھا اگر مونا بیمار ہوئی تو پکا بازار سے پھل خرید کر  
اس کی عیادت کو جائے گا۔

-----

دوسری طرف کشف اور معاذ گٹار لیے ایک طرف بیٹھے گائیگی سیکھ رہے تھے۔ عاشی نے شکوہ بھری نگاہوں سے اسے دیکھا جو سچ دھج کر تو ایسے آیا تھا جیسے کسی کنسرٹ میں آیا ہو۔ اب دونوں کسی بات پر ہنس رہے تھے۔ اس لمحے عاشی کا دل چاہا معاذ کے ہاتھ میں پکڑا گٹار چھین کر اس کے سر میں دے مارے۔ اس خیال کے دل میں آتے ہی وہ گھاس سے اٹھی تھی۔ انداز جارہا نہ تھا۔

میں اس قدر غصے میں جا تو رہی ہوں مگر اس نے پوچھ لیا تو کیا جواب دوں گی آخر کس حق سے میں جیلنس ہو رہی ہوں۔ عاشی کو آدھا راستہ طے کرنے کے بعد خیال آیا تو وہیں قدم روک لیے۔

اتنے میں اس کا ہاتھ میں پکڑا فون زور و شور سے چنگھاڑنے لگا۔ عاشی نے اسکرین پر نظر ڈالی "مونا کالنگ" لکھا نظر آ رہا تھا۔ اس نے کال موصول ہوتے ہی فون کان سے لگایا۔ اس سے پہلے کے میں گھر کے دروازے پر کھڑے کھڑے مر جاؤں جلدی سے ادھر مرو۔ وہ شدید غصے میں فون کے دوسری طرف چلائی۔ عاشی نے فون کان سے ایک دم ہٹایا۔ اس قدر غصے میں کبھی اسے نہیں دیکھا تھا۔ مونا کال کاٹ چکی تھی عاشی نے تیزی

سے واپس قدم موڑے۔ وہاں سب کی ایک جیسی حالت تھی۔ یقیناً اس نے سب لڑکیوں کو کال کر کے کلاس لی تھی۔

لگتا ہے عذرا آنتی نے بہت نجل کیا ہے اسے۔ سب کا یہی خیال تھا۔ اس سے پہلے کہ انھیں دیر ہو جاتی وہ تیز قدموں سے گھر کی جانب روانہ ہوئیں۔

آج اتوار تھا۔ عاشی اپنے حصے کا کام نمٹانے کے بعد جیا کے ساتھ بازار چلی گئی۔ جیا کو سودا سلف خریدنا تھا جبکہ عاشی کو وہی پرانا شاپنگ کا شوق بازار لے گیا۔ مونالیپ ٹاپ پر اپنا پسندیدہ شو بگ باس دیکھ رہی تھی جو ان سب لڑکیوں کو دنیا کا فضول ترین شو لگتا تھا۔ وہ جب جب یہ شو دیکھنے بیٹھتی لڑکیاں اسے خوب تنگ کرتی تھیں مگر آج کسی نے کچھ کہنا مناسب نہیں سمجھا کیونکہ کل والے غصے کے اثرات ابھی تک قائم و دائم تھے اس لیے سب خود کو ٹائم دے رہی تھیں۔ سنبل اپنے سیل فون پر ناول سرچنگ میں مصروف تھی۔ عیشو کا دماغ نئے تانے بانے بننے میں مصروف تھا۔ تب ہی سپنا اندر آئی اور نیہا جو اس کے ہم قدم تھی سے بولی :

اس سوال کا جواب دو اب۔۔۔۔۔ ان کی گفتگو سے لگ رہا تھا سپنا پہیلیاں بکھوار ہی ہے

ایک آدمی کے پاس آٹے کی بوری ہے۔ وہ نہر کے کنارے پر کھڑا ہے۔ اسے نہر کے اس پار چکی سے آٹا پسوانے جانا ہے مگر پیل نہیں ہے تو وہ کیسے جائے گا؟ ایک منٹ میں بتاتی ہوں۔۔۔ وہ ناک پر انگلی رکھ کر بوڑھی عورتوں کی طرح سوچ و بچار کرنے لگی۔

وہ نہیں جائے گا کیونکہ گندم پسوائی جاتی ہے آٹا نہیں۔ مونانے لیپ ٹاپ بند کرتے ہوئے سنجیدگی سے جواب دیا۔

اوہاں میں بھی سوچ رہی تھی اگر تیر کے جائے گا تو آٹا بہ جائے گا یہ تو دماغ میں ہی نہیں آیا کہ آٹا کون پسواتا ہے۔ یہاں نے اپنی کم عقلی پر لعنت بھیجی۔ اچھا اب ایک اور سوال۔ سپنانے عاشی اور جیا کو سامان سے لدے ہوئے گھر میں داخل ہوتا دیکھ کر کہا۔

نہیں میں تھک گئی ہوں۔ یہاں نے صوفے پر گرتے ہوئے ہاتھ ہلا کر صاف انکار کیا۔ بہت دلچسپ سوال ہے۔ سپنا منمنائی۔

بولو کیا سوال ہے؟ مونالیپ ٹاپ اس کی جگہ پر رکھ کر مڑی۔ ہائے آج تو تھک گئے۔ عاشی نے اپنا سامان ایک طرف رکھا اور قالین پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھی۔ جبکہ جیا سامان کچن میں رکھ کر پانی گلاس میں انڈیلنے لگی۔

دوزخ میں زیادہ عورتیں کونسی ہوں گی؟ سپنانے عاشی کو دیکھتے ہوئے سوال کیا۔  
جو فضول خرچ ہوں گی۔ نیہانے جل کر عاشی پر طنز کرنا چاہا۔ وہ سب اس کی فضول  
خرچی سے تنگ تھیں۔

عاشی دی فضول خرچ سن لیا۔ سپنا سے رہانہ گیا تو کہہ دیا۔  
واقعی، میں بہت فضول خرچی کرتی ہوں اسباب نہیں کروں گی سچ میں۔ عاشی نے  
اپنے ڈھیر سارے شاپنگ بیگز دیکھتے ہوئے کہا۔

کشف اور معاذ دس بجتے ہی گٹار اٹھا کر پارک میں پریکٹس کے لیے چلے آئے تھے۔ وہ  
دونوں ایک بیچ پر آمنے سامنے بیٹھے تھے اور کشف گانا گارہی تھی جسے معاذ بڑے غور  
سے سن رہا تھا۔

دل عبادت کر رہا ہے دھڑکنیں میری سن  
تجھ کو میں کر لوں حاصل لگی ہے یہی دھن  
زندگی کی شاخ سے لوں کچھ حسین پل میں چن  
تجھ کو میں کر لوں حاصل لگی ہے یہی دھن  
دل عبادت کر رہا ہے دھڑکنیں میری سن



شام ہوتے ہی وہ سب پارک پہنچ گئے تھے مونا کا غصہ بھی اتر چکا تھا۔ وہ سب ایک دائرے میں بیٹھی تھیں جب عیشو نے چٹکی بجا کر بوریت کا حل نکالا۔  
ہم سب ناں ایک گیم کھیلتے ہیں لڑکیوں کی دو ٹیمیں ہوں گی۔ اس نے لگے ہاتھوں ٹیمیں بھی تشکیل دیں۔

ٹیم 1 :

سپنا، نیہا، عاشی اور میں۔

جبکہ ٹیم 2 میں :

جیا، سنبل، مونا

لیکن ہم تو تین ہیں۔ مونا نے فوراً حساب کیا۔

ہاں تو میں جج بن جاتی ہوں۔ عاشی کے کہنے پر وہ سب مان گئیں۔

لیکن گیم ہے کیا؟ جیا کو گیمنز سے بڑی الر جی تھی مگر پھر بھی بور ہونے سے اچھا تھا یہی کھیل لیتی۔

ایک میتھ کا سوال ہے اسے حل کرنا ہے۔ عیشو نے اپنے فون کی سکرین ان کے سامنے کی جس پر میتھ کا سوال دکھائی دے رہا تھا۔ یقیناً کسی نے اسے چیلنج کیا تھا۔

کاغذ، پین توہیں نہیں چلوںج صاحب بند و بست کرو۔ نہا کے ساتھ ساتھ باقی لڑکیوں نے بھی عاشی کو دیکھا۔

ابرار کے پاس دستہ ہوگا میں کاغذ لے آتی ہوں اور تم عاشی کینٹین سے پتہ کرو بال پین۔ سنبل اٹھتے ہوئے بولی۔

ضرور پیسے خرچ کرنے ہیں لڑکوں کی جیب سے دو بال پین برآمد ہو جائیں گے۔ مونا نے مشورہ دیا تو عاشی نے بھی لڑکوں کی طرف کشکول اٹھائے قدم بڑھائے۔ کچھ ہی دیر میں وہ دونوں چیزیں وصول کر کے ان کے پاس آ بیٹھی تھیں۔ یار ایک تو آدھے گھنٹے میں یہ سوال حل کرنا ہے اوپر سے سپنا ان کے ساتھ ہے ہم لوگ تو ہار جائیں گے۔ سنبل نے سوال دیکھتے ہوئے وقت کی اہمیت کا احساس دلانا چاہا۔ اب ایسی بھی کوئی بات نہیں بس ریاضی میں نکلے ہیں ورنہ ٹاپر رہے ہیں ہم بھی۔ جیانے فرضی کالر جھاڑے۔

ہاں نہیں تو۔ مونانے بھی اثبات میں سر ہلایا۔ لیکن یار آدھا گھنٹا اور اس قدر کٹھن سوال کیسے حل ہوگا۔ وہ تینوں سر جوڑے بیٹھی گفت و شنید کر رہی تھیں۔

میں بتا رہی ہوں سنبل اور مونا اس وقت ایک ہی شخص ہمارے کام آسکتا ہے پکارو اسے  
- ہمیں ہر حال میں یہ سوال حل کروانا ہے ضد ہے ہماری۔ مونا کی سرگوشی پر تینوں  
نے باری باری ایک دوسرے کو دیکھا۔

دوسری طرف ٹیم 1 بھی سپنا سے امیدیں لگائے بیٹھی تھی۔ عاشی درمیان میں بیٹھی  
بظاہر دونوں ٹیموں کی نگرانی کر رہی تھی مگر دھیان اس کا فوقاً فوقاً معاذ اور کشف کی  
طرف بھٹک رہا تھا۔

ٹیم 2 نے ابرار ہیلپ لائن سے کنٹیکٹ کیا اور واٹس ایپ پر سوال کی تصویر بھیجی۔  
سنبل کی جانب سے ریکویسٹ آئی تھی سوال حل کرنے کی وہ کیوں نہ کرتا۔ آدھا گھنٹہ  
ختم ہونے سے پانچ منٹ پہلے انھیں میسج موصول ہوا تھا ابرار کا۔ وہ انھیں پیپر وصول  
کرنے کے لیے ایک طرف بلا رہا تھا۔ اس دوران وہ تینوں اپنے پاس موجود پیپر پر  
لکیریں کھینچتے ہوئے ایسے اداکاری کرتی رہیں جیسے کامیابی کے ساتھ سوال حل کر رہی  
ہیں۔ دوسری طرف ٹیم 1 الگ پریشان تھی ان کا جواب ٹھیک نہیں آرہا تھا۔  
مونا تم پانی پینے کا بہانا بنا کر ابرار سے کاغذ لے آؤ۔ جیانے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے آہستگی  
سے کہا۔

ہاں ہاں جلدی جاؤ۔ سنبل نے بھی اس کی تائید کی تو مجبوراً اسے اونچی آواز میں کہتے ہوئے اٹھنا پڑا۔

تم لوگ چیک کر لو ایک بار پھر مجھے پیاس لگی ہے پانی پی کر آتی ہوں۔ عاشی نے ایک نظر اسے دیکھا اور ٹیم 1 تو جیسے گھبرا گئی۔

یار جلدی جلدی حل کرو۔ یہاں نے عیشو اور سپنا کو پریشانی سے دیکھتے ہوئے کہا۔  
ہاں مجھے ہارنا نہیں ہے اور اس شیطان کے چیلے سے تو ہر گز نہیں۔ جملے کا آخری حصہ اس نے صرف سوچا تھا۔

مونا نظر بچا کر اس طرف آئی جہاں لڑکے بیٹھے تھے۔ مدنی دو تین دنوں کے لیے اپنے شہر ملتان چلا گیا تھا گھر والے ملنے کے لیے بلارہے تھے۔ فینا غورث کی اولاد نے الگ تھلگ ایک درخت کی اوٹ میں ڈیرہ ڈال رکھا تھا۔ وہ مونا کو آتے دیکھ کر اٹھنے لگا  
دوسری طرف مونا جو تیزی سے اس طرف آرہی تھی دیکھتے ہی دیکھتے پھسلی اور برابر پر گری وہ بیچارا اٹھتے اٹھتے گھاس پر لیٹ گیا۔ یہ منظر دو لوگوں کی گنہگار آنکھوں نے دیکھا تھا۔ سنی کی ہنسی چھوٹی جسے فوراً ضبط کیا جبکہ ایان کے تو گویا سر پہ لگی تلوؤں پہ بچھی تھی

-

~~~~~

یار اس نے بتانے سے منع کیا ہے۔ ابرار کی اس بات نے ایان کے شک کو مزید ہوا دی۔
دور سے نظر آتی سنبل کو اچھلتے ہوئے دیکھ کر ایک بار پھر مسکرایا تو ایان سمجھا مونا کو دیکھ
کر مسکرا رہا ہے وہ سوچتے ہی بھڑک اٹھا۔

اچھا تم دونوں میں کب سے پرسنل پرسنل ہونے لگا ہے۔ ایان نے تیکھے لہجے میں پوچھا

-

ابھی کچھ دیر پہلے ابتداء ہوئی ہے انتہا معلوم نہیں کہاں پہ ہوگی۔ ابرار نے شاعرانہ انداز اپنایا۔

اس سے پہلے ایان غصے میں کوئی قدم اٹھاتا اس کے پھولے ہوئے نتھنے دیکھ کر سنی ان کے پاس آیا۔

کیا ہوا ہے؟

جب اسے پتہ ہے میں مونا کے لیے سافٹ کارنر رکھتا ہوں تو کیوں اسے دیکھ دیکھ کر مسکرا رہا ہے اور بتاتا کیوں نہیں ہے مونا کیا کرنے آئی تھی؟ ایان نے صاف صاف بات کرتے ہوئے ابرار کو لال بھبھو کا چہرہ لیے دیکھا جس پر ابرار کو بات بتاتے ہی بنی۔ اصل بات جان کر جہاں ایان کا پارہ نارمل ہوا وہیں سنی نے "اوہ" کہا تھا۔

یہ دیکھو ہم جیت گئے بھی جیت گئے۔ مونانے آکر پیچھے چھپایا کاغذ سنبل کو پکڑایا جس پر وہ فوراً سے پیشتر اچھلتے ہوئے ٹیم 1 کے پاس آئی۔

ہیں سچ میں ہو گیا لاؤ مجھے دو کیسے کیا ہے؟ عیشو نے بے یقینی اور خوشی کے ملے جلے تاثرات سجائے کاغذ دیکھنا شروع کیا۔

میرا تو مسئلہ ہو گیا حل ابھی سنی کو دکھاتی ہوں آیا بڑا مجھے چیلنج دینے والا۔ ابھی اس کی بات مکمل ہی نہیں ہوئی تھی کہ سنی چلتا ہوا ان کے نزدیک آیا۔

ابااا، چیلنج میں چیٹنگ نہیں چلتی یہ سوال تم نے حل نہیں کیا اور تو اور جو ڈبل گیم کھیلی ہے تم نے دوستوں کو لگا کر اگر یہ خود بھی حل کر لیتیں تو میں مان جاتا تمہیں مگر رررر یہ خود ابرار سے حل کروا کے آئی ہیں سو تم جیت سے پہلے ہی ہار گئی۔ سنی نے چھاتی پر ہاتھ باندھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ فاتحانہ مسکراہٹ عیشو کو سر سے لے کر پیر تک بھسم کر گئی تھی۔ اس نے غصے سے ٹیم 2 کو دیکھا جواب شرمندہ چہرے لیے ڈھیٹوں کی طرح مسکرا رہی تھیں۔

دیکھا ہار گئی میں تم لوگوں کی وجہ سے۔ عیشو تلملاتے ہوئے کاغذ مروڑتروڑتروہیں پھینک کر ایک بیچ پر جا بیٹھی۔ لڑکیاں حیران پریشان ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھیں۔ اچھا دیکھیں تو سہی ابرار نے حل کیسے کیا ہے؟ سپنہ نے کہتے ہوئے کاغذ اٹھایا اور معائنہ شروع کر دیا۔

دوسری طرف ٹیم 2 کو ابرار پہ غصہ آرہا تھا جو ایک راز نہیں رکھ پایا تھا۔

عیشو لڑکیوں سے لڑ جھگڑ کر ایک طرف خاموش بیٹھی تھی۔ ایسا بہت کم ہوتا تھا کہ عیشو کے منہ کو تالا لگتا ورنہ ہمہ وقت بقول نیہا کے وہ چیں چیں کرتی رہتی تھی۔ ایسے ہی مواقع سنی کے لیے تفریح کا باعث ہوتے۔ کچھ لمحوں کی تاخیر کے بعد سنی اس کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔

عیشو نے ایسے دیکھا جیسے پوچھ رہی ہو "کیا ہے" سنی نے اس کی آنکھیں پڑھ لیں۔ تم جانتی ہونا مجھے تمہاری خاموشی کتنی اچھی لگتی ہے۔ مجھے اتنا اچھا تو ایان عرف موٹو مین سے برگر چھین کر بھی نہیں لگتا سمجھ لو مجھے تمہاری خاموشی سے پیار ہے۔ سنی نے اس کی حالت سے حظ اٹھاتے ہوئے کہا۔

تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔۔۔۔۔ اوہ کتنے خوار ہوتے ہو گے نہ میری خاموشی سننے کے لیے کہو تو کل سے منہ پر ٹیپ چپکا کر آ جایا کروں۔ عیشو کے جلے کٹے انداز پر سنی بھرپور طریقے سے مسکرایا اور اسے یاد کرواتے ہوئے بولا :

وہ تو میں بغیر ٹیپ کے بھی بند کروا دیتا ہوں۔

ہو سنہسہ، مائے فٹ۔ پیر پٹختے ہوئے اٹھ گی۔

یہ صرف آج نہیں ہوا تھا جب بھی وہ آپس میں کوئی شرط لگاتے اور عیشو بد قسمتی سے ہار جاتی تو سنی اسے سزا کے طور پر ایک گھنٹہ، آدھا دن، پورا دن خاموش رہنے کا کہتا آگے عیشو کی زندگی تو جیسے مفلوج ہو کر رہ جاتی تھی۔ اس لیے وہ کم از کم اس سے ہارنے سے جیتنا پسند کرتی تھی۔

مدنی نے آج واپس آنا تھا اس نے اپنے پہنچنے کی اطلاع سپنا کو دے دی تھی۔ اب وہ اپنے بھائی کو ملنے کے لیے بے چین تھی۔ موسم صبح سے ابر آلود تھا۔ اب تو بارش بھی شروع ہو گئی تھی ہلکی مگر مسلسل۔ مگر اس نے ایک ہی رٹ لگائی ہوئی تھی مجھے تو بھائی کو ملنے جانا ہے۔ اس کی رٹ سن کر جب پک گئیں تو احسان جتاتے ہوئے چھتریاں لیے گھر سے باہر نکلیں اصل مقصد تو موسم سے لطف اٹھانا تھا۔ ابھی وہ سڑک پر واک کرتے ہوئے جا ہی رہی تھیں کہ سات سائیکل سوار جنھوں نے گھٹنوں تک آتی نیکروں پر شرٹس پہن رکھی تھیں اور سر پر پی کیپ سامنے سے آتے ہوئے دکھائی دیں۔ سڑک پر ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی۔ لڑکے دائیں سے بائیں سات قطاریں بنائے ہوئے تھے۔ انھیں پہچانتے ہی لڑکیاں بھی ان کے مقابل قطار کی صورت کھڑی ہو گئیں۔ سپنا تو بھائی کی سائیکل کے قریب آ کر حال احوال لینے لگی۔

واہ بھی واہ۔۔۔ آج تو لوگ پہچانے بھی نہیں جا رہے۔۔۔ جیانیہ ایک ہاتھ میں چھتری دوسرا ہاتھ کمر پر رکھتے ہوئے اک طائرانہ نگاہ ان سب پر ڈالتے ہوئے کہا۔
لوگوں کو چاہیے کام ہی ایسے نہ کریں جس کے بعد اپنی پہچان چھپانی پڑے۔ سنبل نے ابرار پر طنز کیا۔

دیکھو میری بات سنو۔۔۔ ابرار نے سائیکل سے اترتے ہوئے سنبل کو اپنی صفائی دینا چاہی مگر اس نے رخ ہی موڑ لیا۔

تم سب کے پاس سائیکل ہیں کیا خیال ہے ایک مقابلہ ہو جائے لڑکوں کے درمیان۔
عیشو کو ترکیب سوچھی تو پوچھے بنانہ رہ سکی۔

ہاں اس موسم کا لطف تو اٹھائیں گے اسی بہانے۔ نیہا بھی جوش سے بولی۔ یوں سب کے راضی ہونے پر عیشو اور کشف نے کان میں کھسر پھسر کی اور پھر بولیں :

ہم کسی گراؤنڈ میں چلتے ہیں سب سے پہلے وہاں جا کر لڑکے لگائیں گے آپس میں سائیکل ریس فکس ٹائم میں فکس جگہ پر جو پہنچ گئے وہ جیت جائیں گے اور جو ہارے اور جنھوں نے چیٹنگ کی تو ان سب کو گنجا ہونا پڑے گا۔

ہا ہا ہا۔۔۔ ہاں ہاں بہترین ہو گیا اب لڑکے ہمت ہے تو میدان میں آؤ۔ مونانے ان کو للکارا۔

یار نہیں میں کبھی گنجا نہیں ہوا سوائے بچپن کے۔ سنی اور معاذ منمنائے۔
 نہیں ہم تو جیسے گنچے پاپی ہیں نا۔ یاسر اور ایان چڑ گئے۔
 ویسے گیم تو مزے کی ہے۔ مدنی اور روشیل تو ویسے ہی ایسے چیلنج پورے کرنے کے لیے
 تیار رہتے تھے۔

ابرا بھی سنبل کی خاطر تیار ہو گیا شاید ایسے ہی مان جائے آخر کو وہ دوست سمجھتا تھا
 اسے۔

جب سب تیار ہو گئے تو لڑکوں کی سنگت میں قریبی گراؤنڈ کارخ کیا۔
 جج بنے گی جیا اور جیا نیوٹرل ہو کر فیصلہ دینا خبردار جو کسی کی سائیڈ لی ورنہ ہم نے تمہیں
 سائیڈ پہ لگا دینا ہے۔ لڑکیوں نے اسے لگے ہاتھوں دھمکی سے بھی نواز دیا۔ لڑکے اپنی
 اپنی پوزیشن سنبھالے کھڑے تھے مگر ابرا سنبل کے پاس کھڑا تھا وہ سب اس کا انتظار
 کر رہے تھے۔ عیشو ونگ پوائنٹ پر جا کھڑی تھی۔

ایک بار میری بات سن لو یار ایان مونا کو لے کر غلط سمجھ رہا تھا مجھے میں کیا کرتا اپنی
 صفائی دینا پڑی اور سنی کا پھڈا نکل آیا کیسے مجھے معلوم نہیں۔

ایک بات بتاؤ ابرا کیوں اتنا پریشان ہو رہے ہو میری بے رخی کو لے کر۔ سنبل نے
 گول گول آنکھیں گھماتے ہوئے اسے دیکھا۔

دیکھو ہم کلاس فیلو ہیں محلے داری بھی ہے پھر دوست بھی ہیں اور مختلف شہروں سے
 پڑھنے آئے ہیں کل کو جب ہم اپنی اپنی زندگیوں میں مصروف ہو جائیں گے تو ماضی میں
 جھانکنے پر یہی کھٹے میٹھے پل ہمیں یاد آئیں گے تم پلیز ایک چھوٹی سی بات کو لے کر
 ہمارے آج کو خراب مت کرو۔ اس کی باتیں سنبل کے دل پر لگی تھیں۔ ان کا یہ معافی
 ڈرامہ وہ سب گردنیں موڑ کر دیکھ رہے تھے۔ سنبل نے رخ موڑ لیا۔

دیکھو فیلو! مجھے نہیں پسند کوئی مجھ سے روٹھا رہے جب تک تم نہیں مان جاؤ گی میں یہیں
 کھڑا ہوں گیم بھی شروع نہیں ہو گی۔ وہ مزے سے سائیکل پر بیٹھتے ہوئے بولا جیسے
 اب یہیں کھڑا رہے گا۔

اچھا ٹھیک ہے مان گی ہوں میں اور میں ناراض نہیں تھی جناب بس برا لگا تھا مجھے۔ ان
 کے صلح ہوتے ہی ابرار سائیکل گھمالے کر لڑکوں کی قطار میں پہنچا۔

کشف نے قدر اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر نیوز کاسٹنگ شروع کرنے کے لیے گلا
 کھنکھارا۔ جیانے دوپٹے کے پلو کو جھنڈے کی صورت لہرایا۔ اسٹارٹ کی آواز پر لڑکوں
 نے تیز تیز پیڈل مارنے شروع کیے۔

بھائی! بیسٹ و شز۔ سپنا نے پیچھے سے آواز لگائی لڑکیوں نے گھوریوں سے نوازا۔
 کشف نے نیوز کاسٹنگ شروع کی :

سب لڑکیوں کی نظریں ان کا طواف کر رہی ہیں۔ ہر ایک آگے نکل جانے کی دھن لیے تیز تیز پیڈل مار رہا ہے لگتا ہے ان میں سے کوئی بھی گنجا نہیں ہونا چاہتا۔۔۔۔۔

آخر کیوں؟۔۔۔۔۔ ناظرین مجھے لگتا ہے یہ سب لڑکے دودو چٹیا ڈالنے میں دلچسپی رکھتے ہیں شواہد بتاتے ہیں بہت جلد ہمیں لڑکوں کی دودو چٹیا دیکھنے کو ملیں گی (کننگ نہ کرانے کے باعث لڑکوں کے بال بڑے ہو رہے تھے جنہیں اس وقت اس نے نشانہ بنا لیا) اوہ ناظرین! سب سے آگے ویرا جا رہا ہے مگر ابرا اور معاذ آگے نکلنے کی کوشش کر رہے ہیں اور پھر ہم دیکھتے ہیں کہ دونوں کی سائیکلیں آپس میں ٹکرا جاتی ہیں پیچھے سے آتاسنی جو وقت پر بریک نہیں لگایا ٹکراتا ہے اپنی سائیکل سمیت ان دونوں کی سائیکلوں کے ساتھ اور تینوں یہ جاوہ جاہوتے ہیں۔

ہاہ ہائے بیچارے گر گئے۔ لڑکیوں نے یک زبان افسوس کیا۔

پھر سے کشف شروع ہوتی ہے نیوز کاسٹنگ کے لیے ایک ہاتھ آنکھوں پر رکھے بڑے غور سے صورتحال کا معائنہ کرتے ہوئے :

دیکھیے تو سہی ابرا عین وسط میں پڑا ہے سائیکل ایک طرف گری ہے سنی ایک طرف گرا کر رہا ہے جبکہ معاذ بیچارہ تو سائیکل کے نیچے دبا ہے جیسے زلزلے کے بعد بلبے تلے لوگ ملتے ہیں۔

مدنی بچا کر رو شیل کے پیچھے نکلتا ہے، یاسر بھی جیت کی لگن لیے ان کو فالو کر رہا ہے
 رہ گیا ایاں تو بیچارا گنجے ہونے کے خوف سے تیز پیڈل مار رہا ہے مگر لگتا ہے یہ موٹا پاہرا
 کر ہی دم لے گا۔ سنی نے جب سب کو آگے نکلتا دیکھا تو ہمت مرداں مدد خدا کے
 جذبے سے اٹھا اور سائیکل پر سوار ہو کر پیچھے جاتا نظر آ رہا ہے۔

ناظرین! لگتا ہے معاذ اور ابرار نے ہمت ہار دی ہے شاید ان کی قسمت میں ہی لکھا ہے
 گنجا ہونا فففف ناظرین! یہ میں کیا دیکھ رہی ہوں یاسر کی سائیکل پھسلتی ہے کیچڑ کے
 باعث اور ٹکراتا ہے مدنی کی سائیکل سے۔۔۔۔۔ یہ دونوں ہوتے ہیں زمین بوس اور
 ان کی چیخ و پکار سن کر ویرے نے مڑ کر دیکھا مگر ررر یہ کیا ویرے کی سائیکل ڈمگمار ہی
 ہے سنی آگے نکل رہا ہے ایاں پھر پیچھے رہ گیا اور بری طرح ہانپ رہا ہے۔ سنی ویرے کو
 آگے نکلتے ہوئے برداشت نہیں کر پار ہا اور یہ دونوں ہوتے ہیں آپس میں گتھم گتھا
 کیونکہ سنی نے ویرے کو گرانے کے لیے ماری ہے ٹانگ و ننگ پوائنٹ سے کچھ فاصلے
 پر ویرا گر چکا ہے زمین پر جبکہ ویرے کے لیے گڑھا کھودنے والا سنی خود پھنس گیا ہے
 گڑھے میں زور لگا کر جو نہی پچھلا و ہیل نکالا سنی نے تو دیکھتے ہی دیکھتے جا گرا عیشو کے
 قدموں میں۔۔۔۔۔

ناظرین! یہ صورت حال تو کچھ ایسی ہو گی ہے

"عاشق آپکے قدموں میں" گرنے سے پہلے سنی میاں جوا چھل کر سائیکل سے

گرے تھے کہ منہ سے نکلے یہ الفاظ :

"میں تو چلا ہواؤں کے سنگ"

برستی بوند اباندی میں وہ سب زمین پر گرے ہوئے تھے چند ایک نے کراہ کر اٹھنے کی
کوشش کی لڑکیوں نے امداد دینے کے لیے آگے قدم بڑھائے۔

کوئی حال نہیں ان نمونوں کا بھی۔۔۔۔۔

لگتا ہے سب کو گنجا ہونے کا بہت شوق ہے۔۔۔۔

اس وقت تو بڑا پھنے خان بن رہے تھے۔۔۔۔

روشیل اور مدنی کو تو ہارنا زیب نہیں دیتا۔۔۔۔

لڑکیوں کے طعنے سن کر بیچاروں کے منہ ہی لٹک گئے۔

ہائے! بھائی چوٹ تو نہیں لگی۔۔۔۔ سپنا کی پریشانی لہجے سے محسوس ہو رہی تھی۔ وہ

مدنی کے قریب دوزانو ہو کر بیٹھ گئی۔

کاش! ہماری بھی کوئی بہن ہوتی۔ باقی لڑکوں نے یک زبان ہو کر کہا۔

ہا ہائے ہاتھ بڑھاتو رہی تھی اٹھانے کے لیے اب پڑے رہیں آپ کسی بہن کے انتظار

میں۔ جیانے جل کر اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا۔ جس پر روشیل نے بچوں جیسا منہ بنایا۔

جیا! یار کبھی تو پیار سے بھی پیش آجایا کرو۔ روشیل کا شکوہ سن کر جیانے منہ بنا کر ٹکاسا
جواب دیا :

پیار و یار نہیں ہوتا مجھ سے ہاں لڑائی کرنی ہے تو بولو۔
اس وقت کرائے کے شوہر کی کرائے کی بیوی تو بن ہی سکتی ہوں۔ یہ کہتے ہوئے عاشی
معاذ کو اٹھانے کے لیے بڑھی ہی تھی کہ کشف نے معاذ کی مدد کے لیے ہاتھ بڑھایا۔
معاذ نے جیسے ہی ہاتھ پکڑا عاشی کے تور و میں روئیں میں جیسے آگ لگ گئی۔
خیر جب سب کھڑے ہو گئے تو گھر جانے والی راہ پر ہو گئے صد شکر قریبی گراؤنڈ میں
آئے تھے ورنہ واپس جانے کے قابل نہ بچتے۔

یہ سب صرف عیشو کی وجہ سے ہو اسی نے گندا چیلنج دیا ہمیں۔ لڑکیوں نے ان کی
سائیکلیں سنبھال لی تھیں واپسی پر سوائے جیا کے کیونکہ سات سائیکلیں تھیں سو اس
نے پیدل چلنا پسند کیا۔ وہ لوگ جو نہ لڑکوں کے گھر میں سائیکل کھڑی کرنے کے
لیے داخل ہوئیں سنی نے خونخوار نگاہوں سے عیشو کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اے مسٹر ! چراغ لے کر بھی ڈھونڈو گے نا تو بھی مجھ میں کوئی اچھی عادت نہیں
ملنے والی سوائے شرارتوں کے۔ عیشو نے فوراً سے پیشتر حاضر جوابی کا مظاہرہ کیا۔

بھائی! مجھے بتائیں طبی امداد کا سامان کہاں رکھا ہے میں کوئی درد سے نجات کی گولی اٹھا لاتی ہوں وہ کھالیں۔ سپنا کا بھائی کے لیے اتنا خیال اور لاڈ دیکھ کر ایاں نے اپنے ساتھ ساتھ باقی لڑکوں کے احساسات سنانے چاہے :

ہم جیسے خاک نشین کہاں پاسکیں گے ایسی بہنیں

ہیں یہ کیا ایک شاعری کے سامنے شعر کی بے عزتی کر دی۔ سنبل کی روح تو جیسے تڑپ ہی اٹھی۔

آپ کو آتا ہے شعر تو سنائیں۔ معاذ نے فوراً درخواست کی۔

شعر کچھ یوں ہے : NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Screenplays
ہم جیسے خاک نشین کہاں لبھاسکیں گے اسے

وہ اپنا عکس بھی میزان زر میں تولتا ہے

سنبل نے شعر کی تصحیح کی۔ بارش ہلکی ہلکی ابھی بھی برس رہی تھی۔

فرسٹ ایڈ باکس میں تو کوئی بھی پین کلر نہیں ہے۔ یا سرنے کراہتے ہوئے کہا۔

اچھا ہم بھیج دیتے ہیں پنکو کو بھیج دو۔ نیہا نے نیند سے بیدار ہو کر آتے پنکو کو دیکھا جو اندر

کسی کمرے سے برآمد ہوا تھا۔

لڑکوں کے اشارے پر وہ لڑکیوں کے پیچھے چل دیا۔ لڑکے بھی کراہتے ہوئے اندر گھسنے لگے۔

وہ سب ایک قطار میں نائی کی دکان میں بیٹھے تھے آئینے میں سب کے اترے ہوئے چہرے واضح دکھائی دے رہے تھے۔ چوٹیں کچھ خاص نہیں آئی تھیں پین کلر لیتے ہی آرام آگیا تھا گلے دن وہ شرافت سے ایک ساتھ نائی کی دکان پر آئے وگرنہ لڑکیوں نے بہت ذلیل کرنا تھا۔ جو وہ چاہتے نہیں تھے۔

آجائیں بھائی کس نے آنا ہے سب سے پہلے۔ نائی پہلے سے موجود لوگوں سے فارغ ہوتے ہی ان کی طرف مڑا۔ سب نے ایک دوسرے کو مسکین سی شکل بنا کر دیکھا۔ ویرا پہلے آپ بڑے سے شروعات ہونی چاہیے۔ مدنی کی بات پر سب نے مثبت انداز میں سر ہلائے۔

مطلب قربانی کا بکر میں بنوں۔ ویرے نے چار ونا چار اٹھتے ہوئے سنی کو دیکھا جس نے اسے ٹانگ مار کر گرایا تھا ورنہ ویرا گنجا ہونے سے بچ جاتا۔

لیکن بھائی صاحب برامت منائیے گا کیوں نہ ایک سیلفی لے لیں ہم۔ معاذ نے کہا تو سب نے قطار میں کھڑے ہو کر گروپ سیلفی لی۔ اس کے بعد باری باری سب نے ٹنڈ

کروائی ٹنڈ کے بعد بھی سیلفی لی گی۔ دکان سے نکلنے سے پہلے سب نے آتے وقت پی کیپ خریدی تھی اچھے سے سروں پر جمائی اور گھر جانے کے لیے نکلے لڑکیوں کا سامنا کرنے کی ان میں ہمت نہ تھی۔

ہائے میں تو شدت سے انتظار کر رہی ہوں لڑکوں کی ٹنڈ دیکھنے کا۔ کیا نظارہ ہو گا وہ جب وہ ٹنڈ کروا کے پارک آئیں اور پرندے ان کے اوپر سے گزر جائیں ان کے ٹنڈ کو واٹ واش کر کے۔ عیشو کی بات پر سب لڑکیوں نے ایک دوسرے کو ہاتھ مار کر قہقہہ لگایا۔ اب پتہ چلے گا انھیں لڑکیوں سے پنگانو چنگا۔ مونانے تصور میں ایان کی ٹنڈ دیکھ کر کہا۔ جی اتم کیا سوچ رہی ہو؟ سپنانے اسے خاموش دیکھ کر پوچھا۔ سوچ رہی ہوں روشیل صاحب ٹنڈ کے ساتھ کیسے لگیں گے۔ اس کی بات پر ایک بار پھر سب کا قہقہہ لگا تھا۔

میں تو خوش ہوں کتنا کہتی رہی بھائی کو بال کٹوائیں مگر نہیں اب ٹنڈ کروا کے سکون میں ہوں گے۔ سپنا کے تو جیسے ارمان پورے ہوئے تھے۔ یار لڑکوں کو دیکھنا ہے مجھے پارک چلیں۔ نیہانے خواہش ظاہر کی۔

ہاں مگر پہلے پتہ تو کریں لڑکے کہیں ٹنڈ کروا کے گوشہ نشین تو نہیں ہو گئے۔ کشف کی بات پر انھوں نے بھی مثبت انداز میں سر ہلایا۔

تم معاذ کو میسیج کرو اور میوزک کے لیے بلاؤ دیکھتے ہیں کیا جواب دیتا ہے وہ۔ سنبل نے اسے آئیڈیا دیا۔

عاشی کو بھی شوق ہو رہا تھا کرائے کے شوہر کو ٹنڈ میں دیکھنے کا۔ کشف نے فون اٹھا کر معاذ کو میسیج کی بجائے کال ملائی۔

کشف نے کال اسپیکر پہ لگائی اور لڑکیوں کو ہونٹ پر ہاتھ رکھ کر خاموش رہنے کا کہا۔ السلام علیکم! کیسے ہو؟ کشف نے پوچھا۔

و علیکم السلام! خیریت آج کیسے یاد کیا مجھے یقین نہیں آ رہا میری چوبیس سالہ زندگی میں پہلی بار کسی محترمہ نے خود یاد فرمایا ہے۔ معاذ کے اس جملے پر عاشی نے گنداسا منہ بنایا ہونہ ترسا ہوا انسان۔ جبکہ دوسری لڑکیوں نے بمشکل ہنسی روکی۔

ہاں کیا خیال ہے میوزک کلاس کے لیے پارک چلیں؟ کشف مطلب کی بات پر آئی۔ آں ہاں نن نہیں کچھ دنوں کے لیے ملتوی کر دیں کیا؟ وہ بوکھلا کر اپنی پی کیپ سر پر جماتے ہوئے بولا۔

نہیں نہیں پھر یونی جانا ہو گا شیڈول ٹف ہو جائے گا۔ کشف نے فوراً بہانہ تراشا۔

اچھا پھر کیا کریں؟ معاذ نے اس پر فیصلہ چھوڑا۔
مجھے سمجھ نہیں آرہی پارک آنے میں کیا مسئلہ ہے؟ کشف نے اس کے منہ سے اصل بات نکلوانا چاہی۔

وہ میری طبیعت خراب ہے اس لیے۔ معاذ نے بھی بہانہ تراشا۔ ادھر کشف نے آئی برواچکا کر لڑکیوں سے پوچھا کیا کہوں؟ سنبل نے فوراً چھت کا اشارہ کیا۔
اچھا کیا ایسا نہیں ہو سکتا چھت پر بیٹھ کر۔۔۔۔۔ اس نے بات ادھوری چھوڑی۔
ہاں یہ مناسب رہے گا۔ معاذ نے بھی ہتھیار ڈال دیے۔

اوکے پھر شام ہوتے ہی چھت پر ملتے ہیں۔ کشف نے بات ڈن کی۔
خدا حافظ۔ معاذ نے فوراً سے پیشتر فون بند کیا۔

لڑکیوں نے کامیابی پر نعرہ لگایا۔

یار ویسے لڑکیوں نے ٹھیک نہیں کیا ہمارے ساتھ دو دن بعد یونی کھل رہی ہے ہم یہ
ٹنڈ والا منہ لے کر جائیں گے۔ سنی نے کشن دبوچتے ہوئے ایسے کہا جیسے عیشو کی گردن
دبوچی ہو۔

ہی ہی ہی۔۔۔۔۔ ہی ہی ہی۔۔۔۔۔ ہی ہی ہی۔۔۔۔۔ ہی ہی ہی۔۔۔۔۔

یار ہنس لے ہنس لے۔ ابرار نے ٹنڈ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

بھائی آپ لوگ سب اگریںڈتوں کی طرح نارنجی دھوتی پہن لو اور سرخ سندور بھی پیشانی پہ لگا لو تو انھوں نے پکا پکڑ کے مندر میں بٹھا دینا ہے۔ پنکو نے ہنسی ضبط کرتے ہوئے کہا۔

بس اب یہی کسر رہ گئی ہے۔ مدنی نے جل کر کہا اسے کتنی محبت تھی اپنی لمبی زلفوں سے

میں بتا رہا ہوں ہم بھی ایسا ہی کوئی چیلنج لڑکیوں کو دیں گے پھر ہی ہمارا کلیجہ ٹھنڈا ہوگا۔
مدنی نے بھڑاس نکالی لڑکوں نے اسے ایسے دیکھا جیسے زندگی میں پہلی بار کوئی پتے کی
بات کی ہو۔

اچھا یار یہ بھی سوچ لیں گے فی الحال تو میں چھت پہ جا رہا ہوں اپنی میوزک کلاس لینے۔
معاذ صوفی سے اٹھ کر پاؤں میں چپل اڑتے ہوئے بولا۔ سائیکلیں وہ لوگ کرائے پر
لائے تھے صبح ہوتے ہی انھیں دھو کر کیچڑ اتاری اور واپس دے آئے۔

ہم بھی چلتے ہیں دیوار کی اوٹ میں چھپ کر بیٹھیں گے۔ ایان نے چٹکی بجا کر مشورہ دیا۔
اوپر ایویسی بھی کسی چیز کا نام ہے اور تم لوگ کیا کرو گے ویسے۔ معاذ فوراً بدک گیا۔
ہم بھی اور کچھ نہ تو اپنی ٹنڈ کو ہوا ہی لگوا لیں گے۔ روشیل کھڑا ہوتے ہوئے بولا اس کے
پیچھے پیچھے وہ سب بھی کھڑے ہوئے تھے معاذ کے پہنچنے سے پہلے ہی وہ چھت پر پہنچ کر
مورچہ سنبھال چکے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

کشف چھت پر آئی تو اس کے ساتھ ساری عوام موجود تھی۔ انھیں دیکھتے ہی معاذ نے
سر پر رکھی پی کیپ سر پر اچھے سے جمائی۔

ہائے! اس نے دانت نکالتے ہوئے سب لڑکیوں پر طائرانہ نگاہ ڈالی۔
کیسے ہو؟ کشف نے شکی نگاہوں سے اس کی پی کیپ دیکھتے ہوئے پوچھا۔
ٹھیک ہوں مجھے کیا ہونا ہے۔ معاذ نے گھبرا کر سوال کیا۔
خیر ہے یہ سر پر پی کیپ کیوں جمار رکھی ہے؟ عیشو نے ابرو اچکا کر پوچھا۔

گرمی ہے نہ اس لیے۔ معاذ نے بہانہ تراشا وہ اچھا خاصہ پھنس گیا تھا لڑکیوں کے چنگل میں۔ دوسری جانب لڑکے دیوار کی اوٹ میں دم سادھے بیٹھے تھے۔

یار یہ تو کچھ اگل ہی نہیں رہا۔ سنبل نے پاس کھڑی لڑکیوں کو آہستگی سے مخاطب کیا۔ معاذ تمہارے ویر صاحب کہاں ہیں؟ جیانے جان بوجھ کر روشیل سے متعلق سوال کیا

ہائے دیکھو یاد کیا بھی تو کب محترمہ نے۔ روشیل نے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ صبر ویرے صبر۔ ایان نے اس کا کندھا سہلایا۔

وہ ویرا۔۔۔ ہی ہی ہی۔۔۔ اسے سمجھ نہ آئی کیا جواب دے۔۔۔۔۔ ہاں ویرا دراصل صبح ویرا تھا روم میں پھسل گیا اس کی ٹانگ میں چوٹ آئی ہے تو وہ ہاسپٹل لے گئے ہیں اسے سب لڑکے اٹھا کے۔۔۔۔۔ اس کے بھونڈے سے بہانے پر جہاں لڑکوں نے اپنا سر پیٹا تھا وہیں ویرے کی آنکھیں حیرت سے ابلنے کو بیتاب ہوئیں۔ کل تک تو وہ ٹھیک تھا۔۔۔ جیانے بے یقینی سے منہ پر ہاتھ رکھا جیسے گرنے کا غم لگا ہو۔ ہاں آج صبح پھسل کے گرا ہے نا۔ معاذ نے لڑکوں کی گھوریوں کو صاف نظر انداز کیا۔ کہیں فریکچر تو نہیں آگیا ڈاکٹر نے کیا کہا ہے۔ مونانے تشویش سے پوچھا تو ایان کو آگ لگی

کبھی میرے لیے تو اتنی فکر نہیں دکھائی اس سٹرل لیڈی نے۔
 تو کبھی گرا ہے ہاتھ روم میں شوخانہ ہو تو۔ یا سرنے اس کا مذاق اڑایا۔
 ہاں ڈاکٹر نے کہا ہے ٹانگ کا ٹناپڑے شاید۔ وہ اپنی جانب سے بونگیاں مار رہا تھا ٹانگ
 کاٹنے پر تو روشیل کو لگا وہ غش کھا کر گر جائے گا یہیں۔
 ہیں؟ یہ کونسا ڈاکٹر ہے جو ہاتھ روم میں پھسل کر گرنے سے ٹانگ ہی کاٹ رہا ہے۔ جیا
 نے ٹھوڑی پر ہاتھ رکھ کر حیرت کا اظہار کیا۔
 شکر ہے خدا نے سمجھدار بندی سے نوازا ہے مجھے۔ روشیل میاں نے سرگوشی میں اظہار
 تشکر کیا۔
 وہ نہ جی بڑا سخت ڈاکٹر ہے غلطی کرنے والے کو دوسرا موقع ہی نہیں دیتا اب وہ سمجھتا
 ہے ٹانگ کی غلطی ہے کہ پھسل گئی اس لیے کاٹ دینا چاہیے۔ لڑکیوں نے ایک
 دوسرے کو حیرت سے دیکھا اور پھر اسے۔
 یہ کونسا ڈاکٹر ہے؟ عاشی نے بھی لب ہلائے۔
 جانوروں کا۔۔۔ ہی ہی ہی۔۔۔ وہ بغیر سوچے سمجھے بول گیا تھا۔

ہیں جانوروں کے ڈاکٹر کے پاس روشیل کو لے گئے تم لوگ۔۔۔۔۔ روشیل انسان ہے بے وقوفوں۔ جیا کو اک دم جھٹکا لگا تھا اسے اس وقت روشیل سے اچھی خاصی ہمدردی ہو رہی تھی۔

ہاں لیکن سائنس خود کہتی ہے انسان حیوان ہے تو حیوانوں والے ڈاکٹر کے پاس جاؤ یا انسانوں والے کوئی فرق تو نہیں پڑتا۔۔۔۔۔ اب اپنی بات درست ثابت کرنے کے لیے کچھ تو کہنا تھا۔۔۔۔۔ آپ یقین نہیں کریں گی مجھے بخار ہو تو میں جانوروں کے ڈاکٹر کے پاس چلا جاتا ہوں وہ اتنا بڑا انجکشن لگاتے ہیں فوراً اثر کر جاتا ہے۔

ہاں وہ تو نظر آرہا ہے کس قدر اثر انداز ہوئے ہونگے آپ کے دماغ پر۔ یہاں تھوک نگلتے ہوئے کہا۔ عاشی تو ساکت کھڑی اس کی باتیں سن رہی تھی۔

میرے بھائی تو ٹھیک ہیں نا۔ سپنا کو مدنی کی فکر لاحق ہوئی دوسری طرف مدنی کا سینہ چوڑا ہوا تھا۔

نچ۔۔۔۔۔ جی اسے کیا ہونا ہے بھلا۔۔۔۔۔ اس نے سر کھجاتے ہوئے کہا کیونکہ جو کچھ وہ کر چکا تھا اب لڑکوں کی جانب سے اس کی خیر نہیں تھی۔

اچھا روشیل کو کون سے ہسپتال لے گئے ہیں پتہ بتاؤ۔ جیا نے عیادت کرنے کے خیال سے جاننا چاہا۔

کیوں آپ نے بھی ہاتھ روم میں پھسل کر ادھر ہی جانا ہے؟ معاذ نے فوراً زبان دانتوں
تले داب لی دوسری طرف جیانیے اسے خو نخوار نگاہوں سے دیکھا۔
دفع کرو اسے میں خود نمبر ملاتی ہوں۔ اتنا کہ کر اس نے اسکرین پر نظر آتے روشیل کے
نمبر پر کال ملائی۔

فون بجنے کی آواز لڑکوں کی چھت سے آرہی تھی۔ جیانیے فوراً رخ موڑا تھا۔ معاذ نے
تھوک نگلا۔ روشیل نے فوراً کال کاٹی۔ جیانیے پھر فون ملایا۔ آواز لڑکوں کی چھت سے
آرہی تھی۔

خدا یا! آج بچا لینا پانچ روپے کی ٹافیاں گلی کے بچوں میں بانٹوں گا۔۔۔۔۔ لیکن گلی میں
بچے تو زیادہ ہیں کوئی بات نہیں الساجی ہر ٹافی کے ٹکڑے کر لو نگاہیں آج بچا لو۔۔۔
معاذ نے لب کاٹتے ہوئے آسمان کی جانب نظریں اٹھائیں۔

فون مسلسل بج رہا تھا۔ جیا کے تیور بدل رہے تھے لڑکیاں ابرو اٹھائے اسے دیکھ رہی
تھیں۔

رو شیل! میں کہتی ہوں سامنے آؤ۔ جیاد یوار کے قریب آکر چباتے ہوئے بولی۔ رو شیل کی آنکھیں پھیلیں اس نے سب لڑکوں کو مدد کے لیے دیکھا۔ معاذ کی حالت بھی کچھ مختلف نہ تھی۔ ایسے حالات میں وہ سر کھجایا کرتا تھا مگر اب گنجے سر پر ٹوپی تھی۔ لڑکوں نے ویرے کو آنکھوں ہی آنکھوں میں تسلی دی اور منظر عام پہ جانے کا عندیہ دیا۔

ویرے! آجائیں نہیں تو جیا کا پارہ مزید ہائی ہو جانا ہے۔ سپنا منمنائی۔ رو شیل دیوار کی اوٹ سے نکل کر معاذ کے قریب جا کھڑا ہوا سر پر ٹوپی اچھے سے جمائی اور معصوم سی شکل بنا کر جیا کو دیکھا۔

یاسر بھائی! یاسر بھائی آپ کے گھر سے کال آئی ہے۔ اس سے پہلے جیا کوئی باز پرس کرتی پنکونیچے سے بھاگتا ہوا آیا۔ لڑکیاں جو سمجھ رہی تھیں کہ چھت پر صرف یہ دو موجود ہیں ایک لمحے کو ٹھٹھکیں۔ یاسر گھر سے کال کا سن کر فوراً سے پیشتر دیوار کی اوٹ سے نکلا تھا۔ آجکل اس کی آپا بہت بیمار تھیں اسی خوف سے اس نے کچھ سوچے سمجھے بنا مورچہ چھوڑا اور منظر عام پر آیا۔ لڑکیوں نے اس کے سر پر بھی ویسی ہی پی کیپ دیکھی۔

اوہو! بل میں اور چوہے بھی موجود ہوں گے جب دو برآمد ہو گئے ہیں تو۔ نہانے اپنے کامیاب اندازے پر ایک نگاہ اپنے قریب کھڑی لڑکیوں پر ڈالی۔ مورچے میں بیٹھے لڑکے بلبلا اٹھے۔

چوہے کی گھر والی چوہی ہوتی ہے دیکھ لو انگلیاں تم لوگوں میں سے بھی کسی پر اٹھ سکتی ہیں۔ ایان طیش میں مورچے سے نکلا اور بات نے اختتام پر مونا پر نظر ڈالنا نہ بھولا۔ ایک اور ٹوپی۔۔۔ عاشی مسکرائی۔۔۔ یا سرفون سننے کے لیے نیچے چلا گیا تھا جبکہ لڑکے اپنے پکڑے جانے پر قسمت کو کوس رہے تھے۔

مجھے تو لگتا ہے یہاں ٹوپی ڈرامہ چل رہا ہے۔ عیشتونے اندازہ لگایا۔
اب کوئی فائدہ نہیں چھپنے کا ٹوپی ڈرامے کے سارے کردار منظر عام پر آجائیں اب وارڈ وصول کرنے اس قدر بھدی ایکٹنگ پر۔ مونانے بھرپور انداز میں ان کا مذاق اڑایا تھا۔ لڑکوں کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ مورچے میں چھپے لڑکے اٹھ کر سامنے آئے۔ سب ایک قطار میں مجرموں کی طرح کھڑے تھے اور سر پر پی کیپ سب نے جمار کھی تھی۔

بھائی! آپ سے یہ امید ہر گز نہیں تھی۔ سپنانے مدنی کو دیکھتے ہی شکوہ کیا۔

معاذ مجھے کس قدر نفرت ہے جھوٹ سے، مجھ سے بلکل بھی برداشت نہیں ہوتا
 جھوٹ سچ چاہے جتنا کڑوا ہو میں برداشت کر لیتی ہوں۔ جیانے اپنے غصے پر کمال
 طریقے سے ضبط کرتے ہوئے کہا۔

بات چھپانے اور جھوٹ بولنے میں بہت فرق ہوتا ہے اور آپ نے تو کہانی ہی بن کے سنا
 ڈالی یقیناً سب ملے ہوئے ہیں۔ سنبل نے ابرار کو دیکھا جس نے فوراً نفی انداز میں سر
 ہلایا۔

بھائی! ویرے! وہ یاسر لالہ۔۔۔۔۔ اسے دیکھ کر لگتا تھا جیسے تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا
 ہوا آیا ہے، ہانپتے ہوئے اس نے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا۔
 کیا ہوا ہے پنکو؟ یاسر ٹھیک تو ہے۔ لڑکے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اس کے گرد جمع ہوئے
 ۔ لڑکیاں بھی اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔

یاسر بھائی! گھر جا رہے ہیں ان کی آپا فوت ہو گئی ہیں بیمار تھی ناں کافی عرصے سے۔ پنکو
 کی اطلاع پر ایک لمحے کو وہ سب دم بخود رہ گئے تھے۔

اوہ نو۔۔۔۔۔ ویرے نے یاسیت سے سر پر ہاتھ رکھا دوسروں کا حال بھی کچھ مختلف نہ
 تھا۔

چلو نیچے اس حال میں اسے اکیلا نہیں جانے دے سکتے ہم میں سے کسی کو ساتھ جانا چاہیے، میں چلتا ہوں اس کے ساتھ۔ ویرے نے کہتے ساتھ سیڑھیاں پھلانگنا شروع کیں۔

لڑکیاں بھی نیچے جا چکی تھیں اور دروازے میں کھڑی تھیں۔ جیالب کاٹے ہوئے سوچ رہی تھی کیا ان میں سے بھی کسی کو جانا چاہیے۔

ہم سب چلتے ہیں۔ ایان نے ان سب سے مشورہ لینا چاہا۔ یا سران کے نیچے آنے سے پہلے گھر سے اڈے کے لیے نکل گیا تھا۔

نہیں فی الحال ہمیں جانے دو گھرا کیلا ہو جائے گا پیچھے اور پھر لڑکیاں بھی تو ہیں مانا کہ ہمارا محلہ اچھا ہے شریف لوگ ہیں مگر ان کو بتائے بغیر ہم ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ اگر پیچھے کوئی مسئلہ ہو گیا تو کون سنبھالے گا۔ ابرار نے آہستگی سے کہا کہیں لڑکیاں نہ سن لیں۔

یہ بھی ویرے کا حکم تھا جس نے حسان والے واقعے کے بعد لڑکوں کو لڑکیوں کی بے خبری میں نگرانی پر معمور کیا تھا۔ اسے معلوم تھا دوست اس کے جتنے خراب سہی مگر لڑکیوں کی بہت عزت کرتے ہیں اور پھر وہ لڑکیاں ان کے ہمسائے میں رہتی تھیں کسی

کے گھر کی عزت تھیں تو وہ کیوں نہ عزت اور شرافت سے پیش آتے۔ سپنا اور مدنی تو منہ بولے بہن بھائی بن چکے تھے ان کا بہن بھائی کا رشتہ منہ بولا نہیں بلکہ سگے بہن بھائیوں والا لگتا تھا۔ کبھی کبھی تو وہ خود حیران ہوتے تھے کہ منہ بولے بہن بھائی ایسے بھی ہوتے ہیں۔ ابرار اور سنبل بہترین دوست تھے۔ جبکہ یاسر اور نیہا تو جیسے بہترین لڑا کا تھے۔ عیشو اور سنی ایک دوسرے کے بدترین دشمن۔ روشیل کی جیا کے لیے پسندیدگی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں تھی۔ باقیوں کے درمیان رشتے ابھی واضح نہیں ہوئے تھے۔ رہ گیا ایاں تو اسے مونا چھی لگتی تھی وہ اس کے لیے پوزیسو بھی تھا مگر مونا اسے کسی خاطر میں نہیں لاتی تھی۔

ہاں ٹھیک ہے لڑکیوں سے پوچھ لو چلنا ہے انھوں نے۔ ویرے نے تین دنوں کے لیے ایک بیگ بنالیا تھا۔ ابرار، روشیل اور سنی جا رہے تھے۔ مدنی سمیت باقی لڑکے گھر پر تھے۔ روشیل نے لڑکوں کو ہدایات دے دی تھیں سنی کو ساتھ لے جانے کا مقصد پیچھے ان کی آپسی (عیشو اور سنی) خانہ جنگی اپنی غیر موجودگی میں روکنا تھی۔

جیابو بھی ہے وہ ہمسایہ ہے ہمارا پھر ہمارے تعلقات بھی بہت اچھے ہیں ان کے ساتھ ویرا جا رہا ہے تو تم بھی ساتھ چلی جاؤ ویرے پہ بھروسہ ہے ہمیں کیونکہ وہ ذمہ دار شخص ہے۔ سنبل نے مونا کی بات کی تائید کی تھی۔

میں تم لوگوں کو اکیلا چھوڑ کر کیسے جاسکتی ہوں؟ مجھے پریشانی ہوتی رہے گی تم لوگوں کو لے کر۔ جیابو بھی اپنی جگہ ٹھیک تھی۔

اب ہم اتنے بھی بچے نہیں ہیں کہ لڑتے رہیں گے۔ نہانے برا مناتے ہوئے کہا۔
ہاں یار جیابو چلی جاؤ بلکہ دیکھ لو ساتھ کسے لے جاتی ہو پیچھے میں سنبھال لوں گی سب۔
سنبل نے اسے تسلی دی۔

تم خود پڑی رہتی ہونا ولز میں کیا خاک سنبھالو گی؟ جیابو نے طنز کیا۔ جس پر سنبل نے منہ بنایا۔

اچھا یار نہیں پڑھوں گی کچھ دنوں کے لیے بس تم ان دو شیطانوں میں سے ایک کو ساتھ لے جانا۔ سنبل نے عیشو اور کشف کی طرف اشارہ کیا۔

جیابو! بات سنیں۔ ابراہان نے آکر اسے آواز دی وہ سر ہلا کر لڑکیوں کو خاموش رہنے کا کہتی اس طرف بڑھ گئی۔

کچھ دیر بعد ابراہان واپس لوٹ گیا اور جیابو ان کی طرف آئی۔

رو شیل، ابرار اور سنی تین دنوں کے لیے جارہے ہیں۔ جیانے انھیں اطلاع دی۔
بس پھر ٹھیک ہے تم، کشف اور مونا چلے جاؤ۔ سپنانے مشورہ دیا تو عیشو نے سنی کے
جانے پر سکون کی سانس لی۔

کچھ دن تو سکون ہو گا زندگی میں۔ عیشو بڑبڑائی۔

ہائے یار مجھے تو کچھ کرنا بھی نہیں آتا اس سچویشن میں۔ مونانے اپنا نام لیے جانے پر
واویلا کیا۔ جیا بیگ بنانے کے لیے اندر بڑھ گی ایک ہی چھوٹے سے بیگ میں کچھ
ضروری تینوں کی چیزیں رکھ لیں۔

میں خود خاندان میں کوئی مر جائے نہیں جاتی کیونکہ سب رورہے ہوتے مجھے عجیب لگتا
ہے اب خود نمائندہ بن کر جا رہی ہوں نا تم بھی چپ کر کے چلو۔ جیانے اسے حوصلہ
دیتے ہوئے بیگ کی زپ بند کی۔

میں تو جیسے مردے نہلاتی رہی ہوں نا میں بھی پہلی دفعہ جا رہی ہوں۔ کشف نے مونا کو
دیکھتے ہوئے کہا۔

اب خدا را پیچھے کوئی مسئلہ مت کرنا میں لڑکوں کو بتا کر جاؤں گی دھیان رکھیں اور
خبردار کوئی لڑائی کی۔۔۔۔۔ جیانے عیشو کو دیکھا اور وارننگ دینے والے انداز میں بولی
۔۔۔۔۔ عیشو تین دن کے لیے ہر شرارت بند کر دیا اور نہا کوئی جھگڑا نہیں ورنہ میں

سب کے ساتھ بہت برا پیش آؤں گی۔ جیا انھیں ہدایات دیتے ہی باہر نکلی۔ لڑکوں نے آنے کا اشارہ کیا تھا۔

لاہور کے گرد کسی چھوٹے سے قصبے میں یاسر کا خاندان رہائش پذیر تھا۔ یاسر کا تاپتہ روشیل کو اچھے سے معلوم تھا اس لیے انھوں نے اپنی آمد کی اطلاع یاسر کو نہیں دی تھی

یاسر کے والد شفیق صاحب ایک سرکاری اسکول میں ٹیچر تھے۔ یاسر دو بہن بھائی تھے اس کی آپا کافی عرصے سے علیل تھیں۔ اس کی آپا اور بہنوئی کے ساتھ ایک حادثہ پیش آیا تھا جس میں بہنوئی کی جان چلی گئی مگر آپا کی جان بچ گئی تھی ان دنوں وہ حمل سے تھیں۔ بچے اور شوہر کے چلے جانے کا روگ آپا نے اپنی جان کو لگالیا اور آج جان کی بازی ہار گئی تھیں۔

یہ سب باتیں مختصر سفر کے دوران روشیل نے لڑکیوں کو بتائی تھیں۔ وہ ہر دوست کے متعلق پوری جانکاری رکھتا تھا۔

وہ سب اڈے سے رکشہ میں بیٹھ کر یاسر کے گھر پہنچے تھے۔ گھر کے باہر ایک بڑے سے میدان میں مردوں کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا جبکہ خواتین گھر کے اندر موجود تھیں۔

رو شیل اور ابرار آگے بڑھ کر کسی سے بات کرنے لگے سنی لڑکیوں کے قریب رک گیا

-

ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین

یار الدلا صبر دے یا سر کو اور اس کے خاندان کو مجھے تو ابھی بھی یقین نہیں آ رہا کہ یہ سب ہو گیا ہے۔ عاشی نے دکھ سے کہا۔

Copyright by New Era Magazine

جیالوگ اب تک پہنچ گئے ہوں گے نا۔ یہاں اپنا فون ایک طرف رکھتے ہوئے پوچھا۔
 ہاں مجھے میسج آیا ہے ابھی ابھی۔ سنبل نے فون پر میسج دیکھتے ہوئے اطلاع دی۔
 بھائی بتا رہے تھے یاسر بہت محبت کرتا تھا اپنی بہن سے نجانے کیا حالت ہوگی اس کی۔
 سپنا نے سبزی کاٹتے ہوئے کہا۔

لڑکوں کی قسمت اچھی ہے ٹنڈ کروا کے بچ گئے اور ہم دیدار بھی کرنے سے قاصر رہے
 ہیں۔ عیشو کو تو یہی غم کھا گیا تھا۔

ان کے بال کونسا ابھی آجانے ہیں؟ سنبل نے نخوت سے کہا۔

ہممم یہ بھی ہے۔ عیشو نے سر ہلایا۔

NEW ERA MAGAZINE
 Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

اندر جا کر کسی نے یاسر کو ان کی آمد کی اطلاع دی تو وہ بے یقینی کی کیفیت میں گھرا گھر
 سے باہر نکلا۔ انھیں ہونقوں کی طرح دیکھ ہی رہا تھا جب سنی نے آگے بڑھ کر اسے گلے
 لگایا۔

لالے تجھے تو بڑی جلدی تھی نکلنے کی ہم سے پوچھ لیا ہوتا اکیلے کھو جاتے تو۔

باری باری تینوں لڑکوں نے اسے گلے لگایا۔ جان سے عزیز دوستوں کو پاتے ہی وہ

پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا نجانے اندر کیسے خاموش بیٹھا رہا تھا اب تک۔

یاسر پلیز حوصلہ کرو۔ جیا کی آواز پر ابرار کے سینے سے لگا یا سر پیچھے ہٹا تھا۔
 ارے آپ لوگ بھی آئے ہیں۔ ان تینوں کو اس نے اب دیکھا تھا۔
 انھیں اندر بھیج دو ہم مردانے میں چلتے ہیں۔ روشیل نے مشورہ دیا۔
 آئیں میں آپ لوگوں کو اندر چھوڑ دوں۔ آگے بڑھ کر اس نے اپنی امی کی جانب اشارہ کیا۔

یہ میری امی ہیں۔ وہ اشارہ پاتے ہی اس کی امی کی طرف بڑھ گئیں جو خواتین کے گھرے میں نم آنکھیں لیے بیٹھی تھیں۔ نماز جنازہ ان کی آمد سے قبل پڑھا دیا گیا تھا۔

اسلام علیکم! بس کریں آنٹی خدا نے ایک بیٹی واپس لی ہے تو دیکھیں اتنی ساری ہماری صورت میں دی بھی تو ہیں۔ جیا نے ان کے گرد بازو لپیٹتے ہوئے کہا۔
 فی الحال تو تین آئی ہیں آپ سے ملنے۔ کشف نے ان کے ہاتھ تھامتے ہوئے اپنی بات مکمل کی۔

بس آنٹی یہ بھی تو سوچیں وہ اپنے شوہر اور بچے کے پاس جا کر اس تکلیف سے آزاد ہو گئی ہیں۔ مونانے ہاتھ بڑھا کر ان کے آنسو صاف کیے۔

تمام خواتین ان تینوں کو دیکھ رہی تھیں جو پہلی دفعہ میں آتے ہی کیسے گھل مل گئی تھیں۔
 سب کو ان کے بارے میں جاننے کا اشتیاق ہونے لگا آخر یہ لوگ ہیں کون؟
 اتنی پیاری بچیاں کہاں سے آئی ہیں۔ یاسر کی امی رونا بھول کر ان کو پیار سے دیکھتے
 ہوئے پوچھ رہی تھیں۔

امی! یہ میری یونی میں پڑھتی ہیں ہم لوگ ایک ہی محلے میں رہتے ہیں میرے دوست
 بھی آئے ہیں انہی کے ساتھ آئی ہیں۔ اتنے میں یاسر روشیل وغیرہ کے ساتھ اندر
 داخل ہوا تو جواب دیا۔ اس کا جواب سنتے ہی ایک لمحہ کو پورے صحن میں خاموشی چھا گئی۔
 - NEW ERA MAGAZINE
 جیانیے روشیل کو دیکھا کہیں ہمیں غلط نہ سمجھ لیا جائے۔ روشیل نے نظروں کے ارتکاز
 پر نگاہیں اٹھائیں تو جیابریشان نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔
 اب کیا ہوگا؟ کشف اور مونا کی حالت بھی کچھ مختلف نہ تھی۔

روشیل نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے تسلی دی تب جیابریشان نے سر پر یاسر کی امی کا
 شفقت بھرا ہاتھ محسوس ہوا۔

خدا نے ایک بیٹی لے لی مگر ایک ساتھ تین بیٹیوں سے نواز دیا مجھے غم نہیں کرنا چاہیے۔
 یاسر کی امی کی بات پر ماحول میں لمحے بھر کو چھائی تناؤ کی کیفیت مدھم پڑ گئی۔ جیانیے
 اک گہرا سانس لیا اور مسکراتے ہوئے انھیں دیکھا۔

امی! صرف تین نہیں پوری آٹھ یہاں صرف تین آئی ہیں۔ یاسر آگے بڑھا اور ان کے
 قریب بیٹھتے ہوئے بولا۔

روشیل، ابراہار اور سنی نے قریب آکر سر جھکا کر سلام کیا یاسر کی امی کلثوم خاتون نے
 دست شفقت ان کے سروں پر باری باری رکھ کر دعا دی۔

ہاں آنٹی آپ شہر آئیگا کبھی ان سب کو مل کر اچھا لگے گا۔ مونانے شہر آنے کی دعوت
 دیتے ہوئے کہا۔

کچھ ہی دیر بعد کھانا کھل گیا تھا گاؤں کی عورتوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا تینوں
 لڑکیوں نے کتنے اچھے طریقے سے معاملات سنبھالے تھے۔

وہ تین دن وہاں رہی تھیں اور تین دن تک گاؤں کی عورتیں تعزیت کے لیے آتی رہی
 تھیں انھیں دیکھ کر وہ عورتیں جو شہر جا کر لڑکیوں کی پڑھائی کے متعلق بدگمان تھیں یا
 طرح طرح کے خدشات سے ڈری ہوئی تھیں سب دور ہو گئے تھے۔ یاسر ہر بار انھیں

ممنون نگاہوں سے دیکھتا تھا۔ لڑکیوں کی طرح لڑکے بھی خوش اسلوبی سے مردانے میں تمام معاملات سنبھال رہے تھے۔

ایسا نہیں تھا کہ سب ہی مثبت سوچ رہے تھے ایک دو خواتین نے واضح طنز کیا تھا نوجوان جہان لڑکیاں اکیلے ہی کیسے ایک لڑکے کے لیے شہر سے گاؤں آگئیں تب کشف نے مسکرا کر کہا تھا :

آئی! تعلیم ہمیں شعور دیتی ہے ہم اپنے حقوق و فرائض سے آشنا ہوتے ہیں۔ شہر میں ہم آٹھ سہیلیاں ہاسٹل کی بجائے ایک گھر لے کر رہ رہی ہیں۔ یہ لڑکے بھی اسی محلے میں رہتے ہیں پھر ہم سب ایک ہی یونیورسٹی میں جاتے ہیں۔ ہم پورے محلے والے ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں۔ حقوق کے متعلق تو جانتی ہیں نہ یاسر بھائی ہمارے ہمسائے بھی ہیں تو حق ہمسائیگی ہمیں ادا کرنا ہی تھا۔ ہم یاسر بھائی کی واپسی پر بھی تعزیت کر لیتے مگر ان کی ایک ہی بہن تھی جب یہ معلوم ہوا تو سوچا کیوں نہ جا کر اس ماں کو بتائیں کہ خدا نے اگر ایک بیٹی واپس لے لی ہے تو اٹھ اور بھی دی ہیں۔ ہمارے گھر والے جانتے ہیں یہاں آنے کے متعلق اور آئی ایسی تعلیم کا کیا فائدہ جو شعور ہی نہ دے جسے پڑھ کر ہمیں اپنے حقوق سے آشنائی ہی نہ ہو۔

اور آئی آپ اگر سمجھ رہی ہیں کہ زمانہ بہت خراب ہے پھر بھی ہم لڑکوں کے ساتھ منہ اٹھا کر چلی آئی ہیں تو ایسا ہرگز نہیں ہے روشیل ویر بہت اچھے ہیں لڑکیوں کی عزت کرتے ہیں اور سارے لڑکے بالکل ان کا پر تو ہی ہیں لڑکیوں کی عزت کرنا ان سب کو اچھے سے آتا ہے کبھی ہمارے محلے میں کسی نے شکایت نہیں کی بلکہ محلے کا کوئی مرد گھر سے دور جا رہا ہو تو ان سے کہہ کر جاتے ہیں "بیٹا ہم کچھ دنوں کے لیے جا رہے ہیں تم ذرا گھر پہ نظر رکھنا اور کچھ چاہیے ہو تو لا دینا " شرارتیں اپنی جگہ اور بد معاشی اپنی جگہ ان دو چیزوں میں بہت فرق ہے۔ مونانے بھی اپنی طرف سے ان کے خدشات دور کرنے کی کوشش کی۔

آئی جب تک ہم اپنے بیٹوں کو عورتوں کی عزت کرنا نہیں سکھاتے اور لڑکیوں کو ہر حال میں اعتماد دینا نہیں سکھائیں گے یونہی طرح طرح کے خدشات میں گھرے رہیں گے۔ اتنا اعتماد اپنی لڑکیوں کو دیں کہ وہ ہر بات آپ سے شیئر کریں اور لڑکوں کی تربیت ایسی کریں کہ وہ ہر لڑکی کی عزت کرنا جانتے ہوں تب ہر والدین اپنی اولاد کو خود سے بلا جھجک بغیر کسی خوف کے پر اعتماد ہو کر کہیں بھی بھیج سکتے ہیں۔ بس سارا مسئلہ اسی تربیت اور اعتماد کا ہے مگر اندھا اعتماد اور اعتماد میں بہت فرق ہے۔ جیانا نے ان کے رہے سہے خدشات بھی دور کر دیے تھے۔ وہاں بیٹھی عورتیں متاثر کن نگاہوں سے ان

تینوں کو دیکھ رہی تھیں۔ گاؤں کی لڑکیاں رشک بھری نگاہوں سے انھیں دیکھتی رہی تھیں۔ تین دنوں میں ہی سب کو گرویدہ کر لیا تھا۔

کلثوم خاتون سے شہر آنے کا وعدہ لے کر وہ لاہور لوٹ آئے تھے۔ یا سر کچھ دنوں بعد آیا تھا۔ ان کی پڑھائی عروج پر تھی۔ پہلا سیمسٹر بھی ختم ہو گیا تھا۔ وقت شاید جلدی گزر گیا تھا۔ دوسرے سیمسٹر کا آغاز تھا۔

اوائے آج پہلا دن ہے دوسرے سیمسٹر کا اور ہم کہیں لیٹ ہی نہ ہو جائیں یونی سے۔
ایان نہاد ہو کر باتھ روم سے باہر نکلا تو پینٹ کے اوپر بنیان پہنے ہوا تھا۔
اوائے یار یہ جوتا میں کل ہی خرید لایا ہوں اب ایک پاؤں بڑا اور دوسرا چھوٹا ہے لیکن کل تو ٹھیک تھا۔ ابرار نے سیاہ لمبے منہ والے بوٹ میں پاؤں اڑستے ہوئے کہا۔
ہاں یار مجھے بھی پینٹ کھلی ہو گی ہے بہت۔ اتنے میں ان کی چیخ و پکار سن کر سنی کسی کو نے سے پینٹ کو بیلٹ والی سائیڈ سے پکڑے برآمد ہوا۔
مجھے تو لگتا ہے یہ سب ڈائینگ کی وجہ سے ہوا امی کہ رہی تھیں تمہاری اتنی سی شکل نکل آئی ہے۔ معاذ نے اپنی جانب سے جیسے ان کے مسئلے کا سبب ڈھونڈ نکالا تھا۔

اوائے مجھے بھی شرٹ پوری نہیں آرہی۔ اتنے میں ایان کی آواز نکلی۔ وہ اور یاسر کل شرٹس خرید کر آئے تھے جبکہ ابرار نے جو تاخریدا تھا۔ اب پیسوں کے ضائع ہو جانے کے خوف سے آنکھیں ابل رہی تھیں۔

اوائے موٹے زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے تیرا وزن گھٹ ہوا ہے اتنا دبلا نہیں ہوا کہ تجھے میری شرٹ پوری آنے لگے۔ اتنے میں یاسر استری والی میز سے بالکل ویسی ہی مگر مختلف سائز کی شرٹ اس کے سامنے لہراتے ہوئے بولا۔
اوہ، تو مطلب میرے پیسے ضائع نہیں ہوئے۔ ایان نے کلمہ شکر ادا کیا اور یاسر کی شرٹ اتار کر اپنی پہننے لگا۔
میری شرٹ کہیں سے پھٹ تو نہیں گی آخر پانڈا گھسا ہے اس میں۔ یاسر اپنی شرٹ کا بڑے غور سے معائنہ کرنے لگا۔

اوائے میرے جوتے کا بھی کچھ کرو۔ ابرار نے سب کو تیار شیار دیکھ کر دہائی دی۔
اور میری پینٹ کا بھی کچھ کرو یا۔ سنی نے بڑے زور سے پینٹ پکڑ رکھی تھی کہیں کوئی شرارت میں نیچے سے کھینچ ہی نہ دے۔
اویار سلائی کر دے۔ مدنی نے آئینے کے سامنے بالوں میں کنگھی پھیرتے ہوئے مشورہ دیا۔

ویر آفس کے لیے نکل چکا تھا اب وہ گھر میں ایک دوسرے کو کاٹ کھانے کے لیے دوڑ رہے تھے۔

ضرور یہ پیٹ پہننی ہے کوئی اور پہن لو۔ ابرار نے اسے سیدھا مشورہ دیا۔
میں تو اسے ہی سلائی لگاؤں گا۔ سنی نے پیٹ کو خونخوار نگاہوں سے گھورا اس سے پہلے
سوئی پیٹ میں ڈالتا مدنی کی دلخراش چیخ نکلی۔

ہائے! یہ تو میری پیٹ ہے۔ اس قدر دلخراش چیخ پر ایک پل کو ان سب کا دل دہل کر رہ گیا۔

مگر میں اپنے کپڑوں سے نکال کر لایا ہوں۔ سنی نے اسے صفائی دی۔
یہ ضرور پنکو کے بچے نے چیزیں الٹ پلٹ کر رکھی ہیں آنے دو آج اسے۔ ایان کے
کہنے پر سب کا شک اسی کی طرف گیا تھا۔ کیونکہ کل سب نے اسی کے ذمے لگایا تھا
کپڑے تاروں سے اتار کر ان کے کبڈ میں رکھتا جائے۔

ابرار کا منہ لٹکا دیکھ کر یا سر نے دوسرا جوتا پہننے کا کہا انھیں یونی سے دیر ہو رہی تھی
سب کو نکلنے کی پڑی تھی۔ شوز ریک کے پاس جا کر اس نے دوسرا جوتا نکالا اور پہلے
والے کو ڈبے میں بند کر کے رکھنے ہی لگا کہ اسے جوتے کا سائز نظر آیا۔ دونوں پاؤں

مختلف سائز کے تھے۔ ابرار نے بے ساختہ ہاتھ کی بجائے جوتا پیشانی پہ مارا۔ اتنے میں پیچھے سے سنی آکر اسے کھینچ کر ساتھ لے گیا تھا۔

ابے یونی سے دیر ہو رہی ہے۔

کیا ہوا؟ عیشو کو بیگ سے جلدی جلدی ٹشو نکالتے دیکھ کر سپنا نے پوچھا۔ آج پہلے دن ہی دوسرے سیمسٹر کے نئے پروفیسر نے ان کے گروپس تشکیل دے کر ایک ایک پروجیکٹ ذمے لگا دیا تھا۔ فری لیکچر میں بیٹھے وہ چاروں ایک ہی گروپ میں پروجیکٹ ڈسکس کر رہے تھے۔

چھینک آتے آتے رک گئی۔۔۔ عیشو نے اک گہرا سانس لے کر کہا۔

اس کا مطلب کوئی یاد کرنے لگا تھا پھر بولا دفع کرو۔ سنی نے اپنی ہی بات پر زور دار قہقہہ لگایا۔ عیشو نے تپ کر اسے دیکھا جو سردی میں سر پر ٹوپی پہنے ہوا تھا۔ فروری کے اخیر دنوں میں ان کا دوسرا سیمسٹر شروع ہوا تھا۔

عیشو کو یاد آیا ان کی ٹنڈ بھی وہ لوگ انجوائے نہیں کر سکی تھیں یا سر کی بہن کی وفات کی وجہ سے۔ اب تو بال آچکے تھے۔ مدنی بھی لمبے بال رکھ چکا تھا مگر اس بار پچھلی دفعہ سے تھوڑے لمبے رکھے تھے اور آدھے بالوں میں باقاعدہ پونی لگا کر آتا تھا۔ لڑکیاں خوب

مذاق اڑاتی تھیں۔ سپنا کتنی ہی بار اسے ٹوک چکی تھی مگر وہ من موجدی تھا۔ اس بارے میں کسی کی نہیں سنتا تھا۔

کیسی ہو لڑکی؟ ایان اور یاسر کلاس میں داخل ہوئے تو مونا کو پہلی قطار میں بیٹھا دیکھ کر ایان سے رہانہ گیا تو پوچھ بیٹھا۔

بہت بری ہوں افسوس ہے ابھی تک تمہیں خبر نہیں ہو سکی۔ مونا نے تپ کر اسے دیکھا جو سونف کھانے کے باعث کافی وزن کم کر چکا تھا۔

اوہ ہاں بری ہو مگر اتنی بھی بری نہیں ہو ویسے۔ یاسر آگے بڑھ گیا اپنی نشست سنبھالنے کے لیے جبکہ ایان مونا کے ساتھ باتیں کرنے کی نیت سے وہیں کھڑا ہو گیا۔ مونا نے کوئی جواب نہیں دیا۔

تم مجھ سے بات کیوں نہیں کرتی ہو؟ ایان نے پہلے تو نظر انداز کیا مگر پھر تنگ آ کر پوچھ ہی لیا۔ ان کی کلاس میں ابھی تک کوئی پروفیسر نہیں آئے تھے۔ کیونکہ کم گو ہوں میں۔ مونا نے کندھے اچکا کر تو جیہہ پیش کی۔

دوسروں سے کانیں، کانیں، ٹائیں ٹائیں، پٹر پٹر اور میری باری کم گو ہوں ہنسنہ زیادہ سارا۔ ایان نے منہ بنا کر کہا اور آگے بڑھ گیا جبکہ مونا کو اس کے انداز پر خوب ہنسی آئی جسے چھپانے کے لیے وہ رخ موڑ گئی۔

وہ گھر آچکی تھیں یونی سے آتے ہی کشف کو اپنے دو سوٹ دھونے تھے۔ فروری کا مہینہ چل رہا تھا سردی بھی خوب آئی تھی مگر آج سورج بھی دیدار کروا رہا تھا سو کشف نے فائدہ اٹھاتے ہوئے کپڑے دھولے۔ لڑکیاں نیچے بیٹھی پڑھ رہی تھیں۔ کشف بالٹی اٹھائے چھت پہ آئی تو ہمسائیوں کے گھر جھانکنا نہ بولی۔ وہ دیوار پہ لٹکی ادھر ادھر گھروں میں جھانکنے میں ایسے مصروف تھی جیسے یہی اس کا مقصد حیات ہو۔ اتنے میں اسے اپنے قریب سے آواز آئی :

یارب! کب جان چھوٹے گی ان واویلوں سے۔ وہ چونک کر دیوار سے پیچھے ہٹی جیسے کسی نے اس کی چوری پکڑ لی ہو۔ لڑکوں کی چھت پر مدنی ہاتھ میں کپڑوں والی بالٹی لیے کھڑا دکھائی دیا۔

ہی ہی ہی۔۔۔ کیسے واویلے؟ کشف کو اس کا ہیرا سٹائل دیکھ کر ہنسی آئی لڑکیوں کی طرح آدھے بالوں میں پونی۔

ہائے او بھولی، یہی کبھی پڑھو، کبھی کپڑے دھوؤ تو کبھی کپڑے سکھاؤ۔ مدنی نے براسا منہ بنایا۔ کشف آگے بڑھ کرتاروں پر کپڑے ڈالنے لگی ساتھ ساتھ زبان بھی چل رہی تھی۔

لگتا ہے بہت تھکاوٹ ہو گئی ہے آپ کو۔
ہاں ہو تو گئی ہے آپ مدد کر دینگے کیا؟ مدنی نے چھاتی پہ ہاتھ باندھتے ہوئے آئی ابرو اچکا کر پوچھا۔

کیسی مدد؟ کشف نے جینز پر گھٹنوں تک آتی ٹی شرٹ پہن رکھی تھی مدنی نے اسے دیکھا مجال ہے یہ لڑکی کبھی لڑکی بنی نظر آئے۔
یہ کپڑے ڈال دیں تار پر۔ آخری کپڑا تار پر ڈالتے ہوئے اس کے ہاتھ رکے تھے۔
دراصل میں نے لیکچر یاد کرنا ہے۔ اتنا کہ کر اس نے مسکراتے ہوئے بالٹی اٹھائی اور سیڑھیوں کی طرف چلی گئی۔

ہو نہسہ کہ تو ایسے رہی تھی جیسے ابھی اس چھت سے اس چھت پر میری مدد کے لیے کود جائے گی۔ میرا وقت ہی ضائع کر دیا۔ مدنی بالٹی سے کپڑے نکال کر تار پر ڈالنے لگا۔

وہ نیچے آیا تو خلاف معمول لڑکے بھی ہاتھوں میں کتابیں لیے بیٹھے تھے۔ روشیل آفس ورک میں مصروف تھا۔

تم سب پڑھ رہے ہو دل تو میرا بھی چاہ رہا ہے مگر مجھے تو یہی نہیں پتہ پروفیسر نے پڑھایا کیا تھا۔ مدنی کارپٹ پر ڈھیر ہوتے ہوئے بولا۔

سنی بتا دو اس کو تمہارے کلاس فیلو ہونے کا کیا فائدہ۔ یا سر نے کتاب سے سراٹھاتے ہوئے کہا۔ وہ اور ایان ایک ہی کتاب پر جھکے لیکچر ڈسکس کر رہے تھے۔

تمہاری عقل گھاس چرنے گی تھی لیکچر ٹائم اٹھ کر کلاس سے باہر چلے گئے تھے۔ سنی نے اس کے لیکچر بنک کرنے پر ایک دفعہ پھر طعنہ مارا۔
تم اپنی بہن سے مدد لے لو۔ ابرار نے مشورہ دیا۔

کیوں تم لوگ مر گئے ہو اور ویسے بھی اس نے پہلے تو مجھے لیکچر دینا ہے میرے حلیے کے حوالے سے تب تک رات ہو جانی ہے اور رات میرے سونے کے لیے ہوتی ہے۔
مدنی نے منہ بنایا۔

کیوں ہم کیوں مریں ابھی تو میں نے اپنے خواب پورے کرنے ہیں۔ معاذ نے کہا
کیونکہ اسے گلوکار بننے کا بہت شوق تھا بلکہ جنون کہ لیں انجینئرنگ تو والدین کے کہنے پر کر رہا تھا۔

آیا وہ اگلوکار معاذ چمٹے والا۔ عارف لوہار کے نام پر وہ اسے گلوکار معاذ چمٹے والا کہتے تھے۔ میرا سر پہلے ہی بہت دکھ رہا ہے اور تم لوگوں کے منہ ہیں کہ بند نہیں ہو رہے اوپر سے پنکونے کچن میں برتن بجانے شروع کر دیے ہیں۔ لگتا ہے مجھے ہی کہیں جانا پڑے گا۔ روشیل نے تپے ہوئے انداز میں فائلیں میز پر بٹھیں۔ مدنی نے معصومیت چہرے پر طاری کی اس نے ہی آکر اوایلا مچایا تھا باقی سب قصور وار نہ ہوتے ہوئے بھی مجرم بنے بیٹھے تھے۔

تو پھر کہاں چلے؟ اسے کمرے کے دروازے میں پڑی چیل پہنتے دیکھ کر مدنی پوچھے بنانہ رہ سکا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

"چین سر" ڈھونڈنے۔ روشیل نے اکتا کر کہا۔

کچھ ہی دیر بعد معاذ بھی اٹھ کر جانے لگا تو مدنی نے سامنے رکھی کتاب سے لیکچر سمجھنے کی کوشش رد کرتے ہوئے اس سے بھی سوال کیا۔

اب تم کہاں چلے؟

"سکون" تلاش کرنے۔ معاذ نے جواب دیا اور اپنا گٹارا اٹھا کر باہر نکل گیا۔

تم سب بھی چلے جاؤ۔ اس کے کہنے کی دیر تھی کہ ایان کپڑے جھاڑتے ہوئے اٹھا۔

تم کسے ڈھونڈنے چلے؟

اپنے خوابوں کی تعبیر۔ باہر نکلنے سے پہلے اس نے سر کوٹ پہنا۔
 اس کے بعد سنی بھی اٹھ گیا۔ مدنی نے وہی سوال کیا؟
 شیر شکار ڈھونڈنے جا رہا ہے۔ سنی نے سینہ چوڑا کیا۔
 نہ بھائی اب زیادتی کر رہے یوں کہو شیطان شکار ڈھونڈنے جا رہا ہے۔ مدنی نے اس کی
 اوقات بتلائی۔

سنی منہ بنا کر باہر نکل گیا۔ اس کے بعد یا سراٹھا۔ وہی سوال مدنی نے کیا جواب ملا :
 "راتوں کی نیند"

پھر ابرا اٹھا وہی سوال ابرا نے چڑ کر کہا :
 "نور نظر"

مجھے بھی بتا جاتے ہیں نے کس کو ڈھونڈنا ہے؟ مدنی نے سب کو جاتا دیکھ کر کہا۔ اب وہ
 اکیلا بیٹھا تھا۔ سب جا چکے تھے۔

میں اپنے لیے ٹیوٹر ڈھونڈتا ہوں یہ نہ ہو کل مجھے پروفیسر غائب کر دیں اور پھر سب مجھے
 ڈھونڈتے پھریں۔ وہ کتاب سنبھالتے گھر سے پارک کے لیے نکلا۔

وہ پارک پہنچا تو محفل لگی تھی لڑکیاں دائرے میں بیٹھیں مائے چھیل کر کھا رہی تھیں اور خوب گپیں ہانک رہی تھیں۔ دوسری طرف لڑکے معاذ سے گانا گانے کا کہہ رہے تھے۔

معاذ پلیز گالو۔ کشف کے کہنے پر معاذ نے اسے دیکھا جو اس کی گرو تھی۔ اس نے جب سے اس سے سیکھنا شروع کیا تھا اب تک کسی نے گانا سننے کا نہیں کہا تھا۔ آج پہلی بار وہ ذرا گھبرا رہا تھا۔

گرو جی میں آپ کا ناک نہیں کٹوانا چاہتا۔ اس نے ٹالنے والے انداز میں کہا۔ عاشی خاموش بیٹھی تھی۔ وہ اسے نظر انداز ہی کرتی تھی۔ معاذ اکثر یہ بات محسوس کرتا تھا۔ کوئی بات نہیں میں نے سلائی سیکھ لی ہے کسی نے گلا کٹوانا ہو یا ہونٹ سلوانے ہوں تو بتانا۔ تمہارے گرو کا ناک بھی میں سی دوں گی اگر کٹ گیا تو۔ عیشو نے اپنی خدمات پیش کیں۔

تم یہی نت نئے کارنامے کرنا۔ سنبل نے اس کے شانے پر ہاتھ مارا۔

اتنے میں وہ گٹار سنبھالے بیچ پر جا بیٹھا اور آہستہ آہستہ گانے لگا۔

جب جب تیرے پاس میں آیا اک سکون ملا

جسے میں تھا بھولتا آیا وہ وجود ملا

جب آئے موسم غم کے تجھے یاد کیا
 اوہو جب سہمے تنہا پن سے تجھے یاد کیا
 ہمہم دل سنبھل جاذرا پھر محبت کرنے چلا ہے تو
 وہ اتنا گاکر بیچ سے اٹھ گیا تھا آخری مصرعے پر عاشی کی نظریں اس سے ٹکرائی تھیں اس
 کے بعد معاذ سے گانے کی ہمت نہ ہو سکی۔
 اتنا اچھا گارہے تھے اٹھ کیوں گئے؟ نہانے کہا۔
 بس یونہی کہیں نظر نہ لگا دو تم لوگ۔ اس نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔
 جیہا تھ دھونے کے لیے کیاری میں پڑے پائپ کی طرف آئی جو شاید مالی رکھ کر گیا تھا
 ۔ عاشی چھلکوں والا شاپر کوڑے دان میں پھینکنے چلی گی۔ روشیل کی نظریں جیا کے
 تعاقب میں تھیں۔

وہ پائپ کے پاس ہاتھ دھونے کی غرض سے بیٹھی تھی۔ پائپ سے ہاتھ دھلانے کے
 لیے کسی کی مدد کی ضرورت تھی۔ وہ اپنے تئیں مالی کا انتظار کر رہی تھی مالی بابا سے ان
 کی اچھی جان پہچان تھی۔ روشیل اس کی ضرورت بھانپ کر اس طرف آیا اور کیاری
 سے پائپ اٹھا کر پانی اس کے ہاتھوں پہ ڈالا۔ وہ جو سوچوں میں محو تھی ایک دم ذرا کو

پیچھے ہوئی۔ ڈھلتے سورج کی شعائیں اس کے ناک پہ سچی سفید نوزپن سے ٹکرائیں تو روشنی منعکس ہوتی دکھائی دی۔ روشیل بغیر آنکھیں جھپکائے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ جیا کی نظروں کے ارتکاز پر روشیل نے بمشکل نظریں جھکائیں اور ہاتھ دھلانے لگا۔

جیا! وہ ہاتھ دوپٹے کے پلو سے پونچھ رہی تھی جب روشیل نے پکارا۔

ہمم۔۔۔۔ جیا نے ہنکارا بھرا اور پھر سر جھکا کر ان دیکھی سلوٹیں دور کرنے لگی۔

اپنی نبض دکھاؤ۔ جیا کو اچھنبا ہوا اس نے بھنویں اچکائیں جیسے کیا کرنا ہے۔

سیانے کہتے ہیں عورت اگر خاموش بیٹھی ہو تو اس کی نبض ضرور چیک کریں۔ روشیل کی بات پر وہ جی جان سے مسکرائی کتنا نوٹ کرتا تھا وہ اسے۔

تو پھر مسٹر روشیل کسی بیٹھی ہوئی عورت کی نبض چیک کیجیے گا اگر وہ خاموش ہوئی تو۔

اس نے حاضر دماغی کا مظاہرہ کیا۔ دونوں ساتھ ساتھ چلنے لگے۔

سوچ لو کسی بھی عورت کی چیک کر لوں۔ روشیل نے اسے چھیڑنا چاہا جس پر جیا نے اسے آنکھیں دکھائیں جیسے ہاتھ لگا کے تو دکھائیں۔

جیا کے جاتے ہی مدنی روشیل کو ڈھونڈتا ہوا اس طرف آیا۔

ہاں بھی ویرے جسے ڈھونڈ رہے تھے مل گئی۔ مدنی نے جیبوں میں ہاتھ اڑستے ہوئے کہا۔

ہاں۔ روشیل نے یک لفظی جواب دیا۔

کہاں ہے؟ مدنی نے اس کے ارد گرد دیکھا وہاں اس کے آنے سے پہلے جیا تھی جو جا چکی تھی۔

نگلی۔ روشیل نے جواب دیا۔

ہیں۔۔۔۔۔ تو جیا کو ثابت نکل گیا۔ مدنی کی آنکھیں حیرت سے پھٹیں۔ روشیل کا دل چاہا تھا پیٹ لے۔

اوائے ڈسپرین کی گولی نگلی میں نے۔ روشیل نے جواب دیا۔

اچھا تیرا چین سر وہ گولی تھی۔ مدنی کو اب سمجھ آئی۔

ظاہر ہے میرے سر میں درد تھا تو چین کے لیے گولی کھائی ہے۔ وہ دونوں آگے بڑھ گئے۔

اگلے دن وہ سب یونی جانے کے لیے تیار تھیں مگر نہیہا کی طبیعت خراب تھی۔ اس نے یونی جانے سے انکار کر دیا۔ جب ڈریم بوائے کو پتہ چلا وہ بھی دل نہیں چاہ رہا کہ کر گھر پر رک گیا تھا۔ دس بجتے ہی وہ لڑکیوں کے دروازے پر آیا اور دستک دی۔ وہ اسے کلینک لے جانے کی نیت سے آیا تھا مگر اندر سے ڈر بھی رہا تھا نہ جانے وہ کیاری ایکشن دے گی۔

نیہانے دروازہ کھولا تو سامنے اسے یاسر کھڑا دکھائی دیا۔ وہ لمحہ بھر کو چونکی اور اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔

اسلام علیکم! آپ کی طبیعت بہت خراب لگ رہی ہے اگر برانہ مانیں تو میرے ساتھ کلینک چلیں ایک ڈاکٹر ہیں میرے جاننے والے۔ یاسر نے بنانتیجے کی پرواہ کیے کہ ڈالا۔ وعلیکم السلام! جیایونی سے آجائے گی تو لے چلے گی آپ کو ضرورت نہیں۔ اس نے صاف انکار کر کے دروازہ بند کرنا چاہا مگر یاسر نے فوراً سے پیشتر پاؤں سے دروازہ بند ہونے سے روک لیا۔

کیا مسئلہ ہے میرے ساتھ جانے میں؟ نیہا کو اس قدر صاف گوئی کی امید نہیں تھی ایک لمحے کو اس کی ہتھیلیاں بھیگ گئیں۔ نیہانے اسے دیکھا جو جواب کا منتظر کھڑا تھا۔ آپ کیوں لے جانا چاہتے ہیں مجھے؟ نیہانے الٹا سوال جڑ دیا۔ جس پر یاسر مسکرایا تھا۔ انسانیت کے ناطے اور پھر ہمسائے حق رکھتے ہیں ایک دوسرے کی مدد کریں۔ نیہانے مزید طبیعت خرابی سے بچنے کے لیے اس کے ساتھ جانے کی حامی بھر لی۔

کچھ ہی دیر میں یاسر گھر سے مدنی کی موٹر سائیکل نکال لایا۔ وہ درمیان میں کافی فاصلہ رکھ کر بیٹھی تھی۔ سہارے کے لیے پیچھے سے موٹر سائیکل کو پکڑ لیا۔ پورا راستہ خدا سے دعا مانگتی آئی کہیں گر ہی نہ جائے۔

گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں یہ ڈاکٹر انکل میرے جاننے والے ہیں۔ یاسر نے ایک کلینک کے سامنے موٹر سائیکل روکتے ہوئے کہا۔
ڈاکٹر انکل کے پاس لانے کی کیا ضرورت تھی ڈاکٹر دادا کے پاس لے آتے۔ نہانے چڑ کر کہا۔

فرض کروا گر میرے دادا ڈاکٹر ہوتے اور تمہیں ان کے پاس لے جاتا تو وہ تمہارا تعارف پوچھتے تو میں کیا کہتا؟ یاسر کے سوال پر نہانے جل کر کہا :

تو کہتے "آپکے بیٹے کی ہونے والی بہو"

ہا ہا ہا۔۔۔ بہو۔۔۔ تم جیسے جنگی طیارے کو کون بہو بنائے گا۔ یاسر بمشکل ہنسی روک کر بولا۔

کلینک سے باہر آ کر بتاؤں گی۔ وہ اسے دھمکی دیتی اندر گھس گی۔ یاسر بھی اس کے ساتھ تھا۔

انکل مجھے نہیں انھیں کچھ ہوا ہے۔ یا سرنے ان کی توجہ نہیہا کی طرف دلائی جس نے مسکراہٹ اچھالی۔

سمجھ گیا تمہاری مسز ہیں۔ وہ مسکرا کر بولے اور نیہا کا معائنہ کرنے لگے۔ یا سرنے مسز لفظ پر کانوں کو ہاتھ لگایا۔

چیک اپ کروانے کے بعد وہاں سے نکلے تو نیہا سے تنگ کرنے کی خاطر بولی :

دیکھا تمہارے انکل نے مجھے تمہاری مسز بنا دیا۔ بخار اور گلا خراب ہونے کے بعد بھی اس کی حس مزاح پھڑک رہی تھی۔

میں نے تو نہیں بنایا۔ میڈیکل اسٹور سے دوائیوں کا شاپر لیتے یا سرنے ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں بات کو اہمیت نہ دی۔

ویسے حرج کیا ہے میرے جیسی لڑکی تمہاری مسز بنے؟ دونوں پار کنگ میں کھڑے موٹر سائیکل کے پاس آئے تھے۔

تم جیسی لڑکیوں میں کیا ہے کہ مجھ جیسے کی مسز بنیں۔ اس نے موٹر سائیکل اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔

پھر تم جیسوں کو کیسی اچھی لگتی ہیں؟ نیہا پہلے کی طرح پوزیشن سنبھال چکی تھی۔

خوب صورت، خوب سیرت،۔۔۔۔۔ نیہا اس کی بات کاٹ کر بولی :

تو کیا میں خوب صورت اور خوب سیرت نہیں؟ انداز جنگی طیاروں والا تھا۔

نت۔۔۔ تم غلط فہمی کا شکار ہو۔ یا سرنے گلی کے سامنے موٹر سائیکل روکی اس کے

اترتے ہی اپنی بات کہی اور زن سے بایک لے اڑا۔

نیہا اس کی حرکت پر ششدر کھڑی تھی۔

وہ سب جب سے گھر آئی تھیں نیہا چپ بیٹھی تھی حالانکہ ان سب نے باری باری یونی میں اسے فون کر کے طبیعت پوچھی تھی پھر بھی نیہا خاموش دکھائی دے رہی تھی۔ ان

ہاں مگر جہاں تک بات ہے خوب صورت کی تو اپنی نیہالا کھوں میں ایک ہے اور خوب سیرت تو واقعی تمہاری خوش فہمی ہے۔ عیشوا سے چھیڑے بغیر نہ رہ سکی۔ نیہانے پاس پڑی فائل اس کے سر میں دے ماری۔

چلو بھی اجلاس ختم سب اپنے کام پہ لگ جاؤ۔ کشف عرف کاشف بھیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

ایک بات بتاؤں دوستو! معاذ نے شرما تے لجاتے ہوئے کمرے میں داخل ہوتے کہا۔

اکڑو مین ہزار باتیں بتاؤ۔ ہم سننے کے لیے تیار ہیں۔ یا سر جو سخت سردی میں بوریت کا شکار ہو رہا تھا ہاتھ مسلتے ہوئے اٹھ بیٹھا۔

آج ناں میری ٹکڑ لگی ہے پوچھو کس سے؟ معاذ نے بڑی بے تاب نظروں سے ان کو دیکھا آیا کوئی اس کی حالت سمجھ رہا ہے یا نہیں۔

یقیناً گدھے سے۔ مدنی کی رگ شرارت پھڑکی۔

اب ہر کسی کو کیا اپنے جیسا سمجھ رکھا ہے تم نے۔۔۔ ہو نہ۔ معاذ نے گنداسا منہ بناتے ہوئے ہو نہ کیا۔

کس سے؟ بھی خود بتا دو۔ ابرار کو تجسس برداشت نہ ہوا۔

کالی جھاڑیوں والی سے۔ معاذ شرما کر بولا۔ ایک دفعہ پھر گلی کا منظر اس کی نگاہوں کے سامنے گھوم گیا عاشی اور جیاشاید بازار جا رہی تھیں جب گلی میں داخل ہوتا معاذ سامنے سے آتی عاشی سے ٹکرایا تھا۔

تیرا دل تیرے پاس ہے۔ ایان کو خدشہ لاحق ہوا۔ باقی لڑکوں نے بھی اپنی توجہ اس طرف مرکوز کی۔

فی الحال تو ہے بعد کا پتہ نہیں۔ معاذ نے سینے کے مقام پر ہاتھ رکھتے ہوئے فلمی اداکاروں کی طرح بھرپور اداکاری کرتے ہوئے کہا۔ لڑکے صرف سر ہلا کر رہ گئے۔

NEW ERA MAGAZINE

مارچ کے اوائل دن تھے۔ آسمان کالے بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ گھر میں کچن کے لیے کچھ چیزیں ختم ہو گئی تھیں۔ جیانے چھٹی کے دو دن بھر پور طریقے سے گزارنے کے لالچ میں آج ہی جلدی سے بازار کا چکر لگانے کا سوچا۔ عاشی اس کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہو گئی تھی۔ گلی سے نکلتے وقت معاذ سے ٹکرا اور اب واپسی پر بارش برسنا شروع ہو گئی۔ راستے میں پارک کے سامنے آئس کریم پارلر دیکھ کر عاشی کی رال ٹپکنے لگی کہ سب کے لیے آئس کریم لے کر چلتے ہیں سردی کی بارش کا لطف دو بالا ہو جائے گا۔ دل تو جیا کا

بھی چاہ رہا تھا سو اسے بھیج کر جیا پارک کی دیوار کے ساتھ بنے بیچ پر بیٹھ کر برستی بارش کو دیکھنے لگی۔ کچھ ہی دیر میں سامنے والے کھڈے میں پانی اور کیچڑ جمع ہو گیا تھا۔

اینٹری ینگ مین بھی موٹر سائیکل پر بازار کے لیے نکلا تھا۔ سردی کی وجہ سے اس پر ہلکی سی کیپٹی طاری تھی۔ اچانک موٹر سائیکل کھڈے سے گزری تو کیچڑ اچھل کر قریب لگے بیچ پر سر جھکائے بیٹھی جیا کے چہرے کے نقوش چھپا گیا۔

ستیا ناس ہو تمہارا دیکھ نہیں سکتے کیا۔ جیا بیچ سے اٹھ کر موٹر سائیکل والے پر چلائی جو چند قدموں کے فاصلے پر موٹر سائیکل روک چکا تھا۔ روشیل نے موٹر سائیکل واپس موڑی اور حیرانگی سے اس چہرے کو دیکھنے لگا جو کیچڑ کے پیچھے چھپا ہوا تھا کہیں کہیں سے چہرہ دکھائی دے رہا تھا مگر قابل شناخت نہیں تھا۔

کون ہیں آپ اور یہاں کیوں بیٹھی تھیں؟ اس نے سوال داغا۔ جیا کو اس کے عجیب سے سوال پر مزید تپ چڑھی۔ سراک پار کرتی عاشی بھی ان دونوں کو حیرانگی سے دیکھ رہی تھی۔

آپ کی ہمسائی ہوں جناب اور یہ سب آپ کے مرہون منت ہے۔ اس نے جل کر کہا

کیا مطلب ہے آپ کا؟ کونسی ہمسائی ہیں؟ وہ ایک دم جیسے پریشان ہوا تھا۔ جیا کے اندر تو جیسے غم و غصے کی لہر دوڑ گئی۔ ویسے تو محبت کے بڑے دعوے کرتے ہیں جناب اور اب چہرہ تو چھوڑا آواز تک نہیں پہچان پارہے حد ہو گئی ہے ویسے۔

ویرے یہ جیا ہے۔۔۔۔۔ جیا یہ کیسے ہوا؟ عاشی نے گویا روشیل کے سر پر بم پھوڑا تھا۔ نہیں کرو عاشی یہ۔۔۔۔۔ اور جیا۔۔ میں خود ہی شناخت کر لیتا ہوں۔ روشیل نے دائیں ہاتھ سے جیا کے دوپٹے کا پلو تھاما اور چہرہ صاف کیا۔ واقعی جیا تھی جو کچا چبا جانے والی نظروں سے اسے دیکھی رہی تھی۔ تینوں بارش میں بھیگ رہے تھے۔ روشیل نے مدد طلب نگاہوں سے عاشی کو دیکھا۔

آں۔۔۔۔۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتی جیا غصے میں گویا ہوئی:

اس سے پہلے کے بیمار پڑ جائیں بارش میں بھیگ کر گھر چلیں جلدی۔ عاشی کا ہاتھ تھام کر آگے بڑھ گئی۔ جبکہ روشیل نے دل ہی دل میں بچ جانے پر شکر ادا کیا۔

اب میڈم کے تیور بعد میں سنبھال لیں گے۔۔۔ وہ موٹر سائیکل پر سوار ہو کر گھر کی طرف مڑ گیا۔

کی ہو یا سو ہنڑیو! کیچڑ وچ لت پت او۔ نہا نے بیرونی دروازے پر دستک سن کر دروازہ کھولا تو جیادند ناتے ہوئے اندر داخل ہوئی۔ اس کا رخ سیدھا واش بیسن کی طرف تھا۔ نہا کی بات پر جیادند نے بیسن کے اوپر لگے آئینے میں اپنا عکس دیکھا۔ اتنا بھی کیچڑ نہیں تھا جتنا اس نے جملہ اچھالا تھا۔ کافی حد تک روشیل میاں صاف کر چکے تھے۔

عاشی نے آنسکریم فریج میں جا کر رکھیں تاکہ اچھے سے جم جائیں اور پھر سب اکٹھی بیٹھ کر کھائیں گے۔ اور پھر ویسے بھی ان کے پیٹ اتنے ہلکے تھے کہ کھانے کے سوا ان کے پیٹ میں کچھ بچتا ہی نہیں تھا سو یہ کیچڑ کہانی بھی جیادند نے انھیں سنا ڈالی۔

ہق ہاہ اتنا رومانٹک سین ہونے والا تھا مگر ویرے نے نہ پہچان کر موسم کا مزہ ہی کر کر ا کر دیا۔ سپنا کے رومانٹک سین پر جیادند اسے گھوری سے نوازا۔

ایک اسائنمنٹ ہی تو مانگی تھی ابراہار صاحب کو نسا دل مانگ لیا تھا کہ جناب براہ کرم اپنا دل دے دیں بیچ کر پتیسہ کھانا ہے۔ اگلے دن دھوپ نکلتے ہی سنبل اپنی اسائنمنٹ سنبھالے چھت پر آ بیٹھی۔ نہا بھی اس کے ساتھ ہی تھی۔ دونوں کو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی ابراہار سے پتہ کیا تو وہ مکمل کر چکا تھا مگر ابھی تک بھجوائی نہیں تھی۔ ہمسائیوں

کی چھت پر ابرار کو دیکھ کر سنبل طنز کرنا نہ بھولی۔ جس پر ابرار کے ساتھ ساتھ نہا کو بھی خوب ہنسی آئی تھی۔

مار کھاؤ گی مجھ سے۔ دونوں دوستوں کی طرح آپس میں فرینک تھے۔ ابرار نے فضا میں مکالہراتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر نے پرہیز بتایا ہوا ہے۔ سنبل نے اسے زبان دکھا کر چڑانا چاہا۔
کس سے؟ مجھ سے؟ ابرار نے تفشیش شروع کی۔

نہیں مار سے۔۔۔۔۔ اس نے مزے سے جواب دیتے ہوئے کندھے اچکائے جبکہ ابرار نے اسے "چالا کو ماسی" کے لقب سے نوازا۔
آہم آہم مزاج دشمنان کیسے ہیں اب؟ اتنے میں پیچھے سے روشیل نے آکر انھیں اپنی طرف متوجہ کیا۔

ویرے! مزاج محبوبہ تو سمجھ میں آتا ہے مگر مزاج دشمنان۔۔۔۔۔ آپ کا دماغ ہل تو نہیں گیا۔ لڑکے کل والے واقعے سے بے خبر تھے اس لیے ابرار حیران ہوا تھا ویرے کی بات پر۔

مجھے لگتا ہے ویرے کا دماغ کل بارش میں ہی بہ گیا۔۔۔۔۔ پیچ پیچ۔۔۔ اب ہماری ویری کا کیا بنے گا حق ہا۔۔۔۔۔ نہا نے بھرپور ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا تھا جس پر روشیل نے ان

ویرے نے جس انداز سے کہا تھا سالی شریفہ مجھے لگا جیسا کہ ساتھ بد معاش لگائیں گے
--- ہا ہا ہا ---۔۔۔ نیہانے پیچھے سے ہانک لگائی۔

ویرے! محبت میں کچھ نہیں رکھا جو بھی رکھا ہے فریج میں رکھا ہے۔ ابرار نے ایک طرح سے محبت کی نفی کی تھی۔ ویرے کو سخت بھوک محسوس ہوئی وہ انھیں وہاں چھوڑ کر نیچے جانے کے لیے سیڑھیوں کا رخ کر چکا تھا۔

ابرار صاحب! اس بات کا کیا مطلب تھا۔ ابرار نے رخ موڑا تھا چھت کی دیوار کے پاس کھڑی سنبل چھاتی پہ ہاتھ باندھے ایک ایک لفظ چبا کر بولی۔

مطلب یہ کہ محبت کچھ بھی نہیں ہوتی۔ ابرار نے لاپرواہا انداز اپنایا۔ ایک تو مجھے یہ سمجھ نہیں آتی محبت کے نام پر لوگوں کی سوچ اتنی چھوٹی اور محدود کیوں ہو جاتی ہے کہ لڑکی اور لڑکے کا تعلق ہی فوراً ذہن میں آتا ہے۔ ارے یہ تو پوری کائنات محبت کا عکس ہے۔ ہاں اگر بات نامحرم لڑکے اور لڑکی کے بیچ ہے تو اسے کوئی اہمیت نہیں دینی چاہیے جب تک کہ دونوں کا نکاح نہیں ہو جاتا۔ نکاح منزل ہے محبت کی ورنہ لوگ ہوس کو بھی محبت کا نام دے دیتے ہیں۔ ابرار نے پہلی دفعہ اسے یوں لیکچر دیتے سنا تھا۔ ابھی تک اس کی نظریں سنبل کے چہرے پر ہی تھیں۔ خود کو گھورتا پیا کر سنبل نے اس کے سامنے ہاتھ لہرایا :

کیا ایا؟

کچھ نہیں۔ ابرار نے نفی میں سر ہلایا۔

پھر گھور کیوں رہے ہو؟ سنبل نے خائف ہو کر پوچھا۔
 دیکھ رہا تھا کہ اچھا لیکچر دیتی ہو لیکچرار یا پروفیسر بھی لگ سکتی ہو۔۔۔۔۔ ہا ہا ہا۔۔۔۔۔ نیہا
 اور ابراہار دونوں ہنستے تھے جبکہ سنبل صرف چڑ کر رہ گئی تھی کیونکہ کسی نے اس کی بات
 کو سنجیدگی سے نہیں لیا تھا۔

پہلے پڑھ تولوں اب جلدی سے اسائنمنٹ لا کے دیں مہربانی ہوگی۔ سنبل کے کہنے پر وہ
 اسائنمنٹ لینے چلا گیا تھا۔ جبکہ سنبل چار پائی پہ بیٹھی نیہا کے سامنے اپنی نشست سنبھال
 چکی تھی۔

میں چاہتا ہوں تمہیں۔ ایان نے میز کی دوسری جانب بیٹھی مونا سے کہا تھا۔ انداز
 ملتجیانہ تھا۔

ہاں تو چاہو، کس نے منع کیا ہے چاہنے پر پابندی تو نہیں لگائی جاسکتی نہ لیکن۔۔۔۔۔ وہ
 لمحے بھر کور کی، ایان کی دھڑکن تیز ہوئی۔۔۔۔۔ یہ بھی یاد رکھنا ضروری نہیں جسے
 چاہتے ہوں اسے پاسکیں۔ وہ اس کے سر پر بم گرا کر وہاں سے اٹھ گئی تھی۔

مگر میں بھی ہار نہیں مانوں گا۔ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد وہ نئے عزم سے کھڑا ہوا اور زور سے چلایا چند قدموں کے فاصلے پر وہ رکی تھی اور گردن موڑ کر اسے دیکھا، بے اختیار مونا کے منہ سے نکلا :

باؤلا۔

باؤلا! مونا سامنے کھڑی عاشی، کشف اور جیا کو اپنا انتظار کرتا دیکھ کر ان کی طرف بڑھ گئی۔

ہائے باؤلا! ایان سینے پر ہاتھ رکھ کر کرسی پر بیٹھا تھا۔

ویری! پلیز پلیز زمان جاؤناں۔ وہ اس وقت پارک میں ایک بینچ پر بیٹھی تھی جبکہ لڑکے نیچے گھاس پر بیٹھے اس کی منتیں کر رہے تھے۔

یہ کبھی نہیں ہو سکتا کتنی عجیب و غریب فرمائش کر رہے ہو تم لوگ۔ جیا نے سر پکڑا۔ صرف اتنی سی ہی تو بات ہے آپ نے رات کو پورے بارہ بجے ویرے کو پارک میں بلانا ہے پلیز پلیز۔۔۔ آگے ساری ذمہ داری ہماری ہے۔ یا سرنے کہا۔

فی الحال تو ویرے کو فرصت نہیں ہے وہ آجکل آفس سے رات کو آتا ہے اور آتے ہی آرام کرتا ہے لہذا ہم مطمئن کر دیں گے کہ لڑکوں کی آدھی ٹیم کسی مشن پہ گئی ہے

لڑکیوں کے لیکن آدھی رات کو ویرا ہمارے بلانے پر کبھی نہیں آئے گا لیکن آپ فون کر کے بلائیں گی نہ تو وہ سر کے بل چل کے آئے گا، دیواریں پھلانگ کر آئے گا۔ معاذ آخر میں ڈانگا بازی سے باز نہ آیا۔

وہ سب تو ٹھیک ہے مگر آپ لوگ کہ رہے ہو میں اسے پریشان کر کے بلاؤں مطلب خدا نہ کرے مجھے کچھ ہو گیا ہے اگر روشیل کو سن کر ہی کچھ ہو گیا تو۔۔۔۔۔ جیا کی بات ابھی ادھوری ہی تھی کہ ان سب نے گروپ میں "اوہ" کا نعرہ لگایا تھا۔

آہم آہم بلی تھیلے سے باہر نکل ہی آئی بلا آخر۔ مدنی نے اسے چھیڑا۔ جیا ان سب کاری ایکشن دیکھ کر پچھتائی تھی اپنی کہی بات پر۔

اچھا بس اب ہماری جیا سے زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ نہانے اسے میدان میں مخالف ٹیم کے سامنے تنہا پا کر اپنی آواز بلند کی۔ باقی لڑکیاں بھی قریب ہی بیٹھی خاموشی سے تماشا دیکھ رہی تھیں۔

ہمارے بھی ویر کی ویری ہے ہاں نہیں تو۔ ایان نے جیسے زبردستی کارشتہ بنانے کی کوشش کی۔

اوئے، ان کارشتہ تو خراب نہ کرو ایسے تو بہن بھائی نہیں بن جائیں گے۔ کشف نے آخر میں یقین دہانی چاہی۔

ایسے کیسے بھائی کی بیوی بھا بھی کہلاتی ہے، ابو کی بیوی امی تو ویرے کی بیوی ویری کہلائے گی۔ ایان نے مثال کے ساتھ واضح کرنے کی کوشش کی۔

ہاں تو ہماری ویری ہوئی نہ ویرے کی تو نہیں۔ ابرار نے ایان کے سر پر چپٹ لگائی۔

بس بہت ہو گیا۔۔۔ جیا بیچ سے اٹھ کر بلند آواز میں گویا ہوئی سب ایک لمحے کو خاموش ہوئے تھے۔۔۔ ابھی ہمارے درمیان کوئی رشتہ بنا ہی نہیں جب بنے گاتب بحث کر لیجئے گا ویری ہوں یا کھیری۔ اس کے خود کو کھیری کہنے پر ان سب کا ہانسا نکل گیا تھا۔ وہ بھی ہنسی دبا گی۔

اچھا مطلب کے اب ہمارا کام کر دیں گی نہ آپ۔ سنی نے تائید چاہی۔

ظاہر ہے کرنا پڑے گا۔ جیا کی ہاں کے بعد وہ سب آپس میں منصوبے بنانا لگے۔

کل روشیل کی سالگرہ تھی اور لڑکے اسے سر پر انڈینا چاہتے تھے اس لیے رات بارہ بجے وہ ویرے کو پارک میں بلا کر سر پر انڈینا دینے والے تھے۔ پارک کے چوکیدار سے بھی اجازت لے لی گئی تھی۔ اب ان سب نے سات بجے پارک خالی ہو جانے کے بعد ایک حصے کو سجانا تھا۔ جبکہ جیا کو ذمہ داری سوینی گی کہ وہ ویرے کو آدھی رات کو پریشانی کی حالت میں فون کر کے پارک بلائے۔ بلا آخر، سب کی منت سماجت کے بعد وہ مان گئی تھی۔

آج اتنا سناٹا کیوں ہیں؟ کہیں میں ہمسائیوں کے گھر تو نہیں آگیا غلطی سے؟ ویرے نے رات آٹھ بجے گھر میں داخل ہونے کے بعد غیر معمولی سناٹا دیکھا تو پنکو سے پوچھا۔ وہ ویرے جیاباجی آئی تھیں وہی کسی کام سے بلا کر لے گی ہیں آدھی ٹیم تو ان کے ساتھ ہی چلی گئی تھی جبکہ آدھی ٹیم ابھی کھانا کھا کے لاہور کی سڑکیں وہ کرنے کی ہے۔ پنکو نے اسے پانی کا گلاس پیش کرتے ہوئے طوطے کی طرح رٹا رٹایا سبق سنایا۔

لاہور کی سڑکیں وہ کرنے، وہ کیا؟ کہیں صفائی مہم میں حصہ تو نہیں لے لیا لڑکوں نے ویسے لکھوالو مجھ سے وہاں بھی گند پھیلا کر ہی آئیں گے۔ روشیل نے اس کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیا اور تین سانسوں میں ختم کیا۔

نن۔۔۔ نہیں ویرے صفائی مہم نہیں وہ جو درزی کرتے ہیں لڑکے بھی وہی کرنے گئے ہیں۔ پنکو نے اسے اصل اطلاع دینا چاہی۔

درزی کیا کرتے ہیں یار کپڑے سیتے ہیں اور لڑکے کب سے سڑکیں سینے لگے اور یہ سڑکیں بھی سی جاتی ہیں آج پتا چلا ہے میں بھی شاید کچھ زیادہ ہی مصروف ہو گیا ہوں۔ ویرے نے بوٹ اتارے اور ہاتھ منہ دھو کر کھانے کی ٹرے اپنی طرف کھسکائی جو پنکو اس کے سامنے رکھ کر گیا تھا۔

نہیں ویرے وہ جو مستری بھی کرتے ہیں دیواروں کے ساتھ جب گھر بناتے ہیں۔ اس نے ایک اور اشارہ دیا تھا مگر ویرا شانہ پہلیاں بوجھنے کے موڈ میں نہیں تھا سو سر ہلاتے ہوئے بولا :

رہن دے تو اور جا کے چائے بنا دو دھناپ کے ڈالنا آجائے گی چھڑے چھانٹوں کی ٹیم بھی۔۔۔۔۔ ابھی وہ کچھ کہتا پنکو چلایا تھا :

ہاں ہاں ویرے یاد آگیا سڑکیں ناپنے گئے ہیں وہ۔ روشیل جو اچانک اس کے چلانے پر نشست چھوڑ کر اٹھا تھا منہ بنا کر واپس بیٹھ گیا۔

یہ جیالڑکوں کو ساتھ کیوں لے کر گئی ہے؟ اس دن کے بعد ابھی تک ان دونوں کا آنا سامنا بھی نہیں ہوا تھا۔ وہ خود بھی رابطہ کرنے سے ہچکچا رہا تھا کہیں شامت ہی نہ آجائے دوسرا مصروفیت ہی کچھ ایسی تھی کہ کسی دوسرے کام کے لیے وقت نہیں بچتا تھا۔ وہ یوں ہی اس کے بارے میں سوچتے ہوئے نل کے پاس آکر ہاتھ دھونے لگا۔

کونسا ڈریس پہن رہی ہو آج تم؟ عیشو نے کشف سے پوچھا تھا۔ اسے تجسس تھا آج وہ کشف بن کے جائے گی یارو کی طرح کشف بنے گی۔

میں تو آج پہنوں گی یہ ڈریس۔ سرمئی رنگ کا گھٹنوں تک آتا خوب صورت
ایمبرائیڈری والا فراک اور نیچے ہم رنگ کیپری۔۔۔۔۔ عاشی نے ایک لمحے کو اس کا
ڈریس دیکھا تھا۔ وہ دل ہی دل میں ابھی تک دونوں سے خائف تھی۔ اکثر اس نے
دونوں کو پارک میں گانے کی پریکٹس کے بہانے غٹرغوں کرتے دیکھا تھا۔ سو معاذ کے
لیے دل میں بننے والے نرم گوشے کو چپکے سے چھپا لیتی تھی۔ مگر دل تو دل ہے ابھی تک
کڑھنے سے باز نہیں آیا تھا۔ وہ الماری کے اندر سرگھسائے اپنے لیے کپڑے پسند کرنے
لگی مگر کانوں کو ان کی باتیں سنائی دے رہی تھیں۔

خیر ہے لڑکی کی بجائے ایک دم دلہن کی بہن کیوں بن کر جانا چاہ رہی ہو وہ بھی ویرے
کی سالگرہ پر۔ مونا بھی ایک لمحے کو کپڑے استری کرتے ہوئے ٹھٹھکی۔

بھی آج کی رات ہی کچھ خاص ہے۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا جیسے بہت کچھ چھپا
رہی ہو ان سے۔

اچھا اسے چھوڑو مجھے کوئی لائسنز ہی لگا دو۔۔۔۔۔ سنبل نے سب پر اک طائرانہ نگاہ
ڈالی سوائے جیا کے سب ہی کسی نہ کسی کام میں پھنسی ہوئی تھیں۔ وہ جیا کے پاس آئی اور
دو زانو ہو کر اس کے سامنے بیٹھی۔ صوفے پر بیٹھی جیا سوچوں میں گھری ہوئی تھی۔
اس نے ابھی تک پہننے کے لیے کپڑے بھی منتخب نہیں کیے تھے۔

کیا بناؤں؟ ہاتھ میں آئی لائنر لیے جیانے پوچھا اس کی شکل سے لگ رہا تھا ابھی تک مراقبے سے باہر نہیں آئی۔

بس جن مت بنانا۔۔۔۔۔ پلیز زرز۔ سنبل نے ریکویسٹ کی۔ اور لگے ہاتھوں آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا جو ڈھیلی ڈھیلی سی دکھائی دے رہی تھی۔

کیا ہوا ہے تمہیں؟ اب مت کہنا موڈ نہیں ہے ہماری پارٹی خراب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ سنبل نے اسے وارننگ دی۔

بھائی کہ رہے ہیں کیک لانا مت بھولنا۔ سپنانے ہیئر اسٹائل بناتے بناتے میسج ٹیون بجنے پر زلفیں چھوڑ کر اونچی آواز میں میسج پڑھا۔

بھلا کیک اور وہ بھی چاکلیٹ بھولنے والی چیز ہے۔ نیہانے ہنستے ہوئے کہا۔ ان سب کو ہی چاکلیٹ کیک بہت پسند تھا۔

تم لوگ تیار ہو کر جاؤ میں نے تو ویسے بھی دیر سے آنا ہے۔ جیانے سنبل کے آئی لائنر کو خشک کرنے کے لیے پھونکیں مارتے ہوئے کہا۔

نہیں تم بھی ساتھ چلو اکیلی کیسے آؤ گی وہ بھی رات کو۔۔۔۔۔ مونا کو اس کی فکر لاحق ہوئی

-

اور آج تم تھوڑا اسپیشل تیار ہو جاؤ ویرے کے لیے ہی سہی۔ کشف سے ایسے جملے کی امید انھیں نہیں تھی جیانیے اسے ایسے دیکھا جیسے کہ رہی ہو شوہر تھوڑا ہے میرا۔
شادی تھوڑی ہے میری۔۔۔۔۔ جیانیے ٹکسا جواب دیا۔

لیکن پھر بھی ہم سب ہٹ کے تیار ہوئے ہیں تم بھی ہو جاؤ۔ عاشی تیار ہو کر سامنے آئی
تو سب نے اس کا ستائشی نظروں سے جائزہ لیا۔ فیروزی رنگ کے خوب صورت اور
اسٹائلش جوڑے میں سیاہ کھلی زلفوں کے ساتھ حسین لگ رہی تھی۔
تم سب اتنے پیارے لگ رہے ہو مجھے نہیں جانا۔۔۔ جیا منمنائی۔ اسے ابھی تک
روشیل پر غصہ تھا جس نے بارش والے واقعے کے بعد معافی تو دور بات بھی نہیں کی
تھی۔

کوئی نہیں بہانے بازی بند کرو ٹائم ہو گیا ہے دو لڑکے نکل بھی آئے ہیں پارک سے
ہمیں لے جانے کے لیے۔ سنبل کو ابراہار کا پیغام موصول ہوا تھا۔ ان دونوں نے آج
میچنگ میچنگ سفید رنگ کے جوڑے زیب تن کیے تھے۔

صبر نہیں ہوتا ان سے ابھی تو میں تیار بھی نہیں ہوئی۔ جیانیے جل کر کہا تھا۔
لڑکیوں نے اک گہری سانس لی اور ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئیں۔

جیانے تیار ہونے میں خوب وقت لیا تھا۔ آخر، کسی کے دل پہ بجلیاں جو گرانی تھیں سب دھج کر نولفٹ کے ساتھ۔ تسلی کے ساتھ تیار ہو کر وہ کیک اور دیگر تحائف وغیرہ اٹھا کر باہر نکلیں۔ گلی میں ایک بلب جل رہا تھا جس سے راستہ قدرے روشن تھا۔ جیانے بیرونی دروازے کو لاک کیا۔

چپ کر کے گلی سے باہر نکل جاؤ کہیں ویرے کو ہماری آمد کا پتہ نہ چل جائے۔۔۔۔۔ ہشش۔۔۔۔۔ ایان اور یا سرا نہیں لینے آئے تھے۔

گلی سے چوروں کی طرح نکل کر وہ سڑک پر آئیں اور پھر پٹر پٹر بولنا شروع ہو گئیں۔ لڑکوں نے ایک دوسرے کو دیکھا جیسے کہ رہے یوں "یہ قوم کبھی چپ نہیں رہ سکتی"

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

یہ لڑکے کہاں رہ گئے ہیں فون بھی نہیں اٹھا رہے آخر ایسے بھی کس مشن پہ گئے ہیں؟ ویرے نے کلائی میں باندھی گھڑی پر نظر دوڑائی ساڑھے گیارہ ہو چکے تھے۔

وہ صوفے پر آڑا تر چھالیٹا ان کے متعلق ہی سوچ رہا تھا۔ پنکو بھی صبح اسکول جانے کے باعث سوچکا تھا۔ روشیل نے ایک نظر سوئے ہوئے پنکو پر ڈالی اور پھر اپنے فون کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ جیا کو فون کرنے کے لیے صوفے پر اٹھ بیٹھا مگر ہچکچاہٹ آڑے آ

رہی تھی۔ ٹھیک پندرہ منٹ بعد اس کا فون بجا تھا "جیا کالنگ" اسکرین پر واضح لکھا
دکھائی دے رہا تھا۔

واقعی کسی نے سچ ہی کہا ہے :

"دل کو دل سے راہ ہوتی ہے"

وہ پارک میں داخل ہوئیں تو گیٹ کی دائیں جانب لڑکوں نے سالگرہ کے لیے جگہ سجا
رکھی تھی۔ تھوڑی سی جگہ پر خوب صورت سا اسٹیج بنایا گیا تھا۔ قریبی درختوں پر قمقمے
لپیٹ کر روشنی کا بندوبست کیا تھا۔ اسٹیج کی سجاوٹ کچھ یوں کی تھی کہ میز کے پیچھے
دیوار پر کارڈ بورڈ لگا کر غباروں کے درمیان روشیل کی ایک ہنستی مسکراتی تصویر انلارج
کروا کے لگائی گئی تھی۔ لڑکیاں ان کے تھیم سے متاثر دکھائی دے رہی تھیں۔ سادہ سی
سجاوٹ انھیں منفرد لگی تھی۔ جیا نے سیاہ اور سفید پتلون شرٹ میں ملبوس اس ہنستے
مسکراتے چہرے کو دیکھا۔ خوب صورت پرسنالٹی کا مالک، لڑکیوں سے دور رہنے والا،
محبت سے زیادہ عزت دینے کا قائل اسے بھی تو اپنے لیے کچھ ایسا ہی مرد چاہیے تھا۔ وہ
ابھی سوچوں کے سمندر میں غرق کھڑی تھی جب کسی نے اس کے سامنے ہاتھ لہرایا۔

خیر ہے کب سے ویرے کو بھی دیکھی جا رہی ہیں اگر اتنا ہی دل چاہ رہا ہے تو فون کر کے بلا لیں ویسے بھی وقت ہو گیا ہے۔ سنی نے اس کی چوری پکڑ لی تھی جیسا اپنی جگہ چور سی بن گئی۔

سنی کے گندے بچے! وقت نکال کر انسان کیوں نہیں بن جاتے بہت اسکوپ ہے اس فیلڈ میں۔ جیانے اسے آنکھیں دکھائیں اور فون آن کرتی گیٹ سے باہر آئی۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین

عاشی نہا کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے کبھی کبھی اک ناراض نگاہ کشف اور معاذ پر بھی ڈال لیتی۔ دور کھڑے معاذ نے اس کی یہ حرکت نوٹ کی تھی مگر کندھے اچکا کر نظر انداز کر گیا۔ دوسری طرف سپنا اور مدنی، ابرار اور سنبل کے ساتھ محو گفتگو تھے۔ ایان مونا کا سر کھپا رہا تھا۔ جبکہ یاسر اکیلا کھڑا سوچ رہا تھا اسے کیا کرنا چاہیے۔ اس سے پہلے کہ کچھ کرتا اس کی نظر ان دونوں شیطانوں پر پڑی جن سے سب غافل تھے۔ یاسر انہیں دریافت کرنے پر ہلکا سا مسکرایا اور تھوڑا ان کے قریب کھسکا۔ اس کی یہ حرکت کسی کو محسوس نہیں ہوئی تھی۔ اب وہ باآسانی ان کی گفتگو سے مستفید ہو سکتا تھا۔ اچانک اسے خیال آیا کیوں نہ اس رات کی کوئی یادگار بھی بنالی جائے۔ یہ خیال آتے ہی وہ جیب سے فون نکال چکا تھا۔

یقیناً تم بھی رنگ میں بھنگ ڈالنے کے متعلق سوچ رہی ہو۔۔۔۔۔ سنی نے آہستگی سے گفتگو کا آغاز کیا کہیں کوئی سن نہ لے عیشو نے اسے دیکھا اور کوئی تاثر دیے بغیر سامنے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ ویسے میں بھی رنگ میں بھنگ ڈالنے کا قائل ہوں۔ عیشو اس کی صاف گوئی پر مسکرائی۔

مجھے معلوم نہیں ہوگا تو اور کسے ہوگا۔ وہ استہزائیہ انداز میں ہنسی۔

تو پھر کونسی بھنگ ڈال رہی ہو؟ لینٹیک گولڈ (antic Gold) رنگ کی جینز پر سفید رنگ کی شرٹ پہنے سنی عام دنوں سے زیادہ ہینڈ سم لگ رہا تھا۔
 "رنگ نامی بھنگ " عیشو نے میز پر پڑے گفٹس کے درمیان نیلے رنگ کے شاپر پر اطمینان بھری نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

اور تم کیا کرنے والے ہو؟ عیشو نے سنی سے سوال کیا وہ جاننا چاہتی تھی آخر اس کے دماغ میں کیا چل رہا تھا۔ سنی نے پراسرار طریقے سے مسکراتے ہوئے اپنا منہ اس کے قریب کیا تھا۔ اس کی بات سن کر عیشو نے گول گول آنکھیں گھما کر اسے دیکھا تھا۔
 یاسر ان کی سرگوشی نہیں سن سکا تھا مگر اسے خطرے کی بو محسوس ہو رہی تھی نجانے وہ دونوں ملکر کیا کارنامہ سرانجام دینے والے تھے۔
 لگتا ہے آج کسی کی خیر نہیں ہے۔ یاسر کو خدشہ لاحق ہوا۔

رو شیل کچھ دیر بے یقینی سے فون کو بجاتا دیکھتا رہا تھا۔ جب یقین آ گیا کہ درحقیقت جیا کی کال اسے آرہی ہے تو فوراً کال اٹینڈ کر کے فون کان سے لگایا تھا۔
 اسلام علیکم! جیا کی گھبرائی ہوئی سی آواز اس کے کان میں پڑی تھی۔
 وعلیکم السلام! خیر تو ہے پریشان لگ رہی ہو۔ رو شیل سے رہانہ گیا تو پوچھ بیٹھا۔

رو شیل! جیا کو در حقیقت اس کی سنگدلی پہ رونا آگیا تھا۔ وہ اس کا نام بمشکل پکار پائی۔
رو شیل اس کے انداز پر تڑپ اٹھا تھا۔

جیا! کیا بات ہے؟ ہوا کیا ہے؟ وہ گھبراہٹ کے مارے صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔
کک۔۔۔۔۔ کچھ نہیں آپ بس یہاں آجائیں۔۔۔۔۔ جیا کو اپنی بھونڈی اداکاری پہ ہنسی
آنے لگی۔

کہاں ہو تم جلدی بتاؤ؟ رو شیل نے پیروں میں تیزی سے چپل اڑ سے تھے۔
پ۔۔۔۔۔ پارک کے باہر ہوں میں۔ جیا نے جواب دیا اور سوچنے لگی اگر اس نے پوچھ
لیارات کے اس پہر وہاں کھڑی کیا کر رہی ہے تو کیا جواب دے گی۔
لڑکے کہاں جنھیں ساتھ لے کر گئی تھی؟ جیا کال کاٹ چکی تھی۔ رو شیل نے فون
ٹراؤزر کی جیب میں ڈال کر بیرونی دروازے کا رخ کیا اسے جلد از جلد جیاتک پہنچنا تھا۔

کیا ہوا ویرا آ رہا ہے یا نہیں؟ مدنی چیونگم کا غبارہ پھوڑتے ہوئے اس کے سامنے آن کھڑا
ہوا۔ جیا نے ایک نظر اس کے حلیے پر ڈالی۔ آدھے بالوں میں پونی، سیاہ رنگ کا کرتا جس
کا گریبان کھلا ہوا تھا گلے میں لٹکتی چین کو وقفے وقفے سے گھماتے ہوئے آنکھوں پہ
اسٹائلش گاگلز چڑھائے وہ ماڈرن غنڈہ دکھائی دے رہا تھا۔

ہاں آرہے ہیں اور اب تک پہنچنے والے ہوں گے مسٹر روشیل۔ جیانے اس کے حلیے کا جائزہ لینے کے بعد اطلاع دی۔

اوائے الرٹ ہو جاؤ ویرا پہنچنے والا ہے۔ مدنی نے اندر جا کر انھیں اطلاع دی۔ وہ سب روشنیاں بند کر چکے تھے۔ روشیل بارہ بجنے سے پانچ منٹ پہلے جیا کے سامنے کھڑا تھا۔ جیانے ایک نظر اطراف میں ڈالی اور اسے دیکھا جو بری طرح ہانپ رہا تھا۔ نائٹ ٹراؤزر شرٹ میں رف ساحلیہ دیکھ کر اسے محسوس ہوا وہ جیسے بیٹھا تھا ویسے ہی اٹھ کر دوڑتا چلا آیا تھا۔

رات کے اس وقت یہاں کھڑی کیا کر رہی ہو؟ جیانے اس کا سوال نظر انداز کرتے ہوئے موبائل پر وقت دیکھا۔ بارہ بجنے میں کچھ سیکنڈز تھے۔ اسے پورے بارہ بجے پارک میں داخل ہونا تھا۔ وہ جلد بازی میں اس کی کلائی تھام کر پارک میں داخل ہوئی۔ روشیل اس کی حرکت پر ایک لمحے کو حیران ہوا تھا۔

پورے بارہ بجے ان دونوں نے ایک ساتھ گیٹ کے اندر قدم رکھے تھے۔ یاسر پلان کے مطابق مین سوئچ کے پاس کھڑا تھا بتیاں روشن کرنے کے لیے۔ جبکہ باقی سب اندھیرے میں اپنی اپنی جگہ کچھ اس طرح سے سنبھالے کھڑے تھے کہ ان دونوں کے گرد گھیرا بن جائے۔ سنی اور عیشو نظریں بچا کر اپنے اپنے ہتھیار سنبھال چکے تھے۔

ان کے قدم رکھتے ہی یاسر نے بتیاں روشن کرنے کی بجائے کیمرہ آن کیا تاکہ ویڈیو بنا سکے، گھیرے والوں نے گھیرا تنگ کیا اور زور سے تالیاں پیٹ کر چلائے تھے۔

ہیپی برتھ ڈے ٹویو، ہیپی برتھ ڈے ٹویو

ہیپی برتھ ڈے ٹویو، ہیپی برتھ ڈے ٹویو

اسی دور ان شیطان کے دونوں چیلے ایک دوسرے کو اشارہ کر کے ان پر حملہ کر چکے تھے۔

"اوئے، یہ کیا تھا؟"، "یاسر کے گندے بچے روشنیاں جلا۔" ہائے! امی جی بچائیں " آخری آواز سپنا کی بلند ہوئی تھی۔

یاسر نے بتیاں روشن کیں اس سے پہلے ایک ہلکی سی نیلی روشنی گیٹ پر لگے بلب سے آ رہی تھی۔ مگر اصل صورتحال ان برقی قہقہوں کے روشن ہونے کے بعد معلوم ہوئی تھی۔

ہاہاہا۔۔۔۔۔ ویرے اور ویری کو تو دیکھوا بھی سے ایک دوسرے کے رنگ میں رنگے گئے ہیں۔۔۔۔۔ ہاہاہا۔ وہ سب ایک دوسرے کی حالت سے بے خبر ان دونوں کو دیکھ کر ہنس رہے تھے۔

جیا اور رو شیل نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر ان سب کو، اب ان دونوں کی ہنسی چھوٹی تھی۔ وہ سب چمکیلے سیاہ اور سفید بھوت بنے دیکھائی دے رہے تھے۔

یہ کس کا کارنامہ ہے؟ ایان کے سوال پر سب کی نظریں ایک دوسرے سے ہوتی ہوئیں عیشو اور سنی پہ گئی تھیں۔ سنی کے ہاتھ میں کپڑے استری کرنے والا ساور تھا جس میں اس نے سیاہ رنگ پانی میں ملا کر گاڑھا سامان تیار کر لیا تھا جبکہ عیشو کے ہاتھ میں فوگ اسپرے تھی جس میں اس نے گلیٹرز مکس کیے تھے۔ انھیں دیکھتے ہی وہ سب چلا کر ان کی طرف بڑھے :

تم لوگوں کی تو۔۔۔۔۔ سنی اور عیشو نے ادھر ادھر بھاگنے کی بجائے بچا ہوا مانع اور اسپرے سے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا۔ اس اچانک افتاد پر باقیوں کے قدم رکے تھے۔ اب وہ سب ایک دوسرے پر ہنس رہے تھے کہ یا سر جس سے سب غافل تھے، نے قریبی بیٹنج پر چڑھ کر آواز لگائی :

کیوں نہ ایک سیلفی ہو جائے چمکیلے بھوتوں !

سیلفی کے بعد سنی اور عیشو نے ایک دوسرے کو دیکھا "یہ کیسے بچ گیا"

"جسے اللہ رکھے، اسے کون چکھے۔" یا سر نے فخر سے کالر کھڑے کیے۔

چلو ویرے اب جلدی سے کیک کاٹو بہت بھوک لگی ہے چاکلیٹ کی۔ سنبل نے
چاکلیٹ کیک دیکھ کر دہائی دی۔

سب نے قہقہہ لگایا تھا۔ میز کے گرد جمع ہونے کے بعد روشیل نے کیک کاٹا۔ ایک بار
پھر جنم دن کی مبارک باد دی گئی تھی۔ سب اپنے اپنے حلیے سے بے نیاز کیک کھانے
میں مشغول تھے۔ یاسر نے چپکے سے سب کی ویڈیو بنالی تھی۔ اس کا شاطر دماغ بہت
تیزی سے کام کر رہا تھا۔ روشیل نے جیا کو دیکھا جو اس وقت سب کی طرح "چمکیلی
بھوتنی" لگ رہی تھی۔ کاش! وہ اسے پہلے غور سے دیکھ لیتا یقیناً آج سب خوب تیار
ہوئے تھے سوائے برتھ ڈے بوائے کے جو نائٹ ٹراؤزر، شرٹ میں ملبوس تھا۔
تو آپ بھی ان کے پلان میں شامل تھیں۔۔۔۔۔ ہم۔۔۔۔۔ (جیانے دانت نکالے)
۔۔۔۔۔ پتا ہے میں کتنا پریشان ہو گیا تھا کال پہ ایسے بھی کوئی کرتا ہے کیا اگر مجھے کچھ ہو
جاتا تو۔۔۔۔۔ آج کا دن روشیل کے نام تھا۔ وہ سب کچھ اس لیے کیا گیا تھا۔ سب
دوست اس کی خاطر تیار ہوئے تھے۔ اس نے جیا کو دیکھا جو پلیٹ ایک طرف رکھ کر
کان پکڑ کے سوری کر رہی تھی، وہ اس کے لیے تیار ہوئی تھی۔ یہ سب اسے کس قدر
حسین لگ رہا تھا۔ روشیل نے خود کو خوش قسمت ترین تصور کیا۔

اب چھوڑ بھی دوکان یا کھینچ کے لمبے کرنے ہیں۔ روشیل نے دھیرے سے جھک کر اس کے کان میں سرگوشی کی۔

وقت نکال کر انسان کیوں نہیں بن جاتے۔ جیانے اسے گھورتے ہوئے کہا۔
ہاہ! وقت ہی تو نہیں ہے ورنہ اس دن کے لیے آپ سے معذرت بھی کرنی تھی۔
روشیل آخر کار دل میں آئی بات بول گیا تھا۔

اپنوں کے لیے وقت نکالنا پڑتا ہے جناب۔ جیانے خفگی سے کہا۔
کہاں سے نکالتے ہیں یہ وقت ویسے بینک سے یا اے ٹی ایم مشین سے؟ روشیل کی حس مزاج پھڑک اٹھی پھر سے۔

جیب سے جو اکثر سب کی خالی ہوتی ہے۔ جیانے منہ بنایا روشیل کا قہقہہ نکلا تھا۔
اتنے میں انھیں معاذ کی آواز سنائی دی جو بیچ پر گٹار سنبھالے کھڑا تھا۔

لیڈ ریز اینڈ جینٹل مین! یہ خوب صورت رات، میں مزید خوب صورت اور یادگار بنانا چاہتا ہوں سو آپ سب کی توجہ اور مدد چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ آخری بات اس نے بڑے مسکین بنتے ہوئے کہی تھی۔۔۔۔۔ وہ سب غور سے اسے دیکھ رہے تھے آخر کیسی مدد درکار ہے اسے۔۔۔۔۔ دراصل آج رات میں جو کچھ کرنے والا ہوں ہو سکتا ہے اس کے بعد مجھے جوتے پڑیں تو بھائیو اور ایک لڑکی چھوڑ کے بہنو! مجھے بچا لینا۔ اس کی بات

تو کیا معاذ کشف کو پُرپوز کرنے والا ہے؟

محبت ہو گی ہے تم سے

معاز نے گانا شروع کیا۔ یاسر مکمل کیمرہ مین بنا ہوا تھا۔

اے یہ تو میرے دل کی آواز ہے۔۔۔۔۔ ایان موٹا مونا کے کان میں گھس کر چلایا تھا
 --- جس پر مونانے اسے گھورا۔

محبت ہوگی ہے تم سے

میری جان میرے دلبر میرا اعتبار کر لو

جتنا بے قرار ہوں میں خود کو بے قرار کر لو

میری دھڑکنوں کو سمجھو تم بھی مجھ سے پیار کر لو

اس نے بیچ سے زمین پر چھلانگ لگائی اور عاشی کے قریب کھڑی کشف کو اک نظر دیکھا گویا اجازت مانگ رہا ہو۔ عاشی کی دھڑکن تیز ہوئی تھی اسے لگا وہ ابھی رو دے گی۔ نجانے کس پل وہ اس پہ دل ہار بیٹھی تھی۔ کشف نے ابرو کے ہلکے سے اشارے سے اس کا حوصلہ بڑھایا۔ سب نے دیکھا تھا معاذ گھٹنوں کے بل عاشی کے سامنے بیٹھا تھا اور سرخ گلاب اسے پیش کرتے ہوئے کہا تھا :

سنو! نکاح کرو گی مجھ سے۔

عاشی کی آنکھیں پھٹی تھیں۔ اسے اپنی سماعت پر شک گزرا۔ لڑکوں نے ہوٹنگ کر کے معاذ کا حوصلہ بڑھایا تھا۔ عاشی نے سب لڑکیوں کو دیکھا اور مثبت انداز میں سر ہلایا۔ سب نے ملکر ہوٹنگ کی تھی وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپا گی۔

پھر کب بھیجوں ممالوگوں کو؟ معاذ کا یہ سوال انھیں ایک بار پھر چونکا گیا تھا۔

ابھی سے مطلب کے اتنی جلدی۔ عاشی نے چہرے سے ہاتھ ہٹا کر حیرت کا اظہار کیا۔ ہاں نہ میں چاہتا ہوں تمہیں نکاح جیسے بندھن کے ذریعے خود سے باندھ لوں رخصتی پڑھائی کے بعد ہوتی رہے گی۔ وہ اسے اپنا محرم بنانا چاہتا تھا۔ ان کی محبت کو نکاح جیسی منزل دے رہا تھا۔ عاشی نے خود کو خوش قسمت سمجھ کر دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا

-

ارے جب لڑکا لڑکی راضی ہیں تو دیر کس بات کی ہے دیکھیں شکیں چڑھاؤ چو لہوں پہ۔
مدنی نے پر جوش انداز اپنایا۔ عاشی تو بار بار شرم رہی تھی۔ رخساروں کی لالی دیکھ کر معاذ
کے دل میں کھد بد سی ہوئی۔ سب نے دل ہی دل میں ان کی خوشیوں کی دعائیں کی اور
لگے ہاتھوں نظر بھی اتار لی۔

کافی دیر ہو گئی ہے کیا گھر نہیں چلنا؟ اب تو مجھے تم لوگوں کی شکلیں دیکھتے ہوئے بھی
خوف آرہا ہے۔ سنبل صدا کی بھوتوں سے ڈرنے والی۔
ہائے امی! مجھے تو نہ ڈراؤ۔ سپنا نے سہم کر کہا۔

میں چاہتا ہوں عاشی! اپنے جذبات کا اظہار کرے اس کے بعد گھر جائیں گے۔ معاذ نے
عاشی کو دیکھتے ہوئے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ عاشی نے آنکھیں نکالیں۔
ہاں بھی جلدی سے کرو آخر ہمارے لالے نے بھی تو ہمت کی ہے۔ ابرار نے خلاف
توقع منہ کھولا۔

کیری آن عاشی! تمام لڑکیاں یک زبان ہو کر بولیں۔
اوکے اوکے بتاتی ہوں۔۔۔۔۔ عاشی گویا ہوئی۔۔۔ ایک شعر عرض ہے جو میرے
جذبات کی عکاسی کرے گا :
صرف سوچے ہیں کر کے نہیں دیکھے

میرے سارے فساد ابھی ادھورے ہیں
 اوہو اوہو۔۔۔ ہاہاہا۔۔۔ ہمارے لڑکے کی تو شامت آنے والی ہے۔۔۔ روشیل نے
 معاذ کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔
 معاذ اور کشف جانتے تھے ایک دن یہ سب ہونا ہے حالانکہ وہ تو صرف اسے سر پرانز
 دینے کا ارادہ کیے ہوئے تھے۔

اوکے جی اب گھر پہنچیں۔ یہاں مسکراتے ہوئے کہا۔
 صد شکر اچھے حلیے میں کچھ تصاویر اتار لی تھیں ورنہ اس جنوں والے حلیے میں تو
 تصویریں دیکھ کے ان سب نے ڈر جانا تھا۔
 لڑکوں نے تحائف سنبھالے تھے اور لڑکیوں نے پھیلاوا کوڑا دان کی نذر کیا۔ اس کے
 بعد سب نے باتیں کرتے ہوئے گھر کا رخ کیا۔

ویسے تم نے آج مجھے ٹھیک بے وقوف بنایا میں سچ مچ پریشان ہو گیا تھا۔ روشیل نے اپنے
 آگے چلتی ہوئی جیسا سے کہا۔

اس کی باتوں میں مت آئیے گا یہ تو اٹے کام کر کے امی کے سامنے مکر جاتی ہے آپ کیا
 چیز ہیں۔ سنبیل نے نیا شوشہ چھوڑا جیانی حیرت سے منہ کھولا۔

ایسا نتیجہ نکلتا ہے تو میں ہر بار آؤں گا اس کی باتوں میں۔ روشیل کا اشارہ معاذ اور عاشی کی بننے والی جوڑی کی طرف تھا۔

ہا ہا پھر تو روز آپ کی سا لگرہ منائیں۔ مونا کی بات پر سب ہنسنے لگے۔
عاشی! معاذ نے آہستگی سے اسے پکارا مبادا سب نہ سن لیں ورنہ اچھا خاصا ریکارڈ لگانا تھا
سب نے۔ اس کی آواز عاشی تک نہ پہنچ سکی۔

ہونے والی مسز مجھے بھی سن لو یار۔۔۔ آخر کار وہ سب کا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔
ویسے یہ شکایت تو عام کیسز میں شادی کے بعد نظر آتے ہیں یہاں ابھی سے شروعات
ہو گئی ہے۔ ایان نے اسے چھیڑا۔

میں تو کہتا ہوں لالے ابھی بھی وقت ہے سوچ لے۔ مدنی نے اسے خبردار کیا۔
جی جی بولیں میں سن رہی ہوں۔۔۔ عاشی فوراً بولی پہلے ہی بڑی سزا کاٹی تھی مزید کی
متحمل نہیں ہو سکتی تھی۔ اسے ڈر تھا کہیں پھر سے مکر نہ جائے۔

عاشی! ایشے اگنور نہ کیا کرو مجھے چھوٹا شاد ل ہے

میرا

فٹافٹ گالیاں دینا شروع کر دیتا ہے

عاشی نے اس کی بات پر منہ بنایا تھا جبکہ معاذ منہ چھپا گیا۔

الے الے ہمالے لالے تادل گالیاں بھی نکالتا ہے۔۔۔ سنی نے بھرپور طریقے سے اس کا مذاق اڑایا۔ لڑکے ایک دوسرے کے ہاتھوں پر ہاتھ مار کر ہنستے تھے۔ آپ بھی سن لیں پھر۔۔۔ عاشی کی بات پر ایک دم سناٹا چھا گیا۔۔۔ سب کو چپ پا کر عاشی نے بات مکمل کی۔۔۔

"If you ignore me ... I will ignore your" پوری نسل

وہ سب یونہی ہنسی مذاق کرتے گلی تک پہنچ گئے تھے۔ عین گلی کے سامنے سڑک پر انھیں نئے ماڈل کی سیاہ گاڑی کھڑی دکھائی دی۔

یہ گاڑی کس کی ہے اور وہ بھی رات کے اس پہر کون پدھارا ہے؟ سپنا نے ادھر ادھر یہ گاڑی کے مالک کو دیکھنے کے لیے نظریں دوڑائیں۔

کہیں عذرا آئی کے شوہر تو نہیں پدھارے آخر وہ بھی کب سے آرہے تھے نجانے کب پہنچیں گے؟ جیانی ہنستے ہوئے اپنا شک ظاہر کیا۔

ہو سکتا ہے آگے چل کر دیکھتے ہیں مگر خاموشی سے۔ روشیل نے ان سب کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ ابھی وہ گلی میں داخل ہوا ہی تھا جب سامنے سے آنے والی ہستی کو دیکھ کر رکا تھا اس کے پیچھے باقی سب بھی رکے تھے۔ ایک لمحے کو اس کا چہرہ تاریک ہوا تھا۔

حیدر انکل! سنی کے منہ سے نکلا۔ جیا کو ذہن میں اک جھماکا سا ہوا "میرا نام روشیل
حیدر ہے" تو سامنے کھڑا دراز قد و قامت کا حامل شخص روشیل کا باپ تھا۔
آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ روشیل نے سخت لہجے میں سوال کیا۔ جیا سمیت سب اس
کے لب و لہجہ پر حیران ہوئے تھے۔

آج جنم دن ہے میرے بیٹے کا کیوں نہیں آتا سوچا تھا صبح جاؤں گا مگر مجھ سے رہا نہیں گیا
سو چلا آیا۔ حیدر صاحب نے سیاہ پتلون کی جیبوں میں ہاتھ اڑستے ہوئے نرمی سے
جواب دیا۔

تو آپ کو یاد آگیا کہ ایک عد دیٹے کے باپ بھی ہیں۔ روشیل نے اپنے غصے پر قابو پاتے
ہوئے بڑے سخت لہجے میں کہا اور ایک طرف سے آگے نکل گیا۔
ویرے! لڑکے آگے پیچھے گھر کی طرف دوڑے وہ اچھے سے جانتے تھے ویرا کس قدر
ڈسٹرب ہوگا۔

لڑکیوں کو صورتحال کی سمجھ نہیں آئی تھی آخر ویرے نے اپنے والد کے ساتھ
بد تمیزی کیوں کی۔ وہ بھی کندھے اچکاتے ہوئے آگے بڑھ گئیں۔ جیا نے گھر میں
داخل ہونے سے پہلے گردن موڑ کر انھیں دیکھا تھا۔ وہ شخص شانے جھکائے گاڑی کے
پاس کھڑا تھا۔ جیا کو نجانے کیوں روشیل پر غصہ آیا۔

وہ سب گھر میں داخل ہوئے تو روشیل کو نتھنے پھلائے کمرے میں ٹہلتا ہوا پایا۔
 رک جاؤ یہیں پر کوئی مت ہلے۔ وہ سب اس کی کرخت آواز پر کمرے کے دروازے
 میں ہی قطار بنا کر کھڑے ہو گئے۔

کس نے مجبری کی انھیں اس پتے کی؟۔۔۔۔ ایک لحظہ کو خاموشی چھا گئی وہ سب
 خاموش کھڑے تھے جانتے تھے اس وقت ویرا شدید غصے میں ہے کسی کی ایک نہیں
 سنے گا۔۔۔ بولو جواب دو ایان۔ اب کی بار روشیل نے ایان کو پکارا۔
 ویرے! مم میں نے نہیں بتایا قسم لے لو آپ مجھے تو معلوم بھی نہیں حیدر انکل کب
 لاہور آئے۔ ایان نے فوراً اپنی صفائی پیش کی۔ ویرے نے اس پر شک اس لیے کیا تھا
 کیونکہ ایک بار پہلے وہ اس کے متعلق حیدر انکل کو بتاتا رہا تھا۔ وہ تو بس باپ بیٹا میں صلح
 کروانا چاہتا تھا مگر نیکی اس کے گلے پڑ گئی تھی۔

یار ویرے ہم میں سے کسی نے نہیں بتایا انھیں کچھ بھی ان کے اپنے ذرائع کیا کم ہیں
 کسی سے بھی پتا کروالیا ہوگا۔ تم چھوڑو ٹینشن مت لو۔ مدنی آگے بڑھا اور اس کے گرد
 بازو جمائل کرتے ہوئے بولا۔

بات ٹینشن کی نہیں ہے بات یہ ہے وہ ایک بار آئے ہیں اب بار بار آئیں گے اور میں ان کا سامنا نہیں کرنا چاہتا۔ ویرا چلایا۔

میں نہیں رہوں گا یہاں اب، مجھے جانا ہے یہاں سے۔۔۔ کہاں ہے میرا بیگ؟
روشیل اسٹور روم میں گھستے ہوئے بولا۔ ابرار اور یاسر نے گفتگو کے شاپر آگے بڑھ کر
میز پر رکھے۔ باقی سب نے ایک دوسرے کو دیکھا کیسے روکیں ویرے کو؟

گھر آنے کے بعد انہوں نے سب سے پہلے منہ ہاتھ دھو کر حلیہ درست کیا تھا اس کے
بعد اپنے اپنے بستر میں گھسے۔
یار ویسے ویرے کے بابا ہینڈ سم ہیں کتنی اچھی پرسنالٹی ہے۔ سنبل کے کہنے پر سب کی
نظروں کے سامنے ایک بار پھر وہ سراپا گھوم گیا۔

یہاں میں سوچ رہی ہوں روشیل نے انکل کے ساتھ اتنا روڈی ہیو کیوں کیا اور تم
لوگوں کو پرسنالٹی کی پڑی ہے۔ جیسا سوچ سوچ کر تھک گی تو چڑ کر بولی۔
ہمیں کیا ان کے گھر کا معاملہ ہے۔ سپنانے لا پرواہی کا مظاہرہ کیا۔

ارے ہمیں تو کچھ نہیں ہے لیکن اسے تو ہے آخر اس کے ہونے والے سسرال کا
معاملہ ہے۔۔۔ ہی ہی ہی۔۔۔ عیشو کو اس صورتحال میں بھی مذاق سو جھ رہا تھا۔

حد ہو گی ہے ویسے کبھی تو سنجیدہ ہو جایا کرو۔ مونانے اسے تنبیہ کی۔
 یار جیا صبح پتا چل جائے گا آخر بات کب تک چھپی رہے گی۔ عاشی نے بھی رائے دی۔
 چلو سو جاؤ سب دو بجنے والے ہیں۔ نہانے لیٹتے ہوئے کہا۔ وہ سب ایسے لیٹیں جیسے پھر
 کبھی زندگی میں اس کام کے لیے موقع ملے نہ ملے۔

صبح وہ لوگ یونی جانے کے لیے نکلیں تو گلی میں جیا کو یا سر مل گیا جو شاید یونی کے لیے
 ہی نکل رہا تھا۔

اسلام علیکم! یا سر بھائی کیسے ہیں آپ؟ جیا کی آواز سن کر عاشی، مونا اور کشف رک
 گئیں جو کچھ فاصلے پر کھڑی اس کے آنے کا انتظار کر رہی تھیں۔
 وعلیکم السلام! میں بس ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں؟ یا سر نے لگے ہاتھوں حال بھی پوچھ
 لیا۔ جیا کو اس کا چہرہ مر جھایا ہوا محسوس ہوا۔

خیریت گھر میں سب ٹھیک ہے پریشان لگ رہے ہیں۔ اب وہ ساتھ ساتھ چلتے ہوئے
 بات کر رہے تھے۔

جی بس ویرے کی وجہ سے پریشان ہیں۔ یا سر کشمکش میں مبتلا ہوا آیا اسے بتائے یا نہیں۔

کیا چپ کر کے یونی چلو مجھے کچھ نہیں معلوم اور ہماری تو بات بھی نہیں ہوتی۔ جیانے صاف صاف جواب دیا۔

فون کر لو شاید بتا دے۔ عاشی نے مشورہ دیا۔
سوچنا بھی مت۔ جیانے انھیں تنبیہ کی۔

آخر ویرا کہاں گیا ہوگا؟ مدنی نے مارچ کے مہینے میں پیشانی پر پھوٹنے والا پسینہ پونچھتے ہوئے ابرار کو دیکھا۔

پتا نہیں یار میں تو کہتا ہوں اعلان کرو اور کشتے پہ اسپیکر لگا کے پورے شہر میں۔ ابرار اور مدنی نے یونی جانے کی بجائے ویرے کو ڈھونڈنے کے لیے پورے شہر میں بھاگ دوڑ کی تھی۔

بیٹا یہ تیرا وہ چھوٹا سا شہر نہیں ہے لاہور ہے لاہور۔ مدنی کا دل چاہا اس کی عقل پر ماتم کرے۔

اوئے کہیں ویرا اغوا تو نہیں ہو گیا۔ ابرار نے خدشہ ظاہر کیا۔

مجھے لگتا ہے یہ جو بھاگ دوڑ کی ہے تمہارے سر پہ چڑھ گئی ہے واپس گھر چلتے ہیں میں
بھی بہت تھک گیا ہوں۔ مدنی نے چیونگم جیب سے نکال کر منہ میں ڈالی اور ریپر جیب
میں ڈال دیا۔ اب ان کا رخ گھر کی جانب تھا۔

یارویری! ایک ہفتہ ہو گیا ہے ویرے کو فون کرو وہ تمہاری سن کر لوٹ آئے گا ورنہ
میرے گھر والوں نے نکاح کا فنکشن رکھ دینا ہے اور ویرے کی غیر حاضری بالکل اچھی
بات نہیں ہے۔ وہ سب اپنی اپنی چھتوں پہ موجود تھے جب معاذ نے اپنی چھت کی
منڈیر پر ہاتھ رکھ کر جیا کو مخاطب کیا۔
وہ سب دودو کی جوڑی بنا کر باری باری "ویرا تلاش" مشن پر جاتے رہے تھے مگر سب
کو ناکامی ہوئی تھی۔ دوسری طرف معاذ کے والدین عاشی کے گھر جا کر رشتہ مانگ آئے
تھے۔ اب انھیں بیٹے کے سر پر سہرا سجانے کی جلدی تھی۔ مگر ویرے کے بغیر روشیل
کی یہ خوشی ادھوری تھی۔

ہم خود کہہ کر تھک گئے ہیں مگر مجال ہے جو ویری کے کان پر جوں تک رینگے ہو۔ سنی
نے جل کر کہا۔

جوں تو تب رینگے گی جب سر میں ہوگی۔ عیشو کو نسا پیچھے رہنے والی تھی۔

جیا کو میری بات ہر حال میں ماننی ہوگی آخر کو دو درشتے ہیں سالی اور ویری اب میرا کچھ تو حق بنتا ہے۔ معاذ نے حق جتنا چاہا جس پر جیا مسکرا کر رہ گئی۔

ٹھیک ہے میں کرتی ہوں بات۔ جیا آخر کار مان گئی مگر ان سب کو لگا وہ ٹال رہی ہے۔

نہیں ہمارے سامنے فون پر بات کرینگی آپ۔ ایان بھی بول پڑا۔

او کے او کے جناب۔۔۔۔ جیا نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر بولی۔۔۔۔ رضیہ غنڈوں میں پھنس گئی والی فیلنگز آر ہی ہیں مجھے۔ جیا نے انھیں گھورتے ہوئے کہا جس پر اس ٹینشن زدہ ماحول میں سب کا ہانسا نکل گیا۔

ادھر عاشی اور معاذ کے گھر والوں کو نکاح کی جلدی تھی۔ معاذ کے والدین جلد از جلد اپنے فرض سے فارغ ہونا چاہتے تھے اس لیے معاذ نے نکاح کے لیے حامی بھر لی تھی فی الحال دونوں ہی رخصتی کے موڈ میں نہیں تھے۔

اگلے ہفتے دونوں کا نکاح تھا۔ ان کے پاس تیاریوں کے لیے صرف کچھ دن بچے تھے۔ جیا کو انھوں نے "ویرا واپسی" مشن پر لگایا ہوا تھا۔

جیا نے کافی کالز کی تھیں اسے مگر روشیل کا نمبر بند جا رہا تھا۔ دوسری طرف سب تیاریوں میں مگن تھے۔ جیا انھیں بتا کر پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔ ابھی بھی وہ لوگ

بازار سے آکر صوفے پر سنانے کے لیے بیٹھی ہی تھی کہ فون بجنے لگا۔ "رو شیل کالنگ" اسکرین پر صاف لکھا نظر آ رہا تھا۔ جیانے کال اٹینڈ کرتے ہی فون کان سے لگایا اور صحن میں آگئی۔

اسلام علیکم! جیانے سلامتی بھیجی۔

وعلیکم السلام! رو شیل جواب دے کر خاموش ہو گیا۔

معاذ اور عاشی کا نکاح ہے ہفتے کو دونوں نے گزارش کی مجھ سے کہ آپ کو آنے کے لیے راضی کروں۔ پتا نہیں کیوں آپ کے دوستوں کو لگتا ہے میری اہمیت ان کی نسبت زیادہ ہے اس لیے آپ میری بات کو فوقیت دیں گے۔ حالانکہ آپ کو ڈھونڈنے کے لیے اتنے دن خوار ہوئے ہیں وہ سب۔۔۔۔۔ میرے پاس کہنے کو کچھ نہیں بس اتنا کہوں گی دوستوں کی خوشیوں کو بھی اہمیت دیتے ہیں۔ اتنا کہ کر اس نے اک گہرا سانس لیا اور فون کاٹ دیا۔

دوسری طرف رو شیل اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں پر گرا گیا۔

دل مانگ رہا ہے مہلت تیرے ساتھ دھڑکنے کی
تیرے نام سے جینے کی، تیرے نام سے مرنے کی

تیرے سنگ چلوں ہر دم بن کر کے پر چھائی
 تاریک رات میں فٹ پاتھ کے ساتھ چلتا ایک ہیولہ سر جھکائے چلا جا رہا تھا۔ کل نکاح
 تھا معاذ اور عاشی کا وہ کیسے مس کر دیتا وہ بھی صرف حیدر صاحب کی وجہ سے۔ مگر جیا کی
 باتیں اسے بری لگی تھیں۔ اسے پتا ہی نہ چلا تھا کب وہ چشمش اس کے دل میں آن بسی
 تھی اور کیسے ایک دم اتنی اہمیت اختیار کر گئی تھی کہ اس کے دوستوں کو جیا کے پاس جانا
 پڑتا تھا سفارش کے لیے۔ وہ دل ہی دل میں اپنی اس حرکت پر شرمندہ بھی ہو رہا تھا۔
 اسے جیا فون کال ہر خفا محسوس ہوئی تھی جبھی تو رات کے اس پہر بھی وہی ظالم یاد آ
 رہی تھی جس کے لیے اس کا دل تڑپتا رہتا تھا۔ وہ یوں ہی خیالوں میں مست گھر کے
 سامنے پہنچ گیا تھا۔ دروازے پر دستک دینے سے پہلے اس نے کلائی پر بندھی گھڑی پر
 وقت دیکھا جو تین بج رہی تھی۔ اس نے اک نظر لڑکیوں کے دروازے پر ڈالی اور پھر
 اپنے دروازے پر دستک دی۔

عاشی اور معاذ کے گھر والے لاہور آ رہے تھے نکاح کے لیے۔ نکاح پر زیادہ لوگ مدعو
 نہیں کیے گئے تھے۔ چند لوگ ہی مدعو تھے حتیٰ کہ باقیوں نے بھی اپنے گھر والوں کو
 نہیں بلایا تھا۔

لڑکیوں نے نکاح سے ایک دن پہلے ہمسائیوں کو بلا کر ڈھولکی رکھی تھی۔ جیاسب مہمانوں کو کوک پیش کر رہی تھی۔ کشف در میان میں بیٹھی گانے گارہی تھی جبکہ ارد گرد دوسری لڑکیوں نے ڈھول اور تالیاں پیٹنے پر زور دے رکھا تھا۔ عاشی کو سفید سوٹ میں پیلا دوپٹہ اوڑھا کر بٹھا دیا گیا تھا۔ سپنا ایک طرف دیوار کے ساتھ کھڑی خفیہ انداز میں وڈیو کال پر لڑکوں کو لائیو مناظر دکھا رہی تھی۔ سب اس کی حرکت سے بے خبر فنکشن کو انجوائے کر رہے تھے۔

چلو بس اب میں ڈھولکی بجاتی ہوں تم لوگ ڈانس کرو۔ کشف نے بلند آواز لگائی۔ لڑکیوں نے ایک دوسرے کو دیکھا ڈانس تو ہمیں آتا نہیں مگر سہیلی کی شادی ہے رونق تو لگانی ہے۔ لڑکیاں گول دائرے میں کھڑی ہو گئیں اور گول گول گھومتے ہوئے تالیاں بجانے لگیں ساتھ ساتھ ایک دوسرے پر ٹانٹ بھی کر رہی تھیں۔

ارے اولڑکیو! یہ بھی کوئی ناچ ہوا ارے ناچ تو ہمارے زمانے میں ہوتا تھا جو ہم شادی بیاہ کے موقع پر کیا کرتے تھے۔ عذرا آئی کی بات پر وہ سب متفق ہوئیں۔

ارے آئی عاشی بھی تو آپ کی بیٹی جیسی ہے اپنی بیٹی کی شادی پر ڈانس نہیں کریں گی۔ ادھر لڑکیوں نے گانا لگایا دھر عذرا آئی میدان میں آئیں۔ کیمرے کے دوسری طرف لڑکوں نے آنکھیں پھاڑ کر ایک دوسرے کو دیکھا۔

فل والیوم پر گانا بج رہا تھا۔ کشف اور عیشو نے میوزک سسٹم سنبھال رکھا تھا۔
 آج میں عذرا آئی کو اپنی انگلیوں پہ نچاؤں گی انھوں نے مجھے "وہ" بنایا تھا نہ۔ کشف
 نے پلے لسٹ سے گانا منتخب کرتے ہوئے کہا۔ عذرا آئی درمیان میں رقص کے لیے
 تیار کھڑی تھیں۔ دوپٹہ کمر پہ باندھے گانا شروع ہونے کے انتظار میں تھیں۔ کشف
 نے گانا چلایا اور عذرا آئی نے اسٹیج نماں فرش پر تھرکنا شروع کیا۔

ذرا ڈھولکی بجاؤ گوریو

میرے سنگ سنگ گاؤ گوریو

شرماؤ نہ لگا کے مہندی

ذرا تالیاں بجاؤ گوریو

ارے واہ آئی آپ تو بڑا اچھا ڈانس کرتی ہیں آپکو تو ہمیش اپ پہ ڈانس کرنا چاہیے۔ عیشو
 کی شرارت پاس بیٹھی جیسا سمجھ گی اور اسے آنکھیں دکھائیں "آج تو باز آ جاؤ" لڑکیوں
 نے کھی کھی کی۔

آج بس تم منہ بند رکھو۔ مونا کی بات کی سب نے تائید کی۔ اپنی تعریف سن کر عذرا
 آئی کا سینہ خوشی سے چوڑا ہو گیا۔

ارے ہاں بالیو! کیوں نہیں آج تو عاشی کی رات ہے ارے ہم تو خوشی میں ایک ٹانگ پہ
ناچنے کو تیار ہیں۔ عذرا آئی نے اپنا وزن سنبھالتے ہوئے کہا۔

چلیں پھر آئی نان اسٹاپ شروع ہو جائیں جیسے گانا بدلے ویسے آپ کا رقص۔ سنبھل
کے کہنے کی دیر تھی کشف نے گانا لگایا :

تیرا رنگ بلے بلے، تیری چال بلے بلے

تیرا روپ بلے بلے، تیرے گال بلے بلے

عذرا آئی کے جلوے دیکھنے والے تھے فون کے دوسری طرف لڑکے اسکرین پر عذرا
آئی کا رقص دیکھ دیکھ کر پیٹ پکڑے ہنس رہے تھے۔ تیری چال بلے بلے پہ عذرا آئی
لشکارے مارتے ہوئے پھسلی تھیں مگر گرتے گرتے بچ گئیں۔ مگر ڈانس کرنا نہیں
چھوڑا۔ لڑکیوں نے بمشکل ہنسی روکی ہوئی تھی۔

دیکھا تجھے تو مجھے پیار ہو گیا

تیرے خیالوں میں یہ دل کھو گیا

معاذ کو عاشی یاد آئی تھی مگر لڑکوں اور لڑکیوں نے دونوں پر سخت پہرہ لگا رکھا تھا کہ
نکاح سے پہلے وہ ایک دوسرے کو نہیں دیکھیں گے۔ عاشی کا فون لڑکیوں نے ضبط کر
رکھا تھا جس میں نہا ویڈیوز اور تصاویر بنا رہی تھی۔

اونی اونی او

اونی اونی او

اس پر عذرا آئی نے مجھ اور مکھیاں دونوں اڑائے تھے۔ اب کی بار تو جیابوچ اپنی ہنسی پر ضبط نہ رکھ سکی اور کھل کے ہنسی تھی۔ حتیٰ کہ آنکھوں سے پانی نکل آیا۔ دوسری طرف سنبل منہ پر ہاتھ رکھے ہنسی روکنے کے چکر میں ہلکان ہو رہی تھی۔

مینوں تیرا دل فی اوچا ہیدا

مینوں تیرا دل فی اوچا ہیدا

اب کی بار عذرا آئی نے باقاعدہ دربار پر موجود ملنگوں کی طرح سر جھکا کے زلفیں پھیلا کے جھومنا شروع کر دیا تھا۔ ہنس ہنس کے ان سب کے پیٹ میں بل پڑ گئے تھے۔ دوسری طرف لڑکوں کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔

باہیار بس کرو آئی کو روکو نہیں تو ہم لوگ ہنس ہنس کے پاگل ہو جائیں گے۔ کچھ دیر بعد عذرا آئی انھیں فرش پر لام لیٹ نظر آئیں جس پر کچھ دیر پہلے اپنے جلوے دکھا رہی تھیں۔ اب سب ادھر ادھر پڑے منہ کو آرام دے رہے تھے جس میں ہنس ہنس کر درد ہونے لگا تھا۔

یہی ہلاکلا کر کے وہ لوگ آدھی رات کے بعد سوئے تھے۔ ابھی انھیں سوئے کچھ دیر ہی گزری تھی کہ لڑکوں نے دروازے پر دستک سنی۔

ویرے کی آمد کی خبر لڑکیوں تک بھی جا پہنچی تھی سب ہی بہت خوش تھے۔ لڑکیاں سب تیار ہو رہی تھیں۔

ویسے یار عذرا آئی سے ابھی اور بھی ڈانس کرواتے نہ "تو چیز بڑی ہے مست مست" تو رہی گیا۔ کشف کی بات پر بمشکل انھوں نے ہنسی ضبط کی تھی۔

شکر کرو عذرا آئی کے رقص سے زلزلہ نہیں آگیا ورنہ اب تک ہماری لاشیں بلے تلے سے نکل رہی ہوتیں پھر عاشی کی شادی تو چھوڑو ہماری شادیاں بھی کینسل ہو جاتیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔ مونا جسے شادی کا بہت شوق تھا سوچ کر ہی ڈر گئی۔

ویسے مونا جب تمہیں شادی کا اتنا شوق ہے تو تم شادی کر کیوں نہیں لیتی آخر اس تاخیر کی وجہ کیا ہے؟ عیشو نے حیرت سے سوال کیا۔

بس یار میں چاہتی ہوں جہاں میری شادی ہو وہاں ساس نہ ہو۔ ساسوں سے مجھے بڑا ڈر لگتا ہے۔ مونا نے دہل کر سینے پہ ہاتھ رکھا۔

یہ تو سنبل والا کام ہو گیا وہ بھی یہ چاہتی ہے اس کے چھ دیور ہوں اور ساس تو سرے سے ہو ہی نہ باقی اس کے سر صاحب ہوں۔ جیانے نیا انکشاف کیا جس پر سنبل نے اسے گھورا۔

ویسے سنبل اتنے مختصر سے سرال کا کیا کرو گی؟ عاشی نے ہنستے ہوئے پوچھا۔
بس یاران کی بھی مجھے ضرورت محسوس ہوئی چھ دیور اس لئے ہوں گے کہ برات والے دن میری ڈولی اٹھائیں اور سر صاحب میرے بچوں کو ذرا سنبھال لیا کریں گے مدد ہو جائے گی میری۔ سنبل نے مزے سے آئینے میں نظر آتے اپنے عکس کو دیکھتے ہوئے بتایا۔

واہ ابھی سے پلاننگ کر رہی ہے بڑی تیز ہو۔ سپنا متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔
ہاں بس کبھی غرور نہیں کیا۔ سنبل نے فرضی کالر جھاڑے۔

سہی ہے اب تیار ہو جاؤ جلدی سے ورنہ میرے نکاح کو دیر ہو جائے گی۔ عاشی چلائی۔
لڑکیوں کا قہقہہ بلند ہوا۔

میرج ہال میں اسٹیج پر عاشی کو بٹھا دیا گیا تھا۔ اس کے بعد لڑکوں کی ہال میں انٹری ہوئی تھی۔ لڑکوں نے آف وائٹ کرتوں کے ساتھ میرون رنگ کے دوپٹے گلے میں ڈال

رکھے تھے۔ ہال میں وہ لوگ "میرے یار کی شادی ہے" پر ناچتے ہوئے داخل ہوئے تھے۔ عاشی نے میرون رنگ کا لہنگا پہنا تھا اس لیے سب لڑکوں نے برائیڈل ڈریس کے ساتھ میچنگ کی تھی۔ لڑکوں میں دلہے نے میرون رنگ کا کلاہ سر پر سجایا تھا بس اس لیے وہ نمایاں دکھ رہا تھا۔ لڑکیوں نے مختلف رنگوں کے شرارے پہنے تھے۔ ہاتھوں میں گجرے اور کھلی زلفیں سب بہت پیاری لگ رہی تھیں۔

اسٹیج کی سجاوٹ دیکھ کر سب حیران رہ گئے تھے۔ یاسر اور نبھانے اسٹیج کی ذمہ داری لی تھی۔ ذمہ داری دیتے وقت وہ سب گھبرا رہے تھے کیونکہ وہ دونوں آپس میں جھگڑتے رہتے تھے۔ انھیں ڈر تھا یہ میرج ہال میں تیسری جنگ عظیم کی شروعات نہ کر کے بیٹھ جائیں۔ مگر اسٹیج پہ پھولوں اور قلموں کے ساتھ ان سب دوستوں کی مختلف موقعوں پر اتاری گئی تصاویر کی سجاوٹ الگ ہی چھب دکھلا رہی تھی۔

جب کافی دیر تک دلہا اسٹیج پر نہیں آیا تو دونوں کے بڑے اور لڑکیاں اسٹیج سے اتر کر وہاں آئے جہاں لڑکوں نے واویلا مچا رکھا تھا۔ وہ لوگ ابھی تک "میرے یار کی شادی ہے" پہ ناچ رہے تھے۔

اب بس بھی کرو سب کو لگ گیا ہے پتہ۔ معاذ کی والدہ نے ہنستے ہوئے ٹوکا۔
ہاں دلہے کو اسٹیج پہ بھیجو دلہن تھک گئی ہماری۔ سنبل نے آواز لگائی۔

ارے بھیجیں گے کیوں اٹھا کے چھوڑ آئیں گے۔ اور پھر سب نے دیکھا تھا لڑکوں نے معاذ پہ حملہ کیا اور کچھ دیر بعد معاذ فضا میں معلق نظر آیا۔ آدھے لڑکوں نے ٹانگوں اور آدھے لڑکوں نے بازوؤں سے اٹھا کے اسے اسٹیج پہ لا بٹھایا تھا۔ اس نئی اینٹری کے لیے وہ سب ذہنی طور پر تیار نہیں تھے۔ مووی میکر ایک ایک لمحہ قید کر رہے تھے۔

اسٹیج پر کچھ لمحوں تک معاذ نے اپنا سانس درست کیا اور پھر عاشی کا جائزہ لیا جو اس کے اس طرح دیکھنے پر گھبرار ہی تھی۔ اور پھر گلا کھنکارتے ہوئے گویا ہوا :

"آہم آہم، سوٹ کافی نیچ رہا ہے، لپ اسٹک تو واؤ اور میک اپ بھی کافی پیارا کیا ہوا ہے ایک منٹ پھر شکل کیوں نہیں اچھی لگ رہی۔۔۔۔۔ عاشی جو شمار ہی تھی آخری جملے پر روہانسی ہو گئی۔۔۔۔۔ معاذ کا قہقہہ بلند ہوا پاس کھڑے لوگ بھی اس کی شرارت پر مسکرائے تھے۔

باز آ جاؤ معاذ میری بیٹی کو رلاؤ نہیں۔ معاذ کی والدہ نے اس کے کان کھینچتے ہوئے کہا۔ عاشی کو پارک میں معاذ کی کی گئی تعریف یاد آ گئی تھی پچھل پیری، اور کیا کیا نہیں کہا تھا ۔

اس کے بعد مولوی صاحب نکاح کے لیے تشریف لائے تھے۔ سب سے پہلے معاذ سے سوال کیا :

کیا آپ کو عائشہ بنت ندیم سے یہ نکاح قبول ہے؟ حق مہر عاشی میں عاشی نے شرط رکھی تھی کہ وہ سو بے گھروں کو نوکری لگنے کے بعد ذاتی مکان بنا کر دے گا جس پر نہ صرف سب ہنسی خوشی راضی ہوئے تھے بلکہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ مولوی صاحب کے سوال کے بعد پورے ہال میں خاموشی چھا گئی۔

عاشی کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ سب کی نظریں معاذ پر جمی تھیں آخر وہ بولتا کیوں نہیں اب کی بار لڑکے بھی حیرت میں پڑ گئے۔

اوائے گونگے پہلے تجھے نکاح کے چاہ چڑھ رہے تھے اب بولتا کیوں نہیں ہے؟ ایان نے اس کی کمر پر ایک مکا جڑتے ہوئے کہا۔

مجھے یہ نکاح نہیں کرنا۔۔۔ معاذ سنجیدگی سے کھڑا ہوا ایک لمحے کو سب کے چہرے تاریک ہوئے تھے عاشی اپنی جگہ سے ہکا بکا کھڑی ہوئی تھی۔ اسے اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آیا کیا کہ رہا تھا وہ؟

مجھے یہ نکاح نہیں کرنا بلکہ پہلے بھری محفل میں ایک بار پھر اپنی محبت کا اظہار کرنا ہے۔ معاذ عاشی کے سامنے گھٹنوں پر بیٹھا بائیں پھیلائے اپنی محبت کا اظہار کر رہا تھا۔ سب اس کمینے کی باتوں میں آکر ڈر ہی تو گئے تھے۔ جبکہ عاشی تو خوشی کے مارے رو پڑی تھی

ایجاب و قبول کے بعد مبارکباد کی صدا میں بلند ہوئیں۔ سب کے چہروں پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ مٹھائی کے طور پر چاکلیٹس بانٹیں گئیں۔ اب وہ آفیشلی مسٹر اینڈ مسز بن چکے تھے۔ باری باری سب نے تصویریں اتروائی تھیں۔

کھانا کھانے کی باری آئی تو مونا ایک ٹرے میں مختلف کھانے سجائے ایان کے پاس آئی۔ مسٹر ایان کھانا کھالیں بھوکے ہوں گے۔ مونانے مسکراتے ہوئے ٹرے اس کے سامنے پیش کرتے ہوئے کہا۔

خیر تو ہے اس قدر مہربانیاں، مجھے نہیں کھانا پھر کہو گی موٹے ہو گئے ہو۔ ایان نے موقع کی نسبت سے نخرے دکھائے۔

ہاں تو پھر سونف کھا لینا۔ مونانے بڑے مزے سے کہا جیسے اس کا موٹا پاسونفوں کے سامنے کچھ نہیں۔

بس اب یہی کام رہتا ہے پہلے کھانا کھاؤ پھر موٹے ہو جاؤ تو سونف کھاؤ تم نہ بس مجھے کھلا کھلا کر مارنا چاہتی ہو۔ اس کے نخرے دیکھ کر مونا کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے لگیں۔

واہ کیا بات ہے جب خود کھا کھا کے موٹے پانڈے بن گئے تھے تب کوئی پرواہ نہیں تھی اب میں کہہ رہی ہوں تو موٹا پایا آ گیا ہے۔ نہ کھاؤ مر جاؤ بھوکے۔ وہ پیرٹچ کر جیسے آئی تھی ویسے لوٹ گئی۔ ایان کو اس کے پہلی دفعہ کیے گئے نخرے مہنگے پڑ گئے تھے۔

جیابوچ کا کپ لے کر میرج ہال کے سبزہ زار میں نکل آئی تھی سب ہی لوگ ادھر ادھر پھیلے تصاویر بن رہے تھے۔ روشیل نے سرمئی رنگ کے شرارے میں ملبوس سبزے پہ اسے چہل قدمی کرتے دیکھا تو قدم خود بہ خود اس کی طرف اٹھ گئے۔ عذرا آئی اب تو ہم آفیشل نکاح فائیڈ ہو چکے ہیں اب تو چھت پہ کھڑے ہو کے ملاقاتیں کر سکتے ہیں۔ معاذ اور عاشی ساتھ کھڑے تھے جب قریب سے عذرا آئی گزریں۔

ہاں ہاں صرف چھت پر ہی کیوں کہیں بھی کھڑے ہو کے شروع ہو جانا تم لوگ بس یہ اجازت تم لوگوں کو دے رہی ہوں صرف تم دونوں کو۔ عذرا آئی نے آخر میں ان سب کو باور کرواتے ہوئے کہا۔

آئی اس کے علاوہ تو کسی کو اجازت نہیں ہے۔ معاذ نے روشیل کو جیا کے پاس جاتے دیکھ کر کہا۔

بالکل نہیں ہر گز نہیں اگر تم لوگ کسی کو دیکھو تو مجھے ضرور بتانا میں خود جا کر ان پہ پابندی عائد کروں گی اور بعد میں نظر بھی رکھوں گی۔ عذرا آئی نے گول گول آنکھیں گھماتے ہوئے ادھر ادھر دیکھا جیسے شکار کی بوسو نگھ رہی ہوں۔

تو پھر آئی وہ دیکھی وہ رہا سامنے آپ کا شکار جلدی جائیں۔ معاذ نے دور کھڑی جیا کی طرف بڑھتے روشیل کی جانب اشارہ کیا۔ عاشی نے اسے آنکھیں دکھائیں یہ کیا کر رہے اتنے دنوں بعد تو ویرا ملنے جا رہا ہے۔

ویرے کو بھی تو تھوڑی سی سزا ملنی چاہیے آخر میری شادی پہ اتنی تاخیر کر کے آیا ہے۔ معاذ نے عذرا آئی کو چوروں کی طرح آگے بڑھتے دیکھ کر کہا۔ اب یقیناً ویرے کی واٹ لگنی تھی۔ معاذ کیمرہ آن کر چکا تھا۔

جیا نظروں کے ارتکاز پر رکی، رخ موڑا تو روشیل کو چند قدموں کے فاصلے پر خود کو تکتے پایا۔ جیانا سمجھی سے اسے دیکھے گی جو بے خودی میں اسے تک رہا تھا۔

اچھی لگ رہی ہو۔۔۔ روشیل کے لب ہلے کھویا کھویا سا انداز۔۔۔ صرف اچھی۔ جیا کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ اسے نجانے کیوں وہ بجھا بجھا سا ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔ ہلکی سی مسکان روشیل کے لبوں پر پھیل گئی۔

ہاں ابھی اچھی لگتی ہو۔ روشیل کے ذومعنی انداز پر اس نے حیرت سے پوچھا۔
تو بہت اچھی کب لگوں گی؟

جس دن میری دلہن بنو گی۔ روشیل کی جذبات سے لبریز آنکھیں اس کے چہرے پر ٹکی
تھیں جیافور آتاب نہ لاتے ہوئے نظریں دوسری طرف پھیر گئی۔ آخر کو لڑکی تھی
شفاف انداز پر گھبرا سی گئی تھی۔

تو بچو جس دن دلہن بناؤ گے اسی دن ہی یہ غٹر غوں غوں کرنا۔ عذرا آنٹی پھولی
سانسوں کے ساتھ جیافور اس کے درمیان کچھ اس طرح سے جا کھڑی ہوئیں کہ جیافور
کی نظروں سے اوچھل ہو گئی۔ روشیل کو پہلی دفعہ عذرا آنٹی کا دراز اور شرقا غرابا پھیلا
ہوا سراپا زہر لگا۔

کیا مطلب آنٹی؟ روشیل کو ان کی بات کی کچھ سمجھ لگی تھی۔

مطلب یہ کہ اب سے صرف معاذ اور عاشی کو کھلے عام غٹر غوں غوں کی اجازت
ہے باقی سب پر میں کڑی نظر رکھوں گی۔ عذرا آنٹی نے آنکھوں کی طرف دو انگلیوں
سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

تو آنٹی ہمیں غٹر غوں غوں کرنے کے لیے کیا کرنا ہو گا۔ جیافور نے آنٹی کے پیچھے سے
منہ نکال کر سوال کیا تھا۔

نکاح کرنا ہو گا نکاح۔۔۔۔۔ عذرا آئی نے مزے سے دونوں ہاتھ کمر پر رکھتے ہوئے کہا۔
جیا کے منہ سے لمبا سا "اوہ" نکلا۔

تو آئی پہلے بتانا تھا ناں اب تو نکاح خواں بھی چلا گیا۔ روشیل کی بات پر جیا کی نظریں
پھیل گئیں۔

اوہ اوہ واہ کیا بات ہے۔۔۔۔۔ دیکھ لو عاشی محبتاں سچیاں نے۔۔۔ معاذ نے
درخت کی اوٹ سے نکل کر عاشی کو مخاطب کیا۔

بس اب ان کی ہی کمی رہتی تھی۔۔۔۔۔ روشیل بڑبڑا کر رہ گیا۔
معاذ اب تو تمہارا نکاح ہو گیا ہے بڑے کیوں نہیں ہو جاتے آخر کب تک دوسروں کی
زندگیوں میں دخل اندازی کرتے پھر وگے۔ روشیل نے دانت کچکچاتے ہوئے اسے
شرم دلانا چاہی کیونکہ کچھ دیر پہلے وہ عذرا آئی کو ان کے ساتھ کھڑا دیکھ کر آیا تھا۔
وہ کیا ہے ناں ویرے دنیا کی بھی خبر رکھنی چاہیے۔۔۔۔۔ معاذ کے انداز رویشیل کا دل جلا
رہے تھے۔

عاشی میری پیاری بہن یقیناً تمہیں ٹوٹا، پھوٹا، لنگڑا شوہر نہیں چاہیے ہو گا ہے ناں۔
روشیل نے ضبط کرتے ہوئے عاشی کو مخاطب کیا۔

جی ویرے یقیناً۔۔۔۔۔ عاشی نے اک نظر معاذ پہ ڈالی معاذ نے معصوم شکل بنائی۔

تو اپنے اس تازہ تازہ بنے صحیح سلامت دولہے کو لے کر یہاں سے نودو گیارہ ہو جاؤ اس سے پہلے کہ میرے ہاتھوں اس کی مرمت ہو جائے۔ روشیل کی دھمکی پر معاذ فوراً لائن پر آیا۔

اوہ ویرے کوئی بات نہیں ہم چلتے ہیں آپ کیوں زحمت کرتے ہیں کیری آن۔۔۔۔۔
 ہی ہی ہی۔۔۔ معاذ نے عاشی کا ہاتھ تھاما اور ان دونوں کو باتیں کرنے کا اشارہ کر کے
 جانے لگا۔ عذرا آنٹی نے معاذ کے اشارے پہ روشیل کو آنکھیں دکھائی تھیں جیسے کہا ہو
 "اونہوں اب سوچنا بھی مت میری موجودگی میں" اور جیا کا ہاتھ تھام کر ساتھ لے
 گئیں۔

روشیل بس دیکھتا رہ گیا جب دونوں نظروں سے اوچھل ہو گئیں تو اس کے منہ سے بے
 ساختہ نکلا۔

اب لگتا ہے تمہاری خاطر مجھے بھی پر مٹ لینا پڑے گا۔

نکاح کی رونقیں ایک دودن میں ختم ہو گئیں۔ زندگی ایک بار پھر پرانی ڈگر پر چل رہی
 تھی جہاں پڑھائی تھی، مستیاں، شرارتیں اور ہلکے پھلکے جھگڑے۔ عذرا آنٹی باقاعدگی
 سے ان پر نظریں رکھے ہوئے تھیں مگر وہ سب بھی کونسا کم تھے آدھے سے زیادہ دن تو

یونی اور پھر پارک میں گزارتے تھے۔ وہاں دور دور تک عذرا آئی نہیں ہوتی تھیں۔ اس دوران صرف ایک تبدیلی آئی تھی۔ ایک دن وہ اب لڑکیاں چھت پر بیٹھی خوش گپیوں میں مصروف تھیں جب پچھلے محلے کی آئی اپنی چھت پر نمودار ہوئیں۔ دونوں گھروں کی چھتیں آپس میں جڑی ہوئی تھیں۔ انھوں نے پر زور فرمائش کی تھی کہ ان کا بھانجا گاؤں سے یہاں تعلیم کے سلسلے میں آ رہا ہے تو اسے ان میں سے کوئی انگریزی پڑھا دیا کرے۔ آئی نے پوچھا تھا آپ میں سے انگریزی میں ماہر کون ہے؟ لڑکیوں کی نظریں بی ایس انگلش کی طالبات عاشی اور کشف کی طرف اٹھیں مگر وہ توصاف مکر گئیں یہ کہ کر کے انگریزی رکھ کر بھی انھیں انگریزی نہیں آتی۔ اس طرح انھوں نے جان چھڑوا لی۔ مگر سپنا کی شامت آگئی جب مونانے کہا:

سپنا کی بچی تم کو جب آتی ہے اتنی اچھی تو بچے کی ذرا مدد کی حامی ہی بھرلو۔

باقی سب نے بھی تائید کی تو سپنا کو مانتے ہی پڑی۔ اب سپنا ایک ہفتے سے اس اکیس بائیس سالہ بچے کو روز پانچ بجے چھت پر جا کر انگریزی پڑھا کر ذرا سی مدد کر رہی تھی۔ ویسے یار سپنا کے ساتھ بچے کے نام پر دھوکا نہیں ہو گیا۔ چھت پر ایک کونے میں بیٹھیں نہا اور جیانے ایک دوسرے کے کان میں کھسر پھسر کی۔

تم دھوکا کہتی ہو مجھے تو لگتا ہے فراڈ کیا ہے فراڈ رحمتاں آنٹی نے۔ جیانے سپنا کو اس بچے کے ساتھ سر کھپاتا دیکھ کر کہا۔ بچے کا نام حمید تھا مگر وہ اسے حمید کی بجائے بچہ ہی کہتی تھیں۔

رحمتاں آنٹی تو رحمتاں بن گئیں ہمارے لیے۔ نیہا کی بات پر جیا کا ہاسا نکلتے نکلتے رہ گیا کیونکہ سامنے اس کا موبائل پڑا تھا جس پر "مدنی کالنگ" لکھا دکھائی دے رہا تھا۔ اوئے سپنا کی گندی بچی تمہاری صلح نہیں ہوئی کیا تمہارے بھائی سے مجھے پھر فون کر رہا ہے اور کہے گا سپنا سے بات کرو اور اس سے اچھا ہے انسانوں کی طرح آ کے خود سن لو فون۔ جیانے اونچی آواز میں کہا تاکہ اسے با آسانی سمجھ آ جائے۔

میں ناراض ہوں بھائی سے مگر پھر بھی ہلکی پھلکی بات ہوئی ہے تو یہ فون کال خاص تمہارے لیے ہوگی۔ جیا اس کی بات سن کر تھوڑا حیران ہوئی اور فون اٹھا کر کان سے لگایا۔

پچھلے دنوں کی بات ہے معاذ اور عاشی نے ان سب کو ہوٹل پر اپنے نکاح کی خوشی میں کھانا کھلایا تھا۔ اس رات ڈنر کرتے ہوئے کسی نے مدنی کو آدھے بالوں میں پونی لگی ہونے کی وجہ سے "آپی ذرا سائیڈ دیں" کہا تھا۔ جب مدنی نے رخ موڑا تو "آپی ذرا

سائیڈ دیں "کہنے والا ایک بار حیرت میں پڑ گیا۔ کیونکہ وہ جسے آپنی سمجھ رہا تھا وہ تو لڑکا نکلا تھا۔ غلطی اس کی بھی نہیں تھی نیلے لائٹوں والے کرتے کے ساتھ آدھے بالوں میں پونی لگائے وہ پیچھے سے دیکھنے پر لڑکی ہی معلوم ہوتا تھا۔ اس دن سپنا کے سوا سب مدنی پر خوب ہنسے تھے مگر سپنا کو اپنے بھائی کی بے عزتی بہت محسوس ہوئی تھی۔ اسی دن سے اس نے مدنی سے کہا تھا میں اہم ہوں یا آپ کی لمبی زلفیں؟ اب وہ طے کیے بیٹھی تھی اس کا نارمل ہیئر کٹ کروا کر ہی دم لے گی بس یہی ناراضگی سپنا کی طرف سے چل رہی تھی۔ مدنی گھر جا کر بھی سپنا کو منانے کی کوشش میں تھا کہ شاید اس کے بال بچ جائیں



اوہیلو! خیر تو ہے تمہارے بھائی کو مجھ پہ ایسے غصہ کر رہا تھا جیسے اس "بچے" کو کان سے پکڑ کر تمہارے پاس میں نے بٹھایا ہے۔ جیافون سننے کے بعد سے کمرے میں ٹہل رہی تھی۔ سنبل کہیں باہر تھی عاشی معاذ کے ساتھ فون پر لگی ہوئی تھی۔ باقی سب لڑکیاں بیٹھ کر جیا کو دیکھ رہی تھیں۔

میں بتا رہی ہوں اتنا پوزیسو تو سگے بھائی بھی نہیں ہوتے جتنا یہ بن رہا ہے بھائی کم شوہر زیادہ لگ رہا تھا۔ اگر یہی حال رہا نا لوگوں نے سمجھنا ہے تم لوگوں نے کسی اور رشتے کو

بھائی بہن کے رشتے کی آڑ میں چھپا رکھا ہے۔ سپنانے اسے دیکھا کبھی کبھی غصے میں کتنا سخت بول جاتی ہے۔

اب یار ایسے تو مت کہو ہم سچ مچ بہن بھائی ہیں ہمارے درمیان ایک پاک رشتہ ہے۔ سپنانے دہائی دی۔

لیکن میں بتا رہی ہوں تمہارے اس بھائی سے تو میں بدلہ لے کر رہوں گی جسے تمہارے آس پاس کوئی مرد برداشت نہیں ہوتا تمہاری شادی پر جو تا چھپائی، دودھ پلائی کی رسمیں اسی تمہارے بھائی سے کرواؤں گی تب میرے کلیجے کو ٹھنڈک ملے گی۔ جیا تھک ہار کر صوفے پر بیٹھ گئی۔

ہاں ہاں ٹھیک ہے کروالینا۔۔۔ سپنانے ہنستے ہوئے ہامی بھری۔
واہ کیا طریقہ ڈھونڈا ہے تسکین قلب کا۔ عیشواور کشف نے ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر قہقہہ لگایا۔

اور یہ سنبل کہاں غائب ہے شیطان کی خالہ؟ جیا کو اب احساس ہوا وہ ناشتے کے بعد دیکھائی نہیں دی تھی۔

اپنے دوست کے ساتھ ہوگی اور کہاں جاسکتی ہے۔ کشف کا اشارہ ابرار کی طرف تھا۔

ان دونوں کی دوستی تو موٹو پتلو جیسی ہو گئی ہے۔ جب دیکھو ساتھ پائے جاتے ہیں ابھی بھی عذرا آئی سے بچنے کے لیے پارک میں بیٹھے کوئی فارمولا سلجھا رہے ہوں گے۔ نیہا نے اطلاع دینے والے انداز میں کہا۔

ان کا جو حال ہے نا مجھے لگتا ہے کسی دن اپنی کوئی ریاضی کی کتاب لکھ ڈالیں گے اور پھر ریاضی دانوں کو ملنے والی گالیوں میں ان کا بھی باقاعدہ نام لیا جائے گا۔ عیشو کی بات پر سب نے قہقہہ لگایا تھا۔

اچھا سپنا یہ بتا تیرا بھائی کب آرہا ہے؟ نیہا کو خیال آیا تو پوچھ ڈالا۔
پتا نہیں میں نے تو کہہ دیا ہے آنا ہے تو بال کٹوا کر آئیں نہیں تو بے شک نہ آئیں۔ سپنا نے منہ بنایا۔

ہا ہا ہا اب دیکھتے ہیں مدنی کو بال زیادہ پیارے ہیں کہ منہ بولی بہن۔ مونانے نیا شوشہ چھوڑا۔

بیٹا بس کر نکاح ہوا ہے تیرا اگر اتنا ہی اتنا ہوا رہا تھا تو رخصتی بھی کروا لیتا تا کہ پاس بیٹھ کر دونوں غٹر غوں غٹر غوں کرتے رہتے۔ اب جب دیکھو فون کان سے لگا ہوا ہے۔ ایان نے اس کے کان کے ساتھ لگا ہوا فون چھینا اور کال کاٹ دی۔

اومے کمینے تیری نظر کمزور ہوگی سارا دن فون پہ میں کال پہ نہیں پب جی پہ ہوتا ہوں۔
معاذ نے فون واپس چھینتے ہوئے کہا۔

بیٹا جی نظر تو اتنی تیز ہے ہماری کہ برباد ہوتا ہوا فیوچر بھی صاف نظر آرہا ہے۔ سنی نے
ان سب کی نااہلی پر طنز کیا۔

ہاں یار واقعی بات تو سچ ہے۔۔۔ یا سر فون چھوڑ کر آگے کو ہو بیٹھا۔
بات تو سچ ہے مگر بات ہے رسوائی کی۔۔۔ روشیل جو ابھی سوکراٹھا تھا انگریزی لیتے
ہوئے بولا۔

یار ویرے تیرے مزے ہیں پڑھ لکھ کے کمپنی میں اچھے عہدے پہ لگ گیا ہے۔ ایان
کو اس پر رشک ہوا۔
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

کیا خاک مزے ہیں اپنا اچھا بھلا بزنس چھوڑ کے ایک کمپنی میں ماتحت لگا ہوا ہے یار۔ سنی
کو اس بات کا قلق تھا۔

وہ بزنس میرا نہیں حیدر صاحب کا ہے اور یہ نوکری میری اپنی قابلیت کی بنا پر ملی ہے
مجھے اس لیے میں اس نوکری کو کرنے میں ہی مزے میں ہوں۔ روشیل کا لہجہ حیدر
صاحب کے نام پر سخت ہوا تھا۔

یارویرے وہ باپ ہے تیرا اور اولاد کو زیب نہیں دیتا کہ اتنا سخت رویہ رکھا جائے وہ بھی تب جب وہ شرمندہ ہیں انھیں احساس یے۔ یاسر نے اس کے شانے پر آہستگی سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ روشیل کو لگا جیسے آج وہ جان بوجھ کر اس موضوع پر بات کرنا چاہتے تھے۔

اب انھیں احساس ہوا ہے جب جب مجھے احساس ہوا ان کا جب جب مجھے ضرورت تھی ان کی تب تب انھیں یہ احساس کیوں نہ ہوا اور اب جب مجھے ضرورت نہیں رہی ان کی تو کیوں وہ میرے پیچھے پیچھے آتے ہیں۔ روشیل ہمیشہ اس موضوع پر بات کرنے سے بھاگتا آیا تھا وہ اس معاملے کو لے کر آج بھی بچوں کی طرح جذباتی ہو جایا کرتا تھا۔ اب بھی اس کے منہ سے نکلنے والے الفاظ گڈ مڈ ہو رہے تھے۔

یارویرے ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ تو غلط کر رہا ہے تو اپنی جگہ ٹھیک ہے لیکن والدین کا درجہ اولاد سے زیادہ ہے جب وہ شرمندہ ہیں تو تم معاف کر دو اب انھیں ضرورت ہے تمہاری اور دیکھو یہی سب سے بڑی بات ہے انھیں احساس تو ہوا تمہارا خیال تو آیا اگر ساری زندگی وہ پلٹ کر خبر نہ لیتے تو۔ سنی نے اسے اپنی باتوں سے قائل کرنا چاہا۔

یار ویرے میں تو کہتا ہوں ویری تک بات پہنچنے سے پہلے معاملہ سلجھا لو یہ نہ ہو بات وہاں تک پہنچ جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے غلط معنوں میں پہنچے۔ اس لیے اسے اعتماد میں لے لو یا سمجھوتہ کر لو۔ ایان نے ایک طرح سے پتے کی بات کی تھی۔

دیکھ ویرے ہم یار ہیں تیرے اور بھلا ہی چاہتے ہیں پھر بھی توجو کرے گا ہم تیرے ساتھ کھڑے ہیں بس یہ سوچ لینا ایک دن باپ تم نے بھی بننا یہ اور غلطیاں سب سے ہوتی ہیں احساس کسی کسی کو ہوتا ہے۔ معاذ نے بھی بولنا ضروری سمجھا۔ سب کی نظریں روشیل کے جھکے سر سے ہوتی ہوئیں ایک دوسرے سے ٹکرائیں۔

پتھر پر ضرب وہ لوگ لگا چکے تھے اب بس دیکھنا یہ تھا ضرب کتنی گہری لگی ہے۔ چلو بھی کھانا بنائیں ایک تو یہ پنکو بھی اپنے گھر جا کر بیٹھ گیا ہے۔ روشیل کے علاوہ سب لڑکے اٹھے۔ ان کا رخ کچن کی جانب تھا۔

کتنا عادی ہو گئے ہیں ہم پنکو کے۔ معاذ کی بات پر وہ سب مسکرا اٹھے۔

پنکو اپنی بیوہ ماں اور بہن کے ساتھ لاہور کے متوسط علاقے میں ایک چھوٹے سے گھر میں رہتا تھا۔ باپ ایک حادثے میں جاں بحق ہو گیا تو گھر کی ذمہ داری ماں پر آن پڑی تھی پانچویں تک ماں نے لوگوں کے گھروں میں صفائیاں کر کر کے بیٹے کو پڑھایا۔ اس

کے بعد پنکونے پڑھائی کے ساتھ ساتھ سڑک پر جوتے پالش کرنے کا کام شروع کر دیا۔ ماں بیٹے کے اس کام سے بے خبر تھی۔ ان دنوں روشیل، مدنی اور ایان ایک پرائیویٹ ہاسٹل میں رہا کرتے تھے۔ ایان حیدر صاحب کے پرانے مینیجر کا بیٹا تھا یوں روشیل اور ایان کی دوستی ہوئی تھی۔ روشیل کو اس کے پھولے گال کھینچنے میں بڑا مزہ آتا تھا۔ یوں ہاسٹل میں مدنی سے ملنے کے بعد تینوں میں اچھی دوستی ہو گئی۔ یاسر ان دنوں نیا نیا ایان کی کلاس میں آیا تھا۔ اسے بھی رہائش کی ضرورت تھی۔ روشیل ان سب میں سینئر تھا۔ یوں سب نے شروع میں پیسے وغیرہ ملا کر کرائے پر گھر خرید لیا۔ اس دن وہ لوگ کالج سے پڑھ کر آرہے تھے جب ایک دکان کے سامنے مٹی پر کپڑا بچھائے ایک بچہ سر جھکائے کسی گاڑی والے سے ڈانٹ سن رہا تھا شاید بے دھیانی میں اس سوٹڈ بوٹڈ بندے کا چمکتا سیاہ جوتا بچے کی ٹوٹی چپل کے نیچے آکر پالش خراب کر وا گیا تھا۔

اب دیکھ کیا رہے ہو جو تا صاف کرو میرا۔ وہ چاروں کچھ فاصلے پر رک کر دونوں کو دیکھنے لگے۔ بچے نے ساتھ پڑا برش اٹھایا۔

برش ایک طرف رکھو اور ہاتھ پھیر کر جو تا صاف کرو تاکہ آئندہ دیکھ کر چلو۔ آج کے بعد یقیناً اوقات میں رہنا سیکھ جاؤ گے ہو نہہ غریب لوگ۔ چاروں نے ایک دوسرے

کو دیکھا مدنی کو ہمیشہ کی طرح تاؤ آیا روشیل نے اس کا بازو دبوچا اس سے پہلے کہ وہ کوئی خون خرابہ کرتا۔ بچے نے ہاتھ آگے بڑھایا آنکھیں آنسوؤں سے لبالب بھر گئیں۔

اس وقت ایک جملہ بچے کے منہ سے نکلا تھا :

میرے اسی! یتیم بھی کوئی نہ ہو۔

اس سے پہلے کہ بچے کا ہاتھ جوتے پر پڑتا یان نے قریب بیٹھ کر ہاتھ تھام کر اپنے لبوں سے لگایا۔ روشیل اور مدنی آگے بڑھے، سامنے کھڑے امیر زادے کی آنکھوں میں جھانکا اور ایک جوتے پر روشیل دوسرے پر مدنی نے اپنے جوتوں کی چھاپ لگائی۔ امیر اور غریب زادے ابھی تک صورتحال بدل جانے پر گنگ دیکھائی دے رہے تھے۔

What the hell is going on ?

امیر زادہ چلایا۔

بیٹا دوسروں کو اوقات دیکھانے سے پہلے اپنی اوقات تو دیکھ لو۔ یہ لور و مال اس سے دونوں جوتے اچھے سے صاف کر لینا اور پھر اسی رومال کو جیب میں ڈال کر پھرنا اپنی اوقات تمہیں کبھی نہیں بھولے گی۔ یا سر نے ہمیشہ کی طرح ہاتھ میں پکڑا رومال اس کی جیب میں اڑتے ہوئے کہا۔

U bloody fools, I I'll see you soon.

وہ انھیں دھمکی دیتا گاڑی میں جا بیٹھا۔ وہ چاروں اسے نظر انداز کر کے بچے کی طرف متوجہ ہوئے۔

کیا کرتے ہو یہاں؟ مدنی اس پر جھکتے ہوئے بولا۔

کااام۔۔۔ وہ انھیں بتاتے ہوئے ہچکچا رہا تھا۔

لیکن بیٹا آپ تو ابھی چھوٹے سے ہو اور یہ کام کے نہیں پڑھنے کے دن ہیں۔ یا سرنے پاس بیٹھتے ہوئے شفقت سے کہا۔

لالہ! اگر کام نہیں کروں گا تو کھاؤں گا کہاں سے میری ماں لوگوں کے گھروں میں کام کرتی ہے مجھے اچھا نہیں لگتا اس لیے اسے بتائے بغیر میں نے سڑک پر بیٹھ کر یہ کام شروع کیا ہوا ہے۔ اتنی سی عمر میں اس قدر گہری باتیں، وہ چاروں ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئے۔

ہممم، ٹھیک ہے کام ہی کرنا ہے تو ہمارے ساتھ چلو ہم چاروں دوست ہیں ابھی ابھی مکان کرائے پہ لیا ہے یہاں پاس میں ہی تو ہمیں تو کام آتا نہیں ہے تم ہمارے کام کر دیا کرنا۔ بدلے میں تمہاری اسکول کی فیس اور گھر کا خرچہ ہم اٹھائیں گے۔ روشیل نے یکا یک فیصلہ کیا۔

بولو منظور ہے۔ مدنی نے دوستانہ انداز میں پوچھا۔

بچے نے کچھ دیر ان سب کے چہرے ٹٹولے کیا اسے ان پر اعتبار کر لینا چاہیے؟ اس کو کچھ دیر پہلے کا واقعہ یاد آ گیا جب ایان نے اس کی میلی پشت لبوں سے لگاتے ہوئے یہ نہیں دیکھا تھا کہ وہ محنت کش کے میلے ہاتھ کو چوم رہا ہے۔ وہ تینوں بغیر نتیجے کی پرواہ کیے اس کی حمایت کرنے آکھڑے تھے۔ بھلا ایسے لوگوں پر وہ کیوں نہ اعتبار کرتا۔ یوں تب سے وہ ان کے ساتھ تھا۔ پنکو کو گھر لانے سے پہلے وہ اس کی اماں سے ملے تھے تاکہ بیٹے کی طرف سے پریشان نہ رہیں۔

ان کے لوگوں کی مدد کرنے کے بھی عجیب طریقے تھے لوگوں کو جتاتے نہیں تھے کہ احسان کر رہے ہیں بس لوگوں کی مدد کرنے کے طریقے ڈھونڈ لیا کرتے تھے۔ شیطانیاں اور مستیاں بھی سب مل کے کرتے تھے اور ان کاموں میں بھی پیچھے نہیں رہتے تھے۔

سنبل ہنستے مسکراتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی تو لڑکیوں نے طنز بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔

ہاں بھی محترمہ کس جہاں کی سیر کر کے آرہی ہو؟ عیشو نے سوال کرنے میں پہل کی۔

فی الحال تو سوچ رہی ہوں کس جہاں کی سیر پہ جاؤں۔ پانی والی بوتل اٹھا کر منہ سے لگاتے ہوئے بولی۔

پہلے بے عزتی کے جہاں میں تو گھوم لو جس میں ابھی رائٹر صاحبہ تمہیں ذلیل کر کر کے گھمائیں گی۔ مونانے جیا کے تیور دیکھتے ہوئے اسے ڈرانا چاہا۔

بس کر بہن نہ ڈرا مجھے اور جیا میری پیاری بہن ہے بندے تھوڑا کھاتی ہے۔ سنبل پانی والی بوتل ایک شلف پر رکھتے ہوئے جیا کے قریب آئی اور اس کی گردن میں بانہیں ڈالتے ہوئے بولی۔

بہن لگالے مکھن جیانے تجھے لکھنوی اردو میں ذلیل کر کے اسی مکھن پہ نہ گھسیاں لگوائیں مجھے کہنا۔ نہیابھی میدان میں کودی۔ سنبل نے سب کو دیکھا وہ جتنا چنے کی کوشش کر رہی تھی وہ ساری اس کے مخالف ہو کر اسے پھنسا رہی تھیں۔

دیکھ میری بہن میں تو ابرار کے ساتھ تھی نہ اور ہم لوگ ایک اہم پروجیکٹ پہ کام کر رہے ہیں بس اس لیے پارک جانا پڑتا ہے ورنہ گھر پہ بھی رہ کے کر لیتے عذرا آئی کی دور بین یہاں نہ لگی ہوتی تو۔ سنبل نے معصومیت کے ریکارڈ توڑتے ہوئے کہا۔

جیا خاموشی سے لب کاٹنے میں مصروف تھی نظریں ان سب پر ٹکی ہوئی تھیں۔ لمحے بھر کو خاموشی ہوئی تو جیا کے لب ہلے۔

ہونہ، تو کس رشتے سے تم اس کے ساتھ وہاں اتنی اتنی دیر تک رہتی ہو؟ جیسا سوال توقع کے برعکس تھا۔ سنبل نے اس کو عجیب نظروں سے دیکھا۔ تمام لڑکیوں کو بھی صورت حال بگڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔

ہاں نہ بتاؤ جیسے عاشی بیوی ہے معاذ کی، ہمیں کلیئر ہے، سپنا بہن ہے مدنی کی، روشیل پسند کرتا ہے مجھے، تم اور ابراہار اپنا رشتہ کلیئر کرو یا یہاں ہمیں تم دونوں کو دیکھ دیکھ کر اتنی کنفیوژن ہوتی ہے کہ پتا نہیں کیا رشتہ ہے ان کا کا۔ کہیں غٹر غوں نہ چل رہی ہو؟ جیسا کہ اس قدر پریشان انداز پر سنبل نے شانے ڈھیلے چھوڑے اور لڑکیوں کو دیکھا جو سوال کا جواب جاننے کے انتظار میں چہرے ہاتھوں میں دیے اسے دیکھ رہی تھیں۔ ہم تو یہ آگ تم لوگوں کی لگائی ہوئی ہے منحوسو میں تو سنجیدہ ہوگی تھی اور کتنی بار بتایا ہے ہم دوست ہیں صرف دوست، پکے دوست۔ سنبل نے پاؤں میں پڑی چپل اٹھا کر ان کی طرف پھینکی۔

ہا ہا ہا۔ وہ حملے سے بچنے کے لیے صوفے سے اٹھ کر دائیں بائیں دوڑی تھیں۔

اگلے دن چھٹی تھی وہ رات دیر تک جاگنے کے سبب صبح سویرے سو رہی تھیں جب دروازے پر دستک ہوئی۔ کشف دروازے والی طرف سو رہی تھی۔ عیشو نے نیند میں اسے بڑے زور کی ٹانگ ماری۔

کشف بھیااااااٹھ دودھ والا آیا ہوگا۔

ہیں؟ یہ دودھ والا کب سے لگو الیا ہے لڑکیو؟ وہ مارے حیرت کے اٹھ بیٹھی۔ کسی نے جواب دینے کی زحمت نہیں کی تو جمائیاں لیتے ہوئے وہ بستر سے نکل کر صحن میں آئی۔ اتنے میں پھر سے دستک ہوئی۔

یہ چھ بجے پتا نہیں کون منہ اٹھا کے آگیا ہے؟ کہتے ساتھ اس نے دروازہ کھولا سامنے کھڑے شخص کو پہچاننے میں اسے ذرا دقت محسوس ہوئی۔ کشف نے سامنے والے شخص کو پیروں سے لے کر سر تک دیکھا۔ اسے اپنی دل کی دھڑکنیں الگ لے پر دھڑکتی ہوئی محسوس ہوئیں۔

کیا ہوا آنکھوں دیکھے پر یقین نہیں آ رہا؟ اس نے سامنے کھڑی ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس کشف کا حلیہ نظر انداز کرتے ہوئے خوش مزاجی سے کہا۔

اس لمحے کشف کو اپنے حلیے کا احساس ہوا۔ وہ تو یونہی منہ دھوئے بنا بستر سے اٹھ کر دروازے تک آگئی تھی۔ یہ خیال آتے ہی اس نے ٹھک سے دروازہ بند کیا اور جلدی سے صحن میں لگے بیسن کے اوپر آویزہ آئینے میں اپنا عکس دیکھا۔
 بوائز ہیرکٹ میں کانٹوں کی طرح کھڑے بال آدھے سے زیادہ اس کا حلیہ بگاڑ رہے تھے۔ سوچی آنکھیں الگ منظر پیش کر رہی تھیں۔

ہائے! اس قدر ہینڈ سم انسان کے سامنے میں اس حلیے میں چلی گئی اوہ نونونو۔ کشف نے بے ساختہ ماتھا پیٹا۔ دروازے پر آہٹ ہوئی شاید وہ ہینڈ سم چلا گیا تھا۔ یہ سوچ آتے ہی کشف نے کب کتنا شروع کیے۔ پہلی بار وہ ایسی صورت حال سے دوچار ہوئی تھی جو سمجھ سے باہر تھی۔

اوائے یہ سورج آج کہاں سے نمودار ہوا ہے؟ لڑکوں کے دروازے پر دستک ہوئی تو صحن میں پیش اپس کرتے روشیل نے ابرار کو دروازہ کھولنے کا اشارہ کیا۔ ابرار نے دروازے پر موجود ہستی کو بے یقینی سے دیکھتے ہوئے پہلا جملہ ادا کیا۔

مدنی اندر داخل ہوا تو اس کا آرمی ہیمر کٹ دیکھ کر پیش اپس کرتا رو شیل ایک لمحے کو فرش پر ہی گر گیا۔ کہاں وہ بال کٹوانے، بینڈز اتارنے کے سخت خلاف تھا اور آج خالی کلائی، فوجی ہیمر کٹ کے ساتھ ان کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔

اوہ مطلب کے آخر میں جیت بہن کی ہوئی ہے۔۔۔۔۔ واہ خدا تیرے رنگ نرالے۔
فرش سے اٹھتے ہوئے رو شیل نے ہاتھ جھاڑے۔ مدنی صرف مسکرا دیا اور اندر کی طرف بڑھا۔

ابے اوئے پہلے ہم بمشکل پورے آتے ہیں کمرے میں تم لوگوں نے ایک اور گدھے کو گھر میں گھسالیہ۔ ایان آنکھیں ملتا ہوا کمرے کے دروازے میں آیا تو مدنی کو پہچان نہ پایا۔

دیکھ لے ویرے۔۔۔۔۔ اس نے پیچ کھا لینا ہے مجھ سے۔ مدنی نے واش بیسن کے سامنے کھڑے رو شیل کو آواز لگائی۔

لالے قصور اب اس کا ہر گز نہیں ہے زندگی میں پہلی بار تو انسانوں کے حلیے میں آیا ہے تو یقین کرنے میں ذرا دقت تو ہو گی ہی۔ ابرار نے آگے بڑھ کر مدنی کے شانے پر ہاتھ رکھا۔ مدنی ایان کو سخت نظروں سے دیکھتے ہوئے اندر بڑھ گیا۔ اس کے نظروں سے

او جھل ہوتے ہی ایان نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا تھا۔ تالی بجانے کے لیے ہاتھ فضا میں لہرایا۔ جس پر روشیل اور ابرار نے حیران نظروں سے اسے دیکھا۔
 اوہ تو ڈرامہ بھی کرنے لگا ہے۔ ابرار نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔
 یہ دنیا بھی کتنی تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے۔ روشیل نے اک گہرا سانس لیا۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین

جیا کی آنکھ کھلی تو سامنے گھڑی پر نظر پڑی۔ ٹھیک دس بجے اس نے آنکھیں کھولی تھیں۔ روز کی طرح سب سے پہلے اس نے تکیے کے نیچے سے موبائل نکالا۔ عینک لگانے کی زحمت کیے بغیر فون آن کر کے واٹس ایپ اور فیس بک کے نوٹیفکیشن چیک کرنے لگی۔ جب اسے کچن سے کھڑپڑ کی آواز سنائی دی۔

اس نے فون چھوڑ کر گنداسا منہ بنایا اور سوچنے لگی اس وقت کون ہو سکتا ہے کچن میں۔ لڑکیاں تو تمام سو رہی ہیں۔ یہ سوچ آتے ہی اس نے پاس رکھے عینک کے ڈبے سے عینک نکال کر آنکھوں پر لگائی اور کمرے میں ایک طرف بنے اوپن کچن کی طرف نگاہیں دوڑائیں۔ حیرت سے اس کی آنکھیں پھٹنے کو بے تاب ہوئیں۔ شلوار قمیض میں ملبوس، شولڈر کٹ بالوں میں پونی لگائے، گلے میں دوپٹہ ڈالے، ہلکا ہلکا میک اپ لگائے کشف سلیم محترمہ سالن بنانے میں مشغول تھیں۔

جیا کو شبہ ہوئے جیسے وہ ابھی بھی نیند میں پڑی خواب دیکھ رہی ہے۔ اس نے ہاتھ میں پکڑے موبائل کا کیمرہ آن کیا اور کچن میں ہر چیز سے بے خبر سالن بنانے میں مشغول کشف کی ویڈیو بنانے لگی۔

اٹھ گی ہو تم۔۔۔ چلو ان کو بھی اٹھا دو سالن میں نے بنا دیا ہے روٹیاں ڈال دو بہت بھوک لگ رہی ہے۔ اس کی آواز پر جیا کے ہاتھ سے موبائل گرتے گرتے بچا۔ اتنے

میں ان کی آواز سن کر انگڑائیاں لیتے ہوئے سنبل بھی اٹھ بیٹھی۔ اتنی دیر میں کشف چولہا بند کر کے کمرے سے باہر نکلی۔

اوئے یہ کون تھی؟ سنبل نے حق دق بیٹھی جیسا کا گھنٹہ ہلایا۔

کشف اور کون۔ جیسا کی بات سن کر سنبل کو بھی دوسو چالیس واٹ کا جھٹکا لگا۔

اوئے نہ کر۔۔۔۔۔ سنبل بے یقینی سے بولی۔

ہاں سچ میں۔۔۔۔۔ جیسا نے اپنے فون میں اس کی تازہ تازہ بنائی ویڈیو دیکھائی۔ جسے دیکھ کر سنبل لڑکیوں کو لتاڑتی ہوئی باہر کو بھاگی۔ اس افتاد پر لڑکیاں بھی اٹھ بیٹھیں۔

خیر ہے زلزلہ آگیا کیا؟ عیشتوں نے کمر سے ذرا اوپر آتے بال کچر میں باندھتے ہوئے پوچھا

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

زلزلہ نہیں دھماکہ ہوا ہے۔ سنبل نے دروازے میں رک کر جواب دیا۔ اس کی

نظریں صحن میں ادھر سے ادھر دوڑ رہی تھیں۔

اوہ پڑوس میں عذرا آئی گرگی ہوں گی۔ نیہا نے ایک بار پھر سر تکیے پر پٹختے ہوئے کہا۔

سپنا سے برداشت نہ ہوا تو دروازے کے قریب پڑے اپنے بستر سے نکل کر گھٹنوں کے

بل بیٹھی سنبل کی نظروں کے تعاقب میں باہر دیکھنے لگی۔ دونوں کو محو پا کر مونا بھی

دروازے کے قریب کھسکی۔ ان تینوں نے جب کچھ دیر تک کوئی حرکت نہ کی تو نیہا،

عیشو اور عاشی بھی تجسس برداشت نہ کر سکیں اور حیران نظروں سے دروازے کی طرف لپکیں۔ سامنے حوض پر کشف قمیض، شلوار میں ملبوس کپڑے دھونے میں مصروف بیٹھی تھی۔ کپڑے کھنگال کھنگال کر بالٹی میں ڈالے اور بالٹی اٹھائے سیرٹھیوں کی طرف بڑھ گئی۔ دروازے میں کھڑی لڑکیوں نے بے ساختہ پلٹ کر ایک دوسرے کو دیکھا۔

ابھی وہ آکر اپنے اپنے بستروں پر گم صم بیٹھی ہی تھیں کہ کشف دوپٹے کے پلو سے ہاتھ پونچھتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی۔

جیہا آج بازار جاؤ گی نہ تو مجھے ساتھ لے جانا چھ، سات سوٹ خریدنے ہیں اپنے لیے۔ اس کی بات سن کر عیشو اچھلی تھی۔

تم ٹھیک ہو کشف بھیا! عیشو نے اس کی پیشانی چھوتے ہوئے پوچھا۔ ہاں ٹھیک ہوں بالکل اور آج سے کشف بھیا بلانا بند کرو مجھے، سیریس ہوں میں۔ کشف کے انداز پر نیہانے ابرو اچکائے۔

اوہ ٹھیک ہے کشف سلیم محترمہ کیا آپ بتانا پسند کریں گی ہوا کیا ہے آپ کو؟ نیہا کے سوال پر کشف نے ان سب کو دیکھا۔ ایک لمحے کو وہ کہیں کھوسی گئی۔

ویسے لڑکی ہوں تو زبردستی لڑکا بن کر کیا کروں گی بس یہ سوچ آتے ہی حلیہ بدل ڈالا اپنا۔ کشف نے اپنے تئیں انھیں مطمئن کیا۔

صحیح ہے، اب میں روٹیاں ڈالنے لگی ہوں تو بے تم لوگ تب تک منہ ہاتھ دھولو۔ جیا اتنی دیر میں منہ دھو کر کچن میں داخل ہوئی۔

ناشتہ کرنے کے بعد جیا اور کشف بازار چلی گئیں۔ جبکہ باقی لڑکیاں اگلے دن یونی جانے کے لیے اپنے اپنے کپڑے استری کرنے لگیں۔ سپنا ابھی تک بھائی کی آمد سے بے خبر تھی۔

شام کو پلاننگ کے مطابق لڑکوں نے لڑکیوں کو پارک میں بلایا۔ مقصد مدنی نے سپنا کو سر پر اُزدینا تھا۔ معاذ نے عاشی کو سپنا کو ساتھ لانے کا کہا تھا۔ عاشی ابھی سپنا کو ساتھ لے جانے کے لیے تیار کر رہی تھی جب مونا درمیان میں ٹپک پڑی۔

کیوں بھی عاشی صرف سپنا ہی کیوں جائے تمہارے ساتھ ہم بھی جائیں گے۔

نہیں تم لوگ نہیں جاسکتے۔ عاشی فوراً بولی جس پر سب لڑکیوں کو گڑبڑ کا احساس ہوا۔

کیوں بھی ہم کیوں نہیں جاسکتے؟ لڑکا طیارہ کمر پر ہاتھ رکھے میدان میں آیا۔

کیونکہ بلاوا خاص سپنا کا آیا ہے تو وہی جائے گی۔ عاشی نے آئینے میں دیکھتے ہوئے اپنی تیاری کو آخری ٹچ دیا۔

او محترمہ تمہیں کچھ زیادہ ہی نہیں پر لگ گئے اور یہ سپنا کو کہاں سے بلاوے آنے لگے ہیں بھی آنے دو اس کے بھائی کو ایک کی دو لگاؤں گی۔ جو اس کے آس پاس کسی کو بھی برداشت نہیں کرتا۔ جیا کو عاشی کے تیور کھٹکنے لگے تو بولے بنا رہ نہ پائی۔ اس ساری صورتحال میں سپنا بونگی بنی کھڑی کبھی عاشی کو دیکھتی تو کبھی باقی ٹیم کو۔ اسے دیکھ کر سنبل نے لب ہلائے :

سپنا کی بچی مجھے اس کے تیور ٹھیک نہیں لگ رہے تم جھٹ سے تیار ہو کر جا رہی ہو نہ خیال کرنا تمہیں بیچ کے نہ آجائے۔

اوہ ہیلو! میں کیوں اسے بیچنے لگی؟ عاشی تنک کر بولی۔

کیونکہ تمہیں اور تمہارے مسٹر معاذ کو لاہور میں اپنے پیسوں سے گھر خریدنے کا جو شوق چڑھا ہے نہ اس کے لیے روپیہ چاہیے جو ہے نہیں تو تم نے سوچا ہو یہ تو بونگی ہے بہترین طریقہ ہے اسے بہلا پھسلا کر لے جاؤ اور ایسے پیسوں کا بندوبست کرو۔ عیشو کے سنجیدہ انداز پر سپنا نے بے ساختہ عاشی کو دیکھا۔

یار عاشی روپیہ ہی چاہیے تھا تو مجھ سے لے لیتی اسٹالر 499 کا تھا تو روپیہ وہاں سے بچا ہوا میں دے دیتی مگر ایک روپے کی خاطر تم سپنا کو بیچنے جا رہی ہو۔ کشف نے بھی گفتگو میں حصہ ملا یا۔ وہ سب ٹھیک عاشی کو گھیرے بیٹھی تھیں۔

دوسری جانب ایان نے سنا کہ سپنا کو بلایا ہے تو وہ بھی معاذ کے سر ہو گیا۔

یار معاذ میں کیا تمہارا سوتیلا ہوں تم بھابھی سے سپنا کو تو ساتھ لانے کا کہہ رہے ہو مگر مونا کو نہیں۔ بھابھی سے کہو مونا کو بھی ساتھ لائیں۔ میں نے کل سے اسے نہیں دیکھا۔ اس کی منتیں تر لے دیکھ کر بلا آخر معاذ نے عاشی کو میسج کیا کہ مونا کو بھی ساتھ لائے۔ دوسری طرف عاشی نے پیغام پڑھتے ہی مونا سے کہا چلو تم بھی ساتھ۔ وہ اٹھ کے تیار ہو ہی رہی تھی جب روشیل کو ساری صورتحال معلوم پڑی تو وہ بولا :

اگر جیسا تمہارے ہوئی تو میں نے عذر آئی کو بلا لینا ہے۔ روشیل کی دھمکی پر معاذ نے سر پیٹ لیا۔

بھائی لوگ مجھے ایک ہی بار بتادو کس کس کو بلانا ہے؟ معاذ نے ایک ہی بار سب سے پوچھنا بہتر سمجھا۔

ہاں ایک کام کرو سنبل کو بھی بلا لو ہم کوئی فارمولا ہی بیٹھ کر حل کر لیں گے۔ ابرار نے آفر پاتے ہی لب ہلائے۔

جس کو مرضی آئے بلا لو مگر عیشو کو مت بلانا میرے اندر کا شیطان ابھی سو رہا ہے وہ آئی
 تو جاگ جائے گا اور پھر کہے گا شرارتیں کر شرارتیں میرا ابھی کوئی موڈ نہیں ہے مار
 کھانے کا لوگوں سے۔ سنی نے بڑے مزے سے گھاس پر لیٹتے ہوئے کہا۔
 ان کی باتیں سنتے ہی معاذ نے عاشی کو فون کھڑکایا اور لڑکیوں کے نام لیے کہ انھیں
 ساتھ لائے۔ عاشی نے ان سب کے نام لیے تو کشف، نیہا اور عیشورہ گئیں۔
 تم تینوں گھر بیٹھ کے کیا کرو گی چل پڑو ساتھ۔ مونانے انھیں ساتھ چلنے کی آفر کی تو
 تینوں نے ہنس کر منع کر دیا۔

نہیں تم لوگ جاؤ ہم گھر پہ ہی ٹھیک ہیں بلکہ کھانا وغیرہ بنالیں گے۔ کشف بجھ سی گئی
 مگر ظاہر نہ کیا۔
 Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

ٹھیک ہے کھانا بنا کر رکھنا اگر رک رہی ہو تو۔ سنبل نے جاتے جاتے حکم صادر کیا۔
 اندر سے کنڈی لگا کے رکھ لو۔ جیانے ہدایت جاری کی۔ ان کے جاتے ہی نیہا اور کشف
 نے عیشو کو دیکھا جس کی آنکھوں میں شیطانی چمک تھی۔

عاشی آخر مجھے کس نے پارک میں بلایا ہے؟ پارک میں داخل ہوتے ہی سپنانے ادھر
 ادھر دیکھتے ہوئے سوال کیا۔ سامنے ہی سارے لڑکے ہاتھ باندھے قطار میں کھڑے

تھے سوائے ایک شخص کے جو ان سب کے متضاد دوسری سمت رخ کیے کھڑا تھا۔

جیہا، سنبل اور مونانے بھی لڑکوں کی سمت دیکھ کر اندازہ لگانا چاہا آخر یہ رخ موڑے
کون کھڑا ہے۔ اتنے میں عاشی گویا ہوئی:

معلوم نہیں مجھے تو انھوں نے تمہیں ساتھ لانے کا کہا تھا۔

معاذ جیجو بتائیں نہ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ سپنا سے تجسس برقرار نہیں ہوا تو دھیرے سے
منمنائی۔

ارے لڑکی اتنی بھی کیا جلدی ہے ابھی معلوم ہو جاتا ہے۔ اتنا کہ کروہ سب لڑکے
مسکرائے تھے اور معاذ چٹکی بجا کر بولا:

1, 2 ,3 let's start.

لڑکیاں ٹھوڑی پہ انگلیاں رکھے تماشا دیکھ رہی تھیں۔ سٹارٹ کہتے ہی باقی لڑکوں نے اونچی آواز میں "سرپرائز" کا نعرہ لگایا اور مدنی مسکراتے ہوئے مڑا۔ اسے اچانک سامنے نئے بھیس میں دیکھ کر سپنا کی تو خوشی سے چیخ ہی نکل گئی۔

کیا ہوا اچھا نہیں لگ رہا کیا؟ مدنی چلتے ہوئے بہن کے قریب آیا اور ذرا سا سنجیدہ ہوا۔

ارے نہیں بہت پیارے لگ رہے ہیں۔ سپنا نے نار ہوئی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

اچھا پہلے نہیں لگتا تھا۔ مدنی نے جیبوں میں ہاتھ اڑستے ہوئے اسے تنگ کرنا چاہا۔

بھائی! سپنا کے چلانے پر وہ قہقہہ لگا کر ہنسا تھا۔

اس دوران عاشی اور معاذ آگے بڑھ گئے۔ ایان نے مونا کی طرف قدم بڑھائے۔ ابرار اور سنبل پنکو کو ریاضی سمجھانے بیٹھ گئے جو عموماً اس وقت ایک طرف بیٹھا پڑھ رہا ہوتا

تھا۔ جب سب ادھر ادھر مصروف ہو گئے تو جیا کی نظریں روشیل کی نظروں سے ٹکرائیں جو آہستگی سے چلتا ہوا اس کے قریب آ رہا تھا۔

نظروں سے نظریں ملیں تو
جنت سی مہکی فضا میں

روشیل کے قریب آ کر گنگنا نے پر جیا چہرے پر ہاتھ رکھ کر شرمادی۔

کیا ہوا؟ روشیل کی مدھم آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تو اس نے سراٹھا کر اسے دیکھا

آپ کبھی باز نہیں آئیں گے۔ جیا کا انداز اطلاع دینے والا تھا جیسے اتنا تو وہ جانتی ہے۔

باز کو بہت سرچ کیا گو گل میپ پر مگر راستہ ہی نہیں ملا کہیں اور کہو گی تو آجائیں گے۔
روشیل کی بات پر جیا نے بے یقینی سے اسے دیکھا "یہ شخص کچھ زیادہ ہی نہیں چالاک

ہو گیا "ابھی وہ اسے دیکھتے ہوئے یہی سوچ ہی رہی تھی کہ روشیل بول پڑا۔

ایسے نہ دیکھو نہیں تو پیار ہو جائے گا۔ اس کے جملے پر جیا نے گھبرا کر نظریں پھیریں اور سننجل کر بولی:

جی نہیں پیار تو صرف میں اپنے نکاح میں آنے والے مرد (شوہر) سے کروں گی۔

جیا! کچھ دیر کی خاموشی کے بعد روشیل بولا۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جی کہیں۔ عادت کے مطابق لب چبانے لگی روشیل نے خاص اس کی حرکت نوٹ کی۔

اونہوں پہلے یہ لب چبانا بند کرو۔ جیا نے فوراً لب دانتوں تلے سے آزاد کیے۔

میں نکاح ہی تو کرنا چاہتا ہوں تم سے۔۔۔ جیا فوراً بات کاٹ کر بولی۔

ہاں تو پیار بھی تب ہی کر لوں گی۔ اس کے بعد اپنی ہی بات پر مسکرا دی جیسے بڑی عقلمندی والی بات کی ہے۔

میرا تو بس چلے ابھی نکاح کر لوں مگر۔۔۔۔۔ وہ خاموش ہوا۔ جیسا اس کے اشارے پر مڑی تھی۔

مونا کیسی ہو؟ ایان نے اس سے سوال کیا جس پر اس نے طنز بھری نگاہوں سے دیکھا اور گویا ہوئی، لہجہ ایسا کاٹ کھانے کو دوڑ رہی ہو۔

جیسی دکھ رہی ہوں ویسی ہی ہونگی، ہونہہ۔ مونا کے انداز پر ایان بے ساختہ مسکرا دیا۔

میری لیڈی سٹریل! آخر اتنا چڑتی کیوں ہو مجھ سے؟ اس کے محبت بھرے انداز کو مونا نے بھرپور طریقے سے نظر انداز کیا۔

ایک منٹ پہلے تو میں تمہاری نہیں ہوں اور دوسری بات نہ سڑیل ہوں۔

ہاں ہاں اب یہ بھی کہ دینا کہ نہ میں لیڈی ہوں، ہا ہا ہا۔ پاس بیچ پر آنکھیں موندے لیٹا
سنی ان کی باتیں سن رہا تھا آخر میں برداشت نہ ہوا تو بول پڑا۔ اس شیطان کے چیلے
کو دونوں ہی سوتا سمجھ کر وہیں کھڑے ہو گئے تھے۔

اوہ سنی تم ڈسٹرب ہو گئے سو سوری ہم کہیں اور چلے جاتے ہیں۔ ایان نے چہرے پر
زبردستی کی مسکراہٹ سجائی اور مونیکا ہاتھ تھام کر آگے کو بڑھ گیا۔

ایان! ہاتھ چھوڑو میرا پاگل ہو گئے ہو کیا؟ مونیکا نے ایک جھٹکے سے ہاتھ چھڑایا۔

ویسے تم اتنی سختی سے کیوں پیش آتی ہو مجھ سے حالانکہ میں مجبور ہوں اپنے دل کے
آگے۔ ایان نے ناچاہتے ہوئے بھی شکوہ کر ڈالا۔

مجھے خود نہیں معلوم۔ مونانے جان چھڑانے والا انداز اپنایا۔

جتنا میں نے نوٹ کیا ہے تم دوسروں کے ساتھ تو ایسا سلوک نہیں کرتی پھر مجھ سے کیوں۔۔۔ ایک منٹ کہیں میں مڈل کلاس سے ہوں شاید اس لیے، یا پھر میں موٹا بلکہ اب تو بہت اسمارٹ ہو گیا ہوں پھر آخر کیا وجہ ہے؟

ایان! تم پاگل ہو ہمارے اسٹیٹس میں زیادہ فرق تو نہیں ہے اور میرے نزدیک یہ سب میٹر نہیں کرتا میری ترجیحات یہ سب نہیں ہیں اور آئندہ یہ سب باتیں لے کر میرے پاس مت آنا، سنا تم نے۔ ہمیشہ کی طرح پاؤں پیچ کر آگے بڑھ گئی۔ ایان نے گہرا سانس لیتے ہوئے قریبی بیچ کی طرف قدم بڑھائے۔

وہ تینوں گھر کے دروازے پر تالا لگانے کے بعد عذرا آئی تھیں۔ پچھلے ایک گھنٹے سے عیشو اور نیہا آئی کو پارک جانے کے فوائد گنوا رہی تھیں۔ جبکہ کشف تو آج

کھوئی کھوئی سی تھی وہ زیادہ گفتگو میں حصہ نہیں لے رہی تھی۔

ارے عیشو باجی میں تو کہتی ہوں آنٹی کو گھر میں بیٹھ بیٹھ کے کیا کریں گی ایک تو انکل بھی نہیں آپار ہے ابھی وقت ہے ذرا گھر سے نکل کر دنیا ہی گھوم لیں۔ چٹکی نے گفتگو میں حصہ لینا ضروری سمجھا۔

جی آنٹی موٹا پالم کرنا ہے تو واک روز کرنی پڑے گی اب سستی چھوڑیں ہم ابھی پارک چلتے ہیں۔ عیشو کی باتیں نیہا اور کشف دونوں اچھے سے سمجھ رہی تھیں۔ نیہا نے بھی عذر آنٹی کو قائل کرنا چاہا:

آنٹی آج کیا ہم روز آپ کو ساتھ لے جایا کریں گے، بس ابھی آپ اٹھیں پارک چلتے ہیں۔

اچھا اتنی ضد کرتے ہو تو چل پڑتی ہوں۔ بلا آخر آنٹی کو ماننی ہی پڑی۔

ویسے آنٹی میں تو کہہ رہی تھی رحمتاں آنٹی کو بھی ساتھ لے جایا کریں بور نہیں ہونگی۔
 چٹکی کی بات پر عذرا آنٹی کے شانوں پر چادر پھیلاتے ہاتھ رکے تھے۔ انھوں نے گول
 گول آنکھوں سے اسے گھورا۔ ان کے انداز پر چٹکی نے تھوک نگلا جیسے چوری پکڑی گئی
 ہو۔

ہمم کہ تو ٹھیک رہی ہو لڑکی۔ عذرا آنٹی کے انداز پر چٹکی نے دل میں سجدہ شکر بجالانا
 ضروری سمجھا۔۔۔ آج ان کے ساتھ چلتے ہیں کل سے رحمتاں کو ساتھ لے جایا
 کروں گی۔

کچھ ہی دیر میں یہ چھوٹا سا قافلہ پارک کی جانب رواں دواں تھا۔

یار یاسر میں اس بیٹچ پر پڑا بہت ہی زیادہ بور ہو رہا ہوں کیوں نہ کچھ مستی ہو جائے۔ سنی
 ایک جھٹکے سے بیٹچ پر سے اٹھایا سر جو ابھی اس کے قریب آکر بیٹھا ہی تھا چھیڑنے کی

غرض سے بولا:

تو کیا خیال ہے عیشو کو بلا لیں؟

میں نے رنگ میں بھنگ ڈالنے کو نہیں کہا تجھے میرے بھائی، چل آ جاڑ کی پٹاتے ہیں۔
سنی نے سامنے کھڑی لڑکیوں کے جھرمٹ پر ایک نظر ڈالی۔

نہ بیٹا میرا جوتے کھانے کا ذرا موڈ نہیں ہے اور تاریخ گواہ ہے تمہارے ساتھ ہم
معصوموں میں سے جو بھی پنگا لینے میں شامل ہوتا ہے آخر میں جوتے اسی بیچارے کو
پڑتے ہیں اس لیے تم اکیلے ہی اس کار خیر میں حصہ لو۔ یاسر کے صاف انکار پر سنی منہ
بناتا اٹھ گیا۔

ابھی تو وہ لڑکی سے ہائے ہیلو کرنے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ سامنے والے گیٹ
سے عذرا آئی اپنے لشکر سمیت پارک میں داخل ہوئیں۔

ہم! میں بھی کہوں ہمارے محلے میں اتنا سناٹا کیوں ہوتا ہے تو یہ جوڑیاں یہاں چوڑیاں ہوئی پھرتی ہیں۔ ایک لمحے میں عذرا آئی نے گیٹ کے سامنے والے حصے میں ان سب کو پکڑ لیا تھا۔ وہ بھی تو ہر چیز سے بے فکر گیٹ کے سامنے والے حصے میں ہی باتیں کرنے رک گئے تھے۔ اچانک روشیل کی نظر ان پر پڑی تو اس کی گفتگو کو بریک لگا، ابرار اور سنبل نے عذرا آئی کو دیکھتے ہی درمیان میں پنکو کو بٹھایا اور ایسے زور و شور سے ہل ہل کر ریاضی کرنے لگے جیسے مدرسے میں قاری صاحب کو دیکھ کے بچہ قرآن پڑھتا ہے۔ ایان نے شکر ادا کیا کہ مونا کا پیڑچ کر جانا نعمت ثابت ہوا تھا۔ عاشی اور معاذ نے مسکرا کر عذرا آئی کو خوش آمدید کہا۔

Hello ! Pretty girl .

سنی کے جواب میں پر بیٹی گرل نے Hi Handsome بولا تھا۔ اس سے پہلے کہ سنی مزید فلرٹ کرتا عذرا آئی چلتی ہوئیں ان کے قریب آئیں۔

اسلام علیکم! آئی آپ۔۔۔۔۔ ہی ہی ہی۔۔۔ وہ میں ان باجی سے کہ رہا تھا ان کی شکل

کچھ کچھ بالی وڈ کی اداکارہ پریتی چوہڑا سے ملتی ہے۔۔۔ باجی کہنے پر پریتی گرل کی آنکھیں پھیلیں اور نتھنے پھولے تھے۔

یہ پریتی چوہڑا تو سنا ہے پریتی گرل کو کسی نئی اداکارہ آئی ہیں بالی وڈ میں عیشو باجی۔ چٹکی جوان چیزوں میں آپ ڈیٹ رہنا پسند کرتی تھی فوراً سے پیشتر بولی۔

جس پر سنی نے اسے گھوریوں سے نوازا تھا۔

ہاں بھی "ہیرا انجھا" کی ماڈرن کاپی تم لوگوں کے بیچ کیا غٹروں چل رہی تھی دیکھو اب تو میں نے خود اپنی ان گنہگار آنکھوں سے پکڑا ہے تم دونوں کو۔ جیا مسکرا کر کوئی بہانہ سوچنے لگی جبکہ روشیل گلا کھنکار کر بولا:

دیکھیں آنٹی میں اسے کب سے سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ بلاول بھٹونے جو تھیوری پیش کی ہے کہ "زیادہ بارش آتا ہے تو زیادہ پانی آتا ہے" بالکل ٹھیک ہے مگر یہ ہے کہ مان ہی نہیں رہی ہے اب آپ خود انصاف سے بتائیں یہ بات ٹھیک ہے کہ غلط

؟

روشیل کی چالاکی اور حاضر دماغی پر وہاں موجود نفوس عیش عیش کراٹھے جبکہ جیایک بار پھر خود کو پھنسائے جانے پر اسے گھورنے لگی۔

ہاں بھی لڑکی اس نے ٹھیک ہی تو کہا ہے "زیادہ بارش آتی ہے تو زیادہ پانی آتا ہے" تمہیں کیا اعتراض ہے سمجھ میں نہیں آئی بات۔ عذرا آئی وہیں گھاس پر ہی چو کڑی مار کر بیٹھ گئیں اور ان سب کو بھی بادل ناخواستہ ان کی تقلید کرنا پڑی۔

آئی جو بات بچے بچے کو معلوم ہے وہ بھی بھلا کوئی تھیوری ہوئی تھیوری تو وہ ہوتی ہے جو ہم دریافت کرتے ہیں جو چیز کسی کو معلوم نہیں ہوتی اور ہم اسے دریافت کر کے متعارف کراتے ہیں۔ دونوں طرف کی بات سن کر آئی بھی ذرا کنفیوز ہوئیں۔

اے ہے بھلا تم لوگ بھی جوانی میں کس قسم کی باتیں لے کر بیٹھ گئے ہو لوگ اس عمر میں پیار محبت کی باتیں کرتے ہیں۔ آخر میں عذرا آئی دوپٹے کا پلو منہ پر رکھ کر شرما

دیں۔

وہ تو ہم تب کریں جب آپ کرنے دیں۔۔۔ مدنی کی بات پر سپنانے کہنی ماری جبکہ کشف کی نظریں بے ساختہ اس کی طرف اٹھی تھیں۔ کتنا دلکش لگتا تھا وہ اس حلیے میں

ہاں تو میں نے کب منع کیا ہے نکاح کرتے جاؤ اپنی من پسند لڑکیوں سے اور راز و نیاز کی باتیں کرو۔ عذرا آنٹی نے شرط سامنے رکھی۔

ہائے آنٹی اب سب کی قسمت معاذ جیسی کہاں ہوتی ہے کہ "بن نوکری مل جائے چھو کری" ایان نے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہا۔

آئے ہائے ایان پتر تیرے حال کو دیکھتے ہوئے دل چاہ رہا ہے سب کچھ چھوڑ کر پہلے نوکری ڈھونڈ لاؤں تمہارے لیے لیکن پھر ایک مسئلہ ہے؟ عذرا آنٹی کی بات غور سے سنتا ایان فوراً بولا "کیسا مسئلہ آنٹی؟"

بیٹا نو کری تو میں تجھے لگوا دوں گی کسی سرکاری یا پرائیویٹ ادارے میں چوکیدار کی لیکن یہ بتا چھوری ہے سہی تیرے پاس۔ باتوں ہی باتوں میں وہ اس سے "چھوری کا نام" اگلو انا چاہ رہی تھیں۔ ایان کو نسا ہاتھ آنے والا تھا فوراً سمجھ گیا بلکہ چوکیدار کے نام پر منہ بنا کر بولا:

ارے آنٹی چوکیدار لگتے ہی اسکول کی صفائی کرنے والی چھو کری سے نکاح پڑھوا لوں گا اس کی فکر آپ کیوں کرتی ہیں؟

اس کے سڑے ہوئے انداز پر مونا کا قہقہہ ابل کر نکلا تھا باقی سب بھی اپنی ہنسی ضبط نہ کر سکے۔

ایان بیٹا تم تو برا ہی منا گئے۔ عذرا آنٹی نے کچھ فاصلے پر بیٹھے سنبل، ابرار اور پنکو کو مخاطب کیا:

بس بہت کرلی ریاضی تم نے اتنی تو فیثا غورث نے ساری زندگی میں نہیں کی ہونی جتنی
تم لوگوں نے اتنی دیر میں کرلی۔ عذرا آئی کی بات پر وہ دونوں کھسیانی ہنسی ہنس دیے
اور کپڑے جھاڑتے ہوئے اٹھ گئے۔

اس ساری تفریح میں وہ پارک میں اچانک عذرا آئی کا تشریف لانا بھول گئے تھے ورنہ
کشف، عیشواور نیہا کی خیر نہ ہوتی۔

اوائے ریاضی دان اب کس سوچ میں گم ہے؟ رات کو کھانا کھانے کے بعد وہ سب صحن
میں محفل جمائے بیٹھے تھے۔ چار لڑکے لڈو، دو کیرم بورڈ کھیل رہے تھے جبکہ ابرار
ایک طرف بیٹھا نجانے کس سوچ میں محو تھا۔ اسے سوچنا پا کر مدنی نے استفسار کیا۔

خیال کرنا ہم ریاضی دان سمجھتے رہیں اور یہ سائنسدان بنا کھڑا ہو؟ یا سر نے اہم نقطے کی
طرف توجہ دلائی۔

یار مجھ پہ طنز کرنا چھوڑو اور اہم تبدیلی پر بھی کوئی توجہ دو۔ ابرار کی بات پر وہ سب
الرٹ ہوئے۔

تم سب نے آج لڑکیوں میں تبدیلی محسوس نہیں کی کیا؟ ابرار آگے کو سرکا اور
رازداری میں گویا ہوا۔

ہیں؟ کیسی تبدیلی؟ روشیل نے حیرت سے سوال کیا۔

ارے وہی کاشف بھیا سے کشف میں تبدیلی۔۔۔۔۔ ابرار نے سرپیٹ کر بتایا۔

اوہ ہاں ہاں میں تو خود بڑا حیران ہوا تھا اسے دیکھ کے یوں لڑکیوں والے حلے میں۔ ایان
نے بھی لب ہلائے۔

انداز تو یہی بتاتا ہے لڑکی، لڑکی بن گئی ہے۔ سنی نے قہقہہ لگایا۔

ارے نہیں ابھی صبح جب میں آیا تھا تو سیدھا سپنا سے ملنے گیا تب دروازے پر کاشف
 بھیا تشریف لائے تھے۔۔۔۔۔ ابھی مدنی کی بات مکمل نہیں ہوئی کہ چپ بیٹھا
 معاذ بول پڑا:

مدنی مان نہ مان تبدیلی تو تجھے دیکھ کے لڑکی میں آئی ہے۔۔۔۔۔ ویسے (ویسے کو لمبا کھینچ
 کر) لڑکی بری نہیں ہے۔

اس کا اشارہ مدنی سمیت سب سمجھ چکے تھے ان سب کے قہقہے نکلے جبکہ مدنی نے
 درمیان میں پڑی لڈو اس کے سر پر اُلٹتے ہوئے شعر کہا:

میں بد تمیزوں کے سارے علاج جانتا ہوں

تو میرا دوست نہ ہوتا تو میں بتاتا تجھے

واہ واہ لالے شعر گوئی بھی شروع کر دی ابھی سے۔

اب وہ سب مل کر اس کا ریکارڈ لگا رہے تھے۔

وقت کا پہیہ بڑی تیزی سے گھوم رہا تھا ان سب کی ڈگریوں کے آخری سال کا سورج کل طلوع ہونے کو تھا۔ اس شام کو وہ سب سال کے آخری سورج کو پارک میں مل کر غروب ہوتا دیکھ رہے تھے۔ مگر کشف کی نگاہیں تو مدنی پر مرکوز تھیں۔ اس کی قسمت نے بھی عجیب پلٹا کھایا تھا۔

قسمت نے محبت کے درپر اس لڑکی کو لا پٹھا تھا جو کسی دور میں لڑکی کہلوائے جانے کے خلاف تھی۔ اس نے بارہا محسوس کیا تھا مدنی اس کی نظروں کے پیام سے انجان نہیں اور مدنی نے کبھی اس کے جذبوں کی پذیرائی بھی نہیں کی تھی۔ جب سے مدنی انسانوں والے حلیے میں آیا تھا کشف نے بھی اسی دن لڑکیوں والا حلیہ اپنایا تھا۔ اس بات پر عیشو اکثر اسے چھیڑتی تھی مگر کشف ہمیشہ ہنس کر ٹال دیتی کہ ایسا کچھ نہیں اس سال تو انھوں نے باقاعدہ ان کے حلیوں کی تبدیلی والے دن کیک بھی کاٹا تھا۔ یہ ان کی چھوٹی

چھوٹی خوشیاں تھیں جو وہ مل کر مناتے تھے۔

سورج غروب ہو گیا تو معاذ عاشی کا ہاتھ تھام کر اس طرف آیا جہاں رات کے وقت پارک میں لگے بلب میں گھاس کے ایک قطعے میں لگا پانی سفید و سبز رنگ کا کچھ منفرد سا منظر پیش کر رہا تھا۔ وہ جیبوں میں ہاتھ اڑستے ہوئے اس کے سامنے آن کھڑا ہوا اور انتہائی نرم لہجے میں اسے مسکراتے ہوئے مخاطب کیا:

عاشی! عاشی کی احترام میں جھکی نظریں، لرزتی پلکیں، دل کی تیز دھڑکن۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

میری نصف بہتر! اب کی بار معاذ کے ہاتھ بڑھے اور عاشی کے پہلو میں گرے ہاتھوں کو تھامے،

جنت میں میری غلام حوروں کی سردار خاتون! اب کی بار معاذ کی طرف سے شرارت میں کہا گیا جملہ عاشی کی پل بھر میں جھکی نظریں اٹھا گیا اور یہی تو چاہتا تھا وہ اسے نظریں اٹھا کر دیکھے۔

میرے پیارے شوہر نامدار! میں وہ بیوی ہوں جو آپ کو حوروں کے ساتھ بانٹنا بھی پسند نہیں کرتی۔۔۔۔۔ عاشی کا حق جتنا لہجہ معاذ کے دل میں ٹھنڈک اتار گیا۔

اتنی پوزیسو ہو میرے لیے؟ ایک بار پھر دلی تسکین کے لیے لاڈ سے پوچھا گیا۔

اور نہیں تو کیا۔۔۔ خیر آپ مجھ سے کسی خواہش کا اظہار کرنے والے تھے؟ یہ وہ بات تھی جو کرنے کے لیے وہ اسے ایک طرف لایا تھا۔ عاشی مسکرا کر اسے دیکھنے لگی دونوں ایک دوسرے کی محبت میں نکاح کے بعد کس قدر خوبصورت ہو گئے تھے۔

تمہیں تو علم ہے مجھے گائیکی کس قدر پسند ہے میں چاہتا ہوں اپنے کیرئیر کے ساتھ ساتھ شوق کو بھی جاری رکھوں مگر اس سے پہلے میں چاہتا ہوں تمہاری پسند کے منچ پر گاؤں۔ مجھے معلوم ہے تمہیں بھارت کا انڈین آئیڈیل شو بہت پسند ہے تم بڑے شوق سے دیکھا کرتی تھی اس شو کو۔ کیا تم اس اسٹیج پر مجھے گاتا ہوا دیکھنا چاہتی ہو؟ وہ اپنی بات کر کے خاموش ہوا، عاشی منہ کھولے حیرانی سے تک رہی تھی اس کے فرشتوں کو بھی

علم نہیں تھا معاذ ایسی خواہش کا اظہار کرے گا کبھی۔ وہ تو حیران ہوئی کیسے اسے عاشی کی پسند یا جنون کا علم ہوا تھا۔

کیا ہوا خاموش کیوں ہو؟ وہ اس کی حیرانگی پر حیران ہوا۔

معاذ! میں جانتی ہوں گائیکی آپ کا شوق ہے اور میری خاطر آپ بھارت کے انڈین آئیڈیل کے منچ پر گانے سے بھی گریز نہیں کریں گے مگر میں چاہتی ہوں آپ --- وہ کنفیوژ ہوئی تھی۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

ہاں ہاں بولو، کہو عاشی! معاذ نے اس کی ہمت بڑھائی۔

دیکھیں معاذ گائیکی آپ کا شوق ہے گانے گانا تو نہیں تو میں چاہتی ہوں آپ اپنا شوق محبت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اظہار کرنے کے لیے استعمال کریں، اس زبان پہ گانے اچھے نہیں لگتے۔ وہ اپنے دل کی بات کہ کر سر جھکا گی، معلوم نہیں معاذ کیا ری ایکشن دے۔

معاذ اس کی بات سن کر گنگ رہ گیا۔ وہ سامنے اپنی منکوحہ کو سر جھکائے کھڑا دیکھ رہا تھا۔ وہ منکوحہ جس کے باعث معاذ سراٹھا کر کھڑا تھا۔ اپنی محبت پر، اپنی پسند پر اس کا سینہ چوڑا ہوا اور سر فخر سے بلند۔۔۔۔

تو ایسی بیویاں ہوتی ہیں جو اپنے مردوں کے لیے دونوں جہانوں میں سر خروئی کا باعث بنتی ہیں، میری جان! میری انت الحیاة! تم نے میرا سر فخر سے بلند کر دیا تم مجھے راہ نجات پہ لے آئی حالانکہ ہم سب جانتے ہیں گانے گانا اسلام میں حرام ہیں مگر ہم مسلمان اس گناہ کو معمولی سمجھتے ہیں حالانکہ اسی زبان، اسی سرتال سے ہم نعت اور حمد گوئی بھی تو کر سکتے ہیں۔ میرا وعدہ ہے تم سے میں تمہارے پسندیدہ منج پر ہماری پسندیدہ شخصیت کے گن گاؤں گا۔ وہ جو سر جھکائے کھڑی انگلیاں چٹخا رہی تھی معاذ کی بات پر سراٹھائے تشکرانہ نگاہوں سے آسمان پر رب تعالیٰ کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ اچانک اسے خیال آیا:

وہ تو انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

تبھی معاذ نے اس کی پیشانی پر مان بھرا بوسہ دیا تھا۔

اس پل عاشی نے دل سے رب العالمین کا شکر ادا کیا وہ اس کا محرم تھا، اس کا دل کچ، وہ منکوحہ تھی اس کی، محرم سے محبت بھی عجیب سا سکون بخشی ہے۔ شوہر بیوی کی محبت دیکھ کر تو رب بھی خوش ہوتا ہے آخر ایسے ہی تو نہیں کہا گیا کہ رب کے بعد اگر سجدہ جائز ہوتا تو بیویاں اپنے شوہروں کو کرتیں۔ دین میں شوہروں کا بہت بڑا درجہ ہے۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

لڑکیاں سوچکیں تو کشف نے سرہانے کے نیچے سے فون نکالا اور کمبل میں منہ دے کر موبائل آن کر گیلری میں موجود مدنی کی تصویریں دیکھنے لگی جو مختلف موقعوں پر لی گئی تھیں۔ تصویریں دیکھتے ہوئے بے ساختہ اس کے دل سے صدا آئی:

کاش! اس صبح دروازے کی دستک پر میں دروازہ کھولنے نہ گی ہوتی تو آج یکطرفہ محبت

کا درد نہ جھیل رہی ہوتی۔

وہ آنکھیں موندے سونے ہی لگا تھا کہ ایک خیال کے تحت اٹھا اور مونا کے نمبر پر ایک پیغام بھیجا۔ آجکل وہ اسے بڑا نظر انداز کر رہی تھی جہاں اسے دیکھتی وہیں سے پلٹ جاتی۔ یہ بات ایان کے لیے باعث تکلیف تھی۔



"تم پہ مرتے ہیں تو کیا مار ہی ڈالو گے"

اسے یہ پیغام بھیج کر وہ آنکھیں موندے لیٹ گیا۔

سال کے پہلے مہینے کا پہلا سورج نارنجی رنگ کی شعاعیں زمین پر ڈالتا غروب ہو رہا تھا۔ ایسے میں دو نفوس اک دو بجے کے سامنے لاہور کی ایک مسجد کے احاطے میں کھڑے

شاید ایک دوسرے کے بولنے کے انتظار میں تھے۔ فرش پر موجود پانی سے منعکس ہوتی نارنجی شعاعیں سارے منظر کا احاطہ کیے خوب صورتی کا کوئی منفرد سا نظارہ پیش کر رہی تھیں فرش پر موجود پانی میں نارنجی رنگ میں نہائے وہ دوسائے دیکھنے والوں کو کسی مصور کی بنائی گئی تصویر لگ رہے تھے۔۔۔ ایسے جیسے کوئی دیدہ زیب انمول ہو کر بھی بے مول بیننگ جس کے دام لوگ سوچتے ہی رہ جائیں، ایسی تصویر جو دیکھنے والے کو محویت سے تکتے پر مجبور کر دے، ایسا منظر جس سے آنکھ چرانے کو جی نہ چاہے۔

جیا! میں تم سے نکاح کرنا چاہتا ہوں اور اس سلسلے میں مجھے اجازت دو کہ تمہارے گھر آ کر اپنا مدعا بیان کر سکوں تاکہ تمہارے والدین اپنی دعاؤں کی سائے میں تمہیں میرے سنگ رخصت کریں۔ روشیل نے بغیر کوئی لگی لپٹی رکھے اپنے دل کا پیغام اسے سنایا۔ جیا اس کے انداز بیاں پر حق دق رہ گئی اور پھر اک گہرا سانس بھر کر بولی:

روشیل! دوسروں کا تو مجھے نہیں معلوم مگر میری خواہش ہے میرے والدین اپنی دعاؤں کے سائے میں مجھے میرے ہونے والے شوہر کے والدین کی دعاؤں کے

سائے تلے رخصت کریں اور یہ دعاؤں کی چادر یو نہی ہمارے سروں پر تنی رہے۔ جیا کا اشارہ اس کی اپنے والدین کے ساتھ صلح کی طرف تھا۔

تو یہ شرط ہے تمہاری ہمارے نکاح کے لیے؟ روشیل کے تاثرات سپاٹ ہوئے تھے۔

نہیں خواہش ہے میری اور جس شخص کی میں محبت ہوں گی وہ یقیناً میری اس چھوٹی سی خواہش کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے اپنی اناتک کو کچل گزرے گا۔ روشیل نے زخمی نظروں سے اسے دیکھا تھا جو بات مکمل کرنے کے بعد رکی نہیں تھی۔

بھورے رنگ کے پیروں تک آتے کوٹ پر ہم رنگ حجاب میں وہ اسے مسجد کے احاطے سے نکلتی ہوئی دیکھائی دی اس کے بعد کا منظر دھندلا سا گیا تھا۔

آج سال کا پہلا دن تھا وہ سب یونی تھیں جب جیانے واٹس ایپ گروپ میں ان سب کو

افرا تفری میں گھر آنے کا کہا۔ دراصل بات ہی ایسی تھی کہ جیا کو ایمر جنسی میں اجلاس بلانا پڑا۔ وہ سب اپنے اپنے لیکچرز چھوڑ کر گھر کو بھاگی تھیں۔

اب منظر کچھ ہوں ہے کہ جیا صوفے پر بیٹھی تھوڑی پرچہ ہٹائے ان سب کو دیکھ رہی ہے، باقی سب تجسس بھرے تاثرات لیے اس کے گرد کھڑی ہیں۔

محترمہ جیا صاحبہ! اتنی جلد بازی میں اجلاس کیوں طلب کیا گیا کچھ بکیں گی؟ سنبل کو تجسس سے کوفت ہونے لگی۔

وہ مجھے روشیل کی کلاس میں کال آئی تھی۔ اس نے خدا خدا کر کے بات کا آغاز کیا۔

تو یہ کوئی پہلی دفعہ تھوڑی ہے کہ محترمہ نے اجلاس بلا لیا۔ نہ عادت کے مطابق شروع ہوئی۔

پہلے اس کی مکمل بات تو سنو۔ سپنا برہم ہوئی سب نے نہیہا کو خائف بھری نگاہوں سے

دیکھا۔

روشیل نے مجھے غروب آفتاب کے وقت مسجد میں بلایا ہے اور آنے کی خاص تاکید کی ہے۔۔۔۔۔ جیانیے بات مکمل کر کے ان سب کے چہرے دیکھے۔

مسجد میں طلب کیا ہے اور آنے کی خاص تاکید بھی کی ہے۔۔۔۔۔ وہ ساتوں ایک ساتھ بولیں اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں کہ آخر یہ کیا سین ہے؟

کہیں وہ تم سے مسجد میں نکاح تو نہیں کرنے والا وہ بھی زبردستی والا۔۔۔۔۔ مونا گویا ہوئی جس نے تازہ تازہ فیس بک پر رڈ بیسڈ ہیر و کہانی کا کوئی سین پڑھ لیا تھا غلطی سے۔

کیسی لڑکی ہو یا مونا تم؟ اس کی بے وقوفانہ بات پر عاشی بد مزہ ہوئی۔

تمہیں نہیں پتا میں معصوم سی لڑکی جلیبی کی طرح سیدھی اور مرچ کی طرح میٹھی

ہوں۔ مونانے جھٹ پٹ منہ کھولا، اس کی بات پر ساتوں لڑکیوں نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا تھا۔

اسے چھوڑو مجھے بتاؤ روشیل نے مجھے کیوں بلایا کیلے وہ بھی مسجد میں؟ جیا نے انھیں یاد دلایا تو ایک بار پھر وہ سب غور کرنے لگیں۔

ہو سکتا ہے چندہ دینے کے لیے بلایا ہو۔ عیشو کی رگ ظرافت پھڑکی۔ جیا نے اسے ایسے دیکھا جیسے کہ رہی ہو تم کبھی نہ سدھرنا۔

دفع ہو جاؤ تم سب میں جارہی ہوں اور واپسی پر انتظار مت کرنا کیونکہ کچھ نہیں بتانے والی میں سزا ہے تم لوگوں کی۔ جیا پیر پٹختے ہوئے صوفے سے اٹھی اور حلیہ درست کر کے باہر نکلی۔

تب سے وہ لوگ بے چینی سے جیا کے آنے کا انتظار کر رہی تھیں۔

جیا گھر آئی تو معمول کے مطابق سپنا چھت پر بیٹھی حمید کو انگریزی پڑھا رہی تھی جبکہ چٹکی کسی بہانے سے ان کے گھر موجود تھی دونوں چوری چوری ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ یہ آنکھ مچولی کا کھیل بھی تب سے چل رہا تھا جب سے حمید کی سپنا کے پاس پڑھائی شروع ہوئی تھی۔

ویرے نے کیا کہا؟ اسے دیکھتے ہی سب لڑکیاں جمع ہو گئیں، وہ چھت پر کھڑی گلی میں جھانک رہی تھیں شاید جیا کا انتظار کیا جا رہا تھا وہ ابھی صحن میں ہی داخل ہوئی تھی کہ ساری لڑکیاں سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے اس کے گرد آکھڑی ہوئیں سپنا بھی پڑھتے بچے کو چھوڑ کر سیڑھیاں اتر آئی۔ جیا نے انھیں دیکھا سب کے چہروں پر ایک ہی سوال لکھا دکھائی دیا۔ اس نے اک گہری سانس بھری اور سب حال بیان کر کے اندر بڑھ گئی۔

کیا پتا اسی بہانے ویرے کی اپنے والدین سے صلح ہو جائے۔ نہانے کہا تو عیشو نے حیرت سے پوچھا۔

یہ ویرے کے والد تو دیکھے بھی تھے مگر والدہ اچانک کہاں سے آئیں؟

ایک تو یار ہمیں ویرے کے خاندان کا بھی نہیں پتا اور نہ اصل قصے کی خبر ہے۔ مونانے
ماٹھائیٹا۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی
ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ
کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے
ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات
کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین

Copyright by New Era Magazine

قسمت نے حمید اور چٹکی کو موقع دیا تھا۔ چٹکی پر اندہ ہلاتے ہوئے اس کے قریب آئی۔ ان دونوں کے درمیان سپنا کی کرسی پڑی تھی۔ حمید ہمیشہ کی طرح نظریں اور سر جھکائے بیٹھا تھا۔ وہ ایسے ہی شرمیلا تھا نظریں بس لڑکیوں کے پاؤں تک محدود رہتیں ورنہ زمین کو ہی گھورتا رہتا۔ ایک سال ہونے کو تھا دونوں کے درمیان کبھی الفاظ کا تبادلہ نہیں ہوا تھا۔ چٹکی اس کی پڑھائی کے وقت عذرا آئی سے کوئی بھی بہانہ کر کے لڑکیوں کے گھر آ جاتی اور چھت پر آ کر دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھی اسے تکتی رہتی مجال ہے جو حمید نے کبھی نظریں اٹھا کر اسے دیکھا ہو۔ لڑکیوں کو پہلے تو اس واقعے کی سمجھ نہیں آئی نہ چٹکی کا روز و زامی ہی وقت پہ آنا۔ آخر کب تک یہ سب چھپا رہتا۔ جب انھیں اس سب کی خبر ہوئی تو انھوں نے خوب چٹکی کا ریکارڈ لگایا۔ اب تو بہانے بہانے سے وہ بھی چھت پر موجود رہتیں دونوں پر نظر رکھنے کے لیے۔ ان دونوں کا حال دیکھ کر وہ سب خوب ہنستیں۔ آخر ایک دن چٹکی کو سنبل نے کہہ ہی ڈالا:

کیا فائدہ لڑکی تمہاری اتنی ریاضت کا، جتنا تم اسے یہاں بیٹھی کے تکتی رہتی ہو اگر کوئی بت بھی ہوتا تو اب تک بول پڑتا بس کر بہن اور کتنا تلوگی۔

جبکہ اس کے حمید پر اثر بھی نہیں ہوتا۔ مونا کے کہنے پر چٹکی ناز سے بولی:

رہنے دیں باجی وہ تو اپنی استانی کو بھی کبھی نظر اٹھا کر نہ دیکھیں پھر میں کیوں شکوہ کروں
کے مجھ سے بے رخی برتا ہے حمید۔

ویسے وہ تمھیں دیکھتا ہی نہیں تو اسے کیسے معلوم ہو گا کون ہے وہ جو اسے تکتی رہتی ہے
- کشف نے کچھ سوچتے ہوئے سوال کیا۔

ارے وہ دیکھتا نہیں تو کیا ہوا محسوس تو کرتا ہے نہ مجھے اپنے ارد گرد، محبت کی مہک تو
محسوس کرتا ہو گا اب دیکھیں آپ لوگوں نے محسوس کر لی میری محبت تو جس کے لیے
یہ جذبہ ہے وہ بھی تو شدت محسوس کرتا ہو گا اس کی اور کشف بجز محبت بھی کبھی چھپی
ہے بھلا اسے جتنا ہی چھپاؤ یہ اتنا ظاہر ہوتی ہے۔ یہ جو ہماری آنکھیں ہوتی ہیں ناں دل کا
حال بیان کر دیتی ہیں۔ اس کی باتوں نے کشف کے دل پر اثر کیا۔

اس کا مطلب ہے وہ بھی میرے حال سے واقف ہو گا جو میرے سامنے آنے پر نظریں چرا جاتا ہے بھلا کیسے میری جذبے کی شدت سے بے خبر ہو سکتا ہے۔ کشف سر جھکائے سوچ رہی تھی۔

رو شیل چاہ کر بھی اپنے والد سے اختلاف ختم نہیں کر پار ہا تھا۔ جیا کو اپنی بات سے پیچھے ہٹ جانے پر مجبور کرنے کا سوچ کر ہی وہ آج اس کے ڈیپارٹمنٹ چلا آیا۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

لڑکیاں حسب معمول کیفے ٹیریا میں بیٹھی تھیں۔ دور سے ہی اسے مونا اور کشف ایک میز کے گرد بیٹھی دکھ گئیں۔ اس نے جیا کی تلاش میں نظریں گھمائیں وہ اس سے پہلے ہی فون پر اس کے فارغ ہونے کے متعلق پوچھ چکا تھا۔ مونا، عاشی اور کشف رو شیل کے آنے کا انتظار کر رہی تھیں کیونکہ کچھ دیر پہلے ہی حیدر انکل اچانک کہیں سے نمودار ہو گئے تھے اور جیا سے بات کرنے کی خواہش ظاہر کرتے ہوئے ایک کونے میں پڑی میز پہ لے گئے۔ اب وہ تینوں اس لیے بھی پریشان ہو رہی تھیں کہ کہیں دونوں باپ

بیٹے کا سامنا ہو جانے سے کوئی بد مزگی نہ پیدا ہو جائے۔ روشیل نے جیا کی تلاش میں ادھر ادھر نظریں دوڑائیں تو کونے میں پڑی میز پر جیا کے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھتے ہی اس کے نتھنے پھول گئے اور پیشانی پر بل پڑنے لگے۔

توان کی باتوں میں آکر تم نے ہمارے نکاح کے لیے شرط رکھ لی۔۔۔۔۔ اور دیکھو میں ایک بار پھر انہی سے ڈسا گیا۔۔۔ مسٹر حیدر مجھے نفرت ہے آپ سے سنا آپ نے، ہمیشہ کی طرح میری خوشیوں کی راہ میں حائل ہو گئے میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گا اور جیا میں (پھولی سانس) میں تم سے، سب سے، اپنی محبت سے اور اپنے آپ سے دستبردار ہوتا ہوں۔۔۔۔۔ جیا سے کرسی چھوٹی تھی۔

کک۔۔ کیا کہ رہے ہو روشیل؟ مگر وہ آندھی، طوفان کی طرح وہاں سے نکل گیا۔ جیا وہیں کرسی پر ڈھے گی اور سسکنے لگی۔ حیدر انکل کو اپنا آپ قصور وارد دیکھائی دینے لگا۔

کیا ہوا؟ ویرا اتنی تیزی میں کیوں چلا گیا؟ مونا، عاشی اور کشف آگے بڑھیں۔ اتنے میں یاسر اور ایان بھی کیفے ٹیریا میں داخل ہوئے۔

وہ (سسکیاں لیتے ہوئے) وہ کہہ کر گیا ہے مجھ سے اور ررر خود سے دستبردار ہوتا ہوں
۔۔۔ وہ بمشکل بات ختم کر کے پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔

کیا ہوا ہے؟ ایان نے قریب آ کر سوال کیا۔

ایان! میرے بھائی اسے بچالو۔۔۔ مجھے اس کی جان بہت عزیز ہے۔ کشف نے سارا
واقعہ گوش گزار کیا حیدر انکل اتنے میں کیفے سے باہر نکلنے لگے۔

انکل بہتر ہو گا آپ اس کے پاس مت جائیں۔ یا سر نے آگے بڑھ کر انھیں روکا وہ بس
سر ہلا کر رہ گئے۔

ویری رونے کی ضرورت نہیں ہے کچھ نہیں کرے گا وہ۔ ایان نے اسے تسلی دی وہ
اسے یوں پہلی مرتبہ روتا دیکھ رہے تھے۔

نہیں ایان وہ صاف لفظوں میں جتا کر گیا ہے وہ مجھ سے دستبردار ہوتا ہے تو ہو جائے مگر خود سے نہ ہو اس کی زندگی اتنی ارزاں نہیں ہے۔ کیفے میں موجود لوگ حیرانی سے اسے روتا دیکھ رہے تھے۔ ان کو سوالیہ نظروں سے دیکھتا پا کر وہ آنسو پونچھنے لگی۔

ٹھیک ہے ہم دیکھتے ہیں اسے۔ وہ دونوں کہ کر باہر نکل گئے۔


NEW ERA MAGAZINE
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews
عذرا آنٹی ہمیں یہاں آئے چوتھا سال ہونے کو ہے اور جب سے ہم آئے ہیں ایک ہی بات سن رہے ہیں کہ آپ کے میاں آنے والے ہیں مگر مجال ہے وہ کہیں سے ٹپکے ہوں۔ کشف لوگ جیا کو لے کر گھر پہنچیں تو معلوم ہوا UET کی عوام عذرا آنٹی کے گھر موجود ہے۔ وہ بھی حیران ہوتی ہوئیں وہاں آئیں۔ نہیہا کو عذرا آنٹی کے بھولے بسرے شوہر یاد آئے تو تذکرہ کرنا نہ بھولی۔ عذرا آنٹی ٹھنڈا سانس لے کر رہ گئیں۔

مجھے تو لگتا ہے آنٹی انھوں نے کہیں اولاد کی خاطر وہاں شادی نہ رچالی ہو۔ سپنانے بھی

رائے دینا ضروری سمجھا۔

ہائے! میرے شوہر نامدار بے وفا نہیں ہو سکتے۔ عذرا آنٹی نے گھبرا کر کمرے کی دیوار پر لگی اپنے میاں کی تصویر دیکھتے ہوئے کہا۔ جیانی ان سب کو دیکھا لحاف میں دبک کر دائرے میں بیٹھیں وہ درمیان میں پڑے مونگ پھلی کے شاپر سے بھرپور انصاف کر رہی تھیں۔ جبکہ چائے کا ایک بڑا سا تھرماس اور کپ چٹکی کے ساتھ قالین پر دھرے تھے۔ سردیوں میں اکثر یہ محفل عذرا آنٹی کے ہاں سجتی تھی مگر رات کے وقت۔ آج بے وقت کی محفل جیانی کے اعصاب پر گراں گزری۔ وہ ادا سی سے دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے چائے کے گھونٹ بھر رہی تھی۔ اسے روشیل کی فکر ستا رہی تھی۔ حیدر انکل اور روشیل کے درمیان وہ پس کر رہ گئی تھی۔

یہ نہ ہو وہاں انکل نے تین اور شادیاں رچالی ہوں اولاد کی خاطر اور آپ یہاں بیٹھی ان کے انتظار میں موٹاپے کی مورتی ہی بن جائیں۔ عیشو نے مذاق ہی مذاق میں ان کے موٹاپے کو نشانہ بنایا۔

بری بات ہے عیشو۔۔۔ وہ اب باقاعدگی سے چہل قدمی تو کرنے جاتی ہیں۔ سنبل نے اسے ٹوکا۔

بس بیٹا چہل قدمی کرنے سے کافی تروتازگی محسوس کرتی ہوں ورنہ پہلے کبھی شوگر لو ہوتی تھی تو بی پی ہائی اب قدرے فرق محسوس کرنے لگی ہوں۔ عذرا آنٹی نے مونگ پھلی کا دانہ منہ میں ڈالا۔

موٹا پایا بیاریوں کی ماں ہے آنٹی آپ نے بہت اچھا کیا جو واک شروع کر دی ہے اس سے بھی کافی افاقہ محسوس ہوتا ہے۔ مونانے سائیکالوجی پڑھنے کا حق ادا کرنا چاہا۔

حرکت میں برکت ہے۔ جیانے لب ہلائے۔

ہاں فی الحال تمہاری حرکت کیوں بند ہے؟ عذرا آنٹی نے سوال کیا تو کشف نے سارا واقعہ گوش گزار کیا۔

کیا ایا؟ عااشی، کشف، جیا اور مونا کو چھوڑ کر وہ سب ایک ساتھ چلائیں۔

اتنا بڑا سانحہ ہونے والا ہے اور تم اب بتا رہی ہو اور اسے تو دیکھو اسے روکنے کی بجائے ہاتھ پر ہاتھ دھرے اداسی کی مورت بنے بیٹھی ہے۔ عذرا آئی نے جیا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

ہائے کہیں ویرے نے اپنی بات پر عمل نہ کر لیا ہو۔ چٹکی نے ان سب کا دل دھلایا جیا نے خفگی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا اسیلہ کرے۔

ایسا ہوتا تو لڑکے مسجد میں اعلان نہ کروادیتے۔ سپنا نے ان کی عقل پر ماتم کرتے ہوئے کہا۔

ندیدے پلاننگ کر کے بیٹھے ہوں گے پہلے ختم کی بریانی کھالیں پھر اعلان کروائیں گے۔ عیشو باز نہ آئی چٹکلہ چھوڑنے سے۔

یہ قیاس آرائیاں بند کر و پہلے ان کے گھر پہنچو حقیقت خود سامنے آجائے گی۔ جیا کے کہنے پر ان کے قدموں میں تیزی آئی۔۔

یار ویرے یہ بھی کوئی بات ہوئی ہم تجھے پیچھے سے پکارتے رہے ہیں اور تو نے ایسے نظر انداز کیا جیسے پیسے والا ادھار مانگنے والوں کو۔ یاسر نے ہانپتے ہوئے شکوہ کیا۔

وہ جب یونیورسٹی سے باہر نکلے تو ویرے کو پیدل جاتا دیکھا۔ وہ اس کے پیچھے لپکے مگر روشیل کی رفتار زیادہ تھی۔ وہ سارے راستے اس کا پیچھا کرتے آوازیں لگاتے آئے تھے۔ ویرا سیدھا گھر آیا تھا۔

یہ تو خود سے دستبردار ہونے جا رہا تھا پھر گھر کیوں جا رہا ہے؟ ایان نے چلتے ہوئے یاسر سے پوچھا۔

ویرے کے منہ سے نکل گیا ہو گا اب دنیا کی چکاچوند چھوڑ کر بھی جانے کو بھلا کسی کا دل کرتا ہے۔ یا سر کے لاجک پر اس کا دل ایمان لے آیا۔

خیر ہے اتنی تیزی میں آگے پیچھے آئے ہو؟ ابرار نے حیرت سے سوال کیا اور پھر ویرے کا معمول سے جلدی آنا بھی حیرانی کا سبب تھا۔ روشیل نے واقعے سے آگاہ کیا اور نتھنے پھلا کر سوال کیا:

اب مجھے خود کشی کا آسان طریقہ بتاؤ کوئی ایسا جس میں تکلیف بھی نہ ہو۔

دیکھ ویرے تو چاہے تو ریاضی کے کسی بھی سوال کو حل کرنے کے کی طریقے بتا سکتا ہوں مگر یہ خود کشی والا سوال تیرا ذرا مشکل ہے۔ ابرار نے معصومیت سے ہاتھ کھڑے کیے۔

ہاں ویرے میں بتا بھی دیتا مگر میرا اس معاملے میں ابھی کوئی تجربہ نہیں۔ ان کی باتیں غور سے سنتے پنکونے بھی رائے دینا ضروری سمجھا۔ روشیل چپ چاپ بیٹھا ان کے

مشورے سن رہا تھا۔

تمہاری شرط کے مطابق ایک مشورہ ہے میرے پاس۔ سنی نے خاموشی توڑی روشیل کے جلدی بولو کہنے پر بظاہر سنجیدگی سے بولا:

دیکھ ویرے تو سونے کے بعد اور اٹھنے سے پہلے پنکھے پر پھندا ڈال کر لٹک جانا ذرہ تکلیف ہوئی پیسے واپس۔ سب کا قہقہہ بلند ہوا جبکہ روشیل ان سے مشورہ مانگنے پر چھپتا یا۔

ہاں اور پھندہ ویری کے دوپٹے سے بنانا۔ معاذ نے ہنسی روک کر رائے سے نوازا۔

تم لوگ یہیں بیٹھے رہو اور میں جارہا ہوں کچن میں زہر ڈھونڈنے۔ روشیل تپ کر اٹھا۔

لیکن ویرے پہلے بتانا تھا ناں گروسری لسٹ میں تو زہر لکھی نہیں تھی ورنہ میں لے آتا۔ مدنی بھی باز نہ آیا اسے چھیڑنے سے۔

ویرے، ویرے اتنی جلدی بھی کیا ہے پہلے ہماری بات تو سن لو پھر چاہے خود کشی کرنا یا اپنا قتل۔ ایان بھاگا بھاگا باورچی خانے میں آیا اور اسے بہلا پھسلا کر باہر لایا۔

دیکھ ویرے ہم لوگ جیا کی وجہ سے بھاگے بھاگے آئے تیرے پیچھے وہ بے تحاشا رو رہی تھی اور اس نے یہ تک کہ دیا:

ایان میرے بھائی اسے بچا لو مجھے اس کی جان بہت عزیز ہے۔

ایان کے کہنے پر یاسر نے بھی گواہی بھری۔ روشیل پر تو جیسے شادی مرگ کی سی کیفیت طاری ہو گئی اس کا جملہ سن کر۔

کیا واقعی جیا نے ایسا کہا ہے؟ وہ کئی بار یہ سوال کر چکا تھا۔

ہاں ویرے ہمیں خود یقین نہیں آیا سچ پوچھ تو خوشی بھی بہت کوئی پہلی مرتبہ اس نے اپنے جذبات کا اظہار کیا تیرے لیے بس اس خوشی میں ہم تیرے پیچھے بھاگے کہ کہیں

یہ خوشخبری سننے سے پہلے تو سولی پہ نہ لٹک جائے۔ یاسر نے اس کو یقین دلاتے ہوئے کہا۔

اچھا ویرے اب اس خوشی میں کہیں خود کشی ملتوی نہ کر دینا میں نے کیمرہ سیٹ کر دیا ہے آخری لمحات کی ویڈیو بنا کر ویری کو دیکھاؤں گا۔ سنی کے کہنے پر روشیل نے اس کی کمر میں ایک مکار سید کیا۔ اتنے میں بیرونی دروازے پر دستک ہوئی۔



دروازہ بجانے پر پنکو نے دروازہ کھولا۔ سب سے آگے سپنا کھڑی تھی اسے دیکھتے ہی بولی:

پنکو! ویرے نے خود کشی کر لی کیا؟ وہ اس کی بات سن کر اور پھر ان سب کے تاثرات دیکھ کر بولا:

نہیں ابھی ان کا ارادہ ملتوی ہو گیا ہے جب دوبارہ پروگرام بنائیں آپ سب کو دعوت
نامہ بھیج دوں گا۔ اتنا کہ کراس نے جلدی سے دروازہ بند کیا مبادا وہ سب کی سب گھر میں
گھس آئیں۔

ارے اوچکلے! دروازہ تو کھولتا جا۔ عذرا آئی نے بند دروازے کے باہر سے آواز لگائی۔

کیوں آپ ویرے کو خودکشی کرنے پر اکسائیں گی؟ عاشی نے جل کر پوچھا۔

نہیں باقی لڑکوں سے کہوں گی روشیل کے ختم کی آدھی بریانی کی دیگ شرافت سے
مجھے بھیج دینا۔ عذرا آئی کو نسا دھار رکھتی تھیں کسی بات کا۔

ہو نہہ، دروازہ کھلو او بجائے بحث کے۔ جیا پیچھے سے چلائی تو وہ سب ہوش میں آئیں۔
سب نے ایک دوسرے کو دھکیلتے ہوئے دروازہ پیٹا۔

اوئے اوئے خیر ہے یہ دروازہ کیوں توڑا جا رہا ہے ہمارا؟ مدنی نہانے کی غرض سے غسل

خانے میں داخل ہونے کا ارادہ ملتوی کرتے ہوئے دروازے پر آیا اور وہاں کھڑی عوام کو اندر آتے دیکھ کر اسے اپنا ارادہ کینسل کرنا پڑا۔

ویرا خود کشی کب کر رہا ہے؟ سوائے جیا کے وہ سب اندر داخل ہوئیں۔

آپ سب دھیرج رکھیں سارے انتظامات ہو چکے ہیں بس ویرے کی خود کشی کی دیر ہے ہم یہ سارا منظر لائیو دیکھائیں گے۔ یاسر نے نیوز رپورٹر کی نقل اتارتے ہوئے کہا۔

تم سب خاموش رہو رو شیل بیٹا تو بتا کیا یہ سچ ہے؟ رو شیل اور خود کشی۔ عذرا آنٹی نے بے یقینی کے عالم میں پوچھا۔

ارادہ تھا ویرے کا مگر اب ملتوی ہو گیا ہے بد قسمتی سے۔ سنی نے منہ بنایا۔ عذرا آنٹی نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

مورکھ خاموش رہو تم۔ عذرا آنٹی کی آواز گرجی ماحول میں سنجیدگی چھا گئی۔

جی آنٹی میں انتہائی غصے میں گھر لوٹا تھا اور ارادہ یہی تھا کہ خود کشتی کر گزروں گا مگر ایان اور یاسر نے جب آکر جیا کے متعلق بتایا تو میں خوشی کے مارے وہیں ٹھنڈا پڑ گیا۔ عذرا آنٹی کی جواب طلبی پر روشیل نے من و عن واقعہ گوش گزار کیا۔

کیا انسانی جان اتنی سستی ہے کہ تم ایک لڑکی کے کہنے پر باپ سے صلح کرنے کی بجائے اسے ضائع کرنے چلے تھے۔ کیا تم نہیں جانتے اسلام میں خود کشتی حرام ہے؟ کیا تمہیں اللہ سے خوف نہیں آیا؟ روشیل سر جھکائے کھڑا تھا۔ اسے سچ میں افسوس ہوا خود پر۔
باقی سب پلٹوں حیران نگاہوں سے عذرا آنٹی کو دیکھ رہی تھی۔

ان میں کونسے پروفیسر یا مولانا کی روح گھس گئی ہے؟ لڑکیوں نے سرگوشی کی۔

روشیل جواب دو کیا تمہیں اس لڑکی کا ذرا احساس نہیں ہوا جسے تم نے نکاح کی آس میں رکھا ہوا ہے۔ تم جانتے ہو لڑکیاں کتنی حساس ہوتی ہیں چاہے انھیں کسی مرد سے محبت نہ بھی ہو پھر بھی بار بار اپنے ساتھ کا احساس دلانے والے مرد کو لا شعوری طور پر خود

دیکھو ریشیل تم سب میرے بچے ہو اور میں اپنے کسی بھی بچے کو اس نہیں دیکھ سکتی۔
اس لیے آئندہ مجھے کسی کی شکایت نہ ملے اور اگلی بار کسی نے خودکشی کے متعلق سوچا
بھی تو اسے خود میں اپنے ہاتھوں سے زہر دوں گی۔ عذر آئی نے آخر میں وارننگ بھی
دے ڈالی ان کا سنجیدہ انداز دیکھ کر سب سہمے کھڑے تھے۔

آئی مجھے معاف کر دیں میں بہت شرمندہ ہوں۔ روشیل نے آگے بڑھ کر ان کے ہاتھ
تھامتے ہوئے لجاجت سے کہا۔

جاؤ جاؤ زیادہ میسنے بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ عذرا آنٹی نے غصہ چھوڑتے ہوئے نرمی سے کہا جس پر سب کا رکا ہوا سانس بحال ہوا۔

لیکن کہاں جاؤں؟ روشیل نے حیرت سے پوچھا۔

میری اس بیٹی کے پاس جسے رلا کر آئے تھے اس سے معافی طلب کرو اس نے معاف کر دیا سمجھو ہم نے بھی معاف کیا۔ عذرا آئی کے فیصلے پر سب نے یس کا نعرہ لگایا۔

چلو لڑکیو! اب اپنے گھر جاؤ۔ کچھ ہی دیر میں لڑکوں کا گھر ایک دم سونا ہو گیا۔ وہ سب جا چکے تو روشیل اپنے اندر جیا کا سامنا کرنے کی ہمت پیدا کرنے لگا۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

لڑکیوں نے آکر سارا واقعہ جیا کو سنا ڈالا تھا۔ تبصرے کرنے کے ساتھ ساتھ وہ باورچی خانے کے کام نمٹانے میں مصروف ہو گئیں جبکہ جیالا شعوری طور پر روشیل کی آمد کی منتظر رہی۔ مگر شام سے رات ہو گئی اور وہ نہیں آیا۔ آٹھ بجتے ہی جیا چائے کا کپ اٹھائے صحن میں آگئی اور اپنی بے وقعتی پر افسوس کرنے لگی۔

دوسری طرف روشیل ہمت کرنے کے باوجود بھی جیا سے ملنے سے گھبرار ہا تھا۔ لڑکے اسے لڑکیوں کے دروازے تک زبردستی پکڑ کر لائے اور دستک دے کر گھر بھاگ گئے۔ اس سے پہلے روشیل گھر میں داخل ہونے کے لیے مڑتا صحن میں موجود جیا لپک کر دروازہ کھول چکی تھی اور لڑکے دروازے کو اندر سے کنڈی لگا کر ویرے کے فرار کی راہیں مسدود کر گئے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels | Afsana | Kisse | Les | Books | Poems | Interviews
جی فرمائیں کیسے راستہ بھول گئے؟ جیا نے طنز کیا۔

وہ دراصل میں بات کرنے آیا ہوں۔ روشیل نے اس کا طنز برداشت کرتے ہوئے کہا۔

بڑی دیر کردی مہرباں آتے آتے۔۔۔ جیا نے اندر آنے کا راستہ دیتے ہوئے کہا۔ اس کا رخ سیڑھیوں کی طرف تھا۔ کچھ دیر میں دونوں چھت پر آمنے سامنے کھڑے تھے۔

میرا پکارا ادہ تھا۔۔۔ اگر ایاں تمہارا وہ اظہار۔۔۔ نہیں بتاتا تو میں۔۔۔ شاید۔۔۔۔۔
جیانے اس کے ادھورے فقرات سمجھتے ہوئے آنکھیں دیکھائیں۔

جانتی ہوں سب۔ جذبات میں آکر کیفے میں اس کے منہ سے نکل گیا تھا۔ اب روشیل
کے سامنے وہ اس بات کا ذکر سن کر عجیب محسوس کر رہی تھی۔ کم از کم نکاح سے پہلے
وہ ایسی کسی بات کا ذکر نہیں چاہتی تھی۔

اچھا اب معاف کر دو مجھے دیکھو میں تو عزیز ہوں نہ تمہیں میرا تو دل چاہ رہا ہے اپنا نام
عزیز رکھ لوں۔ آخر میں روشیل اسے چھیڑنے سے باز نہیں آیا۔

دیکھیں مسٹر عزیز! زیادہ فرینک ہونے کی ضرورت نہیں ہے اگر غلطی سے میرے
منہ سے نکل گیا ہے تو کیا ضرورت ہے بار بار مجھے جتانے کی۔ آخر میں وہ روہانسی ہو گئی۔

ہا ہا، میری (جان لفظ کو نکاح کے بعد کہنے کے لیے ایک طرف رکھتے ہوئے بولا)

ہونے والی محترمہ! اب مجھ غریب کو بخش دیں۔ خادم آپکا دل دکھانے کے سبب معافی چاہتا ہے۔ اس کے انداز پر وہ ہنس دی۔

اچھا اچھا ٹھیک ہے اب جائیں رات بہت ہو گئی ہے۔ جیا کی بات پر اس کا منہ اتر ا۔

دل تو نہیں چاہ رہا مگر آپ کہتی ہیں تو چلا جاتا ہوں۔ وہ مسکینوں والی شکل بناتے ہوئے بولا۔

کسی حال میں خوش ہوتے ہیں آپ۔ سیڑھیاں اترتے ہوئے جیا نے چاند کی روشنی میں اسے دیکھا۔ دونوں نے سردی سے بچنے کے لیے سیاہ شالیں لپیٹی ہوئی تھیں۔

دروازے سے باہر نکل کر روشیل نے فضا میں ہاتھ لہرایا۔ جیا نے مسکرا کر دروازہ بند کیا اور سکون بھری سانس فضا میں خارج کی۔

ایان مونا سے صاف صاف بات کرنے کا سوچ کر گھر سے یونی کے لیے نکلا تھا۔ کلاس ختم ہوتے ہی وہ مونا کے پیچھے پیچھے آیا۔

مونا! بات سنو میری۔ مگر وہ ان سنا کرتی آگے بڑھ گئی۔

کیوں خود کو ذلیل کرتے پھر رہے ہو ایک لڑکی کے لیے۔ یاسر نے لپک کر ایان کا ہاتھ تھاما۔

آج میں اس سے صاف صاف بات کر کے ہی رہوں گا۔ ایان نے اسے اپنے ارادے سے آگاہ کیا اور آگے بڑھ گیا جس طرف مونا گئی تھی۔ مگر یونی سے باہر نکل کر اسے سمجھ نہیں آئی وہ کس سمت گئی ہے۔ ایان نے جیا کا نمبر ملا یا۔ اسے یقین تھا وہ ساتھ ہوں گی۔

آج موسم اچھا تھا۔ آسمان پر چاروں طرف چھائے سیاہ بادل برسنے کو بے تاب تھے۔ وہ یونی سے باہر موجود ریسٹوران میں پزا پارٹی کرنے آئی تھیں۔ سوائے مونا کے وہ تینوں ایک میز کے گرد بیٹھ چکی تھیں۔ ویٹر کو کچھ دیر بعد آنے کا کہہ کر مونا کی راہ دیکھنے لگیں۔

یہ لڑکی کہاں رہ گئی ہے؟ عاشی نے سوال کیا۔

آتی ہوگی ابھی۔ جیا نے فیس بک اسکرولنگ کرتے ہوئے جواب دیا جبکہ کشف واٹس ایپ اسٹیٹس دیکھنے لگی۔

اتنے میں وہ دندناتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ غصے میں پرس میز پر پٹختے ہوئے کرسی پر براجمان ہوئی۔ جیا اور کشف نے فون چھوڑ کر اسے دیکھا اور عاشی کو ابراہن کا اشارہ کیا۔

اسے کیا ہوا ہے؟

معلوم نہیں۔ عاشی نے کندھے اچکائے۔

خیر ہے بہن تم کیوں انگارے چبار ہی ہو۔ آخر کشف نے پوچھنے کی ہمت کر ہی لی اس سے پہلے مونا دل کی بھڑاس نکالتی جیا کا فون بجنے لگا۔

ایان کا نمبر اسکرین پر جگمگاتا دیکھ کر اس نے کچھ حیرت سے فون کان سے لگایا۔ اسے ریسٹوران کا بتا کر فون رکھا تو مونا کو اپنی طرف غیض و غضب سے دیکھتے پا کر شانے اچکائے۔

ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟

یہ ایان کا فون تھا نا تم نے کیوں بتایا اسے ہماری یہاں موجود گی کا۔ اس کی بلند آواز پر تینوں نے آس پاس بیٹھے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ ہوتے دیکھا۔

کیا ہو گیا ہے مونا؟ لوگ دیکھ رہے ہیں آہستہ بولو۔ عاشی نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے سرگوشی کی۔

یہ شخص ہاتھ دھو کر میرے پیچھے پڑ گیا ہے آج آنے دو میں پوچھتی ہوں اس سے۔ وہ ان تینوں کو وہیں بیٹھا چھوڑ کر اپنی نشست سے اٹھی اور ریسٹوران سے باہر نکلی۔ ایان اسے باہر نکلتے دیکھ کر وہیں سڑک کنارے رک گیا۔

ہمیں پیچھے جانا چاہیے۔ کشف نے گردن موڑ کر شیشے کے دروازے سے بیرونی منظر دیکھتے ہوئے کہا۔

میرا خیال ہے دونوں کو معاملہ نبٹانے دو۔ عاشی نے مشورہ دیا۔ جیا خاموشی سے باہر کے منظر کا جائزہ لے رہی تھی۔ آس پاس کے لوگ خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

تم چاہتے کیا ہو آخر میرا پیچھا چھوڑ کیوں نہیں دیتے ہو؟ مونا نے نتھنے پھلا کر جواب مانگا

-

پسند کرتا ہوں تمہیں۔ تمہارا نظر انداز کرنا تکلیف دیتا ہے مجھے۔ بارش کے بڑے
بڑے قطرے زمین پر گرنے لگی۔ سڑک پر ٹریفک زور و شور سے رواں دواں تھی۔
مگر وہ دونوں اس سے بے خبر کھڑے تھے۔

مجھے تم زہر لگتے ہو۔ دور رہا کرو مجھ سے تو بہتر ہے۔ مونا نے بیزاری سے کہا۔ ایان کا
چہرہ ایک پل کو تاریک ہوا۔

دل توڑ ناگناہ ہے اور تم ہر بار میرے دل کو کرچی کرچی کر دیتی ہوں اور میں پاگل ہوں
جو پھر سے اسے اٹھائے تمہارے سامنے آکھڑا ہوتا ہوں۔ ایان نے بے بسی سے کہا۔

ہمیں باہر جانا چاہیے وہ اسے بے نقط سنائے جا رہی ہے۔ جیا کے کہنے پر وہ چیزیں سمیٹتے
ہوئے باہر جانے کے لیے اٹھیں۔

تو کیوں آتے ہو نہ آیا کرو نہ تمہارا دل بارہا ٹوٹے گا بہتر یہی ہے کہ تم اب میرے راستے میں آنا بند کر دو مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے تم میں۔ بادل زور سے برسنے لگے تھے۔ وہ ہارے ہوئے جوار کی طرح دوزانو سڑک کنارے سر جھکائے بیٹھا تھا۔ مونا جانے کے لیے پلٹی تھی۔

ایان نے آخری بار آنسوؤں سے بھری نظریں اٹھائیں اور ارد گرد کے منظر پر ڈالیں۔ جیاء، عاشی اور کشف ریسٹوران سے پریشان چہرے لیے نکلی تھیں۔ مونا کے قدم ان کی جانب اٹھ رہے تھے۔ آس پاس ہنستے مسکراتے چہرے سردیوں کی بارش سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ سڑک پر ایک ٹرک دور سے آتا دیکھائی دے رہا تھا۔ ایان نے بے دردی سے آنکھیں مسلتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کی مگر ڈھے سا گیا۔ جیاء مونا سے کچھ استفسار کرنے کے بعد اس کی جانب بڑھنے لگی۔ اتنے میں وہ ٹرک قریب آنے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ایان اٹھا تھا۔ اس کا رخ سڑک کی طرف تھا نظریں زمین پر گڑی تھیں۔

اتنے میں یونیورسٹی گیٹ سے یاسر اسے ڈھونڈتے ہوئے نکلا۔ سامنے کا منظر دیکھ کر جیاء اور یاسر نے بے ساختہ ایان کو پکارا تھا۔

ایااااا۔۔۔۔۔ ماحول میں اس نام کی بازگشت سنائی دی۔ ایک دم سڑک پر نظر آنے والے منظر کو دیکھ کر لوگوں کی چیخیں نکل گئیں۔ ایاں کا ساکت وجود سڑک پر پڑا تھا۔ سڑک پر سرخی بہ رہی تھی۔ بادل جیسے اس پر رونے کے لیے برس رہا تھا۔ مونا اپنی جگہ پر بے سدھ کھڑی رہ گئی۔ اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔ ابھی کچھ دیر پہلے تو وہ کھڑا اس سے بات کر رہا تھا اور اب سڑک کے درمیان لہو میں ڈوبا تھا۔ جیا، یاسر، عاشی، کشف ایاں کے گرد جمع تھے۔ ٹرک ڈرائیور بھاگنے کی بجائے اس کی لاش پر کھڑا تھا کیونکہ اس کا قصور نہیں تھا ایاں جان بوجھ کر ٹرک کے سامنے آیا تھا۔ لوگوں کی گواہی اور کیمرے کی سی سی ٹی وی فوٹیج دیکھنے کے بعد پولیس نے اسے چھوڑ دینا تھا۔

یاسر نے فون کر کے رو شیل کو بلایا۔ سب کچھ رو شیل نے سنبھالا تھا۔ وہ لوگ تو اپنی آنکھوں کے سامنے اس کی موت کا منظر دیکھنے کے بعد شاک میں تھے۔ سب سے بری حالت مونا کی تھی۔ اسے پچھتاوے کی آگ نے گھیرا ہوا تھا۔ یاسر اور جیا کو ایک ہی بات کا قلق تھا۔

کاش! ہم اسے پہلے دیکھ کر پکار لیتے۔۔۔۔۔

یاسر کی زبان پر ایک ہی جملہ تھا:

ویرے! وہ میری آواز سن کر بھی نہیں رکا ایسے تھوڑی ہوتے ہیں دوست۔۔۔۔۔ وہ
میری آواز پر پلٹا تک نہیں۔۔۔۔۔ میں مرنے کے بعد اس سے بات نہیں کروں گا
۔ اس کی باتیں سن کر ان کی آنکھیں نم ہو جاتیں۔



ایان کی موت کی خبر سن کر حیدر انکل، عاشی اور معاذ کے والدین، یاسر کے والدین اور
سب لڑکوں کے والد جنازے کے لیے تشریف لائے تھے۔ باقیوں نے فون پر تعزیت
کی تھی۔ ایان کے گھر والوں سے تعزیت کر کے سب جا چکے تھے سوائے یاسر کی والدہ
کے۔ وہ دودنوں کے لیے عذرا آئی کے گھر پر رک گئی تھیں۔ اس سب کے دوران
مونہ ہسپتال میں داخل رہی تھی۔ اس کی امی بیٹی کی طبیعت کا سن کر دوڑی چلی آئی تھیں
۔ ڈاکٹر ز کے مطابق اسے شاک لگا تھا۔ ایان کی موت، مونہ کا نروس بریک ڈاؤن سب

کو پریشان کر گیا تھا۔ ان کے لب جیسے مسکرا نا ہی بھول گئے تھے۔ ہر آنکھ میں آنسو دیکھائی دیتے تھے۔ وہ سب ایک دوسرے کو حوصلہ دینے سے قاصر تھے۔

ایک ہفتے کے اندر مونا کی حالت سنبھلنے کے سبب ڈاکٹرز نے ڈسچارج کر دیا تھا۔ پورا ہفتہ وہ سب گھر پر ہی رہے تھے۔ یونی میں اہم لیکچرز ہو رہے تھے۔ آخر عذرا آئی نے ان سب کو زبردستی یونی بھیجا کہ لڑکیوں کی یونی ٹائمنگ کے دوران مونا کا خیال اس کی امی کے ساتھ وہ رکھ لیں گی۔ لڑکیوں کو ماننا ہی پڑی۔

ایان کے والدین نے ایک بیٹا کھونے کے بعد چھ بیٹے پال لیے تھے۔ وہ سب ایان سے بڑھ کر ان کا خیال کرنے لگے تھے۔ ایان ان کی اکلوتی اولاد تھا۔ اس کے جانے کے بعد وہ میاں بیوی تنہا ہو گئے تھے۔ مونا اور ایان کے متعلق جانتے ہوئے بھی وہ دونوں مونا کی تیمارداری کرنے ہسپتال آئے تھے۔ اس دن وہ ڈسچارج ہو کر گھر جا رہی تھی۔

انھیں اپنے سامنے پا کر وہ ان کے قدموں میں ڈھے گی:

آئی مجھے معاف کر دیں۔۔۔۔ میری وجہ سے آپ کی دنیا جڑ گئی۔۔۔ میں نے اسے
ہر طرح سے روک کر دیکھ لیا تھا مگر اس دن نجانے کیوں تھوڑا سخت ہو گئی تھی۔۔۔
مگر وہ میری بات کو دل پر لگا بیٹھا۔

انہوں نے آنسو پونچھتے ہوئے مونا کو قدموں سے اٹھایا۔

شاید ہمارے بیٹے کے نصیب میں ہی حرام موت لکھی تھی۔۔۔ ہاہ! میرا بیٹا حرام موت
مر گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سب کی آنکھیں ایک بار پھر نم ہو گئیں۔

ماہ بعد

5

وہ دفتر سے سیدھا ایان کے گھر آیا تھا۔ وہ لوگ اپنا پرانا گھر بیچ کر ان کے قریب ہی ایک کالونی میں گھر خرید کر شفٹ ہو گئے تھے۔ لڑکے باری باری ان سے ملنے آتے رہتے۔ اس وقت وہ ان کے ساتھ بیٹھا چائے پی رہا تھا۔ انھیں مسلسل خود کو دیکھتا پا کر ذرا کنفیوز ہوا۔

چچا خیریت تو ہے نا کوئی پریشانی ہے تو بتائیں۔ وہ سب انھیں چچا پکارتے تھے۔

روشیل بیٹا میں تمہارے گھر آنے کو اچھی طرح جانتا ہوں تم میرے سامنے پلے بڑھے ہو۔ حیدر صاحب نے تمہاری ماں سے پسند کی شادی نہیں کی تھی مگر شادی کے بعد دونوں میاں بیوی میں ایسی مثالی محبت پیدا ہوئی کہ دیکھنے والے لو میرج سمجھتے۔ شادی کے چند سالوں بعد تم پیدا ہوئے تھے۔ حمل کے دوران ہی ڈاکٹرز نے تمہارے والدین کو خبردار کر دیا کہ ابارشن کروالیں۔ ڈلیوری کے دوران کچھ پیچیدگیوں کے پیدا ہونے کے آثار ہیں۔ حیدر صاحب کو بھابھی بہت پیاری تھیں۔ انھوں نے بہت کوشش کی کہ وہ ابارشن کے لیے تیار ہو جائیں مگر بھابھی کی ایک ہی ضد تھی کہ انھوں

نے بمشکل منتوں مرادوں سے اس بچے کو گود میں پایا ہے۔ اب چاہے کچھ بھی ہو وہ بچے کو جنم دے کر ہی رہیں گی۔ حیدر صاحب نے بہت کہا وہ دوسری شادی ہر گز نہیں کریں گے چاہے اولاد تم سے نہ بھی ہو۔ مگر بھابھی نہیں مانیں۔ تمہاری ماں تمہیں جنم دینے کے بعد کچھ عرصہ ہی جی سکی اور وہ کچھ عرصہ بد قسمت ماں نے بستر پر ہی گزار دیا۔ یہی وجہ ہے تمہارا باپ تم سے دور ہوتا چلا گیا۔ آخر اس نے بیوی کے ساتھ ساتھ محبوبہ بھی کھودی تھی۔ وہ جب جب تمہیں دیکھتے انہیں غصہ آنے لگتا اپنی محبوبہ بیوی کی خواہش پر۔ جو تمہیں اپنی زندگی دان کر کے ان سے بہت دور چلی گئی تھی۔ جیسے جیسے تم نے شعور کی منازل طے کیں، تم بھی ان کے رویے سے دل برداشتہ ہو کر دور ہوتے چلے گئے۔ شروع میں انہوں نے تم سے جان چھڑانے کے لیے تمہیں بورڈنگ میں داخل کروا دیا۔ درحقیقت، وہ نہیں چاہتے تھے تم ان کی اجنبیت دیکھ کر ان سے مزید دور ہو جاؤ۔ وہ اب خود کو از سر نو سنبھالنا چاہتے تھے شاید تمہارے وجود کو قبول کر چکے تھے۔ بورڈنگ سے آنے کے بعد تم ہاسٹل میں شفٹ ہو گئے حالانکہ وہ تمہیں اپنے ساتھ رکھنے کے خواہشمند تھے۔ اس کے بعد انہیں کچھ عرصے کے لیے بیرون ملک شفٹ ہونا پڑا۔ انہوں نے تمہیں ساتھ چلنے کی آفر بھی کی مگر تمہاری طرف سے صاف انکار سن کر وہ چپ چاپ چلے گئے۔ اتنے سال تم دونوں

باپ بیٹا نے ایک دوسرے سے خفا ہو کر ایک دوسرے کے انتظار میں گزار دیے۔ اس دوران بیٹا باپ سے لاعلم رہا مگر باپ بیٹے کی ہر خوشی، ہر غمی سے باخبر رہا۔ وہ لحظہ بھر کو خاموش ہوئے تو روشیل نے لب ہلائے:

چچا جان! جب وہ آگاہ ہی تھے میری ہر خوشی غمی سے تو اس وقت کیوں نہ آئے جب میں ماں کی قبر پر بیٹھ کر رویا کرتا تھا۔ وہ اس وقت کیوں نہیں آئے جب میں کھیل مقابلے جیت کر ان کی راہ تکا کرتا تھا۔ نجانے کیوں مجھے لگتا تھا شائقین کے بھرے مجمع میں ایک چہرہ میرے باپ کا ہو گا۔ میدان خالی ہو جایا کرتا اور میں وہیں بیٹھے باپ کا انتظار کرتا رہتا آخر میں ہمیشہ کی طرح مایوس ہونا پڑتا۔ وہ باپ تھے میرے کسی بھی لمحے آ کر مجھے خود میں بھینچ کر گلے شکوے سن سکتے تھے مگر انھوں نے کبھی ایسا نہیں کیا اور جب میں ان کے بغیر رہنا سیکھ گیا تب انھیں یاد آیا کہ ان کا تو ایک جوان بیٹا بھی ہے جواب بڑھاپے میں ان کا سہارا بنے گا۔ پہلی بار روشیل نے دل کھول کر ان کے سامنے رکھ دیا تھا۔ شاید وہ تھک گیا تھا ان سے بھاگتے بھاگتے۔

میرا بچہ تم دونوں باپ بیٹا بالکل ایک جیسے ہو تھوڑے سے ضدی جب وہ نرم پڑتے تم

سخت ہو جاتے اور جب تم نرم پڑتے وہ سخت۔۔۔۔۔ تم دونوں میں شروع سے ہی اجنبیت کی جو دیوار قائم ہوئی وہ عبور کرنے کی اجازت نہ تمہاری انانے دی نہ ان کی۔ بس بیٹا اب جو وقت ضائع ہونا تھا سو ہو گیا اب لوٹ جاؤ اپنے باپ کی طرف۔ بیٹا مر جائے تو سکون آ جاتا ہے مگر بیٹا اجنبیوں کی طرح سامنے رہے تو باپ کا دل بہت کڑھتا ہے۔ حیدر صاحب کو اکیلے بیٹھ کر روتا دیکھا ہے میں نے۔ بس بیٹا رشتوں میں خود سری اور انا کو نہیں آنے دینا چاہیے۔ جاؤ میرے بچے ایک بیمار باپ جو ان بیٹے کے انتظار میں پڑا ہے۔ اسے مایوس نہیں کرو۔ وہ سر ہلاتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھا اور نم آنکھیں صاف کرتا ہوا باہر نکل گیا۔ انھوں نے مسکرا کر ایاں کی تصویر کو دیکھا جس کے زیریے حیدر صاحب ریشیل کے حالات سے باخبر رہتے تھے۔

ویرا دفتر سے آتے ہوئے سبزی لانے والا تھا سبزی تو دور ویرا خود نہیں آیا۔ سنی نے گھر میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ آج اسے شدید بھوک لگی تھی۔ بھوک کے احساس کو نظر انداز کرنے کی خاطر پارک چلا گیا تھا۔ اب اسے یقین تھا ویرا آچکا ہو گا مگر گلی میں ہی

اسے ابرار سے معلوم ہوا ویرا نہیں آیا۔

ہاں ویرا تو نہیں آیا مگر کھانا ہم تقریباً تیار کر چکے ہیں۔ کچن سے مدنی کی آواز آئی۔

وہ کیسے؟ سبزی کہاں سے آئی؟ سنی خوش ہوتے ہوئے بولا اور ساتھ ہی دیکھی کا ڈھکن اٹھا کر سالن کی مہک اندر تک محسوس کی۔



میرے دوست تم بھی لکھا کرو شاعری

تمہارا بھی میری طرح نام ہو جائے گا

جب تم پر بھی پڑیں گے انڈے اور ٹماٹر

تو شام کی سبزی کا انتظام ہو جائے گا

یاسر نے آخری روٹی تو بے پروا لے کر ڈالتے ہوئے مسکینوں والی شکل بنائی۔ وہ لوگ کافی حد تک

کھانا پکانا سیکھ گئے تھے۔

ویسے یاسر تمھیں یہی کام زیب دیتا ہے تم تو جلسوں میں بھی چلے جاؤ تو انڈوں کی بارش ہو جائے۔ میں تو کہتا ہوں ڈگری لینے کے بعد یہی کام چالو کر دو۔ سنی نے اس کو سیدھا جواب نہ دینے پر جل کر صلاح دی۔

بغیر محنت کے مفت سبزی تیرے تو وارے نیارے ہو جانے۔ مدنی نے ہنستے ہوئے کہا۔

مجھے چھوڑو یہ بتاؤ سنی صاحب تم کیا کرنے والے ہو ڈگری لینے کے بعد؟ یاسر نے چولہا بند کرتے ہوئے سوال کیا۔ پنکوان کی باتوں سے بے نیاز کھانا باہر لے جانے لگا۔

میں ایٹم بم بناؤں گا اور پھر تم سب کو پارٹی پر مدعو کر کے اڑادوں گا پھر تم لوگ شہید کہلاؤ گے۔ لوگ تمہارے اعزاز میں موم بتیاں روشن کریں گے۔ کھانے کے گرد بیٹھتے ہوئے اس نے انکشاف کیا۔

اوئے ہم تو چلو شہید کہلائیں گے تم دہشت گرد کہلاؤ گے دہشت گرد۔ ابرار نے اسے یاد دلانا چاہا۔

یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں۔ سنی کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

تو بھی سوچتا ہے آج پتا چلا۔ معاذ نے نوالہ منہ میں ڈالتے ہوئے کہا۔

یہ ویرا کہاں رہ گیا ہے؟ پتا تو کرو۔ ان میں سے کوئی بھی بغیر بتائے گھر سے غائب ہوتا تو فکر لاحق ہو جاتی۔ ایان کے بعد وہ سب اندر ہی اندر سے سہم گئے تھے۔ اس لیے ایک دوسرے کی خبر گیری کرتے رہتے تھے۔ ابرار نے ویرے کا نمبر ملا کر فون کان سے لگایا۔

ہاں یار ویرے کہاں رہ گیا ہے؟ ہم کھانے پہ انتظار کر رہے ہیں۔

اپنے گھر پر ہوں۔ ویرے کا جواب سن کر ابرار بے ساختہ اچھلا تھا۔

کیا ایا؟ وہ سب اس کی جانب متوجہ ہوئے۔

خیر تو ہے ویرے نے ایسا کیا کہ دیا ہے؟ سنی نے ہاتھ روک کر پوچھا۔

ویرے ایک بار پھر بتا کہاں ہے؟ اس نے اسپیکر آن کرتے ہوئے کہا۔

بابا کے ساتھ گھر پر ہوں۔ پانی پیتے ہوئے معاذ اچھو لگا۔ مدنی کا نوالہ توڑتا ہاتھ رک گیا۔
پنکو اپنی جگہ حیران ہوا۔

اوائے یہ سانحہ کب ہوا؟ ہوش آنے پر مدنی نے معاذ کی کمر سہلاتے ہوئے پوچھا۔

آج رونما ہوا یہ سانحہ خیر ابھی کسی کو مت بتانا اور آج میں بابا کے ساتھ ہوں۔ اتنا کہ کر
اس نے فون کاٹ دیا۔

اس کا مطلب ہے باپ بیٹا میں صلح ہو گئی ہے۔ ابرار نے فون جیب میں رکھتے ہوئے کہا

پارٹی تو بنتی ہے اس بات پہ۔ پنکو کھانا چھوڑ کر چلایا۔

ہاں یار۔ ان سب نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ کچھ دیر بعد وہ سب ایک موٹر سائیکل پر ایڈجسٹ ہو کر روشیل کے گھر جا رہے تھے۔

شوال کی آج دس تاریخ تھی۔ دو ماہ (شوال اور ذیقعد) بعد عید الاضحیٰ آرہی تھی۔ عید سے پہلے ان کے آگے پیچھے امتحانات ہونے تھے۔ پنجاب یونیورسٹی والوں کے پہلے تھے اور UET والوں کے ان سے بعد میں شروع ہونے تھے۔ وہ سب پڑھائی میں ہی مصروف تھیں۔ تیاری کے لیے ڈیڑھ ماہ تھا۔ حمید کے بھی بی اے کے امتحانات ہو گئے تھے آجکل وہ گاؤں گیا ہوا تھا۔ چٹکی بولائی بولائی سی پھرتی رہتی۔ ہر عید انھوں نے عذرا آنٹی کے ساتھ منائی تھی۔ عذرا آنٹی کی اولاد کی محرومی کچھ حد تک ان سب کے ہونے سے رفع ہو گئی تھی۔ اکثر ان کے جانے کا سوچ کر وہ دکھی ہو جاتیں مگر یہ الگ بات

ظاہر نہیں کرتی تھیں۔

عذر آئی نماز پڑھ کر فارغ ہوئیں تو دروازے پر دستک سنائی دی۔ انھوں نے چٹکی کی تلاش میں ادھر ادھر دیکھا۔ کچن سے کھڑ پڑ آوازیں آرہی تھیں۔ انھوں نے اسے آواز لگائی۔

چٹکی! دروازہ کھول بیٹا۔ ان کی پکار پر اس نے برتن دھونا بند کیے اور ہاتھ خشک کرتی ہوئی باہر نکلی۔ جب سے حمید گیا تھا وہ کبھی کبھی سی تھی۔ ابھی بھی بے دلی سے اس نے بغیر پوچھے ہی دروازہ کھولا۔ سامنے ہی رحمتاں آئی کسی خاتون کے ساتھ کھڑی دیکھائی دیں۔

اسلام علیکم! آئی اندر آئیں۔ حمید کی وجہ سے وہ ان سے اچھے سے پیش آتی تھی آخر کو انھیں متاثر بھی تو کرنا تھا۔

و علیکم السلام! جیتی رہ دھی رانی۔ عذرا آئی نے ساتھ والی خاتون کو اندر داخل ہوتے کوئی اشارہ کیا۔ خاتون نے چٹکی کو پیار سے دیکھتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس کے دونوں گال صفا چٹ چوم ڈالے۔

چٹکی اتنی حیران ہوئی کہ دروازہ بند کرنا بھول کر انھیں دیکھنے لگی۔ اتنی دیر میں رحمتاں آئی ساتھ آئی خاتون کو لے کر عذرا آئی کے کمرے میں داخل ہوئیں۔ چٹکی کو تجسس نے آن گھیرا۔ وہ کچھ سوچتے ہوئے جلدی جلدی پکن میں آ کر روح افزا بنانے لگی۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

رو شیل بیٹا! ویسے مجھے نہیں معلوم تھا کہ تمہاری چوائس اتنی اچھی ہے۔ وہ گملے میں لگے پودے کا معائنہ کرنے میں مصروف تھا جب حیدر صاحب نے اس کے نزدیک آتے ہوئے کہا۔

وہ کیسے بابا؟ اس نے نا سمجھی سے پوچھا۔

جیا کی بات کر رہا ہوں بیٹا اب جلدی سے لے آؤ اسے تمہاری ماں کے بعد اس گھر نے عورت کی ہنسی کو نجی نہیں سنی۔ کس قدر ویران ہو گیا ہے ہمارا گھر۔ روشیل نے مسکراتے ہوئے اک طائرانہ نگاہ پورے گھر پر ڈالی۔ واقعی بیگم کی وفات کے بعد حیدر صاحب نے کوئی ملازمہ بھی نہیں رکھی تھی۔ سب ملازم ہی تھے۔

بابا آخری سمسٹر چل رہا ہے اس کا امتحانوں کی تیاری میں مصروف ہے۔ جیا کے حالات سے باخبر رہنا وہ جیسے اپنا فرض سمجھتا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لیکن بیٹا ہم ابھی رشتہ لے کر تو جا سکتے ہیں نہ اس کے گھر۔ حیدر صاحب کو شاید جلدی تھی۔

اتنی بھی کیا جلدی ہے بابا۔ وہ ہاتھ جھاڑتے ہوئے ان کے قریب آیا۔

بیٹا جس گھر میں بیری کا درخت ہوتا ہے وہاں پتھر آتے رہتے ہیں اور جس گھر میں بیٹی

ہو اس گھر میں رشتے آتے رہتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں وہ صرف میری بیٹی بنے۔ حیدر صاحب نے اسے سمجھانے کی خاطر مثال دی۔

ایک لمحہ کو اسے پریشانی لاحق ہوئی وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہے تھے۔

پر بابا میں نے تو ابھی تک ہماری صلح کی بات بھی اسے نہیں بتائی۔ یہ بات ابھی تک صیغہ راز میں ہے۔ وہ دونوں اب گھاس پر چہل قدمی کر رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels | Afzang | Articles | Books | Poetry | Interviews
بیٹا تاخیر کیوں کر ناچاہ رہے ہو؟ انھیں سبب جانتا تھا۔

بابا میں چاہتا ہوں اس کے امتحانات اچھے سے ہو جائیں۔ روشیل نے ہچکچاتے ہوئے وجہ بتائی۔

ہا ہا ہا۔۔۔ میرا بیٹا کتنی فکر کرتا ہے بہت خوش قسمت ہے جیا۔ ہنسنے کے باعث آنکھوں سے پانی نکل آیا تو روشیل نے محبت سے انگلی کے پور پر چن لیا۔

پتا نہیں بابا اب میں بھی اتنا خوش قسمت ہوں یا نہیں۔۔۔۔۔ وہ اس کی شرارت سمجھ گئے تھے۔ اس کا اشارہ جیا کی جانب تھا۔

میر ایٹا اس دن کیفے میں جیا کی حالت دیکھ کر مجھے تمہاری خوش قسمتی پر ناز کرنا پڑا۔ بہت چاہتی ہے تمہیں بس ظاہر نہیں کرتی شاید نامحرم ہونا آڑے آجاتا ہے۔ بس جلدی سے نکاح کر لو پھر دیکھنا اس کی محبت بھی ثابت ہو جائے گی۔ انہوں نے محبت سے بیٹے کی پیشانی چومی۔

تو بابا میں مہندی کی بجائے نکاح کروں گا۔ اس نے بے جاسد کرنے کی کوشش کی۔

پہلے رشتہ تو مانگنے دو۔ حیدر صاحب نے اس کے سر پر چپت لگائی۔

مانگیں گے نہ جیا کے امتحان ہوتے ہی۔ روشیل کے لہجے کی خوشی حیدر صاحب کا خون بڑھا رہی تھی۔

نہیں میں پہلے جیا کے والد سے فون پر بات کروں گا اس سلسلے میں تاکہ انھیں خبر ہو۔
میں نہیں چاہتا وہ کسی اور کو آس کا جگنو پکڑا دیں۔ حیدر صاحب کے اصرار پر روشیل کو
ماننا ہی پڑا۔

جیا کے والد کا نمبر وہ مدنی کو کہہ کر سپنا سے بآسانی منگوا سکتا تھا۔ یہ سوچ کر وہ ریلیکس ہوا



چٹکی گلاس ٹرے میں سجا کر کچن سے باہر نکلی۔ کمرے کے باہر اسے کچھ خاص سنائی نہیں
دے رہا تھا۔ جھنجھلاہٹ میں وہ ٹرے لے کر کمرے میں داخل ہوئی۔

عذر ایہ میری بھر جائی ہے ارے حمید پتر کی ماں ہے۔ حمید کے نام پر میز پر ٹرے رکھتے
اس کے ہاتھ کانپے۔ انھیں باری باری جو س پکڑانے کے بعد کمرے سے جانے لگی تو

اسی خاتون نے روک لیا۔

دھی رانی ادھر تو آ میرے پاس بیٹھ۔ عذرا آنٹی کے اشارے پر وہ ان کے پاس بیٹھ گئی۔

دیکھو عذرا یہ بچی بڑی چھوٹی عمر سے تمہارے پاس رہی ہے تمہاری تربیت پائی ہے اس نے۔ اب اس کی شادی کی عمر ہو گئی ہے۔ اس کی شادی کی ذمہ داری بھی یقیناً تمہاری ہوگی۔ حمید تمہارے سامنے کابچہ ہے بھی دونوں ایک دوسرے کا جوڑ ہیں۔ ہم اب اسے اپنی بیٹی بنانا چاہتے ہیں۔ رحمتاں آنٹی کی بات سنتے ہی چٹکی کے دل میں لڈو پھوٹنے لگے۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا اٹھ کر بھنگڑا ڈالے۔

ہاں عذرا بہن مجھے دھی رانی بڑی پسند آئی ہے بالکل سچے گی میرے حمید کے ساتھ۔ میں بڑی آس لے کر آئی ہوں مجھے خالی نہ لوٹانا۔ حمید کی اماں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

عذرا آنٹی نے کچھ سوچتے ہوئے چٹکی کو دیکھا۔ اس کی شادی کی ذمہ داری چٹکی کے

والدین ان کو ہی سونپ چکے تھے۔ اگر ان کا کوئی بیٹا ہوتا تو وہ اسے بہو بنا لیتیں مگر خدا کی مرضی۔ رشتہ برا نہیں تھا۔ حمید دیکھا بھالا لڑکا تھا۔ خدا کا نام لے کر انھوں نے ہاں کہہ دیا۔

ارے واہ مبارک ہو پھر تو ڈھیر ڈھیر بھر جائی۔ رحمتاں آنٹی نے بلند آواز میں کہا۔ عذرا آنٹی نے مٹھائی منگوائی۔ جبکہ حمید کی اماں نے ہاتھ میں پکڑا سونے کا کنگن چٹکی کی کلائی میں پہنایا۔

اس کی تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ مہمانوں کے جاتے ہی اس نے عذرا آنٹی کو لاڈ سے گلے لگایا اور جا کر شکرانے کے نوافل ادا کیے۔ عذرا آنٹی فون اٹھا کر اس کے گھر والوں کو اطلاع دینے لگیں۔

اس کے بعد اپنے میاں کو اطلاع دی۔ وہ بھی بہت خوش ہوئے۔ اتنے میں چٹکی فارغ ہو کر آگئی۔

چٹکی بیٹا! جامٹھائی کا ڈبہ اٹھا لڑکیوں کو بھی تو خبر دے آئیں۔ عذرا آئی کے کہنے پر اس نے دوپٹہ کو پلو منہ میں ڈالا۔

نہ بابانہ مجھے تو بڑی شرم آتی ہے آپ ہی جائیں۔ عذرا آئی ہنس کر رہ گئیں۔

لیونگ روم کا پھیلاوا ان کی کاہلی کا منہ بولتا ثبوت پیش کر رہا تھا۔ اس سب سے بے پرواہ وہ سب کتابوں میں منہ دیے مصروف نظر آرہی تھیں۔ اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگے۔ مسلسل دستک پر سب نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ اصول کے مطابق صحن میں کھلنے والے دروازے کے قریب بیٹھی لڑکی کو اٹھنا تھا۔ سب کی نظریں سنبل پر مرکوز ہوئیں مگر وہ جان بوجھ کر بے نیاز نظر آنے کی کوشش کرتے ہوئے نظر انداز کر گئی۔

دیکھو اب یہ اصول توڑ رہی ہے۔ سپنا چلائی۔

سنبل جاتی ہو دروازے پر یاسب کے کپڑے دھونے کا ارادہ ہے۔ جیانے سزا یاد دلاتے ہوئے پوچھا۔

ہاں کیا اچھا دروازہ بچ رہا ہے میں جاتی ہوں نہ۔۔۔۔۔ وہ بے شرمی سے دانت نکالتی ہوئی فوراً اٹھی۔

کچھ ہی دیر میں وہ لوٹی تو ساتھ میں عذرا آئی تھیں۔ سلام دعا کے بعد جیانے ان کے آنے کا مدعا جاننا چاہا۔

آئی! چٹکی نہیں آئی آپ کے ساتھ۔

بتاتی ہوں بتاتی ہوں پہلے یہ مٹھائی تو کھاؤ سب۔ عذرا آئی نے مٹھائی کا ڈبہ انھیں پکڑاتے ہوئے کہا۔ سب نے اپنی اپنی پسند کی مٹھائی ڈبے سے اٹھائی اور تجسس بھری نگاہوں سے عذرا آئی کو دیکھا۔

چٹکی کی بات حمید سے طے ہو گئی ہے ابھی کچھ دیر پہلے رحمتاں اپنی بھر جانی کے ساتھ ہو کر گئی ہے۔ عذرا آنٹی کی بات سن کر وہ سب خوشی سے چلائیں۔

کیا؟ سچ۔۔۔۔۔

آنٹی مبارک ہو پھر تو بہت ساری یہ چٹکی خود کہاں رہ گئی ہے۔ کشف کا دل چاہا اس کی قسمت پر رشک کرنے کو۔ اس کا خیال آتے ہی پوچھ بیٹھی۔

میں نے کہا چل میرے ساتھ کہتی ہے نہیں مجھے شرم آتی ہے۔ عذرا آنٹی کی بات پر وہ سب ہنس دیں۔

بیچاری کو پتا ہے نہ اچھا خاصا ریکارڈ لگ جانا ہے۔ نہیہا کہے بغیر نہ رہ سکی۔

یہ تو ہونا ہی ہے۔ سنبل نے کہا۔

اچھا آئی شادی کب کریں گے؟ مونانے سوال کیا۔

ہمارے پیپرزمیں نہیں رکھنی پہلے بتا رہے ہیں۔ سنبل نے وارنگ دی۔

ہاں بھی تم لوگوں نے تو لازمی شرکت کرنی ہے اور میرے ساتھ سارا انتظام تم سب ہی دیکھو گی تو بھلا کیسے تمہاری مصروفیت کا خیال نہیں رکھیں گے۔ عذرا آئی کی بات پر وہ سب متفق ہوئیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہفتے بھر پڑھائی میں مصروف رہنے کے بعد ویک اینڈ پر تازہ دم ہونے کے لیے وہ سب عذرا آئی سمیت پارک میں موجود تھیں۔ سب مل کر چٹکی بیچاری کاریکا ڈلگا رہے تھے۔ اس دوران کشف کی نگاہیں بار بار مدنی کی جانب اٹھ رہی تھیں جو سپنا کا فون لے کر پتا نہیں کیا کرنے میں مصروف دیکھائی دے رہا تھا۔ نگاہوں کی تپش پر مدنی نے بارہا

نظریں اٹھائیں اور کشف کو نظریں چراتے دیکھا۔

میں اچھے سے واقف ہوں تمہارے جذبات سے۔ صد شکر کبھی تم نے اظہار کرنے کی کوشش نہیں کی۔ بہتر ہے اظہار بھی مت کرنا کیونکہ میں تو اپنی کزن کو پسند کرتا ہوں۔ اس سے پہلے کہ یہ اظہار کرے مجھے کوئی قدم اٹھانا چاہیے۔ فون کی اسکرین گھورتے ہوئے وہ دل ہی دل میں کشف سے مخاطب ہوا۔ اسے سمجھ آگئی کیسے وہ اسے اپنی طرف بڑھنے سے روکے۔ اس خیال کے آتے ہی وہ سپنا کی جانب جھکا اور سرگوشی کی۔

سپنا! تمہیں ایک خاص بات بتانی ہے وعدہ کرو مارو گی نہیں دیکھو سب سے پہلے تمہیں بتا رہا ہوں کسی کو نہیں بتائی ابھی تک۔ سپنا نے پہلے تو اسے گھورا کہ اتنی خاص بات بھائی صاحب نے شیئر کرنے میں دیر کر دی۔ پہلا راز دار خود کے ہونے پر نرم پڑی۔

اچھا نہیں کچھ کہتی اب جلدی سے بتائیں۔ کشف کے علاوہ کسی نے انہیں نوٹس نہیں کیا۔

دیکھو یہ لڑکی کیسی ہے؟ مدنی نے اپنا فون اس کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

پیاری ہے بھائی۔۔۔۔۔ خیر تو ہے۔ ہنوز سرگوشیاں، کشف نے تجسس سے انگلیاں مروڑیں۔ یقیناً کوئی خاص بات ہے۔

مجھے بھی اچھی لگتی ہے امی کو رشتہ مانگنے کے لیے بھیجوں گا شادی نوکری لگنے کے بعد کروں گا۔ اس نے اپنی منصوبہ بندی سے آگاہ کیا۔

مجھے بلانا نہیں بھولنا بلکہ میں تو بن بلائے ہی آ جاؤں گی۔ سپنہ نے یہ بات اونچی آواز میں کہی کشف کے کان کھڑے ہوئے۔ ابھی وہ کوئی بات کرتے مدنی کا فون بجنے لگا تو وہ اٹھ کر ایک طرف کوچلا گیا۔

روشیل نے ایک ہفتے سے مدنی کو سپنہ سے نمبر نکالوانے کا کہ رکھا تھا۔ کچھ دیر پہلے اس

نے بتایا تھا وہ لوگ پارک جا رہے ہیں سپنا کے فون سے نمبر نکال کر خود بھیج دے گا۔
تب سے وہ نمبر کے انتظار میں بے چین ادھر سے ادھر ٹہل رہا تھا۔ کچھ دیر بعد مدنی
نے نمبر بھیجا تو اسے چین نصیب ہوا۔ اس نے نمبر بابا کو بھیج دیا تھا۔ حیدر صاحب کل
دن میں فون کرنے کا کہہ کر آرام کرنے کی غرض سے کمرے میں جا چکے تھے۔ روشیل
گھبراہٹ دور کرنے کے باعث وضو کر کے نماز ادا کرنے کے لیے مسجد آیا۔ اسے دعا
مانگنی تھی جیہا کے گھر والے رشتے کے لیے مان جائیں۔



ابرار میں بتا رہی ہوں ریاضی کے نئے کلیات اور فارمولے وغیرہ جو ہم متعارف
کروائیں گے۔ اس کتاب یا مجموعے کا نام ہم دونوں کے ناموں کو ملا کر ہو۔ سنبل چٹکی کو
چھیڑنے کے بعد ابرار کو مخاطب کرتے ہوئے بولی۔

ظاہر ہے ایسا ہی ہو گا آخر یہ کتاب ہماری بے مثال دوستی کا ثبوت بھی تو بنے گی۔ ویسے
ہمارے ناموں کو ملا کر کیا نام بن سکتا ہے۔ ابرار کی بات پر وہ آنکھیں گھماتے ہوئے نام

ابرار پلس سنبل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایسین کیسار ہے گا؟ سنبل سوچتے ہوئے جوش سے
چلائی۔ سب نے انھیں ایسے دیکھا جیسے لوگ پاگلوں کو۔

ہاں ایبسن تھیوری اچھا نام ہے۔ ابراہان نے حامی بھری۔

جیا کوروشیل کی غیر موجودگی کھٹک رہی تھی۔ اس کا بارہا دل چاہا لڑکوں سے پوچھنے کا مگر اسے یوں پوچھنا مناسب نہیں لگا۔ مونا کو پارک آتے ہی ایان کی کمی زیادہ محسوس ہوتی۔ وہ سوچ رہی تھی کیسے وہ اس کے پیچھے لگا رہتا تھا۔ سی سا والا واقعہ یاد کر کے مسکرا دی۔ اسے جب جب وہ یاد آتا اس کے لیے فاتحہ پڑھ دیتی اور ساتھ میں دعا بھی کرتی البتہ ایان کو معاف کر دے کس سوچ میں اس نے سڑک کا رخ کیا ہو گا۔ بظاہر، وہ خود کشی لگتی تھی انھیں کہیں نہ کہیں یہ خیال بھی آتا تھا ہو سکتا ہے اس نے ٹرک کو آتے ہوئے نہ دیکھا ہو۔

معاذ آجکل خفیہ طور پر بھارت جانے کے لیے ویزہ بنوانے کی کوششوں میں لگا ہوا تھا۔
اس کا ارادہ تھا وہ سب پاکستان میں ساتھ بیٹھ کر ٹی وی پہ اسے عاشی کے پسندیدہ منچ پر
نعت خوانی کرتے ہوئے دیکھیں۔ عاشی اس سے بے خبر تھی۔

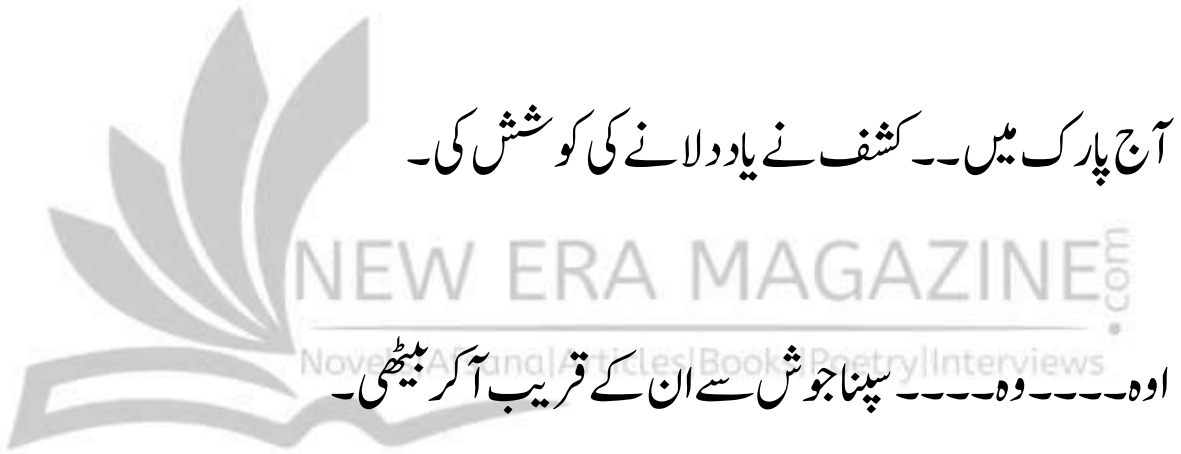
سنی اور یاسر سب کو باتوں میں مصروف پا کر لڑکیوں کے دوپٹے لڑکوں کی قمیضوں کے
ساتھ باندھنے میں مصروف تھے۔ جس طرح وہ سب گول دائرے میں بیٹھے تھے۔
انہوں نے بہانے بہانے سے سب کے قریب جا کر پہلے کو دوسرے دوسرے کو
تیسرے ایسے سب کے کپڑے آپس میں باندھ دیے تھے۔ نہا انھیں دیکھ چکی تھی
جیسے ہی وہ دونوں اس کے قریب آ کر بیٹھے۔ موقع پا کر اس نے دونوں کی قمیضوں کے
کونے باندھ دیے۔ اس کے بعد جو ہوا تھا پورا پارک ان سب پر ہنسا تھا۔

یاسر اور سنی اپنی گرہ کو دیکھ کر ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ یاسر کو سنی کی جبکہ سنی
کو یاسر کی شرارت لگ رہی تھی۔

سپنایہ مدنی تمھیں اپنے فون میں کیا دیکھا رہا تھا؟ کشف نے جان بوجھ کر ان سب کی موجودگی میں سوال کیا۔

کب؟ سپنایہ بالوں میں کنگھی پھیرتے ہوئے بونگاپن دیکھایا۔

آج پارک میں۔۔ کشف نے یاد دلانے کی کوشش کی۔



اوہ۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔ سپنایہ جوش سے ان کے قریب آکر بیٹھی۔

ایک بات بتاؤں مدنی بھائی کو پتہ لگنے دینا میں نے بتایا ہے کیونکہ ابھی تک کسی کو نہیں پتا۔ سپنایہ تجسس پھیلا یا اور ان کے حامی بھرنے کے بعد بولی۔

وہ اپنی کزن کو پسند کرتے ہیں اسی کی تصویر دیکھا رہے تھے۔ بہت پیاری ہی لڑکی سوٹ کرے گی میرے بھائی کو۔ انھیں خوشی سے اطلاع دیتی وہ اٹھ گئی۔

واہ یہ تو چھپا رستم نکلا۔ لڑکیاں کمٹ پاس کر رہی تھیں جبکہ کشف سوال پوچھنے پر کچھتا رہی تھی۔ ایک دم سے آنسو اس کی آنکھوں میں بھر گئے۔ ان سے آنسو چھپاتے وہ اٹھ گئی۔

خدا مبارک کرے تم دونوں کا ساتھ۔ اگلے دن کشف نے خود کو مدنی کو کہتے پایا تھا۔

آمین۔۔۔۔۔ مدنی کو اپنے پلان کی کامیابی پر خوشی ہوئی جبکہ کشف کی آنکھوں میں
 بجھی جوت دیکھ کر افسوس بھی ہوا۔

مگر وہ جانتا تھا اس طرح وہ بہت جلد خود کو سنبھال لے گی اور اپنی ساری محبت اور وفا میں
 اپنی زندگی میں آنے والے مرد کے لیے سنبھال کر دل کے کسی کونے میں رکھ دے گی
 ۔ کیونکہ اس نے کشف کو کسی قسم کی امید نہیں دلائی تھی۔

وہ آخری پیپر دے کر آنے کے بعد دن بھر سوتی رہی تھی۔ اس دوران اس کا فون بج
 بج کر بند ہو گیا تھا۔ آخر کار سنبل نے آکر اسے جھنجھوڑ کر جگایا۔ جیا نے مندی مندی
 آنکھیں کھولیں تو اپنے ارد گرد ان سب کو جمع پایا۔ وہ کچھ حیران پریشان سی اٹھ بیٹھی۔

میڈم کسی بات کا ہوش ہے دن بارہ بجے سے آکر سوئی ہو کہ رات کے بارہ بجادیے ہیں
 ۔ ان لوگوں کے پیپر تھے اس لیے وہ جاگ رہی تھیں۔ ایک وہ ہی اتنی دیر سوتی رہی
 تھی۔

ہاں تو جگایسے رہے ہو جیسے اگلادن چڑھ آیا ہو۔ وہ پھر سے لیٹ گئی۔

ہم تو نہ جگاتے مگر خبر ہی ایسی ملی ہے کہ جگانا پڑا ہے۔ سپنانے اسے تجسس میں مبتلا کرنا
 چاہا۔ وہ جو کروٹ لے کر سونے کی تیاری میں تھی فوراً ان کی طرف چہرہ موڑا۔

سیدھا سیدھا بولو میرے پاس وقت نہیں ہے۔ ان سب کے ہوش اڑے ہوئے تھے
خبر سن کر اور جیامحترمہ کے نخرے ہی نہیں سنبھل رہے تھے۔

اومیڈم وقت تو ہمارے پاس نہیں ہے کل پیپر ہے ہمارا۔ نیہانے اسے یاد دلایا۔

اچھا جلدی بتاؤ۔ جیانے گہرا سانس خارج کیا۔

گھر سے فون آیا تھا کہ تمہارا رشتہ آیا ہے کسی لڑکے کا۔۔۔۔۔ سنبھلنے بات کا آغاز
کیا۔

ہاں تو لڑکے کا ہی آئے گا نا۔۔۔۔۔ اس نے بے فکری سے تصحیح کی ان سب کو وہ ابھی
بھی نیند میں لگ رہی تھی۔۔۔۔۔ کیا کہا میرا رشتہ آیا ہے۔ سمجھ آنے پر وہ چلا کر
اٹھ بیٹھی۔

اب ہوئی نہ نیند اڑن چھو۔ مونا ہلکا سا ہنسی۔

ہاں جی تمہارا رشتہ۔ عاشی نے اک اک لفظ چبا کر کہا۔ UET والی لڑکیاں نوٹس اٹھائے پڑھنے میں جت گئیں۔

کس کا رشتہ آیا ہے؟ اس نے ڈرتے ڈرتے سوال کیا۔

کوئی علی نام بتا رہی تھیں خاندان سے باہر کا لڑکا ہے۔ اچھا خاندان ہے تمہارے گھر والے خاصی دلچسپی دکھا رہے ہیں خاص کر تمہارے بابا۔ سپنانے اسے معلومات فراہم کیں۔

اچھاااا۔۔۔۔۔ اس کا جوش ایک دم جھاگ کی مانند بیٹھ گیا۔

اب سونے کی بجائے کھانا کھالو۔ عیشو کو احساس ہوا وہ کتنے گھنٹوں سے بھوکی ہے۔

ہممم۔۔۔۔۔ ہنکارا بھرتے ہوئے جیانیے فون اٹھایا۔

کیا میں روشیل کو بتا دوں۔۔۔ اگر اس نے رشتہ بھیجنا ہوتا تو بھیج دیتا۔۔۔۔۔ ہو سکتا ہے میرے امتحان ختم ہونے کا انتظار کر رہا ہو۔۔۔۔۔ مگر اس نے حیدر انکل سے صلح بھی تو نہیں کی۔۔۔۔۔ پتا نہیں کیا چاہ رہا ہے یہ شخص۔

بھوک کا احساس تمام احساسات پر حاوی ہوا تو فون ایک طرف رکھتے ہوئے اس نے بے دلی سے کچن کا رخ کیا۔



چٹکی کی شادی ربیع الاول میں طے پائی تھی۔ کیونکہ ان کے شوہر نامدار ہمیشہ کے لیے وطن لوٹ رہے تھے اور ربیع الاول سے پہلے آنا ممکن نہیں تھا۔ عذرا آئی اس کا جہیز بنانے میں مشغول ہو گئی تھیں۔ اس سلسلے میں وہ عاشی، جیا اور کشف کو بازار لے جاتیں اور مونا چٹکی کے پاس رک جاتی۔ جیا کے گھر والے علی کے رشتے کو قبول کر چکے تھے۔ جیا نے فیصلہ انہی پر چھوڑ دیا تھا۔ آخر وہ کس کے لیے انکار کرتی۔ اس کے بابا چاہتے تھے

شادی لاہور میں ہی ہو جبکہ دوستوں کا بھی یہی اصرار تھا۔ ان سب نے اپنے اپنے والدین کو شامل ہونے کے لیے بلایا تھا۔ بلکہ ضد کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ معاذ کے گھر والے بھی جیا کے ساتھ ہی عاشی کو رخصت کر کے لے جانا چاہتے تھے۔

شادی کے تینوں فنکشن عید کے تینوں دن قرار پائے۔ ایک دور وز میں جیا اور عاشی کے گھر والے آنے والے تھے۔ مہمانوں نے مہندی والے دن پہنچنا تھا۔

لڑکیوں نے بھی جیا سے پوچھا تھا کہ اس نے روشیل کی بجائے کسی اور کو کیسے قبول کر لیا۔ اس نے انھیں بھی یہی کہ کر خاموش کر دیا کہ اسے چاہ ہوتی تو رشتہ بھیجتا باپ سے صلح کر کے۔ میں کس کے لیے گھر والوں کو روکوں۔ وہ بھی خاموش ہو گئی تھیں۔

اور پھر شادی کی تیاریوں اور مصروفیت میں ان کے ذہن سے یہ بات ہی نکل گئی۔ شاید یہ سوچ بھی کار فرما رہی تھی کہ جب ان دونوں کو ہی پرواہ نہیں تو وہ بول کر کیا کریں گی۔

یار رو شیل تم کہہ رہے تھے کہ جیا کے لیے رشتہ تمہارا گیا ہے مگر سنا بتا رہی تھی کہ جیا کا رشتہ تو کسی علی نامی لڑکے سے طے ہوا ہے۔ وہ سب لڑکے پیپر دینے کے بعد رو شیل کے گھر شفٹ ہو گئے تھے۔

علی سے رشتہ ہوا ہے۔۔۔۔۔ رو شیل تھوڑا حیران ہوا اور پھر بولا اگر علی سے ہوا ہوتا تو پھر بابا میری شادی کی تیاریاں کیوں کر رہے ہوتے اوہاں مجھے یاد آیا۔۔۔۔۔ وہ مسکرایا۔

اوبھائی اب کیا اکیلے ہی اکیلے مسکراتے رہو گے یا ہمیں بھی کچھ بتاؤ گے آخر معاملہ کیا ہے؟ لڑکوں کو تجسس لاحق ہوا۔

بات یہ ہے کہ کہ بابا مجھے پیار سے سے علی بلاتے ہیں اور جیا کے گھر رشتہ علی نام سے گیا ہے جب مجھے علم ہوا تو میں نے سوچا کیوں نہ اس موقع سے فائدہ اٹھایا جائے اور جیا کو پریشان کر کے سر پرانزدوں۔ اس نے وضاحت پیش کی۔

اچھا تو یہ گڑ بڑ ہوئی ہے۔ لڑکوں کو یک گونہ سکون محسوس ہوا۔

ہاں اب یہ بات لڑکیوں کو معلوم نہیں ہوئی چاہیے۔ روشیل نے وارنگ دی۔

اوکے باس۔ وہ سب کام میں جت گئے۔

یہ کیا بات ہوئی مہندی کی بجائے نکاح ہو گا اور بارات اگلے دن آئے گی۔ لڑکیاں کل کے فنکشن کے لیے مہندی کی تیاریاں کر رہی تھیں۔ جب انھیں یہ بات معلوم ہوئی تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جیا کی امی کے پیچھے لگ گئیں۔

امی یہ کیا بات ہوئی ہم نے تو مہندی کے حساب سے چیزیں خریدی تھیں اور اب نکاح ہو رہا ہے مہندی کہاں گی۔ سنبل بھی احتجاج کرنے آکھڑی ہوئی۔

پاگل لڑکیو وہ لوگ چاہ رہے تھے کمبا سنڈ فنکشن ہم نے کہا نکاح کر لیں پہلے پھر جو

مرضی آئے کرتے پھریں۔ انھوں نے مصروف انداز میں جواب دیا۔

اچھا اس کا مطلب ہوا پہلے نکاح ہوگا پھر رسم حنا ہوگی۔ یہاں نے سمجھتے ہوئے کہا۔

ہاں۔۔۔ اب جا کر دلہنوں کو بھی دیکھو ہلکا پھلکا تیار کر کے باہر لے آؤ تاکہ مہندی لگ سکے ہاتھوں کو۔ مہندی لگانے والی لڑکیاں آگئی ہیں۔ عاشری کی امی نے انھیں کام سونپا۔

جی ٹھیک ہے آنٹی۔ انھیں کہہ کر وہ کمرے میں آئیں جہاں دونوں دلہنوں کو ٹھہرایا گیا تھا۔

سلک کے باٹل گرین کلر کے بالکل سادہ قمیض شلوار کے ساتھ سفید جالی کے دوپٹوں میں وہ بغیر میک اپ کے تیار کھڑی تھیں۔ انھیں لے کر وہ چھت پہ آئیں۔ سب خواتین وہیں موجود تھیں۔ چھت پر قالین بچھا کر مہندی لگوانے کی نیت سے وہ سب وہاں بیٹھ گئیں۔ مرد حضرات کو لڑکوں کے گھر میں ٹھہرایا گیا تھا۔ کچھ لڑکے روشیل کے گھر پر انتظام کروانے میں مدد کر رہے تھے اور کچھ یہاں پر میزبانی کے فرائض انجام

دے رہے تھے۔ حمید بھی سب کاموں میں پیش پیش تھا۔ بیک گراؤنڈ پر میوزک
نچ رہا تھا۔ یہ گانا خاص طور پر جیا کی فرمائش پر لگایا گیا تھا جو اس نے کبھی کی تھی:

سیونی، سیونی، سیونی سیونی

میرا ماہی میرے بھاگ جگاؤن آگیا

سیونی، سیونی، سیونی سیونی

میرا ماہی میرے بھاگ جگاؤن آگیا

انج لگدا جیویں رانجھن مینوں ہیر بناؤن آگیا



دو لڑکیاں دلہنوں کو مہندی لگانے میں مصروف تھیں۔ دلہنوں کے علاوہ سب نے
ہتھیلیوں کے چاروں طرف گول ٹکیاں بنانی تھیں۔ اس کے لیے ایک پرات میں
مہندی گھول کے رکھ دی گئی تھی۔

کشف بیٹا ذرا نیچے سے مہندی کا پرات لانا۔ وہ جو عیشو کو نیچے بلانے جا رہی تھی نیہا کی امی
کی بات پر جی آنٹی کہ کر سیڑھیاں اترنے لگی جہاں اسے عیشو مل گئی۔

میں تمہیں ہی بلانے آرہی تھی۔ کشف نے اسے دیکھتے ہی کہا جو کون مہندی اٹھائے
اوپر آرہی تھی۔

اچھا چلو پھر اوپر۔ میں تو کون تلاش کر رہی تھی۔ عیشو نے مطمئن انداز میں اس کے
سامنے کون لہرائی۔

ہاں تم جاؤ میں مہندی والی ہرات اٹھالاؤں ذرا۔ کشف کہتے ساتھ ایک طرف سے
سیڑھیاں اتر گئی۔ اس کے جاتے ہی عیشو مسکراتے ہوئے مڑی اور کچھ دیر پہلے والا منظر
اس کی آنکھوں میں لہرا گیا۔

فریج کھول کر وہ کون تلاش کر رہی تھی۔ کون نکال کر مڑی تو سلیب پر مہندی والی
پرات پڑی دیکھائی دی جسے دیکھ کر اس کے ہاتھوں میں کھجلی ہوئی اور نظریں لال مرچ
والے ڈبے پر مرکوز ہوئی۔ ہاتھ خود بخود اس کی طرف بڑھ گیا اور ایک چمچ بھر کر اس
نے مہندی میں اچھے سے گھول دیا اور پھر "سانوں اک پل چین نہ آوے" گنگنائی ہوئی

کچن سے باہر نکلی۔

اس سے پہلے کشف پر ات لے کر دوبارہ آتی اور اسے وہیں کھڑا پا کر شک میں مبتلا ہوتی وہ سیڑھیاں جلدی سے پھلانگ کر چھت پر پہنچی۔

لڑکیوں کے علاوہ سب نے اسی پر ات سے مہندی کی ٹکیاں بنائی تھیں۔ مہندی لگاتے ہی کچھ دیر بعد انھیں جلن کا احساس ہونے لگا تھا۔ سب خواتین نے بھاگ بھاگ کر ہاتھ رگڑ رگڑ کے دھوئے تھے۔

بھا بھی مجھے لگتا ہے مہندی خراب تھی دیکھیں تو کتنی جلن ہو رہی ہے سب کو۔ عذرا آئی نے عیشو کی امی کو مخاطب کیا کیونکہ وہی مہندی کے پتے پسوا کر گھر سے لائی تھیں

-

لیکن بھابھی میں خود حیران ہوں کہ خراب کیسے ہوگی ابھی کچھ دن پہلے سر میں لگانے کے لیے میں نے یہی استعمال کی ہے۔ انھیں یہ معمہ پریشان کر رہا تھا۔

کسی کا دھیان عیشو کی طرف نہیں گیا تھا۔ سب کا خیال تھا مہندی خراب نکلی ہے۔ ہاتھوں پر جلن دور کرنے کے لیے وہ برف کی ٹکڑی پھرتی پھر رہی تھیں۔ جبکہ لڑکیاں بارہا طعنہ دے رہی تھیں:



اسٹیج پر سرخ دوپٹے کے ہالے میں دلہن کے روپ میں کھڑی حیران نگاہوں سے اندھیرے میں ڈوبے ہال کو حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ اچانک ایک مدھم سی روشنی اس پر گول دائرے کی صورت روشن ہوئی۔ بیک گراؤنڈ پر میوزک چل رہا تھا۔ جب

اچانک میوزک بند ہوا تو ہال میں لگے سارے قمقمے روشن ہوئے۔ اسے وہ اپنے سامنے گھٹنوں پر بیٹھا دیکھائی دیا۔ وہ اس کے انداز پر ایک پل کو حیران رہ گئی۔ ہاتھ میں انگوٹھی یا پھولوں کی بجائے نکاح کے پیپرز پکڑے وہ اسے پرپوز کرتے ہوئے ذرا سا گنگنایا:

مجھ سے شادی کرو گی؟

سب دم سادھے جواب کے منتظر تھے تب ہی اس کا سر ہاں میں ہلا اور پورا ہال سیٹیوں سے گونج اٹھا۔ اسی شور میں دونوں نے نکاح کے پیپرز پر دستخط کیے تھے۔ مہندی کی بجائے انھوں نے نکاح کیا تھا۔ بارات اگلے دن تھی اس کے بعد ولیمہ ہونا تھا۔

ایک منٹ، ایک منٹ یہ علی والا کیا ڈرامہ تھا ویرے ہمیں سمجھ نہیں آئی۔ نکاح ہوتے ہی لڑکیاں اسٹیج پر اسے گھیر کر کھڑی ہو گئیں۔

انھیں کہا گیا تھا دلہن ہال میں پہنچ گئی ہے وہ بھی پہنچیں۔ یہاں آنے پر انھیں پورا ہال

اندھیرے میں ڈوبادیکھائی دیا تھا سوائے جیا کے۔ وہ روشنی کے دائرے میں سرخ دوپٹے کے ہالے میں کھڑی تھی۔ اچانک ہی قمتے روشن ہوئے اور ویرا انھیں اس کے سامنے دوزانو بیٹھا دیکھائی دیا۔ وہ سب پہلے تو حیران اور پھر خوش ہوئیں۔ نکاح ہوتے ہی یہ گتھی سلجھانے کو بے قرار اسٹیج پر پہنچیں۔ جیا خود اس سوال کا جواب جاننا چاہتی تھی۔ انھوں نے علی کی تصویر بھی نہیں دیکھی تھی۔ جب بھی مطالبہ کیا خواتین نے کہہ کر ٹال دیا شادی میں دن ہی کتنے رہ گئے ہیں تب دیکھ لینا اب تصویر مانگنا مناسب نہیں لگتا۔

دراصل بابا مجھے شروع سے ہی علی بلاتے ہیں تو جب رشتہ بھیجا تو علی نام ہی زیر استعمال رہا بس جب ہمیں معلوم ہوا تو ہم نے بھی سوچا کیوں نہ ذرا سا سر پرانز ہی ہو جائے۔
روشیل نے انھیں وضاحت دی۔

اوہ۔۔۔۔ اور ہم یونہی پریشان ہوتے رہے یہ تو غلط ہے۔ لڑکیاں اسے جتاتے ہوئے بولیں۔

اب اتنا تو ہمارا حق بھی بنتا ہے نہ۔ ویرے نے سالیوں کو زچ کرنا چاہا آج تو اس کے
 ہونٹوں سے مسکراہٹ جدا ہی نہیں ہو رہی تھی۔ جیا کا دل اس کے بدلے بدلے انداز
 دیکھ کر فدا ہونے کی کوشش میں تھا۔ حیدر انکل بھی ہنس کر اس کے والد سے
 باتوں میں مشغول تھے۔ سب کتنے خوش دیکھائی دے رہے تھے۔ جیا نے دل ہی دل
 میں رب کا شکر ادا کیا۔

کوئی بات نہیں کل تو ہم بھی نہیں چھوڑیں گے آپ کو۔ لڑکیاں روشیل کو وارنگ
 دے رہی تھیں۔



کچھ دیر بعد مہندی کی باقاعدہ رسم شروع کی گئی تھی جو رات دیر تک چلتی رہی تھی۔
 سنبل سارے فنکشنز میں کیمرہ مین بنی ہوئی تھی۔ اگلے دن خیر و عافیت کے ساتھ
 عاشی اور جیا کی رخصتی ہوئی تھی۔

آج ان کا ولیمہ تھا آٹھوں سہیلیوں نے ہم رنگ میکسیاں زیب تن کی تھیں۔ سب نے کلائیوں پر ایک جیسے ربن باندھے تھے جن پر آرٹیفیشل گلاب کی کلیاں آویزاں تھیں۔ وہ سب ایک ساتھ اسٹیج پر دائرے میں کھڑی تصاویر اتر رہی تھیں۔ جب سنبل نے ان سب کو متوجہ کیا:

سنو لڑکیو! کہو کے تم سب آج شپت کھاتی ہو جو میں کہوں گی اس پر تاعمر عمل کرتی رہو گی مجھ سمیت۔ سنبل نے ہاتھ آگے بڑھایا تو ساتوں نے اس کے اوپر باری باری ہاتھ رکھے۔

ہاں ہم شپت کھاتے ہیں ان باتوں پر عمل کریں گے تاعمر۔ سب نے ساتھ دہرایا۔ سب ان کی طرف متوجہ ہوئے آخر ایسی بھی کون سی شپت اٹھانے جارہی ہیں۔

(1) ہم شپت کھاتے ہیں شادی کے بعد شوہروں کو زیادہ سے زیادہ تنگ کریں گے۔ پہلی شپت پر ماؤں نے ایک دوسرے کو دیکھا یہ کبھی نہیں سدھریں گی۔ جبکہ نئے نوپلے دلہوں نے مسکین سی شکل بنائی تھی۔ باقی لڑکوں نے بچ جانے پر شکر ادا کیا۔

(2) ہم شپت کھاتے ہیں ہم دوستیں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر روز ایک دوسرے کے ساتھ گھنٹوں فون پر بات کریں گے۔ دوسری شپت پر ان سب کی آنکھیں پہلے سے زیادہ پھٹی تھیں۔

(3) ہم شپت کھاتے ہیں شادی کے بعد شوہروں کے ساتھ سارے کام بانٹ لیں گے کھانا وہ پکائیں گے کھا ہم لیں گے، کپڑے وہ دھوئیں گے پہن ہم لیں گے وغیرہ وغیرہ۔ اس پر معاذ اور ریشیل نے سر پکڑا تھا۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

تم لوگوں کی لومیرج کا بھیانک انجام دیکھائی دے رہا ہے۔ مدنی نے پیشین گوئی کی۔

(4) ہم شپت کھاتے ہیں سال میں ایک بار سب دوستیں اپنے اپنے شوہروں اور بچوں سمیت ایک ہی جگہ چھٹیاں منانے جائیں گے۔ اس شپت پر کسی کو اعتراض نہیں ہوا۔

اس قسم کے کل چودہ نکات انھوں نے سنائے تھے۔ جنھیں سن کر معاذ اور ریشیل کی

سیٹیاں گم ہوتے ہوتے بچی تھیں۔

کچھ لوگ ہماری زندگیوں سے تو چلے جاتے ہیں مگر ذہنوں پر ہمیشہ سوار رہتے ہیں، ہماری یادداشت پر آسیب کی مانند بسیرا کر لیتے ہیں، آکٹوپس کی طرح ہماری ذات کو اپنی یادوں کے زریعے جکڑ کر رکھتے ہیں، ان کے ساتھ گزارا گیا ماضی ہمارے حال کے گرد ایسا شکنجہ کس دیتا ہے کہ ہم سوائے ان کے لیے تڑپنے کے اور کچھ نہیں کر سکتے پھر رہ جاتی ہے بے بسی جو رقص کرتی ہے ہماری ذات کے گرد۔۔۔

وہ غروب آفتاب کے وقت چھت پر کونے میں کھڑی اسے سوچ رہی تھی۔ تب ہی اس کی امی اس کے قریب آئیں۔

کچھ لوگوں اور چیزوں کی قدر ان کے کھو جانے کے بعد ہوتی ہے ایان بھی ان میں سے

ایک ہے۔ اس کو گئے کافی ماہ بیت گئے ہیں مگر تمہارا غم آج بھی گہرا ہے۔ تمہارے دوست جو شکل سے خوش دیکھائی دیتے ہیں اندر ہی اندر ہر موقع پر ایان کو بے ساختہ یاد کرتے ہیں۔ تم بھی ان کی طرح سنبھل جاؤ میرا بچہ غم کی تصویر بنے رہنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

امی میں بہت کوشش کرتی ہوں۔ مونانے انھیں تسلی دینے کی کوشش کی۔

سب نیچے تمہارا پوچھ رہے ہیں۔ وہ سمجھ گئی اس کی ماں اس کی تنہائی سے خائف تھی۔

چلیں۔ وہ ان کے گرد بازو جمائل کرتی سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔

جیا اور عاشی رخصت ہو کر اپنے اپنے سسرال پہنچ چکی تھیں۔ آج وہ سب بھی لاہور کو خیر باد کہہ کر جا رہی تھیں۔ اس کے بعد ان لوگوں نے چٹکی کی شادی پر جمع ہونا تھا۔

وہ اپنی سہیلیوں کو رخصت کر کے گھر لوٹی تو سیدھا کمرے میں آئی۔ روشیل جلدی گھر واپس آ گیا تھا۔ اسے معلوم تھا وہ اس کا انتظار کر رہا ہوگا۔ توقع کے مطابق وہ کمرے سے ملحقہ ٹیرس میں دیوار سے ٹیک لگائے چودھویں کے چاند کو دیکھ رہا تھا۔ وہ مسکراتے ہوئے اس کے قریب آئی اور پاس آ کر شانے پر سر ٹکا کر کھڑی ہو گئی۔ اسے دیکھ کر وہ چونکا۔

روشیل! پرسکون ماحول میں جیا کی مدھم آواز اس کے کانوں میں جیسے رس گھول گئی تھی۔

جی میری جان! روشیل نے محبت کا جواب محبت سے دیا۔ وہ ان دونوں کے بیچ کی اس محبت کو آخری سانس تک زندہ رکھنا چاہتا تھا۔ بے شک میاں بیوی کے درمیان محبت خدا کو بھی خوش کرتی ہے۔

بلاخر میری ایک خواہش پوری ہو ہی گئی۔۔ جیا کی بات پر اسے تجسس نے گھیرا۔

کونسی؟ روشیل نے سوال کیا۔

اپنے نکاح میں آنے والے مرد کے ساتھ چاند کو دیکھنے کی۔ اس کے جواب پر روشیل نے مسکرا کر جیا کا رخ اپنی جانب کیا۔

اور میری بھی اتنی بڑی خواہش پوری ہوئی ہے پتا ہے کیا؟ جیا کے نفی میں سر ہلانے پر وہ اس کے کان پر جھکا۔

تمہارے ساتھ نکاح میں آنے کے بعد پوری کائنات دیکھنے کی خواہش۔ اس کی بات پر وہ دل کھول کر ہنسی تھی۔

-----دس سال بعد-----

ان دس سالوں میں وہ اپنی اپنی زندگیوں میں اس قدر مصروف رہے تھے کہ دوبارہ سب ساتھ میں بیٹھ نہیں سکے تھے۔ ہر بار کوئی نہ کوئی فیملی مس ہوتی تھی۔ اس دوران بہت کچھ ہوا تھا۔ معاذ نے عاشی کی خواہش پوری کی تھی۔ اس کے پسندیدہ منچ پر معاذ نے یہ نعت پڑھی تھی:

یا رسول اللہ! یا حبیب اللہ!

یا رسول اللہ! یا حبیب اللہ!

جو کوئی غم ستائے تو مدینہ یاد کر لینا

جو کوئی غم ستائے تو مدینہ یاد کر لینا

نہ دل کو چین آئے تو مدینہ یاد کر لینا

حال دل کس کو سنائیں، حال دل کس کو سنائیں

آپ کے ہوتے ہوئے کیوں کسی کے در پہ جائیں

کیوں کسی کے در پہ جائیں آپ کے ہوتے ہوئے

حال دل کس کو سنائیں، حال دل کس کو سنائیں

آپ کے ہوتے ہوئے کیوں کسی کے در پہ جائیں

سنبل اور ابرار کی Abson Theory نے شاندار کامیابی حاصل کی تھی۔ سبنا کی شادی پر جیانے مدنی سے سالیوں والی ساری رسمیں کروا کے پرانے بدلے لیے تھے۔ نیہا اور یاسر کی رینج میرج بھی ہوئی تھی۔ کشف محبت بھلا کر اپنے نکاح میں آنے والے مرد کے ساتھ خوش رہ رہی تھی۔ ایان کے والدین کی خبر گیری کرنا ان سب کے اولین فرائض میں شامل رہا تھا۔

سنی اور عیشو آج بھی باز نہیں آئے تھے ان سالوں میں ان سے دور ہو کر بھی اپنے اپنے گھروں میں انھیں چین نہیں تھا۔ سنی امریکا جا کر انگریزوں کو ناکوں چنے چبوا رہا تھا جبکہ عیشو نے پاکستانیوں کا جینا حرام کیا ہوا تھا۔ خاص موقعوں پر تحائف بھیجنے کی بجائے عام دنوں میں کبھی ڈھیر ساری آن لائن شاپنگ کر کے ان کے ایڈریس دے دیتے تو کبھی لنڈے بازار سے اوٹ پٹانگ چیزیں اٹھا کر اچھی سی پیکنگ میں کسی کے گھر ارسال کر دینا۔ سب کا کریئر بہترین جارہا تھا۔ جیارب کے فضل سے ملک کی اچھی یونیورسٹی میں پڑھا رہی تھی اور ساتھ ساتھ ڈرامے بھی لکھ رہی تھی۔ مختلف پاکستانی چینلوں پر اس

کے ڈرامے چل رہے تھے۔ سنبل کی شادی ان سب سے آخر میں ہوئی تھی اسے پانچ بھائیوں والا لڑکا ذرا مشکل سے ملا تھا۔

مونا جو ساس سے ڈرتی تھی۔ اسے شادی کے بعد جوائنٹ فیملی میں جانا پڑا تھا جہاں کتنی ہی ساسوں سے اس کا پالا پڑ رہا تھا۔

سنی پاکستان آرہا تھا اس لیے اس نے سب دوستوں کو ان کے بچوں اور شوہروں سمیت لاہور کے اسی پارک میں ملنے کے لیے دعوت دی تھی۔

بچے پارک میں ایک جانب کھیل رہے تھے جبکہ والدین دائرے میں بیٹھے گفت و شنید میں مصروف تھے۔ سنبل نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بات شروع کی:

سب سن لو جیسا کہ لڑکیوں تم سب کو معلوم ہے میری خواہش تھی پاکستان میں لیڈریز مال بنانے کی تو میں اس کا آغاز کرنے والی ہوں بہت جلد اگر تم میں سے کسی کو پارٹنر شپ کرنی ہے تو بتادو۔

سب ہی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق پارٹرشپ کرنے پر راضی ہو گئیں۔ اس کے بعد سب نے فیوچر پلانز ڈسکس کیے۔ اتنے میں عیشو آتی ہوئی دیکھائی دی جو کچھ دیر پہلے کسی کام کے لیے اٹھی تھی۔

عیشو تمہارے فیوچر پلانز کیا ہیں؟ سنی نے اپنی امریکن بیوی کو دیکھتے ہوئے عیشو کو مخاطب کیا۔ اتنے سالوں میں وہ اسے کافی حد تک اردو سیکھا چکا تھا۔

میں یتیم خانہ چلانے کے بارے میں سوچ رہی ہوں یہیں ابھی پاس میں ہی کھولا ہے۔ عیشو نے چہرے پر معصومیت طاری کرتے ہوئے کہا۔ وہ سب اس کو رشک بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے کیسے اپنی آخرت سنوارنے جا رہی ہے۔

پھر تو ہمیں وزٹ کرنا چاہیے اگر پاس میں ہے تو۔ سپنا کے شوہر نامدار نے کہا۔ ہاں ضرور یہیں پاس میں ہی ہے پیدل جاسکتے ہیں۔ اس کی بات پر سب جانے کے لیے تیار ہوئے۔ اب سچو لیشن کچھ یوں ہے وہ چہرے پر شرارت سجائے پارک میں بنے ایک کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ وہ سب ذرا حیران سے اس کی تقلید کر رہے تھے۔

ابھی بچے کم ہیں تو یہ کمرہ ایمر جنسی میں ادھار لیا ہے بہت جلد کوئی بلڈنگ خرید کر انھیں وہاں شفٹ کرتی ہوں۔ کہتے ساتھ اس نے وہاں بنے چوکیدار کا کمرہ کھولا جہاں ان سب کے بچے ڈرے سہمے جبکہ بیٹھے تھے۔ اپنے اپنے والدین کو دیکھ کر روتے ہوئے ان کی طرف دوڑے۔ اس سے پہلے کہ عیشو کو وہ لوگ پکڑتے اس نے دوڑ کرے سے باہر دوڑ لگائی۔ ساتوں سہیلیاں "عیشو تم آج بھی باز نہیں آئی" کہ کر اس کے پیچھے بھاگی تھیں۔ جبکہ بچے باپوں کے ہمراہ حیرت سے پارک میں اپنی ماؤں کو عیشو خالہ کے پیچھے بھاگتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

شور سن کر پارک کا چوکیدار جو انھیں آج بھی اچھے سے پہچانتا تھا گیٹ سے اندر جھانکتے ہوئے مسکرا کر سوچ رہا تھا:

"دوستی ہو تو ایسی"

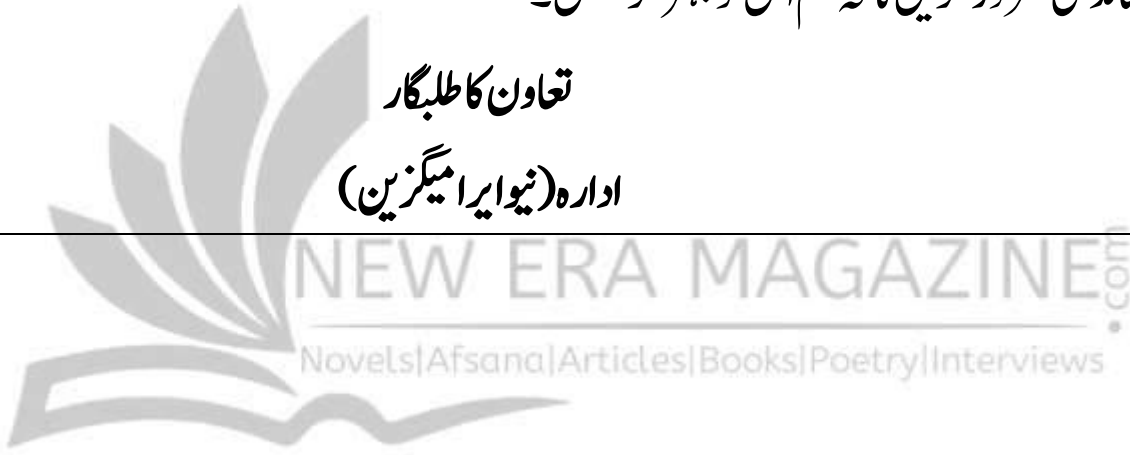


ختم شد

نوٹ

تویار میرا از جیا بلوچ پڑھنے کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ نظر ثانی کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہو اگر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی ضرور کریں تاکہ ہم اس کو بہتر کر سکیں۔

تعاون کا طلبگار
ادارہ (نیو ایر میگزین)



ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین